مکتوباتِ و خطباتِ رُومی

ڈاکٹر محمد ریاض

اقبال اکادمی پاکستان ○ لاہور

مکتوباتِ و خطباتِ رومیؒ

ڈاکٹر محمد ریاض

اقبال اکادمی پاکستان ◎ لاہور

جملہ حقوق محفوظ ہیں:

ناشر ـــــ پروفیسر محمد منوّر
ڈائرکٹر اقبال اکادمی پاکستان لاہور

طبع اوّل ـــــ ۱۹۸۸
مطبع ـــــ طیّب اقبال پرنٹرز، لاہور
تعداد ـــــ ۱۰۰۰
قیمت ـــــ ۱۰۰ روپے

نگران طباعت

فخر دانیال

سیلز آفس: اقبال اکادمی پاکستان۔ ۱۱۶ میکلوڈ روڈ لاہور

قارئین کرام سے ؛

اس کتاب میں بڑی تعداد میں قرآن مجید کی آیات نقل ہوتی ہیں۔ براہِ کرم ان کے تقدس کا خیال رکھیں کہ "لا یمسّہ الا المطہرون"

انتساب

علامہ اقبالؒ کی روحِ پرفتوح کی خدمت میں ہدیہ امتنان،
جن کی تصانیف کے ذریعے عصرِ حاضر میں مطالعہ رومیؒ کو مستحکم تر
بنیاد دیں، فراہم ہوئی ہیں:

چو رومیؒ در حرم دادم اذان من از و آموختم اسرارِ جان من
بدورِ فتنہ عصرِ کہن، او بدورِ فتنہ عصرِ روان، من

(اقبالؒ، ارمغانِ حجاز)

فہرست مطالب

تعارف از مرتّب	صفحہ
ترجمہ مکتوب ۱ تا ۱۴۴	۹
مکتوبات میں منقول قرآن مجید کی آیات (سورتوں کی ترتیب سے فہرست)	۲۵۱
تعلیقات مکتوب الیہم (حروف تہجی کے اعتبار سے مکتوب الیہم کا مختصر تعارف)	۲۶۳
ترجمہ "خطبات" (مجالس سبعہ) :	۲۷۲
مجلس یکم :	۲۷۳
۱۔ سنّتِ رسول ؐ مسلمانوں کے اتحاد کا سبب ہے۔	
۲۔ غزوہ احد اور شہادتِ امیر حمزہ ؓ کا عبرت انگیز واقعہ	
۳۔ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" کی برکات اور وساوس شیطانی سے بچنے کے سلسلے میں بعض قصص و حکایات	
مجلس دوم :	۳۲۱
حکایات اور درس تقویٰ۔ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" کی برکات سے حضرت سلیمان ؑ کا ملکِ سبا کو مسخر کرنا	
مجلسِ سوم :	۳۳۶
حکایات و تمثیلات کے ذریعے مومنانہ بصیرت و فراست کی توضیح	

صفحہ

مجلس چہارم ؛ ۳۵۰
ارتقائے انسانی اور مؤمنانہ زندگی کا بیان
مجلس پنجم ؛ ۳۶۲
شیخ حبیب عجمیؒ کی ایک کرامت۔ مقام نبوّت، علم و عمل کا رابطہ
مجلس ششم ؛ (سب سے مختصر) ؛ ۳۷۴
تقویٰ آمیز اور خدا ترسانہ زندگی کے آداب
مجلس ہفتم (پیچیدہ اور ادق مباحث) ؛ ۳۷۹
علم اور تزکیۂ نفس کے فضائل
مجالس میں شامل آیات قرآن مجید کی فہرست (سورتوں کی ترتیب سے)۔ ۳۹۱
مجالس کے سلسلے میں وضاحتیں
حواشی ۳۹۸
اشاریہ
۴۷۵

تعارف

جلال الدین محمد (۶۰۴ - ۶۷۲ ہجری) رحمۃ اللہ علیہ کا ترکی میں "مولانا" اور ایران میں "مولوی" کے خاص القاب کے ساتھ ذکر کرتے ہیں۔ معاصرین میں بھی وہ مولوی، مولانا اور خداوندگار (مربی) کہلواتے رہے ہیں۔ برصغیر پاکستان و ہند میں انہیں رومی، مولانائے روم یا مرشد رُوم وغیرہم کے القاب سے یاد کرتے رہے ہیں۔ مولانائے موصوف ایک زبردست شاعر اور مصنف تھے۔ ان کی مثنوی شریف (۶ دفتر) اور دیوان کبیر (دیوان شمس تبریزی) مکمل اور منتخب صورت میں برصغیر اور ایران میں کئی بار شائع ہوئے۔ مثنوی کے منثور اور منظوم تراجم کئی زبانوں میں ہوئے اور اس کی کئی شرحیں بھی لکھی گئیں۔ "فیہ ما فیہ" نام کی کتاب جو رومیؒ کی گفتار کا مجموعہ ہے، ایران اور برصغیر میں چھپی اور "ملفوظات رومیؒ" کے عنوان سے اس کا اردو ترجمہ بھی موجود ہے (مترجم عبدالرشید تبسم، ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور)۔ علامہ شبلی نعمانی کی "سوانح مولانائے روم" جو فارسی میں بھی ترجمہ ہو چکی، متکلم رومیؒ کا اب بھی اردو میں ایک عمدہ تعارف ہے۔ عصر حاضر میں مطالعہ رومیؒ کے بہت بڑے محرک علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم مرحوم (وفات ۱۹۵۹ء) نے بھی رومی کے بارے میں کئی کتابیں اور مقالے لکھے۔ انکی "عرفان رومی" Metaphysics of Rumi کے نام سے فارسی میں بھی ترجمہ ہو کر شائع ہو گئی۔ ایران کے دانش وروں میں استاد بدیع الزماں فروزانفر مرحوم (د-۱۹۷۰ء) نے رومی شناسی میں تخصص حاصل کیا اور کئی کتابیں لکھ گئے۔ مغرب کے مستشرقین میں رومی کے مترجم اور شارح کے طور پر ڈاکٹر اے آر نکلسن (۱۹۴۸-۹ء) اور ڈاکٹر اے۔ جے

آربری (۱۹۶۹-۱۹۰۵ء) کے نام بہت معروف ہیں۔

رومی کی مثنوی، دیوان اور فیہ مافیہ کی عالمی شہرت کے باوجود، ان کی جن دو مختصر کتابوں کو یہاں متعارف کروایا جا رہا ہے، ان کے نام اور محتویات سے اکثر لوگ ابھی تک ناآشنا ہیں۔ ہم یہاں مولانائے روم کی ان دو نسبتاً کتابوں 'مکتوبات اور خطبات' کو مختصراً متعارف کروائیں گے اور بعد میں ان کے عربی و فارسی متن کا اردو ترجمہ پیش کریں گے۔

مکتوبات رومیؒ

مولانائے رومؒ، شمس تبریزی سے ملاقات کے سال (۶۴۲ھ) تک پیشہ ر تدریس سے متعلق رہے۔ شمس تبریزی کوئی تین برس تک (۶۴۵ھ تک) رومی سے ملتے رہے اور اسکے بعد کے رومی، اپنے پہلے دورِ حیات سے کافی مختلف تھے۔ رومی کے مکتوبات ان کے دوسرے دورِ حیات سے متعلق نظر آتے ہیں۔ رومی نے نامعلوم کتنے خطوط لکھے ہوں گے، مگر زیر بحث ان کے چھوٹے بڑے خطوط ۱۴۵ ہیں۔ ان مکتوبات کو رومی کے ایک خلف رشید ڈاکٹر فریدون نافذ بک نے ۱۳۵۶ھ/۱۹۳۷ء میں استنبول کے ثبات پریس سے شائع کروایا۔ اس نسخے کو یوسف جمشیدی پور اور غلام حسین امین نے، اشخاص و اماکن کی بعض توضیحات کے ساتھ، ۱۹۵۶ء میں تہران سے شائع کروایا۔ متن میں افسوس ناک حد تک اغلاط نظر آتے ہیں مثلاً آیات قرآن اور احادیث رسولؐ بھی کہیں کہیں غلط شائع ہوئی ہیں، لیکن نقش ثانی، نقش اول سے کافی حد تک بہتر ہے۔ رومی کے ان ۱۴۵ مکتوبات میں سے تین مناقب العارفین میں منقول ملتے ہیں اور استاد بدیع الزمان فروزانفر نے بھی سوانح رومی پر مبنی اپنی کتاب "رسالہ در تحقیقِ احوال و زندگانی مولانائے جلال الدین محمد" (تہران ۱۹۳۷ء) میں انہیں نقل کیا ہے اور اس کتاب کے دوسرے ایڈیشن میں (۱۹۵۴ء) "مکتوبات و خطبات" دونوں کا کسی قدر اضافی تعارف پیش کیا ہے۔

کسی مصنف کے مکتوبات کی اہمیت مسلمہ ہے اور صوفیاء و علماء نے اپنے خطوط کے ذریعے بڑے بڑے عقدے حل کیے ہیں اور اہم علمی و دینی موضوعات چھیڑے ہیں مگر رومی کے اکثر خطوط ایسے معنی خیز نہیں۔ اکثر خطوط وقتی باتوں اور خلق خدا کی بہبودی کی

تلقینات کے حامل ہیں۔ البتہ ان خطوط میں بھی دلپذیر نکات مل جاتے ہیں۔ رومیؒ، ایک پُر آشوب عصر میں زندگی بسر کرتے رہے۔ وہ فتوے لکھ کر کسب معاش کرتے رہے اور اپنے نیازمندوں پر کبھی معاشی بار نہ ڈالا۔ وہ اپنے گرد و پیش کی معاشی بدحالی سے دل گرفتہ تھے۔ منگولوں کی لوٹ کھسوٹ سلاجقہ کی سلطنتوں میں بھی جاری تھی۔ لوگ اقتصادی بدحالی، بیروزگاری اور تجارت و معاشی سرگرمیوں پر ناروا پابندیوں سے دوچار تھے۔ مولانائے روم کے بیشتر خطوط اپنے مظلوم اور مفلوک الحال ہم عصروں کی حاجت برآری اور ان کی مدد کرنے کے جذبے سے متعلق ہیں البتہ چند خطوط رومی کے اعزّہ و اقارب اور ان کے احباب جیسے صلاح الدین زرکوبؒ (وفات ۶۵۷ھ) اور حسام الدین چلپیؒ (وفات ۶۸۳ھ) کے نام ملتے ہیں۔ رومی کے دیگر مخاطبین میں ان کے ارادت مند لوگ شامل ہیں ان لوگوں میں اُن کے ادنیٰ شاگردوں سے لے کر اعلیٰ رُتبے کے امرا اور وزرا وغیرہم بھی نظر آتے ہیں۔ ان خطوط میں رومی ایک غیر معمولی بالغ نظر، وسیع القلب، جوانمرد اور انسان دوست شخص نظر آتے ہیں کیونکہ وہ اپنی ذات اور احتیاجات سے بے نیاز، دوسروں کی خاطر دل سوزی دکھاتے نظر آتے ہیں۔ اپنی شاعری میں رومی نے عشق و محبت کا عظیم درس دیا ہے جیسے مثنوی معنوی کے یہ اشعار ؎

از محبّت تلخہا شیریں شود　　از محبّت مسہا زریں شود
از محبّت دُردہا صافی شود　　وز محبّت دردہا شافی شود
از محبّت مردہ زندہ می شود　　وز محبّت شاہ بندہ می شود

اپنے مکتوبات و خطبات میں انہوں نے یہ درسِ محبّت، نثر کی زبان میں زیادہ واضح صورت میں دیا اور ایثار و جوانمردی کا عملی مظاہرہ کیا ہے۔

بعض خصوصیات

رومی کے مکتوبات اور خطبات، مثنوی، دیوان اور فیہ ما فیہ کے کئی مطالب کو واضح کرتے ہیں۔ داستان نویسی اور تمثیل نگاری میں رومی کا ایک خاص اسلوب ہے جو ان کی شاعری اور نثر دونوں میں موجود ہے اور اسے مکتوبات و خطبات میں بھی دیکھا جا سکتا ہے۔ "مکتوبات" فارسی میں ہیں مگر چار خطوط (۱۲، ۱۴، ۴۰ اور ۶۴ نمبر) عربی میں ہیں گو خط نمبر ۱۴ کے چند جملے

فارسی میں بھی ہیں۔ سارے خطوط عربی آمیز ہیں۔ آیاتِ قرآن اور احادیث رسول ؐ کے علاوہ عربی میں امثال اور اشعار بھی موجود ہیں۔ اپنے جغرافیائی ماحول کے زیر اثر رومی نے بعض خطوط میں متداول ترکی الفاظ بھی استعمال کئے ہیں۔

رومی کا اسلوبِ تحریر مجموعی طور پر دلآویز ہے مگر اکثر خطوط کا ابتدائی حصہ خاصا خشک، تکرار آمیز اور خستگی آور ہے۔ رومی اعیان و امراء کو مخاطب کرتے وقت طویل القاب اور خطابات لاتے ہیں۔ خطوط کا یہ حصہ بیشتر عربی میں ملتا ہے وہ ازروئے انکساری، چھوٹوں کو بھی نہایت احترام سے مخاطب کرتے ہیں۔ ان کی بعض عبارات مقفیٰ و مسجع بھی نظر آتی ہیں تاہم، خطوط کے حامل مدعا حصّے اکثر مواردمیں آسان اور معانی رس ہیں۔

مکتوبات کی بعض دیگر خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں:۔

۱:۔ تقریباً ہر مکتوب کا آغاز "اللہ مفتح الابواب" (اللہ تعالیٰ دروازے کھولنے والا ہے) کے کلمات سے ہے۔ مدّعا یہ کہ درِ مشکلات کا وا کرنا حقیقت میں اللہ تعالیٰ کا کام ہے گو ظاہری طور پر جو بھی صورت ہو۔

۲:۔ مکتوب شمارہ ۷۲ کی عبارت مسجّع ہے۔ خط نمبر ۸۷ کا اختتامیہ رومی کے نام کے ساتھ اس طرح ہے جس طرح کم و بیش لوگ اب بھی لکھتے ہیں۔ ایک دوسرے خط میں رومی مملکت روم میں اپنے مروّج لقب "مولانا" کا ذکر کرتے ہیں۔

۳:۔ رومی اپنے ہر رقعہ یا مختصر خط میں بھی سخنانِ حکمت لاتے ہیں وہ واعظ کم اور حکیم زیادہ نظر آتے ہیں۔

۴:۔ رومی کے اکثر کلام میں سوزِ عشق اور دردِ فراق کا بیان ملتا ہے اور اپنے ان پسندیدہ موضوعات کو وہ مکتوبات میں بھی لاتے ہیں۔

۵:۔ رومی کے تین خطوط (نمبر ۶، ۶۲ اور ۱۴۴) ان کے بیٹوں سلطان محمد اور علاء الدین کے نام ہیں۔ خط شمارہ ۵۴ کو رومی نے اپنی بہو فاطمہ خاتون بنت صلاح الدین زرکوب کے نام لکھا جو ان کے فرزندِ اکبر سلطان محمد کی زوجہ تھیں۔ مولانا نے اپنی بہو اور بیٹے کے اختلافات کو ختم کروایا تھا۔

یہ خطوط مجموعی طور پر، مولانائے رومی کی عملی زندگی اور ان کی افتادِ طبع کے مظہر ہیں۔ وہ ایک صاحبِ صحو صوفی تھے۔ وہ اپنے نیازمندوں اور آشناؤں کے ادنیٰ و اعلیٰ کاموں پر توجہ دیتے رہے اور ان کا دِل پریشاں حال قلوب کے ساتھ دھڑکتا رہا۔ انہوں نے ایمان و امراء سے اپنے لئے کچھ نہیں مانگا۔ وہ بڑی شہامت اور جوانمردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے دوسروں کے دکھ درد کے ازالے کے لئے کوشاں رہے۔ وہ ایک کو تجارتی راہ داری دلاتے ہیں تو دوسرے کو روزگار۔ ایک کی ملازمت کی کوشش کرتے ہیں تو دوسرے کی معذرت و اظہار ندامت سے ایمان و امراء کو آگاہ کرتے ہیں۔ ان خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ رومی ایک متحرک اور سراپا عمل درویش تھے اور علامہ اقبال اسی لئے ہمیں "فقیر رومی" کو اپنانے کی تلقین کرتے ہیں[1]

ز رومی گیر اسرارِ فقیری — کہ آں فقر است مسعودِ امیری
حذر زاں فقر و درویشی کہ ازوے — رسیدی بر مقام سربزیری
خودی تا گشت مہجور خدائی — بہ فقر آموخت آداب گدائی
ز چشتم مست رومی وام کردم — سرور از مقام کبریائی

(ارمغان حجاز)

خطبات رومی (مجالسِ سبعہ)

مجلس (مجالس جمع) خطبے اور موعظہ کے معنی میں ہے۔ صوفیہ اور وعاظ منبرِ مسجد یا خانقاہ کی ناصحانہ بات کو مقامہ یا مجلس کہتے رہے ہیں۔ رومی کی ان مجالس کو بھی ڈاکٹر فریدون بک (نافذ) نے استنبول سے شائع کروایا تھا (۱۹۳۶ء میں ناتمام اور ۱۹۳۷ء میں مکمل)۔ تہران کے مشہور پریس "سعید نو" نے چند سال قبل (س ن) کلالہ خاور والا مثنوی معنوی کا محمد رمضانی کا مرتبہ اڈیشن (۱۳۱۹ھ ش/۱۹۴۰ء) میں دوبارہ طبع کروایا اور اس کے ضمائم میں "مجالس سبعہ" کو بھی طبع کروایا۔ یہ ضخیم ایڈیشن بڑے رحلی سائز کا ہے (۱۴" × ۹") اور "مجالس سبعہ" اس کے دو کالمی ۳۰ صفحات پر مشتمل ہے۔

رومی، شمس تبریزی سے ملاقات (۶۴۲ھ) سے قبل منبرِ وعظ کو اکثر زینت دیتے رہے مگر اس کے بعد صاحبِ "مناقب العارفین" کی روایت کے مطابق، انہوں نے صرف

چند بار وعظ کیا۔ اب بھی وہ جلوت نشین رہے مگر سخنانِ حکمت کو پند و نصیحت کے طور پر بیان کرتے وقت وہ مجمع یا مجلس سے بے نیاز تھے۔ ان کی محفل میں موجود لوگ البتہ ان کی حکیمانہ گفتار سے ہمیشہ مستفید رہے ہیں۔ قابلِ توجہ بات یہ ہے کہ جس طرح مکتوبات بیشتر شمس تبریزی کی صحبت سے بعد کے دور سے مربوط نظر آتے ہیں، مجالسِ سبعہ ان کے پہلے دورِ حیات سے متعلق معلوم ہوتی ہیں یہ درست ہے کہ ۶۴۵ھ کے بعد رومی ایک جہاں بین حکیم اور عارف بن گئے، مگر اس سے قبل بھی وہ ایک ژرف نگاہ متکلم اور مفکر تھے۔ "مجالس سبعہ" کا ارمغان جو ہمیں رومی کے ارادت مندوں کے توسط سے ملا، وہ اس بات کا غماز ہے کہ رومی ریعانِ جوانی کے دوران بھی ایک صاحبِ فکر شخص تھے۔

سات یا نو؟

مجلس دوم سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس گفتار کے وقت رومی کے والد بہا الدین (۶۲۸ھ) حیات تھے کیونکہ مقرر اس میں اپنے والد کا سایہ دیر تک اپنے سر پر موجود رہنے کی دعا کرتے ہیں۔ دوسری چھ مجالس کے تقدم و تاخر کا کوئی قرینہ موجود نہیں۔ البتہ پہلی مجلس تین مجلسوں کا مجموعہ نظر آتی ہے۔ یہ مجلس کافی طویل ہے۔ اتنی باتیں ایک نشست میں نہیں کہی جا سکتی ہیں۔ استاد بدیع الزمان فروزانفر اس مجلس کی طوالت اور اس میں تین جداگانہ بحثوں کی موجودگی کی وجہ سے اسے تین مجلسوں کا مجموعہ قرار دیتے ہیں (دیکھیں ان کا "رسالہ" طبع دوم کتاب فروشی زوّار، تہران) اور ان کی یہ تحقیق قرینِ قیاس ہے۔ اس طرح یہ مجلسیں "مجالسِ سبعہ" کے عنوان کے باوجود "سات نہیں" نو قرار پاتی ہیں۔ اصل عنوان بھی شاید "مجالس تسعہ" ہوا ہے۔

مجلسِ اوّل کا ایک عنوان ہے:

"سُنتِ رسولؐ مسلمانوں کے اتحاد کا سبب ہے۔"

اسے مفکر کے قلمی نام سے کسی صاحب نے اردو میں ترجمہ کیا اور ابراہیم چشتی نے اسے ۱۹۵۶ء میں لاہور سے شائع کروایا (مترجم اور ناشر کے پاس غالباً مجلس سبعہ مطبوعہ استنبول کا نسخہ ہوا ہوگا) یہ کتابچہ راقم نے فروری ۱۹۷۸ء میں پشاور یونیورسٹی کے زیر اہتمام منعقد

ہونے والی رومی کانگرس کے دوران "نمائش کتب رومیات" کے سلسلے میں دیکھا اور اس پر کتب خانہ باغِ جناح لاہور کی مہر ثبت تھی۔ مگر بعد میں یہ کتاب دیکھنے اور پڑھنے کو نہ مل سکی۔

مجالسِ سبعہ ہوں یا تسعہ، ان میں دل پذیر موضوعات ملتے ہیں۔ "مکتوبات" کی طرح یہ "خطبات" بھی عربی آمیز ہیں اور قصص و تمثیل ان میں بھی موجود ہیں۔ پھر "مکتوبات و خطبات" کی سب باتیں مستند اور معتبر بھی شاید نہ ہوں کیونکہ ان میں بعض قصص و حکایات ایسے ہی ہیں جیسے مثنوی یا فیہ ما فیہ میں۔ البتہ رومی کی باتوں کے مآخذ و منابع قدیم صوفیا و عرفاء کی کتابیں ہیں۔ رومی مکتوبات کی طرح، مجالس میں بھی اپنے اور دوسروں کے عربی اور فارسی اشعار نقل کرتے ہیں۔ فارسی شعر مسعود سعد سلمان (و۔۵۱۵ھ)، خاقانی شروانی (و۔۵۹۵ھ) اور نظامی گنجوی (و تقریباً ۶۱۰ھ) کے بھی ہیں۔ مگر بیشتر اشعار رومی کے محبوب پیشرو حکیم سنائی غزنوی (و۔۵۳۵ھ) اور شیخ عطار نیشاپوری (و۔۶۱۸ھ) کے ملتے ہیں۔

"مجالس سبعہ" کے عنوانات "فہرستِ مطالب" میں لکھ دیئے گئے ہیں اور یہاں تکرار بے سود ہو گی۔

وضاحت

ترجمے اور توضیح کے سلسلے میں چند امور کی وضاحت ضروری ہے۔

۱۔ ترجمہ تقریباً تحت اللفظ ہے گو کہیں کہیں ترجمانی سے کام لینا پڑا تاکہ لفظی ترجمہ مبہم اور معقد نہ رہ جائے۔

۲۔ آیات قرآن مجید کا استخراج کیا گیا۔ آیات، احادیث اور عربی و فارسی اشعار کے معانی لکھ دیئے گئے ہیں۔

۳۔ مکتوبات اور خطبات دونوں کے ترجمے میں آخر میں قرآن مجید کی آیات کی فہرست سورتوں کی ترتیب کے مطابق "اختصار کے ساتھ" دے دی گئی ہے تاکہ تقابل و مطالعے کی آسانی ہو۔ کلام اللہ مجید کی آیات کے کثیر تعداد میں حوالے رومی کی ہر تصنیف میں ملتے ہیں۔

۴۔ مکتوبات کا ترجمہ پہلے اور خطبات کا بعد میں دیا گیا ہے۔
۵۔ مکتوبات رومی کے جن مکتوب الیہم کے بارے میں معلومات مل سکیں، انہیں مختصراً آخر میں حروف تہجی کی ترتیب کے مطابق لکھ دیا گیا ہے۔
۶۔ طویل حواشی اور اختلافی مباحث لکھنے سے احتراز کیا گیا ہے۔

امید ہے کہ مکتوبات وخطبات رومی کا یہ ترجمہ برصغیر میں رومی فہمی اور اقبال شناسی کی خاطر "ان شاء اللہ تعالیٰ" مفید رہے گا۔

میں اس ترجمے کو اقبال اکادمی پاکستان کے ارباب بست وکشاد کی خدمت میں بغرضِ اشاعت پیش کر رہا ہوں کیونکہ میخانۂ رومیؒ کی مئے معرفت کو عام کرنا اس ادارے سے میل کھاتا ہے ؎

وقت است کہ بکشایم میخانۂ رومی باز　　پیرانِ حرم دیدم درِ صحنِ کلیا مست
(مثنوی مسافر)

اکادمی کے فاضل نائب صدر جناب ڈاکٹر محمد باقر اور دیگر اراکین سے یہی توقع رکھتا ہوں کہ وہ حضرت علامہ اقبالؒ کے معنوی مرشد کی ان کتابوں کو شائع کرنے کا اہتمام فرمائیں گے اور اس طرح رومی کا فکری فیض مزید عام ہو گا ؎

علاج آتش رومی کے سوز میں ہے ترا　　تری خرد پہ ہے غالب، فرنگیوں کا فسوں
اسی کے فیض سے میری نگاہ ہے روشن　　اس کے فیض سے میرے سبو میں ہے جیحوں
(بال جبریل)

ڈاکٹر محمد ریاض
صدر شعبۂ اقبالیات

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد
یکم اگست ۱۹۸۱ء

ترجمہ مکتوبات

مکتوب نمبر ۱

بنام امیر نجم الدین [1]

اللہ مفتح الابواب (اللہ تعالیٰ ہی دروازے کھولتا ہے)

اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے کہ بخشش، مہربانی، دوسروں کی مدد کرنے کی خصلت اور اقبال و خوش نصیبی کو ہمیشہ کے لئے اپنے کسی بندے کو عطا کرے۔ تو اسے شکر کرنے کی توفیق دیتا ہے۔ ایسے شخص کو سینکڑوں مصیبتیں آئیں، تو ان کا ذکر نہیں کرتا مگر ایک آسائش اور نعمت ملے، تو اسے سینکڑوں طریقوں سے بیان کرتا رہتا ہے۔ راہِ دین کے دوستوں کی جدائی البتہ اسے بھی بہت شاق گزرتی ہے۔ یارانِ دین کی جدائی میں آہ و فغان کرنا، خدا کی تسبیح، قرآن مجید کی تلاوت اور سنت انبیاءؑ کی پیروی کرنے کے مترادف ہے۔ حضرت ایوبؑ علیہ السلام پر ایسی مصیبتیں آئیں کہ عام دل ان کو سُننے کی تاب بھی نہیں رکھتے، مگر آٹھ سال کے دورِ آزمائش میں وہ کسی وقت بھی شکر کرنے سے فارغ نہ تھے۔ مگر یارانِ دین کے فراق پر انہیں بھی فریاد و فغان کرنی پڑی۔ ان کے اہل و عیال ان کے ہمدم و دم ساز اور یارانِ دین تھے اور ان کی جدائی پر حضرت ایوبؑ نے فرمایا:۔ "انی مسنی الضرّ" [2]

(مجھے بے شک تکلیف پہنچی ہے)۔ مگر یارِ دین کی قدر مردِ دین ہی جانتا ہے۔ جس کسی کو یارِ دین کی قدر جاننے کا ذوق و شوق ہو وہ اسے سلطان کے فرزند عزیز امیر نجم الدین سے سیکھ لے۔

امیر نجم الدین سپہ سالارِ عالم، عادل، سعادت مند، دین پرور، خدا ترس، بردبار،

مہربان اور سخی ہے۔ وہ امرا کی روح اور ملوک و سلاطین کا مقرّب ہے۔ دینداری، صدق و صفا اور تقویٰ میں اس کی شہرت، تعریف و توصیف سے بے نیاز ہے۔ اللہ تعالیٰ علیم اور گواہ ہے کہ یہ فرزند عزیز، جس طرح اس طویل سفر میں اجنبی رہا۔ اپنے آداب زندگی کے اعتبار سے، وہ اپنے شہر اور رشتہ داروں کے درمیان بھی اجنبی اور مسافر رہتا ہے۔ وہ ماضی اور حال کے سلاطین کے ہاں ایک نادر شخصیت ہے۔ وہ عدل و احسان کا بحر اور زمانہ آخر کے لئے مہدیؑ رحمت ہے۔ اس کے اوصاف سے عام لوگ بھی آگاہ ہیں، لہٰذا ان کی تفصیل و شرح بلا ضرورت ہو گی۔ میں اس کے اقبال کے دوام کے لئے تائیدِ ایزدی کا طالب ہوں مبادا دورِ فلک اس کا حاسد بن جائے اللہ تعالیٰ اس کے اقتدار کو قائم رکھے اور اسے نئی کامیابیوں سے نوازے۔ دعاؤں کو قبول کرنا اور اپنی نصرت بہم پہنچانا اسی کا کام ہے۔ مَیں اپنے ذوقِ طبع، دلی رغبت اور محبت سے اس امیر کا حامی اور خیر خواہ ہوں۔

امیر موصوف کے دربار کے کئی دوسرے درباری محتاج ہوں گے مگر میں ملازمِ دربار نہیں۔ مَیں محض اظہار حقیقت کی خاطر اور ہر قسم کی حرص و غرض سے دور ہو کر اپنی خیر خواہی اور وفا شعاری کا اعلان کرتا ہوں۔ اس اظہار حقیقت میں ایک ارشاد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرنا پیش نظر ہے۔

کہتے ہیں کہ ایک دفعہ کوئی صحابیؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ ایک دوسرے بزرگ صحابیؓ مسجد کے دروازے کے پاس سے گزرے۔ نبی اکرمؐ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے صحابیؓ بولے:

"رسولِ خداؐ، میں اس بزرگ سے بے حد حُبّ و ارادت رکھتا ہوں۔"

اس پر نبی اکرمؐ نے ارشاد فرمایا، "جاؤ اور یہ بات اسے بتا بھی دو"۔ اس ارشاد نبویؐ کی حکمت اگر واضح کرنا چاہیں تو بات طویل ہو جائے گی۔

امیر موصوف کے لطف و کرم اور حُسن عمل کی باتیں سن کر مجھے بے حد خوشی ہوتی ہے (دعا ہے کہ اس کی سلطنت کا عَلَم بلند رہے) اور اس مسرّت کی دو وجوہ ہیں:

ایک یہ کہ محبّ کو اپنے محبوب کی نیک نامی عزیز ہوتی ہے اور اس نیک نامی سے اسے

مسرت ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ محبّ و عاشق کو اپنی شہرت و نیک نامی کی پرواہ نہیں ہوتی مکتبِ عشق کے درس کی یہ وضاحت ایک سیلابِ بحث کو لے آئے گی جس میں یہ خط اور اس کا لکھنے والا دونوں بہہ جائیں گے۔ ہاں یہ اضافہ کر دوں کہ شیخ المشائخ، امین القلوب حسام الدین[۳] (اللہ تعالیٰ ان کے وجود کی برکات کو جاری رکھے) بھی شاہزادے کے لئے دعا کرنے میں میرے ساتھ شامل رہے ہیں۔

دوسری وجہ مسرت یہ ہے کہ سلطان (اللہ تعالیٰ اس کے اقبال کو بلند تر کرے) کے احسانات اور اس کی سلطنت کا شہرہ سن کر ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ گویا ہماری محبت اور ہمدردی سے یہ لازوال اور نیک بنی ہوئی ہے۔ جوہرِ محبت کے صفا سے مزید صفا پیدا ہوتا ہے کیونکہ اس کائنات کی ہزارہا شئون اور حالتوں میں سے ہر ایک کو عشق و محبت نے خلعتِ وجود دیا ہے اور ہر کوئی کسی نہ کسی چیز کا محبّ و عاشق ہے۔ ہر عاشق و محبّ کا شرف و عظمت اس کے معشوق و محبوب کے شرف و عظمت کے ساتھ وابستہ ہے۔ پس جس عاشق کا معشوق دلآویز، دل ربا اور پر شرف ہو، وہ خود بھی باعظمت اور باشرف قرار دیا جائے گا۔ شاعر نے بھی ایسے ہی کہا ہے:

ضروب الناس عشاق ضروبا　　فاکرمہم اشقہم حسیبا[۴]

پرندہ رصبح کو پرندہ رشب پر اسی طرح کی ترجیح حاصل ہے جیسے روشنی کو تاریکی پر۔ اس لئے کہ مقدّم الذکر نورِ آفتاب کا عاشق ہے اور مؤخر الذکر ظلمت و تاریکی کا۔ اس بات کی وضاحت کے لئے شرح و بسط چاہیے۔ مشہور قول ہے، اللہ نے تمہارے دل اور ہاتھ اپنی روح میں سے کھول رکھے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ گردشِ آفتاب اور نورِ آفتاب کے دوام تک سلطان کے اقبال کو قائم رکھے، اس کا حکم نافذ اور اس کی شمشیر غالب رہے۔ میں نے اس سلطان کے اقبال کے قائم و دائم رہنے کی رمز کی جب فال لی، تو معلوم ہوا کہ اس کی رمزِ بقا یہ ہے کہ اس نے اپنے فرزند نجم الدین پر اپنے آفتابِ عنایت سے زیادہ ضیاء پاشی شروع کر رکھی ہے۔

امیر نجم الدین کا نجم کبھی غروب نہ ہوگا۔ یہ نجم اپنے اقبال، کمال اور سعادت کی بناء پر

دیگر سلاطین کے نجوم پر فائق ہو رہا ہے کیونکہ اسے والد سلطان کے آفتاب سے بھی تقویت نور مل رہی ہے۔ یہ امیر دربار اور پایۂ تخت ہی ہیں مکرّم و محترم نہیں، حلم و بردباری اور رحم دلی کے درباروں میں بھی اس کا بے حد احترام و اکرام ہے۔ چونکہ سلطان کی راہنمائی اور فراست سے اسے حصہ وافر مل رہا ہے، اور سلطان کا دل ہر وقت کمزوروں اور مظلوموں پر متوجہ ہے اور اس کی آنکھ فریادیوں اور محتاجوں کی طرف ملتفت ہے، لہٰذا امیر نجم الدین بھی اس نہج پر گامزن ہے۔ پس باری تعالیٰ ان کی نیک سرشتی کی بناء پر ان کے اقتدار کو دوام دے رہا ہے کہ

من جاء بالحسنة فله عشر امثالها [۵]

(جس نے ایک نیکی کی اس کے لئے اس جیسی دس نیکیاں ہوں گی)۔

ان دنوں اس سلطنت میں کچھ خلفشار اس لئے ہوا اور کچھ نامرادیاں اس لئے نمودار ہوئیں کہ سلطان اور امیر کا دل دیگر سلاطین و امراء سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی طرف ملتفت ہو۔ گویا اللہ جل جلالہ نے "دنیا" کو حکم دیا کہ وہ ان کے سامنے بے نقاب ہو تاکہ سلطان اور امیر اس کی بے وفائیاں اور دغابازیاں دیکھ لیں۔ اسے کہا گیا کہ اپنے مردار پتے پانی میں ڈال دے۔ دوسرے سلاطین و امراء نے آبِ دنیا کا رنگ آخر میں دیکھا، انہیں شروع میں ہی دکھا دیا گیا تاکہ وہ حُبِّ دنیا سے پہلے ہی متنفر رہیں اور اپنی توجہ حُبِّ الٰہی کی طرف مبذول رکھیں اب اگر وہ ایسا کریں گے تو ان کی سلطنت کو دوام اور وقار ملے گا کیونکہ:

ومن يتوكل على الله فهو حسبة [۶]

(اور جس نے اللہ پر بھروسہ کیا، پس اللہ اس کے لئے کافی ہے)۔

اس خط میں رمز و اشارے رکھے گئے اور شرح و بسط سے احتراز برتا گیا مبادا ظاہر بیں اور بدنظر لوگ غلط تاویلیں کرنے لگیں۔ پھر طولِ کلام کا خوف بھی مانع رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان نکات کو سلطان اور امیر کے ضمیر روشن پر مزید واضح اور روشن کرے۔ دعاؤں کو اجابت بخشنے والا وہی ہے اور پُرخلوص دعاؤں کو وہ قبول فرماتا ہے۔ خدایا، ہمارے پُرخلوص جذبات کو شرفِ قبولیت دے،

آمین یا ربّ العالمین۔

مکتوب ۔ ۲

اللہ مفتح الابواب ۔

اللہ تعالیٰ جل جلالہ، جو مالکِ ملک ہے، جب کسی کو حکمرانی کے لئے مخصوص کرتا ہے، تو اسے تختِ سلطنت پر بٹھاتا ہے، عزت کا تاج اس کے سر پر رکھتا ہے، شہر و دیار کو اس کا مطیع فرمان کرتا ہے، باغیوں کے دلوں کو رغبت یا مجبوری سے اس کا فرمانبردار بناتا ہے اور افواج نیز خزانے کو اس کے تابع بناتا ہے ۔ ہدف یہ ہوتا ہے کہ خزانے سے وہ ملک کے خیر خواہوں کو نواز سکے اور افواج کے ذریعے بدخواہوں کو دور رکھ سکے تاکہ منبر پر اس کے نام کا خطبہ پڑھا جائے اور اس کے نام کے سکے چاندی یا سونے کے ذریعے جاری کئے جائیں۔ اس قدیم مہندس و صانع نے لوحِ خاک پر جو عجیب صورتیں پیدا کی ہیں وہ سب مٹتی رہتی ہیں۔ آیۂ مبارکہ ہے ۔

" فمحونا آیۃ اللیل وجعلنا آیۃ النھار مبصرۃ " [۱]

(پس ہم نے رات کی علامتیں مٹا دیں اور دن کی علامتیں ظاہر کر دیں) ۔

رات کی بے خبری میں ہی امیر رہتا ہے نہ مامور، حاکم رہتا ہے نہ محکوم اور مالک رہتا ہے نہ مملوک ۔ یہ تبدیلیاں اس لئے ہیں کہ لوگ غور کر سکیں کہ لیل و نہار کے حدود اور ان کے خطوط اس ازلی و ابدی مہندس نے متعین کئے ہیں ۔ یہ آثار ہر شب اس لئے مٹا دیئے جاتے ہیں کہ ملکِ دنیا کی ناپائیداری مسلّم ہو اور ملکِ باقی نمایاں ہو ۔ ملکِ باقی پر توجہ دینے کے لئے یہاں کے تخت و تاج اور خزانہ و سپاہ اصطرلاب کا کام دیتے ہیں ۔ وہ ہر خیال کا نمونہ، حقیقت اور ہر خواب کی مثبت تعبیر بنتے ہیں ۔ پیغامبرانہ سیرت سے لو لگانے والے امراء اور سلاطین کو پروانہ وار حقِ تعالیٰ کے جمال لایزال اور اس کی رضا کا طالب ہونا چاہیے ۔ اللہ تعالیٰ کی رضا طلبی، فقرا و درماندگان کی دلداری اور اللہ کے وعدوں پر ایمان کی نعمتوں سے بلند حوصلہ ، مہربانی کا کمال اور جذبہ سپاس ہاتھ آتے ہیں اور یہ سلطان (اللہ تعالیٰ اس کے مرتبہ بلند کو دوام دے) ایسے امور

کی طرف متوجہ ہے۔

سلطان کے اچھے خصال، اس کے کمال کے گواہ ہیں۔ اسے مسلسل اور بے انتہا عنایات کی بارش کرتے رہنے کی توفیق عطا کی گئی ہے۔ فرزند عزیز صدرالدین [۱۲] کے سلسلے میں سلطان کی عنایات، سپاس اور شکر گزاری کے لائق ہیں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ان عنایات و وظائف کے عمل پذیر ہونے میں مزید تاخیر نہ کی جائے گی کیونکہ زیادہ تاخیر میں مصائب و مشکلات پوشیدہ ہوتی ہیں۔ حدیث رسول [۱۳] ہے:

"عجّلوا بالصّلوٰۃ قبل الفوت"

(نماز کا وقت فوت ہونے سے قبل اس کو ادا کرنے میں جلدی کرو)۔

سلطان کے نائب کہتے ہیں کہ "ہم کیسے مدد کریں"؟ مگر خود سلطان کا طرزِ عمل اس شعر کے مصداق ہے:

استاد تو عشق است چو آنجا برسی او خود بزبانِ حال گوید، چون کن [۱۴]

نفس اور اہل و عیال پردہ ر ایمان اور جان و ایقاں کے دشمن ہیں، اِلّا ماشاء اللہ۔ ان کی احتیاجات ہر طریقے سے خود پوری کر دی جائیں مگر اہل حق اور نیکو کاروں کی مدد اور حاجت برآری دوسروں پر چھوڑ دی جائے؟ یہ ہرگز مستحسن نہیں ہے۔ مال و دولت، امتحان اور آزمائش کے ذریعے ہیں۔ محبّتِ خدا کا جذبہ، تلاوت قرآنِ مجید اور اوراد خوانی وغیرہ اس آزمایش میں ثابت قدمی اختیار کرنے کی خاطر ہیں۔ منافق کہتے تھے:

انطعم من لو یشاء اللّٰہ اطعمہ" [۱۴]

(کیا اسے ہم کھلائیں جسے اگر اللہ چاہتا تو خود کھلا دیتا)۔

وہ جس خدا کے خاص بندے ہونے کا دعویٰ کرتے تھے، اس کے بندوں کو وہ اپنا مہمان بنانے کے روادار نہ تھے اور کہتے تھے کہ خدا، تمہیں غیروں کے حوالے کیوں کرتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ان کے جواب میں فرمایا ہے:

"وَللّٰہ خزائن السّمٰوٰت والارض [۱۵] ولکن المنٰفقون لایفقھون"

(اور آسمانوں اور زمین کے خزانے اللہ کے لئے ہی ہیں لیکن منافق اسے نہیں سمجھتے):

خدا فرماتا ہے کہ منافق نہیں جانتے کہ مال امتحان کے لیئے ہے۔ بندگانِ خدا کی رضا خود خدا کی رضا ہے اور خدا نے اپنی رضا اپنے بندوں کی رضا میں پنہاں کر دی ہے۔ فرماتا ہے کہ میرے بندوں کی رضا کے بغیر سات آسمانوں اور زمین میں میری رضا کہیں نہیں مل سکتی اور میری رضا سے محروم ابلیس کی طرح غم واندوہ میں رہے گا۔ زیر زمین گائے اور مچھلی کی پشت تک بھی جاؤ اور ہوئی وہوس بھی ترک کر دو، تب بھی میری رضا اس شرط کے بغیر نہ ملے گی۔ حدیث قدسی ہے کہ خدا نے فرمایا:۔

میں زمین میں نہیں سماتا اور آسمانوں میں بھی نہیں سماتا مگر بندۂ مومن کے قلب میں سما جاتا ہوں۔

پس خدا کا حکم یہی ہے کہ اس کی رضا کو بندوں کے قلوب میں تلاش کیا جائے، کیونکہ وہ وہیں پنہاں ہے اور ہر عاقل وسعادت مند شخص کسی چیز کو وہیں تلاش کرے گا، جہاں اس کے وجود کا علم ہو:

از صدف دُر طلب، ز آہو ناف　　دل ز مرداں طلب، ز ناداں لاف [۶۵]

خط میں کیئے گئے میرے اشارے واضح ہیں پس سلطان خدارا بندگانِ خدا کی مدد کے کام کو اپنے ماتحتوں کے حوالے کر کے مطمئن نہ رہے کہ:

وما غلطت رقاب الاسد حتیٰ　　بانفسہا تولت ما عناھا [۶۶]

مکتوب ۳

اللہ مفتح الابواب۔

ہماں خدائے کہ مارا طریقِ ہجر نمود　　امید دارم کآساں کند طریقِ وصال (الف)

خدائے تعالیٰ کا جلال پُر عظمت اور اس کا فضل دمادم ہو۔ وہ ذات گواہ اور باخبر ہے کہ فرزند عزیز جمال الدین رات دن ہمارے پیش نظر رہتا ہے خدا کی شہادت سب سے بڑی ہے کہ: "وکفیٰ باللہ شھیداً" [۶۷]

(اور اللہ کفایت کرنے والا گواہ ہے)۔

یہ فرزند عزیز، فخر الآئمہ، تاج الفضلاء اور انیس الاولیاء کے القاب کا سزاوار ہے۔

اس کے پنہاں جوہر، ہلالوں کے انوار کے سے ہیں اور بڑے بڑے لوگوں کو اس پر فخر ہے۔ اللہ تعالیٰ بصیرت، یقین اور محبتین کی محبّت کا جواب دینے کے فضائل سے اسے مزید نوازے۔ وہ عزیز، دوست کے خیال کی خوشی میں اضافہ کرنے والا، مبارک چہرہ خوش صورت اور پاکباز ہے۔ مجھے یہ عزیز یاد ہے بلکہ اس کی ہم نشینی اور صدق کی یاد میرے لئے حلاوت بخش ہے۔ گذشتِ زمان اور ہجر و جدائی کے ایّام سے اس کی یاد پر غبارِ نسیان نہیں بیٹھ سکتی اور اس کی پیاری صورت دیدہ و دل کی لوح سے محو نہیں ہو سکتی۔ حقیقت یہ ہے کہ اس عزیز کا فرشتوں کا سا اخلاق فراموشی کا شکار نہیں ہو سکتا۔ اشتیاقِ ملاقات اور تمنائے دیدار کی تشفی خیال اور تحریری محاسبے سے نہیں ہوتی، مگر دوستوں کی ایسی کوئی مجلس نہیں ہو گی جس میں اس عزیز کی ملاقات اور دیدار کی خواہش کا اظہار نہ کیا جاتا ہو۔ پریشانیوں کے دور کرنے والے، برکتوں کے بادل نازل کرنے والے اور حاجتوں کے روا کرنے والے خدائے جلیل سے التماس ہے کہ وہ جلد از جلد رکاوٹیں اور بندشیں دور فرمائے اور جسم ادریس[ع] اور تختِ بلقیس کی جلد فراہمی کی طرح اس عزیز کی جلد آسودگی کے اسباب بھی فراہم کرے کہ:

اٰتیک بہ قبل ان یرتدّ الیک طرفک [ج] [خ]

(دیو نے کہا کہ مَیں تیرے پلک جھپکنے سے قبل تختِ بلقیس کو لے آؤں گا) اور:

انما قولنا لشیء اذا اردنٰہ ان نقول لہ کن فیکون [د]

(کسی کام کے کرنے کا جب ہم ارادہ کرتے ہیں تو اسے کہتے ہیں کہ ہو جا، بس وہ ہو جاتا ہے)۔

ہمارے لئے تشفی کی باتیں ہیں۔ دعا ہے کہ تشنہ دیدار آنکھیں امیر عزیز کے دیدار سے جلد سیراب ہوں۔ قبولیت دعا خدا کا کام ہے کہ:

انہ علیٰ کل شیء قدیر [ھ]

(بے شک وہ ہر چیز پر قادر ہے)۔

نفحاتِ ربّانی کے لئے ہم میں کوتاہی سہی، مگر وہ امیر عزیز کے شایاں تو ہیں۔ امیر

کے توسّط سے خدایا ہمیں ان نفحات سے بہرہ مند فرما۔ یاد رہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تمہارے ایام زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی نفحات اور خوشبوئیں ہیں۔ محققین کے نزدیک ان نفحات یا انفاس (سانسوں) سے مراد برادران دین ہیں۔ یہ وہ برادران دین ہیں جو محبت میں ایک دوسرے پر سبقت لے رہے ہیں۔ ان کے انفاس و افکار، بخشش وعطائے الٰہی کے خلعت ہیں اور انہیں غنیمت جاننا چاہیے ؎

برندار از مقامِ مستی پی سر ہمانجا نہ کہ خوردی مئی مے

فقراء و درویش صحت و سلامتی کے لئے دعاگو ہیں۔ ان لوگوں کی تعداد ہزار ہو تو بھی معنوی طور پر وہ جسم واحد ہیں۔ ان کی دعائے سلامتی کا عزیز گرامی نے مناسب جواب نہیں دیا ہے۔ ان کا حقیقی جواب، جوابِ مکتوب نہیں بلکہ وصال و ملاقات کی کوشش ہے۔ وصال اور ملاقات ایک قلبی جذبہ ہے۔ ایک گھر میں رہنے کے وصال پر قناعت نہیں کرنا چاہیے بلکہ ایک لباس کی سی قربت کی کیفیت بھی اس جذبے کا مقابلہ نہیں کر سکتی کیونکہ یہ وصال بسا اوقات باعث ندامت ہوتا ہے۔ اللہ جل جلالہ دوستوں کو اکٹھا کرنے والا، ان کی دلداری کرنے والا، غم دور کرنے والا، جدائی دور کرنے والا اور زمین و آسمان کے امور کا کارساز ہے، وہ شاہد ہے کہ ؎

"کفیٰ باللہ علیما"

(اور اللہ اکتفا کرنے والا دانائے حال ہے)

وہ جانتا ہے کہ اگر ممکن ہوتا اور ناقابلِ بیان رکاوٹیں پیش نہ آتیں، تو ملاقات ضرور ہو جاتی ان پابندیوں اور رکاوٹوں سے برادرِ عزیز آگاہ ہے۔ یہ برادر عزیز، فخر اساتذہ ہے۔ بلکہ وہ مجدد الامتہ اور سراج ملت ہے۔ وہ عالم، عادل، محترم، اقبال مند، بامشرف، نہایت پرہیزگار خدا ترس، صاحب فضل وکمال، فرشتہ سیرت، ستارہ۔ درخشاں بلکہ بدر منیر ہے۔ اس کے کئی دوسرے اوصاف والقاب بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے بلند مرتبے کو قائم رکھے، اپنے فضل سے اسے نیک اور پسندیدہ راستوں کے اختیار کرنے کی مزید توفیق دے، اس کی خطاؤں اور لغزشوں کو معاف کرے اور اسے مزید بزرگانہ صفات عطا کرے۔

برادر عزیز کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ جب موانع اور مشکلات لائے، تو ضروری نہیں کہ وہ قید، لوہے کی بیڑیوں یا تختہ، چوب کی کوٹھری کی صورت میں ہوں۔ موکلوں اور فیصلوں کی موجودگی اس معاملے میں ضروری نہیں۔ یہ اخلاص کے آہنی بند بھی ہو سکتے ہیں۔ ترک موکلوں اور پہرہ داروں سے بھاگ نکلنا آسان ہے مگر اخلاص کے ان بندھنوں کو جو؛

انا جعلنا فی اعناقھم اغلالاً [ع]

(ہم نے ان کی گردنوں میں پھندے ڈال رکھے ہیں)

کے بمصداق ہیں، توڑنا بے حد مشکل ہے۔ یہ روحانی بند اور پھندے ہیں جنہیں قضا و قدر کہا جاتا ہے اور خاص و عام سب کی گردنوں میں ہیں تاکہ لوگ اپنی حدود اور مقدرات سے ایک قدم بھی آگے نہ بڑھ سکیں۔ اگر یہ موانع موجود نہ ہوتے تو میں اپنے عزم کے مطابق صدہا بار ملاقات کے لئے آیا ہوتا۔ شدت اشتیاق اور طولِ فراق نے مجھے ایسا نزار کر رکھا ہے کہ آنا بلا مانع ہوتا تو میں بے نامہ و پیغام حاضر ہوتا؛ ؎

وکدت اطیر من شوقی الیکم وکیف یطیر مقصوص الجناح [ط]

برادر گرامی کی غیر معمولی وفا شعاری، مودت، حسن عہد اور مضبوط دوستی سے یہی امید ہے کہ اس جدائی کا اس پر خراب اثر نہ ہوگا اور دوری و فراق کے باوجود حسن روابط متواتر رہیں گے کیونکہ قول معروف ہے "ارواح کے لشکر مخلوط ہیں" ؎

دراصل یکی بدست جانِ من و تو پیدای من و تو و نہان من و تو

خامی باشد کہ گویم آن من و تو برخاست من و تو زمیان من و تو [ی]

عام لوگ ان باتوں کو تاویل و تشبیہ سے ہی سمجھتے ہیں مجھے برادر مخاطب کی شریف روح سے یہی توقع ہے کہ وہ بہتر توجیہ کرے گا اور امکانی حد تک تعلقات کی معنوی قربت پر غور کرے گا۔ یہ عزیز گرامی، وہاں قیام کرنے کے فوائد سے منصرف ہو صرف وہاں کے لوگوں کی حاجت روائی اور فائدہ رسانی پر توجہ دے اور باری تعالیٰ کے حضور اپنے قرضِ حسنہ کا ارمغان بھیجے کہ؛

"من ذالذی یقرض اللہ قرضاً حسناً فیضعفہ لہ اضعافاً کثیراً" [ک]

(کون ہے جو اللہ کو قرض حسنہ دے اور اللہ اس کے لیے اس کا اجر کئی گنا کر دے)۔
اللہ تعالیٰ قرضِ حسنہ میں جو اضافہ فرمائے گا وہ حلال اور طیب ہوگا کیونکہ:
"اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب"[1]
(اور اللہ جسے چاہتا ہے، بے حد و حساب رزق دیتا ہے)۔
اور اللہ پر توکل کرنے والے اسی پر متوجہ ہوتے ہیں کہ:
"من یتوکل علی اللہ فھو حسبہ"[2]
(جو اللہ پر توکل کرے پس اللہ اس کے لئے کافی ہے)۔
بہرحال، یہ بات معلوم ہے کہ "وصال رحمت ہے اور جدائی عذاب"۔ ہماری جدائی تو عذاب عظیم ہے اور دوسری جدائیاں اس کے سامنے ہیچ ہیں: ؎

فرق است میان عشق کز جاں خیزد با آنک برلیمانش بر خود بندی[3]

خدارا اس کے بعد ہمیں اپنے خطوں کے ذریعے خوش رکھو اور عنہ اللہ ثواب پاؤ۔
برادر عزیز اور رہبر بے نظیر سراج الدین مجاہد کی مرادیں خدا بر لائے۔ وہ امیر عزیز کے احوال و افکار پر متوجہ ہے اور ہر آنے جانے والے سے احوال پرسی کیا کرتا ہے۔ وہ میری نیابت کر رہا ہے، سلام کہتا ہے اور تجدید ملاقات کا آرزومند ہے۔ یہ طالب حق کہتا ہے: ہمارا برادر اپنی بلند ہمتی کی بناء پر ہر مشکل کو بے شک آسان جانے مگر فراق و جدائی کے ان ایام کو سہل نہ گنے۔ اسے چاہیے کہ باقی ماندہ عمر میں ملاقات اور قربت کی نعمت کو غنیمت جانے اور اس سے استفادہ کرے: ؎

خود را چو دمی بہ یار محرم یابی در عمر نصیبِ خویش آن دم یابی
زنہار کہ ضایع نکنی آن دم را زیرا کہ چنین دمی دگر کم یابی[4]

دوسرے فقیہہ اور درویش احباب بھی سلام کہتے ہیں اور دعاگو ہیں کہ رحمتِ ملاقات کی بارش آسمان سے جلد برسے۔ اس بارے میں اسباب فراہم کرنے کی امید اللہ ہی سے ہے۔ دعا ہے کہ وہ نعمت ملاقات سے سب کو جلد از جلد بہرہ مند کرے، آمین یارب العالمین۔
اللہ تعالیٰ کے خزانہ کرم میں اموالِ غنیمت کی فراوانی ہے مگر وہ فرقت اور تنہائی میں

میسّر نہیں آتیں ۔ آپ ساتھ نہ ہوں تو یہ نعمتیں کہاں مل سکیں گی ۔ لوہے کی ضرب لگے تو پتھر سے چنگاری نکلتی ہے ۔ یعنی پتھر میں چنگاری تو موجود ہے، مگر اسے باہر آنے کے لئے ضرب آہنی کی ضرورت ہوتی ہے جماعت کو اسی لئے رحمت کہا گیا ہے ۔ یہ تمثیلی بات نہیں ایک مسلّمہ حقیقت ہے پس اپنی جماعت اور قوم کے ساتھ رابطہ استوار رکھو اور اللہ تعالیٰ پر توکل اور بھروسہ کرو ۔ پانی کو سر پر پھینکو تو چوٹ نہیں لگے گی ۔ کھلی مٹی سر پر ڈالو تو بھی چوٹ نہیں لگے گی مگر آب و خاک کو ملا کر "ڈھیلا" بنالو، تو اس کی ضرب سے سر پھٹ جائے گا اسی لئے کہا گیا ہے کہ:

"الرفیق ثم الطریق ، الجار ثم الدار" ؏

مجاہدین کے بارے میں قرآن مجید میں ہے:

الذین یقاتلون فی سبیلہ صفا کانھم بنیان مرصوص ؏

(وہ راہ خدا میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح ہو کر لڑتے ہیں) ۔

سیسہ پلائی ہوئی دیوار میں سے ہوا نہیں گزر سکتی اور فولادی سیخ بھی اس میں چبھائی نہیں جا سکتی ۔ مجاہدین کے اتحاد و یک جہتی کا یہ جو بنیان ہے ۔ اسی سے فتح و نصرت ہاتھ میں آتی ہے ۔ ایک دوسرے سے نفرت اور جدائی و افتراق کیسے موجب نصرت ہو سکتے ہیں ؟ صحابہ کرام رض اور مومنوں کے بارے میں ہے:

"کزرع اخرج شطئہ" ؏

(وہ ایک کھیتی کی طرح ہیں جس نے پہلے کونپل نکالی) ۔

کونپلوں کا نکلنا، نشوونما کی شرط ہے، لیکن تنہا ایک دانے کو اگر مناسب آب و ہوا اور عمدہ زمین سے بھی بہرہ مند رکھو، تو بھی وہ شاذ ہی پنپ سکے گا ۔ اسے دوسرے دانوں کا سہارا چاہیے ۔ اجتماعیت کے لئے اور مثالیں بھی دی جا سکتی ہیں مگر اس سے مکتوب مزید طویل ہو جائے گا ۔ یہ خدائی حکمت کی باتیں ہیں اور

"لو کان البحر مدادا لکلمت ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمت ربی"

(اگر میرے رب کی باتوں کے لئے سمندر سیاہی بن جائیں تو پروردگار کی باتیں ختم

ہونے سے قبل یہ سمندر تمام ہو جائیں گے)

اتحاد و اتفاق کی ان مثالوں پر غور کرنے سے نئے افکار سوجھ سکتے ہیں۔ خروار سے مٹھی بھر نمونہ لیا جاتا ہے اور چند پھولوں کے ذریعے باغ کا حال معلوم ہوتا ہے۔ چند دانوں اور پھولوں سے بالترتیب کھلیان اور گلستان کی کیفیت معلوم ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ عزیز گرامی کو اصلاحِ احوال اور اپنی بلند ہمتی والی آرزوئیں پوری کرنے کی توفیق دے۔

آمین یا رب العالمین۔

مکتوب ۴ بنام صلاح الدین ملطی

اللہ مفتح الابواب

"قل یجمع بیننا" [1]

(کہہ اللہ ہمیں اکٹھا کرے گا)۔

اللہ تعالیٰ ہمارے درمیان بُعد کو یقیناً دور کرے گا۔ مفتح الابواب اور مسبّب الاسباب اسی کی ذات ہے۔

خدا کرے فرزند عزیز صلاح الحق والدین [2] کے اوقاتِ عزیز بہترین امور اور مشاغل میں بسر ہوں اور اللہ کے احسان و بخشش سے اس کی روحِ مطہر سیر و ترقی کے اعلیٰ ترین مدارج طے کرے۔ یہ مخلص، روشن ضمیر، با استعداد، وسیع القلب اور بلند مرتبہ عزیز، علماء و عرفاء کا سرمایہ افتخار ہے۔ اس مخلص پدر کا سلام اسے قبول خاطر ہو۔

تقدیر کے ہاتھوں دوستوں اور محبوں کا حال سمندر میں مدّ و جزر کی لہروں کا سا ہوتا ہے یہ امواج متحرک ہیں مگر ایک دوسرے کی جلیس اور دم ساز بھی۔ سمندر کے ایک خاص کام کا تقابل انھی سے ہے گو بظاہر ایک لہر اوپر اُٹھتی اور دوسری نیچے بیٹھتی رہتی ہے۔ میدان جنگ میں جنگجوؤں اور صف آراؤں کی بھاگ دوڑ کا بھی یہی حال ہے کہ ایک حملہ کر رہا ہے دوسرا جنگی چال کے طور پر فرار کر رہا ہے لیکن فتح و نصرت کے لئے دونوں گروہوں کا کام یکساں نوعیت کا ہے۔ پس یہ مدّ و جزر یا کرّ و فرّ کے اعمال ایک دوسرے کے مخالف نہیں ہیں ؎

سرفرو شانہ یکے با دگرے در جنگند لیک چوں در نگری متفق یک کارند [3]

قادر مطلق کی قدرت وہم وتصور میں نہیں آسکتی ۔ وہ تمام احوال وتغیرات پر اس طرح قادر ہے کہ ہم اس کی بعض باتوں کا ادنیٰ قیاس ہی کر سکتے ہیں ۔ وہ ظاہری اور باطنی طور پر دوستوں کو اکٹھا رکھتا ہے ۔ مگر کبھی ظاہری اور باطنی حالت میں کوئی قربت نہیں ہوتی ۔ مثلاً باطناً جمعیت ناظر ہوتی ہے اور ظاہراً ہجر وفراق سے لوگ ایسے روتے نظر آتے ہیں کہ گویا گریۂ مرگ ہے ۔ یہ قدرت خداوندی کی بخشش ہے کہ لوگ قلق اور بے قراری پر غالب رہتے ہیں ۔ ایسے ہی جیسے سمندر گندگی اور غلاظت پر غالب ہے ۔ لیکن یہ اعتراف کریں کہ اس فرزند عزیز کے فراق میں ہمارا وقت بے حد تکلیف اور کرب میں گزرا ہے ۔ اب گزارش ہے کہ ہمارا عزیز ہماری جانب مراجعت کرے کیونکہ جدائی کا ہر روز سال کے برابر ہو رہا ہے ۔ التماس ہے کہ عزیز گرامی اپنے شیریں دیدار کے تحفے کے ساتھ جلد یہاں آنکلے اور اسے یہاں آکر خود بھی مسرت ملے گی ۔ انشاء اللہ ۔ امید ہے کہ اب اسے وہاں سے لوٹ آنے میں کوئی دشواری نہیں ہوگی ۔ دوستوں اور محبوں کی روحیں اسے دیکھنے کی منتظر ہیں اور قوی امید ہے کہ عزیز گرامی کے دیدار سے یہ سب ارواح مسرور ہوں گی ۔ مکرراً تاکید ہے کہ اب بے درنگ عزیز پلٹ آئے تاکہ صحبت وگفتگو سے ہم سب مستفید ہو سکیں ۔ خدائے بے کفو کے الطاف صوری اور معنوی طور پر عزیز گرامی کے شامل حال ہوں کہ :

"ان الی ربک المنتھیٰ"

(بے شک منزل آخر تیرے رب کی طرف ہے) ۔

خدایا، اس عزیز کی دسعت نظر باقی رہے ۔ آمین یارب العالمین ۔

مکتوب ۵

اللہ مفتح الابواب

امیرزادہ ظہیر الدین نے اس پدر کو شفیع اور ثالث بنایا ، لیکن ضعیف ونزار بدن مجھے زیادہ تگ ودو رکھنے سے باز رکھ رہا ہے ۔ یہ امیر زادہ نیکو کار، مخلص، عالی ہمت اور علوم وفنون نیز مکارم اخلاق کا طالب اور قدردان رہا ہے ۔ اللہ تعالیٰ اسے شرح صدر نصیب کر دے ، ایک دوسرے کے دیدار سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور ہماری راہ صلح وصدق میں کوئی خلل اور خرابی نہ

پڑے۔ امید ہے کہ اس ضعیف پدر کی سفارش مانی جائے گی۔ امیر زادہ کو شوق ہے کہ وہ ارشاد و ہدایت سے مستفید ہو، اپنے مال و دولت کو قربان کرے اور ہر خدمت دینی کو انجام دے۔ مجھے امید ہے کہ عزیز مخاطب امیر زادہ کی اس دعوت آشتی کی قدر کرے گا۔ میں تو شالت ہوں کہ۔

مادر موسیٰ[ع] ام کہ از شاہم شیر فرزند را بہا خواہم [1]

والسلام

مکتوب ۶ بنام۔ فرزند خود سلطان ولد [1]

ھو عالم السر و ما فی الحجاب

(عالم راز اور جو کچھ پردے میں ہے، ان کا جاننے والا وہی اللہ ہی ہے)۔

میرا فرزند عزیز جو فخر دین اور روح مدرسین ہے، باپ کے سلام اور دعا کو شب و روز یا جدائی اور ملاقات میں منقطع نہ جانے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ورع اور پرہیز گاری میں اضافہ کرے اور مزید خیر، سعادت اور مودت سے اسے نوازے۔ لیکن ان دنوں گویا تمہیں میرے سلام کا جواب دینے کا یارا نہیں۔ تم حیرت اندر حیرت ہو اور سلام الٰہی کا ورد کر رہے ہو کہ

"انت السلام ومنک السلام والیک یرجع السلام تبارک وتعالیٰ"

کہتے ہیں اللہ والے زندگی و موت کے درمیان اور موت کے بعد اللہ تعالیٰ کے ایسے دائمی اور ابدی نیز شفقت بھرے سلام سے مستفید ہوتے ہیں۔ رحمتِ الٰہی سے مستفید ہونے والے بعد از مرگ بھی اپنے لوگوں کا سوچ کر فریاد کرتے ہیں کہ:

"یالیت قومی[ع] یعلمون بما غفرلی ربی"

(اے کاش میری قوم کو علم ہوتا کہ میرے رب نے مجھے بخشش سے نواز دیا ہے)۔

اس وقت ایک پریشانی کے عالم میں یہ چند حرف ہائے پریشان نصیحت کے طور کے طور پر لکھنے بیٹھا ہوں۔

اپنے شاہزادے، اپنے اور دنیا بھر کے روشنی، دل و دیدہ کو اپنی اس بیٹی کے بارے

میں نصیحت کر رہا ہوں جو اس کے حبالہ نکاح اور کفالت میں آئی ہے کہ

"وکفلھا زکریا"[۳]

(اور زکریا نے اس کی کفالت سنبھالی)۔

ایک بارِ عظیم ہے۔ وہ امتحانِ عظیم کی خاطر تمہارے حوالے ہے۔ امید ہے کہ تم اختلافات کے بہانوں کی آگ پر پانی ڈال دو گے، تعلقات بگڑنے کے لئے ایک لمحے کے لئے بھی غلط اقدام نہ کرو گے اور وظیفہ زوجیت کے ضمن میں کوئی ایسی حرکت نہ کرو گے جس سے تمہاری زوجہ کو کوئی دکھ پہنچے یا تمہیں وہ بے وفا جانے، تمہارے خاندان کی اصالت اور پاکیزگی یا تمہاری جوانمردی اور صبر و استقامت کے خلاف کوئی بات کہتی پھرے۔ کم سنی کی بات کس نے کی ہے؟۔

بچہ ربط اگرچہ دینہ بود　　آبِ دریاش تا بہ سینہ بود[۴]

ارواحِ الٰہی کے گھات میں لگے رہنے والے اور گواہی و شہادت میں طلب کئے جانے والوں سے ڈرو یہ ارواح اور شاہدین ایسے بزرگوں کی اولاد کے ناظر ہیں کہ

"الحقنا بھم ذریتھم"[۵]

(ہم نے ان کی اولاد ان کے ساتھ ملا رکھی ہے)۔

تمہیں خدا کا واسطہ ہے کہ اپنے خاندان اور اپنے والدین اور خود اپنی ابدی نیک نامی کی خاطر اپنی زوجہ کے سارے خاندان کا احترام کرو، ہر دن کو شادی کا پہلا دن اور ہر رات شبِ حجلہ و زفاف جانو اور اپنی زوجہ کے دل و جان کو صید کرنے کی کوشش کرو۔ یہ نہ جانو کہ تمہاری زوجہ اب صید و شکار ہے اور اسے صید کرنے اور مٹھی میں لے آنے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ ظاہر بینوں کی روش ہے کہ

"یعلمون ظاھراً من الحیٰوۃ الدنیا"

(یہ حیاتِ دنیا میں ظاہری عمل کرتے ہیں)۔

بیوی وہ وجود نہیں ہے کہ اسے شکار و صید جانا جائے۔ اللہ تعالیٰ کی عنایت ازلی کا مخلوق میں تصرف شوہر کے بیوی پر تصرف سے اتنا زیادہ ہے کہ کائنات کے در و دیوار

آئی "سرف اور نیلے سے منور و معطر ہیں ۔ سورہ "التین" میں ان جمادات کی قسم ہے جن پر کبھی بعض کامل انسانوں کے قدم پڑے تھے ۔ حدیثِ قدسی میں ہے کہ نبی اکرمؐ نے حضرت علیؓ سے پوچھا:

"اگر تم میرے جگر کو زمین پر چلتے دیکھو تو کیا کرو گے ؟"

حضرت علیؓ نے جواب دینے سے معذوری ظاہر کی مگر پھر دبی زبان سے بولے

"میں اسے چشم و دل کی متاع بناؤں گا ۔"

نبی اکرمؐ نے فرمایا

"یاد رکھو ، فاطمہؓ اور اس کی اولادؓ میرے جگر گوشے ہیں جو زمین پر چلتے ہیں ۔" پس تم بھی بزرگوں کی اولاد کا خیال رکھو اور ان کی دل آزاری سے بچو ۔ [۸]

اللہ کے خاص بندوں نے مشکلات کا ایما و اشارہ سے بھی کبھی گلہ نہیں کیا ۔ وہ ہر حال میں شاکر رہے ہیں اور حسنِ معاشرت ، ہمدردی ، مروّت و جواں مردی اور آزاد مشربی کا پیکر بنے رہے ۔ موجودہ آفات و مصائب نامعلوم آزمائش و ابتلا ہیں یا ہمارا ماکل کار ؟ یہ نقد کا امتحان ہیں یا نسب کا ؟ اللہ تعالیٰ حضرت محمد مصطفیٰؐ اور ان کی آلؓ و اصحابؓ کے طفیل ہمیں حادثوں اور گنڈوں کے فتنے اور حال و مآل کے دام مصائب سے محفوظ رکھے یاد رکھو کہ اس ایک دل کا آزار صدہا بلکہ ہزارہا دلوں کو آزار دینے کے برابر ہے ؎

برخاستن از جان و جہاں مشکل نیست — مشکل از سر کوئے تو برخاستن است
من خود دانم کز تو خطائے ناید — لیکن دلِ عاشقاں بداندیش بود
ماذا الفراق فراق ابوامق الکمد — ہذا الفراق فراق الروح والجسد [۹]

اس خط کو فرزند عزیز اس طرح خفیہ رکھے جیسے میں نے لکھا اور کسی سے اس امر کا ذکر نہ کرے ۔ دوسروں سے راز کی بات کہنے میں رسوائی ہے ۔ مجھے مزید کچھ لکھنا تھا مگر اسی بات پر اکتفا کرتا ہوں ۔ تم نے غور کیا تو کئی دوسری باتیں بھی تمہارے لوحِ ضمیر پر خود بخود منعکس ہوں گی ۔ حدیث شریف میں ہے :

"جس کسی نے اپنے علم کے مطابق عمل کیا ، اللہ تعالیٰ اسے وہ علوم اور باتیں سکھائے

گا جنہیں وہ پہلے نہ جانتا تھا۔"

دعا ہے کہ تم ہمیشہ بیدار دل رہو اور دنیا کی اس گھات اور پُرخطر گھاٹی میں محتاط افراد کی طرح جیو، آمین یارب العالمین۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو

"یحبّھم ویحبّونہ"

(وہ ان سے محبت کرتا ہے اور وہ اس سے)

کے مصداق ہیں زیادہ آزمائش میں ڈالتا ہے۔ ان کی معمولی لغزش دوسروں کے ہزاروں گناہوں کے برابر ہے۔ لیکن دوسروں کے کوہِ گناہ سے بھی شاید اللہ تعالیٰ منصرف رہے۔ جیسا کہ سلطان الفقراء (خدائے تعالیٰ ان کی عظمت میں اضافہ فرمائے) نے فرمایا تھا: صحرانوردوں کا سودا رکھنے والوں کو رمزِ محبت سے بیگانہ نہیں ہونا چاہیے۔ والسّلام۔

مکتوب ۷

اللہ مفتح الابواب

ارشاد باری ہے:

والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین

(اور غصہ پی جانے والے اور لوگوں کو معاف کرنے والے۔ اور اللہ احسان کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے)۔

اللہ تعالیٰ اس عزیز کو فیاضانہ معانی دینے اور اعلیٰ اخلاق اور احسان پر عمل کرنے کی توفیق دے کیونکہ کامیابی اور نیک نامی کے مستحق محسن ہی ہوتے ہیں۔

یہ فرزند عزیز، ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک، فخرِ اساتذہ اور فقراء و درادیش کا معاون ہے اللہ تعالیٰ اس کے مرتبے میں اضافہ کرے۔ اگر وہ اس پدر کے سلام اور احوال پرسی میں تاخیر سے خفا بھی ہو، تب بھی امید ہے کہ وہ لوگوں کی باغ سے شہر میں منتقلی کی تکالیف کو محسوس کرتے ہوئے سب کو معاف کر دے گا۔ میری معذوری تم پر ظاہر ہے امید ہے کہ تم جلد شہر پہنچ کر لوگوں کی نقل مکانی کا بندوبست کرو گے۔ تمہارے مسرّت آمیز رویّے سے لوگوں کو اطمینان ہو جائے گا کہ مصائب اور دشمنوں کی مخالفت نے تمہارے دل کو مجروح نہیں کیا

یہ پدر تمہارے احسانات کا ایک بار پھر متحمل ہے یہ احسانات سابقہ احسانات کے ساتھ مل کر انہیں دوچند بلکہ کئی گنا کر رہے ہیں ؎

ہر چند کہ یاران نوَت محتشمند　　یارانِ قدیم را فراموش مکن [۱]

تیرا نیا دوست اگر اپنا ہے تو پرانا دوست بھی تو گھر کا آدمی ہے ؎

صبا بتنا الیک وشوقنا　　وارحم بناتک انہن صغار [۲]

اس فرزند عزیز کی عقلِ باہم پر یہ بات مخفی نہ ہو گی کہ ان دنوں عجلت سے نقل مکانی کرنے اور فرزندوں، ماتحتوں اور طالب علموں پر بوجھ بننے کا رواج بڑھ رہا ہے۔ اس کی شرح لبسط لکھنا مشکل ہے اس طرح بدگوؤں کا منہ بند رکھنے اور ان کے مکر کی چالوں کو ناکام بنانے نیز لوگوں کے میل ملاپ کے اجتماعی جھمیلوں سے بچنے کے لئے آج کل انزوا اور کنارہ گیری کی پالیسی پر عمل کیا جا رہا ہے لیکن کچھ بندگان خدا اجتماعی ذمہ داریوں کی طرف بھی متوجہ ہیں اور دوسروں کی خاطر دکھ درد برداشت کرنے سے ان کی کوفت رفع ہو جاتی ہے۔ مشہور قول ہے کہ "جو کوئی سارے غموں کو غمِ واحد بنا لے، تو اللہ اس کے سارے غموں کا سہارا بنتا ہے"۔ قرآن مجید میں ہے کہ:

"وعسٰی ان تکرھوا شیئاً وھو خیر لکم وعسٰی ان تحبوا شیئا وھو شر لکم"

(اور شاید تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور وہ تمہارے لئے اچھی ہو اور شاید تم کسی چیز کو پسند کرو، اور وہ تمہارے لئے خراب ہو)۔

ایک حدیث قدسی ہے کہ "جنت، تکالیف میں گھری ہوتی ہے اور آتش جہنم، شہوتوں اور لذتوں میں محصور ہے"۔ مگر شاعر کہتا ہے "خدایا، میں برے کام کروں اور تو برائیوں کا بدلہ لے، بس بتا کہ تیرے اور میرے درمیاں فرق کیا رہ گیا"۔ [۳]

خدارا باز کے آشیانے سے اُڑنے اور تیر کے قبضہ کمان سے نکلنے کی سی پھرتی میں میری اس دعوت کو قبول کرو اور خوشی اور مسرت کے ساتھ اپنی خستہ حال جماعت کی طرف جلد لوٹ آؤ۔ اگر اجتماعی اور معاشرتی کاموں کی حکمت واضح نہ ہوتی، تو بار بار اس کی طرف توجہ نہ دلائی جاتی۔ نباتات اور ہے اور جمادات اور۔ پھر حیوانات اور ہیں اور

انسان اور، مگر عام انسان اور ہیں اور دوسروں کے غم خوار اور ہمدرد انسان اور۔ یہ آخری گروہ وہ ہے جو خلوت میں دوستوں کے دکھ درد میں شریک وسہیم بنتا ہے اور کہا گیا ہے کہ "بُرے ساتھی سے خلوت بہتر ہے اور اچھا ساتھی تنہائی سے بہتر ہے"۔ پس ان کمزوروں اور ضعیفوں کو درد فراق اور غم سے نجات دو کہ یہ اجتماعی نیکی ہے اور

"ومن احیاہا فکانما احیاء الناس جمیعاً"

(جس نے ایک انسان کو زندہ اور آزاد کیا اس نے گویا جملہ انسانوں کو زندہ اور آزاد کیا)۔

آزادے را بہ لطفِ خود بندہ کنی بہ زآنک ہزار، بندہ آزاد کنی

دعا ہے کہ فرزند عزیز ہمیشہ احسان کرنے والا، معاف کرنے والا اور دل کی کدورت دور رکھنے والا ہو۔ نیکیوں کے امام اور بزرگیوں کے پیش رو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام پڑھ کر اس خط کا اختتام کرتے ہیں۔ شوق ملاقات غالب ہے ؎

لوانّ الریح یحملنی الیکم تشبّثت باذیال الریاح
وکدت اطیر من شوق الیکم وکیف یطیر مقصوص الجناح ؎

مکتوب ۸

اللہ مفتح الابواب ؛

دل وجان کے لئے راحت افزا اور خوش خبری دینے والا ایک سعادت نامہ بلا جس سے مسرت ملی اور آنکھ کو سینکڑوں روشنیاں حاصل ہوئیں۔ سبحان اللہ، اس سعادت بھرے خط کو افتخارِ امراء، ملوک وسلاطین کے مقرّب، عادل وعالم، فرشتہ سیرت، فخرِ عالم، یکتائے جہاں، نادر زمان، بلند حسب ونسب والے، جود وبخشش کے حامل، اور اسلام اور مسلمانوں کی سربلندی کا سوچنے والے امیر مجد دولۃ والدّین اور ناصر الہدیٰ والیقین نے لکھا ہے۔ امیر کے القاب کی حد نہیں۔ اللہ تعالیٰ ان القاب کو مزید کرے اور امیر کے بلندی مراتب میں بھی اضافہ فرمائے۔ امیر کے دشمن مغلوب ہوں، اس کا انجام بہتر ہو، اسے آسانی درپیش ہو اور مشکلات سے محفوظ رہے۔

مخاطب عزیز کے خط سے مودّت، برادری اور کم مرتبہ لوگوں کی حوصلہ افزائی ہویدا ہے اس کے پر محبت کلمات نے کئی روحانی باغ کھول دیے اور اس سلیمانی "منطق الطیر"[۲] نے میرے گوش ہوش کو کئی زبانیں سکھائیں اور کئی نظارے دکھائے ہیں۔

اس نعمت نامہ پر میں خدائے لایزال کا شکر ادا کرتا ہوں گو ایک معروف قول کے مطابق "میں تیری ایسی تعریف نہیں کر سکتا جیسی تو نے میری توصیف کی ہے۔" مگر اللہ تعالیٰ نے یہ حکمت سکھائی ہے کہ معمولی چیزوں کی بھی قدر کی جائے۔ پھر جو کام پورا نہ کیا جا سکے اسے بالکل ترک کر دینا بھی نامناسب ہوتا ہے لہذا چند عرائض پیش کروں گا کہ موقعِ مسرّت ہے ؎

الحمد للہ علی فضلہ　　قد وصل الحق الی اھلہ

معشوق بسا ماں شد، تا باد چنیں بادا　　کفرش ہمہ ایماں شد، تا باد چنیں بادا

ملکے کہ پریشاں شد از شومیِ شیطاں شد　　باز آنِ سلیمانؑ شد، تا باد چنیں بادا[۳]

یہاں فاتحہ شریف پڑھی گئی تاکہ اس کی برکت سے اس خوش خبری میں اضافہ ہو اور آیتہ الکرسی بھی پڑھی گئی تاکہ یہ تاج و تخت اس کے حامیوں اور ثنا خوانوں کے لئے ہمیشہ مستحکم رہے۔ اللہ تعالیٰ ہم ایسے خلوت و جلوت اور مشرق و مغرب میں دعائیں کرنے والوں کی دعائیں قبول فرمائے (آمین)۔ صاحبانِ عقل و ہوش جانتے ہیں کہ اس دولت و سلطنت کی پائیداری کی دعا کرنا کئی اعتبار سے اپنی اور دوسروں کی بھلائی کے لئے دعا کرنے کے مترادف ہے۔

ازروئے تحقیق ہم سب جسم واحد ہیں کہ

"ما خلقکم و لا بعثکم الا کنفس واحدۃ"[۴]

(تمہاری پیدائش اور تمہاری بعد از مرگ زندگی ایک جسمِ واحد کے خلق اور بعثت کی طرح ہے)۔

مگر جس عضو کو زیادہ تکلیف پہنچے، اسے زیادہ احساسِ کرب ہوگا۔ ہمارا اتحاد و یگانگت صلح و آشتی برتنے کا ذریعہ ہے جنگ و جدال کا نہیں مگر یہ کہ کوئی عضو اپنے ناکارہ اور فاسد ہونے کا ثبوت دے۔ انسانی وحدت، ارتقاء کا مژدہ ہے۔ وہ ذات جس نے ایک

نباتاتی عنصر کو گندم بنایا، دھوئیں کو آسمان بنایا اور اسے ستاروں سے مزین کیا۔ پھر جس نے مٹی کو انسانی حسن دیا۔ اس نے تمازتِ آفتاب کو وصالِ ارواح اور مرادات تک پہنچنے کا ذریعہ بنایا تاکہ لوگ معادن اور وسائل رزق تلاش کریں اور فروغِ آفتاب سے نورِ الٰہی کو خاطر میں لا کر وصول الی اللہ کی کوشش کریں۔ یوں مجاز سے لوگ حقیقت کی طرف رجوع کریں گے، اور اپنے اکابر کی توصیف اپنی زبان میں کرنے لگیں گے کیونکہ ہر ملت کی زبان جدا ہے مثلاً رومنوں، ترکوں اور عربوں کو دیکھو کہ اپنی زبان اور اس کی اصطلاحات پر متوجہ ہیں۔ گو ترجمانوں سے بھی کام لیا جا سکتا ہے مگر اپنی اپنی زبان میں سب تسبیح و تہلیل کرتے ہیں کہ:

"و ان من شیء الا یسبح بحمدہ ولکن لا تفقھون تسبیحھم"

(اور کوئی چیز نہیں بجز اس کے کہ اللہ کی تسبیح و حمد بیان کرتی ہے مگر تم ان چیزوں کی تسبیحوں کو نہیں سمجھتے)۔

دعا ہے کہ اس عزیز کا ضمیر مبارک ہمیشہ گلشنِ لایزال کی سیر میں مشغول ہو اور دور و نزدیک کی ہر چیز کے مشاہدہ کرنے میں اسے جمالِ حیات افزا کے انوار اور تجلیات نظر آئیں کہ:

"وحیث ما کنتم فولوا وجوھکم شطرہ"

(اور تم جہاں بھی ہو اپنا رخ اس کی جانب ہی رکھو)۔

جناب کا سلام میں نے آپ کے "مربّی" کو پہنچایا۔ وہ، خدا ان کا سایہ تادیر باقی رکھے، بہت خوش ہوئے جواباً سلام کہتے ہیں اور ملاقات کے آرزومند ہیں۔ وہ اور ان کے تمام ارادت مند پنجگانہ نمازوں کی دعاؤں میں آپ کے اقبال کے دوام کی خاطر دعاگو رہتے ہیں کیونکہ اس کی بقا میں عوام کا بھلا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان دعاؤں کو قبول فرمائے (آمین)۔ دعا ہے کہ اراکین دولت اور بزرگوں کی مراجعت مسلمانوں کے لئے مفید ہو۔ ان عزیزوں نے سفر کی جو تکالیف برداشت کیں اور غیروں کے ہاتھوں جو صعوبتیں برداشت کیں، اللہ تعالیٰ انہیں دراویش اور عام لوگوں کے لئے مفید بنائے۔ دعا ہے

کہ ان کی کوششوں سے غیر مسلموں کو اسلام سے آشنائی کی مفید بنیاد فراہم ہو گئی ہو اور وہ اس آیۂ مبارکہ کے مصداق ہو کہ:

"کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مائۃ حبۃ واللہ یضاعف لمن یشاء"

(دانے کی مانند جس کی سو بالیں نکلیں، ہر بالی میں سو دانے ہوں اور اللہ جس کے لئے چاہتا ہے اضافہ کرتا ہے)۔

ممکن ہے کہ ان اکابر نے رفع فتنہ کے لئے سفر کیا ہو اور اس طرح اللہ تعالیٰ غیروں کو اسلام کی طرف مائل فرما دے۔ معروف حکایت ہے کہ ایک اعرابی رفع تشنگی کے لئے کنوئیں پر گیا مگر وہاں اسے ایک پیغمبر زادہ اور ہونے والا پیغمبر ملا۔ پھر یہ پیغمبر تخت سلیمانی پر متمکن ہوئے۔ آدمی کچھ سوچتا اور منصوبے بناتا ہے مگر حقیقی منصوبے وہی عمل پذیر ہوتے ہیں جنہیں تقدیر الٰہی کی تائید حاصل ہو،

یا تشنہ چو اعرابی در چہ فگند دلوے — در دلو نگاری نے چوں تنگ شکر یابد
یا موسیٰ آتش جو کارد بدر خستے رو — آید کہ برد آتش، صد صبح و سحر یابد
با ہمچو سلیمانے بشگاف دماہی را — اندر شکم ماہی آں خاتم زر یابد

ارادہ خداوندی میں انسان کی دعا و خواہش کے سوا، انسانی خواہشوں کی حد بندی سے کئی اور فوائد مضمر ہوتے ہیں کہ

"یقضی اللہ امرا کان مفعولا" اور "عندہ مفاتح الغیب لا یعلمہا الا ھو"

(اللہ انجام پذیر ہونے والے کام کا فیصلہ کرے اور غیب کی کنجیاں اسی کے پاس ہیں جنہیں وہ خود ہی جانتا ہے)۔ والسلام

مکتوب ۹

اللہ مفتح الابواب

صاحب عظمت وزیر اعظم، آصف زماں، اپنے وقت کے نظام الملک، علم و فضل و عدل والے، ملت محمدیؐ کے مددگار، قرب خداوندی کے بے حد طالب، میزان عدل و انصاف، صاحب ہمت، امتوں کی پناہ، مجد الدولہ والدین، ملوک و سلاطین اور ان کے

آبا۔ (اللہ سب کی سربلندی بحال رکھے) کے خدمت گار!۔ اپنی عاداتِ عمدہ اور خصائل پسندیدہ کے ذریعے آپ کے ایام ہمیشہ رضائے خداوندی کے حصول میں بسر ہوں کہ

"وما لاحد عنده من نعمة تجزیٰ ۃ الا ابتغاء وجه ربه الاعلیٰ ہ ولسوف یرضیٰ"

(اور اسے بخشش کر کے کسی کو احسان مند نہیں کرنا سوائے رضائے خدا کے، اور وہ ایسے بندے سے ضرور خوش ہوگا)۔

خدا تعالیٰ اس سلطنت کے حامیوں کو خوش و خرم رکھے اور اس دربار کے مخالفوں اور دشمنوں کو نیچا دکھائے۔ دعا ہے کہ حضرت محمدؐ اور ان کی آل رضؓ کی برکات کے طفیل اللہ تعالیٰ اس نامور وزیر کا حامی و ناصر رہے۔ وزیر گرامی، ان مخلصانہ توصیفات اور ارادت مندانہ جذبات کو قبول فرمائیں اور اپنے خوش سیما چہرے کی زیارت اور ملاقات کا اہتمام کریں۔

سیماهم فی وجوههم[۲] من اثر السجود ولتعظیم المحبود و[۳] بزل المجهود

اللہ تعالیٰ ہمارے ذوق و شوق کی شدت کو جانتا ہے۔ دعا ہے کہ وہ ہمیں "اخوانا علیٰ سرر متقابلین[۴]" کا مصداق بنائے اور ہمارے شوقِ ملاقات کی تشفی کا سامان بہم پہنچائے

انه علیٰ ما یشاء قدیر وبالاجابة والمرحمة جدیر[۵]

آنے جانے والے لوگوں سے ملاقات ہوا کرتی ہے۔ وہ سب آپ کے حسنِ عمل اور مہربانی کی تعریف کرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ آپ کو امرِ خدا کے احترام کرنے اور اس کی رضا کے حصول نیز مخلوق پر مہربانی اور شفقت کرنے کا بہت خیال ہے۔ اس لئے آپ ایسے شخص کی ملاقات کرنا نیکی ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد آپ کو یاد ہوگا کہ "مخلوق" خدا کا کنبہ ہے اور لوگوں میں سے وہ انسان خدا کے ہاں زیادہ مکرم اور محترم ہے جو اس کے کنبے کو زیادہ فائدہ پہنچائے گا۔

عرض ہے کہ میرا ایک قدیمی ارادت مند اور فرزند نظام الدین نام کا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے حالات درست فرمائے۔ وہ ایسے اعلیٰ اخلاق اور اطوار کا مالک ہے کہ بڑے بڑے مجاہدے اور ریاضت والے اس کے سامنے ہیچ ہیں الا ماشاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور بخشش کی بارش بے استحقاق بھی لوگوں کو نوازتی ہے۔ نظام الدین نے اپنے مال و منال

کو فقرا، درادیش کی حاجت روائی کے لئے وقف رکھا ہے اللہ تعالیٰ اس کی خدمات کو شرفِ قبولیت دے۔ البتہ اسے بعض ایسے حوادث پیش آئے جن کی تفصیل آپ کی تصریع کا باعث ہوگی اور ان کا نہ لکھنا بہتر نظر آتا ہے۔ ان حوادث نے اس کا غیر معمولی نقصان کر دیا اور وہ بدحال ہوگیا ہے۔ التجا ہے کہ آپ اپنی شاہانہ بخشش اور بندہ پروری سے اسے نوازیں اور اس کی مالی مدد کریں۔ یہ بات صرف نیک نامی کا موجب نہیں، اس سے آپ کو ثوابِ عظیم بھی ملے گا کیونکہ وہ مستحقِ مدد ہے۔ آپ کی یہ بخشش یوں بھی بڑی خیرات اور کارِ نیکی کی حامل ہوگی کیونکہ اس کا فائدہ بالواسطہ طور پر فقرا، درادیش کو ہی ملے گا۔ دعا ہے کہ آپ کا سایہ مبارک دیر تک قائم رہے اور آپ احسان و نیکی کے کام اسی طرح انجام دیتے رہیں۔ آمین یارب العالمین۔

مکتوب ۱۰

اللہ مفتح الابواب

وزرا، کے بادشاہ، پناہِ اسلام اور مسلمانوں میں نیکیوں اور بخششوں کے پھیلانے والے آج آپ ہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا بلند مرتبہ قائم رکھے اور نورِ خدائی کے فیض سے آپ کے ہاتھ تابناک رکھے۔ ہماری دعا و سلام کو قبول کریں۔ "مالک یوم الدین" (روز جزا کا مالک، الفاتحہ آیہ ۳) اپنے الطاف و عنایات سے دو چند بلکہ کئی گنا بدلہ دے گا)۔

روایت ہے کہ حضرت یوسف صدیق علیہ السلام نے مسلسل دس سال تک روزے رکھے اور راتوں کو بھی بہت کم آرام کیا۔ لوگوں نے کہا:

"حضرت نبوت کی سلطنت آپ کو میسر ہے اور سلطنتِ دنیا بھی آپ کے زیر دست ہے۔ پس اس قول کے مطابق کہ "تیرے نفس کا بھی تجھ پر حق ہے" آپ اس مجاہدہ و محنت کے بعد آرام تو فرمایا کریں۔"

حضرت یوسف ؑ بولے:

"میں جب تک اپنے بھائیوں کو بھی خلعتِ نبوت سے مزین نہ دیکھوں، میں آرام نہیں کر سکتا۔ یوسف ؑ کے لئے مناسب نہیں کہ خود کامیابیوں کے سایوں تلے آرام کرے

اور اس کے بھائی محرومی کی آگ میں جل رہے ہوں۔"

لوگوں نے عرض کیا کہ:

"حضرت" آپ کے بھائیوں نے برادری کے حقوق کہاں حاصل کئے؟"

حضرت یوسفؑ بولے:

"میں چاہتا ہوں انہیں اور دوسروں کو برادری نبھانے اور سلطنتِ انسانی چلانے کے آداب سکھاؤں۔"

آپ بھی اسی طرح دوسروں کو سکھائیں۔ فرزند عزیز نجم الدین ابن خرّم چاوش، اللہ تعالیٰ اس کی اور جملہ مسلمانوں کی آسائشیں بحال کریں، کا حال پہلے لکھ چکا ہوں۔ آپ نے ازراہ کرم اس کی مدد کرنے کا وعدہ فرمایا۔ مگر ابھی تک عملاً کچھ بھی نظر نہیں آیا۔ دوبارہ التماس ہے کہ اس کی مدد کی جائے۔ آپ کی کوشش سے دنیا کے بادشاہ نے" اللہ اس کی سلطنت کو دوام بخشے، اس کا قصور معاف کر دیا مگر وہ اب تک" ربنا ظلمنا انفسنا" (اے ہمارے پروردگار ہم نے اپنے نفوس پر ظلم کیا ہے) کا ورد کر رہا ہے۔ اب اس کی مدد کے لئے میں آپ کے علاوہ کس سے کہوں؟ آج آپ ملک الوزرا ہی وہ شخص ہیں جنہیں مسلمانوں کی بہتری اور آسائش کے لئے کام کرنے والا اور ان کی مصیبتوں کو دور کرنے والا کہہ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس امیر کو مزید کامیابیاں حاصل کرنے کی توفیق دے۔

مکرر عرض کرتا ہوں کہ ان دنوں فکر و تشویش عام ہے مگر فتنوں کی آگ کو خیرات اور احسان کے پانی سے بجھایا جا سکتا ہے حدیث قدسی ہے کہ:

"صدقات کے ذریعے اپنے بیماروں کا علاج کرو۔"

حضرت عمر فاروقؓ کے عہد میں ایک قصبے میں آگ بھڑک اٹھی اور سب کچھ جلنے لگا لوگ پانی وغیرہ سے آگ بجھانے کی فکر کر رہے تھے مگر حضرت عمرؓ نے فرمایا:

"لوگو صدقات کے ذریعے اس آگ پر قابو پاؤ کیونکہ یہی پانی اسے بجھا سکے گا۔"

ملک الوزرا کی کیا نرالی شان ہے کہ اس عالمِ وجود میں نہ پہنچے ہوئے (جنین) بھی اس کی مدد سے بہرہ مند ہیں۔ خدا کرے اس امیر کی مدد سے بیشتر لوگ کامیابیوں سے ہمکنار ہوں۔ آمین۔

مکتوب ۱۱

اللہ مفتح الابواب

امراء واکابر کے سلطان، مظلوموں کی پناہ، درویشوں کے سہارے، اللہ کے حکم کی تعظیم بجالانے والے، اللہ کے وعدے کی تصدیق کرنے والے، خدائی نعمتوں کے شاکر اور قدر دان، مسکینوں کے فریاد رس اور رحمت خداوندی کے امیدوار! آسمانی اور غیبی رحمتوں کی بارش تجھ پر جاری رہے۔ دو حکومتوں اور دو درباروں سے متعلق اس امیر کو خدا سفر و حضر میں خوش رکھے اور اسلام و مسلمین کی ترقی اور ملک کے امن و سلامتی کی خاطر اس کی کوششوں کو مقبول و کامیاب بنائے۔ دعا ہے کہ سب مشکلات و موانع راستے سے دور ہوں کہ ہم اس عزیز کے ساتھ تفصیلی ملاقات کر سکیں اور اخوان الصفاء کی طرح آمنے سامنے بیٹھیں۔ مکرر دعا ہے کہ خدا ہمیں اس پاک خصال امیر کے ساتھ ملاقات کی توفیق عنایت کرے تاکہ ہم فراق کے تلخابے سے بچ کر وصال کی حیات جاوداں کا مزہ چکھیں۔

میں ایک پریشان حال شخص ہوں جو بے ادب ہو جاتا ہے۔ اس لئے میں اکابر دولت سے "اللہ تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہو" دور رہنا چاہتا ہوں۔ البتہ میرا ضمیر ایک مخلص محب اور عاشق کا ہے۔ میرا دل دوسروں کی خاطر دعائے خیر میں مشغول رہتا ہے اپنی بے ادبی کا جو ذکر میں نے کیا، اس میں کدورت خاطر نہیں بلکہ اخلاص شامل ہے۔ امید ہے کہ میرا عذر قابل قبول ہوگا۔ والسلام۔

مکتوب ۱۲

اللہ مفتح الابواب

ملک الامراء، زمین پر لوگوں کے فریاد رس، کمزوروں اور مسکینوں کے سہارا، ابدی بخشش و فیاضی کے حامی، دولت جاوداں کے حامل، فیاض تاجر، جاہ و جلال سے بے نیاز، پسندیدہ خصال، بلند حوصلہ، عالی ظرف اور سلطنت دنیا کو وسیلہ عقبیٰ بنانے

والے اس عزیز کی سلطنت اور اقتدار کو خدائے تعالیٰ دوام دے۔ یہ محترم عزیز اس مخلص کا سلام قبول فرمائے۔ اس مبارک اور خوش سیما چہرے کو دیکھنے کی بے حد آرزو ہے تاکہ "وجوہ یومئذ مسفرہ ضاحکۃ مستبشرہ" (کچھ چہرے اس دن دمک رہے ہوں گے۔ وہ خنداں اور خوش وخرم ہوں گے) کا منظر دنیا میں دیکھ سکوں۔ یہ راقم امیر کے احسانات کے زیر بار ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ان احسانات اور نیکیوں کی جزائے کامل دے کہ اس نے اس کام کا وعدہ کر رکھا ہے۔

"ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ وان تک حسنۃ یضاعفھا ویؤت من لدنہ اجراً عظیما"

(بے شک خدا کسی پر ذرہ برابر ظلم نہیں کرتا اور اگر تیری کوئی نیکی ہے تو اسے وہ دوچند کرے گا اور اپنے پاس سے عظیم اجر دے گا)۔

اگر میں شوق ملاقات اور آپ کے احسانات کے مطابق خط لکھتا، تو آپ کو ہر روز ایک مفصل خط ملا کرتا لیکن عقل آپ کو اس قدر سردردی دینے کے حق میں نہیں۔ کہا گیا ہے کہ محبت ایک خزانہ ہے اور خزانے کو پوشیدہ رکھنا بہتر ہے۔ لہذا محبت کو پوشیدہ رکھنا چاہیے مگر محبت ہے کہ چھپائے نہ بنے ؎

یاحسرۃ للعاشقین تحملوا ثقل المحبۃ والھوی فضاح

خود عشق وضمیر دل چہ پنہاں ماند کز دیدہ بروخ ہزار صاحب نظر است [۳]

کہتے ہیں کہ "دل کو دل سے راہ ہوتی ہے"۔ دعا ہے کہ یہ مخلصانہ محبت دونوں طرف قائم رہے کیونکہ اسے رضائے خداوندی کے حصول سے زیادہ کوئی چیز عزیز تر نہیں ہے۔

اس خطہ زمین میں امن وامان قائم رکھنے اور لوگوں کو آسودہ حال بنانے کی خاطر آپ نے جو کوششیں کی ہیں، ان نیک سرگرمیوں کا ہمیں پورا علم ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ مقاصد پورا کرنے کے سلسلے میں آپ کا معاون ہو اور آپ کو ثواب دارین بھی دے۔ آپ نے حرم دین اور قبلۃ الاسلام کی حفاظت کے لئے بھی بہت کام کیا ہے۔ دعا ہے کہ خدا اس عزیز کی ایسی مدد فرمائے جو خلل ناپذیر ہو اور اپنے فضل وکرم سے اس کی عظمت اور برتر گواری میں مزید اضافہ فرمائے۔

مزید عرض ہے کہ اس سلام و دعا کا لانے والا میرا عزیز بہاء الدین خدمت کے لیئے حاضر ہو رہا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

"جو کوئی کسی پریشان حال کی مدد کرے اور اس کی تشویش اور سکون کو دل جمعی میں بدل دے، اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو جمعیتِ خاطر اور اطمینان قلب دے گا۔"

اس عزیز پر توجہ فرمائیں تاکہ وہ بھی احسانات کے زیرِ بار آجائے اور دیگر نیازمندوں کی طرح وہ بھی آپ کی نیکیوں کا ذکر کرتا پھرے۔ اس نیکی و احسان کا خدائے تعالیٰ بھی آپ کو اجرِ عظیم دے گا، انشاء اللہ۔ والسّلام۔

مکتوب ۱۳ ؎

اللہ مفتح الابواب

ذاکرین کے سراج، شاکرین کے تاج، نفس کے حاکم، امورِ بد سے محترز، نجات کے مستحق، راہ فلاح کے سالک، اللہ کی طرف رجوع کرنے والے اور اسی پر توکل رکھنے والے، ناپاک لباس سے محترز، امورِ خیر کے معاون، صاحبِ وفا و استقامت، حیا کے معدن، ریاکاری کے دشمن، بشارتِ معرفت کے طالب، اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑنے والے، فضلِ خداوندی پر اعتماد رکھنے والے، سنّتِ انبیاءؑ کے پیرو، اولیائے اللہ کے مددگار، ندامت و اعتذار سے گناہوں کے مٹانے والے، اعمالِ بد کا قلع و قمع کرنے والے، نیکیوں کو پھیلانے والے، احکام الٰہی کو خواہش نفس پر مقدم جاننے والے، لوگوں کے ساتھ بھلائی کا شوق رکھنے والے، قضائے الٰہی پر راضی اور رضائے خدا کے طالب، وعدہ خدائی پر ایقان رکھنے والے، خدائی کی صفاتِ جود و کرم اپنانے والے، نیازمندوں اور برادرانِ دین کی احتیاجات برلانے والے، جفاؤں پر ثابت قدم، وفا اور صدق کو شعار بنانے والے، مصیبتوں کے زہر کا خیر و خوبی کے تریاق سے ازالہ کرنے والے، اخلاق کریمانہ سے فاسد اعمال کی بیخ کنی کرنے والے، وعدے کے سچے اور حسنِ دوستی پورا کرنے والے، صاحبانِ ثروت کے تاج، ہوس کی رسّیوں کو کاٹنے والے، ماتحتوں کے نگہبان، طریقِ مودت کو عام کرنے والے، افواہوں کو مٹانے والے، شیطانی وساوس

کو نابود کرنے والے، حرص و ہویٰ سے دوری اختیار کرنے والے، اپنی توانائیوں اور جان و مال کو راہِ خدا میں لگا دینے والے، مخلوق کا دل موہ لینے والے، فضل خداوندی پر اعتماد رکھنے والے، فلاح کی انگوٹھی کے مالک، مرکبِ نجات کے شہسوار، طالبِ آخرت اور راہہائے پسندیدہ کے راہرو! میرا اسلام قبول ہو۔

مکتوب ۱۴

اللہ مفتح الابواب

صدرِ اعظم، ملک الحکماء، جواہر حیات دینے والے، مصیبتوں کے زہر کے تریاق شجر عقل کے ثمر، اپنی اعلیٰ صفات کے ذریعے برائیوں اور فضول باتوں کا قلع قمع کرنیوالے صادقوں کی رضا، یقین کا منبع، صاحبِ ورع و تقویٰ، راہ خیر میں سرگرمِ عمل، بلند افکار اور افکار والے، حق و دین کی راہ کے کامل، مسرّت کی روح اور کامیابی کی کلید! میرا سلام قبول ہو۔

اللہ تعالیٰ اس مخاطب عزیز پر اپنی حمایت و نصرت اور فضل و کرم کی بارش جاری رکھے۔ اور اسے مزید اعلیٰ صفات اور اخلاق اللہ اپنانے کی توفیق دے۔ آپ کے محبت نامے کی روح افزا شمیم نے ہمارے دل و گوش کو معطر کر دیا ہے۔ میں ادائے شکر اور دعا گوئی میں مشغول ہوں۔ کاش نامہ بر کبوتر کی طرح میرے پر ہوتے اور میں فوراً حاضر ہو کر بالمشافہ مبارکباد کہتا اور عرضِ احوال کرتا۔

مخلص راقم الحروف کا ہدیہ دعا و سلام قبول فرمائیں۔ یقین رکھیں کہ شرفِ دیدار اور آرزوئے ملاقات کا دل سے آرزومند ہوں۔ یہ ملاقات میرے گوشت و پوست بلکہ ہڈیوں کو بھی طراوت دے گی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مشکلات رفع فرمائے اور جلد ملاقات کے مواقع میسّر فرمائے۔ آمین۔ والسّلام۔

مکتوب ۱۵

اللہ مفتح الابواب

اللہ تعالیٰ مخاطبِ عزیز کو عالی ہمتی، خیرات اور رضائے الٰہی کے حصول کے کاموں

کی توفیق دے، اس کی مساعیِ جمیلہ کو کامیاب و کامران فرمائے اور اسے قبلہ رجاءات بنائے رکھے۔

اس وقت امیر سیف الدین کے بیٹوں حما اور امیر عالم کے التماس پر خط لکھنے بیٹھا ہوں۔ وہ عرض کرتے ہیں کہ ملک الامراء کو خط لکھوں اور ان کے لئے ملاقات کی اجازت لوں تاکہ انہیں اطمینان ملے۔ ملک الامراء، مقبولِ حق اور محمود خلائق ہے، اللہ تعالیٰ، اس کا مرتبہ عظیم قائم رکھے۔ میں نے امیر کے بیٹوں کو کہا کہ وہ خط کو براہِ راست آپ کے حوالے کریں تاکہ آپ ان کی حاجت روائی کی طرف توجہ دے سکیں، انشاء اللہ۔

سرورِ مشائخ، امین قلوب، صاحب حقائق، حسام الحق والدین کو، اللہ تعالیٰ ان کی برکات کو جاری رکھے۔ اس زمانے کا جنیدؒ یا بایزیدؒ کہا جاسکتا ہے۔ آپ کی اطلاع کی خاطر عرض ہے کہ اس سال انہوں نے اپنے باغ کی گری ہوئی دیوار بنانے میں بہت مشقت اٹھائی اور کافی رقم بھی خرچ کی۔ میری خواہش ہے کہ اس خرچ میں ان کی مدد کی جائے۔ دیگر اکابر اور امراء میں سے مَیں کس سے کہوں؟۔ آپ کو مجھ سے اور مجھے آپ سے اس قدر اُنس ہے کہ گویا ہماری ارواح متصل اور ممزوج ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس قربت میں مزید اضافہ کرے۔

اشارہ واضح ہے۔ زیادہ کیا عرض کروں خدا فرماتا ہے کہ:

"وما تفعلوا من خیرٍ یعلمہ اللہ"[1]

(نیکی کا جو کام تم کرو اللہ اسے جانتا ہے)۔

اور یہ بھی کہ:

"لا نرید منکم جزاءً ولا شکوراً"[2]

(ہم تم سے بدلہ مانگتے ہیں نہ شکرگزاری)۔

خوشحالی میں آپ کا وجود ہمیں حسن و زینت دیتا ہے اور تنگی و تکلیف میں مدد و اعانت اور خزانہ۔ خدا آپ کو سلامت رکھے۔

مکتوب ۱۶ (بنام امیر پروانہ بک)

اللہ تعالیٰ ملک الامراء، معین الحق والدین، کے عدل و انصاف میں وسعت دے

اور اسے دنیا میں لوگوں کی فلاح و بہبود اور آخرت میں امیر موصوف کی نجات اور اس کے درجات کی بلندی کا ذریعہ بنائے۔ یہ امیر عدل و انصاف اور رحم و کرم پر عامل ہی نہیں، ان امور کی جائے پناہ بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی نیک سرشتی کو دونوں جہاں کی سعادتوں کا وسیلہ بنائے۔ امیر یقین رکھے کہ اس کے الطاف و اکرام کا شکریہ ادا کرنے اور اس سے روبرو بات کرنے اور زبانی شکریہ ادا کرنے کی خاطر میں ملاقات کا بے حد متمنّی ہوں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آنکھوں کے اس سرور اور دل کے حضور کا سامان جیسا فرمائے اور جدائی اور غموں کے مارے ہوؤں کی دلداری کرے۔

ان کنت لست معی فالذکر منک معی　　قلبی یراک وان غِبتَ عن بَصَری
العین تفقد من تھوی ویبصرہ　　وناظر القلب لایخلوا من النظری [1]

اس وقت اس التجا و سلام میں راقم کے ساتھ سیف الدین مرحوم کے فرزند اور خاندان والے شامل ہیں۔ مرحوم عفو و بخشش کا خلعت پہنتا رہا اور اب اس کی اولاد کو بھی نئی زندگی مل رہی ہے یہ سب لوگ دعائے نماز اور وظائف کے دوران جناب کو یاد کرتے اور سلام کہتے رہتے ہیں۔ مگر وہ اب ظاہری دیدار کی اجازت کا التماس کرتے ہیں تاکہ آپ کی عطاء و بخشش کے بارے میں انہوں نے جو کچھ سن رکھا ہے، اسے دیکھ بھی لیں اور زیادہ مطمئن ہو سکیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے کامل ایمان کے باوجود اطمینان قلب کی آرزو کی تھی:۔

"قال اولم تؤمن قال بلیٰ [2] ولکن لیطمئن قلبی"

(خدا نے کہا ابراہیمؑ کیا تو ایمان نہیں لایا؟ جواب دیا ایمان لایا ہوں لیکن یہ آرزو اس خاطر ہے کہ مجھے اطمینان قلب مل جائے)۔

پس یہ لوگ حضرت ابراہیمؑ کی طرح مشاہدہ چاہتے ہیں کہ:

"ادنی کیف [2] تحی الموتی"

(خدایا مجھے دکھا کہ تو مُردوں کو کیسے زندہ کرتا ہے؟)

اپنے الطافِ عام کے ذریعے آپ ایک سایہ دار شجر طیبہ بنے ہوتے ہیں جس کے سایہ تلے تمازتِ آفتاب کے مارے ہوئے مسافر پناہ لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ امورِ خیر کی آپ کو بہتر جزا دے۔ جن لوگوں کا میں ذکر کر رہا ہوں، وہ واقعی ریاہی بے آب کی طرح ملاقات کی خاطر بے چین ہیں۔ اگر ان کی یہ خواہش پوری کر دیں تو یہ بھی عظیم کارِ ثواب ہو گا حدیث رسولؐ ہے کہ:

"جو زمین میں ہیں ان پر رحم کرو تاکہ آسمان والا تم پر بھی رحم کرے۔"

دعا ہے کہ آپ ہمیشہ کمزوروں کی پناہ بنے رہیں کہ:

"فاما الیتیم فلا تقھر و اما السائل فلا تنھر"[۵۳]

(پس یتیم پر غصہ نہ کر اور سائل کو مت ڈانٹ)۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، ان کی آلؓ اور جملہ اہلِ دین پر جو طیبین اور طاہرین میں سے ہیں، درود و سلام ہو۔

"فاللہ خیر حافظاً وھو ارحم الراحمین"[۵۴]

(پس اللہ بہترین حفاظت کرنے والا ہے اور وہ تمام رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے)۔

مکتوب ۱۷

اللہ مفتح الابواب۔

امیر مجدولۃ والدین کے مقامِ بلند کو خدا باقی رکھے اور حضرت محمدؐ اور ان کی آلؓ کے طفیل اس کے سب افعال اور اقوال کا خدا ہادی اور رہنما ہو۔ نیکی اور بندگی تمام سعادتوں کا سرمایہ ہے کہ:

"وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون"[۵۵]

(ہم نے جنوں اور انسانوں کو بجز اس کے پیدا نہیں کیا کہ وہ بندگی اختیار کریں)۔

عبادت اور بندگی کی سعادت امیر کو حاصل ہے۔ وہ دین دار، بخشش و کرم والا، مفلوک الحال افراد کی جائے پناہ اور "اشداء علی الکفار رحماء بینھم"[۵۶] (وہ کافروں پر سخت

اور آپس میں مہربان ہیں) کے مظہر ہیں۔ امیر کی مدح و توصیف اس لئے بھی ضروری ہے کہ اس بہانے وہ ہمارے اس شوق سے مطلع ہو جو ملاقات کی خاطر ہمارے دل میں موجزن ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں جلد ہی " اخواناً علیٰ سرر متقابلین " (آمنے سامنے تختوں پر بیٹھنے والے بھائی) بناتے۔

اس رقعے کے لکھنے کی تحریک اس وقت مخلص فرزند کمال الدین نے کی۔ اللہ تعالیٰ اس کی سعادت مندی کو کامل کرے۔ یہ فرزند عزیز اطاعت و عبادت اور فکرِ آخرت میں لگا رہتا ہے۔ اس نے جذبہ دینی کے تحت اتنی فیاضی برتی اور راہ خدا میں خرچ کیا کہ اب مقروض ہو چکا ہے۔

امید ہے کہ آپ اس کے واجبات کو معاف کر دیں گے کیونکہ معروف قول ہے کہ "بدحال شخص پر کوئی خراج نہیں ہے"۔ اس مہربانی کی بناء پر وہ آپ کے اقبال و دولت کی بقاء کا دعاگو ہوگا اور مجھ پر بھی آپ کے احسانات میں ایک کا اضافہ ہوگا۔ دعا ہے کہ آپ کا سایہ ہم پر مدتوں باقی رہے اور اسی طرح ہمارے منعم و محسن بنے رہیں، آمین یارب العالمین۔

مکتوب ۱۸

اللہ مفتح الابواب۔

امیر الغ قتلغ نائب بک کو جو ملک الامراء اور مشیر ملک ہے، میرا صدق و صفا بھرا سلام قبولِ خاطر ہو۔ دولت و اقبال کے علاوہ اطاعت و عبادت کی سعادت بھی اس کے شاملِ حال رہے کہ:

" فسنیسّرہ للیسری "[1]

(پس ہم فراخی کے ساتھ اسے سہولت دیں گے)۔

وہ مظلوموں اور دادخواہوں کا فریادرس اور " کانو قلیلا من اللیل ما یھجعون وبالاسحار ھم یستغفرون "[2] (وہ رات کو کم آرام کرنے والے اور سحر کے وقت مغفرت طلب کرنیوالے ہیں) کے مصداق ہے۔ امیر موصوف، بلند ہمت۔ تیز بیں، صاحب فراست اور اس حدیث قدسی کے مضمون کو یاد دلانے والا ہے کہ " مومن اللہ کے نور سے دیکھتا ہے "۔ اس نادر روزگار

احسانات پھیلانے والے شخص کو خدا کی نصرت حاصل ہے مگر اس کے دشمن خدا کے مغضوب ہیں۔ امیر کے ساتھ ملاقات کرنے کا شوق بڑھتا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی دن ہمیں "اخوانا علیٰ سرر متقابلین" (آمنے سامنے تختوں پر بیٹھے ہوئے بھائی) کا منظر دکھائے، آمین یارب العالمین۔

میری دعا و سلام اور اس مکتوب کو لانے والا شخص شمس الدین محمد بن جمال الدین میرا مخلص معتقد اور فرزند ہے۔ یہ عزیز اب بدحال اور بے نوا ہے۔ اس کا والد بھی بچپن سے میرا دم ساز رہا ہے۔ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ:

"لوگوں میں بہترین شخص وہ ہے جو دوسروں کو نفع پہنچائے"۔

امید ہے کہ آپ اس عزیز کو اپنی بندگی میں قبول کرو گے اور اس کے مناسب حال کوئی کام اس کی تفویض میں دو گے۔ یہ مہربانی دیکھ کر وہ اپنے ابنائے نوع میں پھولا نہ سمائے گا اور صاحب فخر بنے گا۔ اس کے اوقات فرصت آپ کے اقبال کے دوام کی خاطر دعا میں صرف ہوں گے۔ دعا ہے کہ آپ ہمیشہ مخلوق کے فریاد رس بنے رہیں۔ اس مہربانی سے آپ مجھ پر اپنے سابقہ احسانوں میں ایک کا اضافہ کریں گے۔ والسلام۔

مکتوب ۱۹

اللہ مفتح الابواب

خواص کے سردار اور امیر خداوندی کی تعظیم بجا لانے والے ملک الامرا کا سایہ خدا دیر تک باقی رکھے۔ اور اس کی عظمت بحال رہے۔ امیر موصوف میری دعا و سلام کو قبول فرمائے۔ مکتوب کے جرعہ دیدار نے تشنگی اور بڑھا دی اور اشتیاق ملاقات کی آتش تیز تر ہو گئی۔ دعا ہے کہ ہم جلد "اخوانا علیٰ سرر متقابلین" بنیں۔

روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا۔

"موسیٰ جب تم مجھے اپنے دروازے پر دیکھو تو کیا کرو گے؟"

حضرت موسیٰ علیہ السلام بولے:

"میرے پروردگار! تو ہر احتیاج سے منزہ ہے۔"

جواب ملا۔

"موسیٰؑ، میرے محتاج بندوں میں سے جب کوئی تیرے دروازے پر آئے، تو اس کے ساتھ وہ سلوک روا رکھ جو مجھے دیکھ کر تو روا رکھتا، میرے ہر بندے کا رشتہ حیات آخر مجھ سے وابستہ ہے۔"

نماز ایک با فضیلت کام ہے لیکن اس کا باطن اور روح اس کے ظاہر سے زیادہ اہم ہے۔ یہ انسان کی روح اور جسم کا معاملہ ہے نماز کی روح دو چیزیں ہیں۔ ایک اس کا دوام ہے جیسا کہ فرمایا گیا:

"الذین فی صلوٰتھم دائمون"

(مومن وہ ہیں جو اپنی نمازوں کو دوام دیتے ہیں)۔

دوسری بات خلوص ہے جس کے بارے میں ایک حکایت بھی مشہور ہے۔ لوگوں نے ایک تارکِ نماز کا احترام ترک کر دیا اور کہا اگر وہ نماز کی پابندی نہ کرے تو اس کا اجتماعی مقاطعہ کر دیا جائے۔ لوگوں نے ظاہراً شیخ سے کچھ نہ کہا مگر اہل تصوّف اہل دل ہوتے ہیں۔ وہ بات کو بھانپ گیا۔ جبھی یہ بات کہی گئی ہے کہ

"جس کسی کو خدا کی ہم نشینی کا اشتیاق ہو، وہ حقیقی اہل تصوف کے ساتھ بیٹھے"

تا یکے قوم بینی از خود پاک — با تو بر خاک و بر تر از افلاک
در صورت اگرچہ بر زمین است — معنیش بچرخ ہفتمین است [۵]

نماز کی ظاہری حالت کا بیان کوئی فقیہہ سے پوچھے کہ وہ تکبیر سے کس طرح شروع ہوتی ہے اور سلام پر کیسے ختم ہوتی ہے۔ فقیر وصوفی کو اس کے باطن سے واسطہ ہے ان کے نزدیک نماز خدا کے ساتھ اتصال کا نام ہے اور اس اتصال کو بھی خدا ہی جانتا ہے۔ فقیہانہ نماز کی شرط طہارت و وضو ہے اور صوفیانہ نماز چالیس سال کا مجاہدہ ہے جسے جہاد اکبر بھی کہا جاتا ہے۔ اس دوسری نماز میں دیدہ و دل خون کئے جاتے ہیں۔ یہاں دل سات سو پردوں سے باہر نکالا جاتا ہے اور ذاتِ حق کی معرفت سے زندگی کی تلاش شروع کی جاتی ہے۔

گرچو شاہاں بر سریر تخت نتوانی نشست ہمچو فرّاشاں طناب خیمہ رشاہی بگیر ؎

جس کسی نے یہ نماز پڑھی، وہ "الحقنا بھم ذریاتھم" (ہم نے ان کے ساتھ ان کی اولاد ملادی ہے) کے مصداق بنا۔ اگر اپنی ظاہری نمازوں پر مغرور ہوکر آپ نے اپنے عصر کے آفتاب سے، جو دل وجان کے محرم ہیں، روگردانی کر لی تو آپ روحِ نماز سے غافل رہیں گے اور آپ کا معاملہ اس شیخ سے بغاوت کرنے والوں کا سا ہوگا حالانکہ اس روحِ نماز سے آگاہ شخص نے دیکھ لیا تھا کہ وہاں کے امام اور مقتدی دونوں قبلہ رو نہیں ہیں۔ اس حالت میں حضرت بایزید بسطامیؒ کو الہام ہوا تھا:

"میری صفات میری تخلیقات میں دیکھا کرتا کہ تجھے دیکھنے والا مجھے یاد کرے اور تیرا رُخ کرنے والا میرا رُخ دیکھ سکے۔"

یہاں شیخ موصوف کے اس معروف قصے کو مکمل لکھنے کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ذہن کو منور کرے کہ آپ نماز کے ظاہر سے گزر کر اس کے باطن اور روح تک جا پہنچیں۔ راہ ہدایت دکھانا اور کامیابی عطا کرنا خدا کا ہی کام ہے۔

فرزند عزیز نظام الدین کی مدد کا آپ نے وعدہ فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس عزیز کے کام درست فرمائے وہ ابھی منتظر بیٹھا ہے۔ ہمیں آپ کا پیغام ملا تھا ہم دعاگو ئی اور انتظار میں رہے کہ اس وعدہ احسان پر جلد عمل ہوگا کیونکہ نیک کاموں کے آغاز سے ان کا انجام اچھا ہے۔ نماز کی نیت کرنا اور تکبیر پڑھنا اس کا آغاز ہے جو اچھا ہے مگر رکوع، قعود اور سجود کرکے طریقے کے مطابق اس کا اہتمام کرنا زیادہ اچھا ہے۔ نیک نیتی ماہِ نو کی طرح ہے اور نیکی کی تکمیل کی مثال بدرِ کامل کی سی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ان ظاہری اور باطنی راہزنوں کی چالوں سے محفوظ رکھے۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو ذلیل وخوار کرے جو کسی کے ساتھ نیکی کئے جانے کے روادار نہیں اور جو دوسروں کو بھی اپنی طرح نامراد، ناامید اور مایوس وبدبخت دیکھنا چاہتے ہیں ؎

کسے کو را بود در طبع سستی نخواہد ہیچکس را تندرستی ؎

نیا حاکم ووالی جب پرانے اور معزول حاکم سے مشورہ کرنے لگے تو وہ اسے ایسے مشورے

دے گا جن پر عمل کر کے یہ جلد معزول ہو جائے ۔ یہ معزول حاکم چھپے شیطان ہیں جو دوسرے انسانوں کے ساتھ شیطانوں جیسا معاملہ کرتے ہیں ۔ وہ حاسد اور نیک کاموں سے دوسروں کو روکنے والے ہیں ۔ وہ اپنی چرب زبانی اور مکاری سے معتبر لوگوں کو نیکی کی راہ سے منحرف کر دیتے ہیں ۔

میرے عزیز ! ایسے لوگوں سے بچو ، ان سے اللہ کی پناہ مانگو اور دنیا سے جانے سے قبل نیکی کے بیج بونے کی فکر کرو جو بعد میں پھلیں پھولیں ۔ کیا تم سوچتے نہیں کہ گندم کے انبار رکھنے والا شخص بھی اگر مزید کاشت نہ کرے تو تھوڑے عرصہ میں وہ محروم غلّہ اور نامراد بن جائے گا ؟ شاعر کہتا ہے ؎

زاں پیش کہ دادہ را اَجل بستاند ہر داد کہ دادنی است می باید داد

جس نیکی کے انجام کی خاطر میں رغبت دلا رہا ہوں ، امید ہے کہ اس کا اور دوسری نیکیوں کا فرق آپ کے پیش نظر ہوگا ۔ آخر پیاز اور زعفران کی کاشت ایک جیسی تو نہیں ۔ دعا ہے کہ آپ کے احسانات جاری رہیں اور نت نئی نیکیوں کی انجام دہی کی خدا آپ کو توفیق دے ۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے آپ کو کامیابی اور ثبات دے ۔ الرحم الراحمین وہی ہے ۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ، ان کی آل و اصحاب اور جملہ انبیاء پر درود و سلام ہو ۔ آمین ، یارب العالمین ۔

مکتوب ۲۰

اللہ مفتح الابواب

سپہ سالارِ اعظم ، امیر اینانج شجاع الدولہ والدین کے مرتبہ بلند کو خدا باقی رکھے اور اس کے صدقات اور خیرات نیز دوسری نیکیوں کو اپنی درگاہ میں قبول فرمائے ۔ یہ امیر ، عادل ، عالم ، شیر غار ، افواج دعساکر کا رہنما ، فخر مجاہدین ، بلند ہمت ، خدا ترس اسلام اور مسلمانوں کا دست و بازو ہے ۔ ایسے نیک امیر کے دشمن ذلیل و خوار ہوں خیرات کی فضیلت میں خدا نے فرمایا ہے :

مثل الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ کمثل حبّۃ انبتت سبع سنابل فی کل

سنبلة مائة حبة و الله یضعف لمن یشاء [1]"

امیر موصوف اس راقم کا ہدیہ سلام و دعا قبول کرے۔ آپ نے ملاقات کی خواہش ظاہر کی ہے میری آرزو بھی یہی ہے۔ خدا تعالیٰ ان آرزوؤں کو بر لائے۔ پریشانیوں کو دور کرنے والا، دعاؤں اور حاجات کو پورا کرنے والا وہی ہے۔ اس سے دعا ہے کہ وہ ملاقات کے وسائل جلد فرمائے۔

"انہ سمیع قریب"

(بے شک وہ قریب کا سُننے والا ہے۔)

سلطان محمود غزنوی قدس اللہ روحہ کے بارے میں کہتے ہیں کہ ہند پر ایک یلغار کے دوران اسے ایک لشکر عظیم کا سامنا ہوا۔ اور وہ خاصا مغلوب ہونے لگا۔ اسے اپنی فوج کی جان کے لالے پڑ گئے۔ سخت پریشانی کے عالم میں وہ خدا کے حضور سجدہ ریز ہوا اور بولا:

"خدایا! میرا وعدہ ہے کہ اس جنگ میں اگر مجھے فتح نصیب ہوئی، تو جو مالِ غنیمت ملے گا، اسے سارے کا سارا راہ خدا میں بانٹ دوں گا۔"

سلطان کی دعا رقت آمیز تھی اور سننے والے نے اسے شرفِ قبولیت بخشا۔ یکایک جنگ کا پانسہ بدلا اور ہندی افواج نرغے میں آنے لگیں۔ میدانِ جنگ، محمودی عساکر کے ہاتھ رہا اور فاتح لشکر کو بہت سا مالِ غنیمت ملا۔ نقدی، گھوڑے اور غلام جتنے اس جنگ میں سلطان کو ہاتھ آئے، پہلے کبھی نہ ملے تھے۔ سلطان نے اپنے سپاہیوں سے کہا۔

"ان غنائم کو ہاتھ نہ لگاؤ۔ میں نے انہیں نذر میں دے دیا ہے۔"

لوگ فریاد کرنے لگے کہ:

"ہمیں اس مال کی بے حد احتیاج ہے۔ اگر سلطان نے اس مال کو فقراء اور محتاجوں کی نذر کر رکھا ہے تو انہیں بھی حصہ ملنا چاہیے کیونکہ وہ بھی محتاجوں میں سے ہیں۔"

سلطان محمود متذبذب ہوا کہ کیا کرے وہ کچھ تاویل و توجیہہ کا سوچ رہا تھا کہ اتنے

میں ایک درویش ربانی وہاں آنکلا۔ وہ محتاج نہ تھا مگر سلطان نے کہا:

"اسے بلاؤ کہ یہ مال اس کی نذر کردوں"۔

درویش نے ماجرا سنا اور کہا:

"اگر سلطان کو خدائی نصرت کی پھر ضرورت نہ ہو تو اس مال کو جس طرح چاہے اسے دے دے اور اگر نصرتِ خدائی کی ضرورت پھر بھی محسوس کرے تو وعدے کے بموجب عمل کرے"۔

سلطان نے اس رائے کے بموجب وعدہ پورا کیا۔ اس قصے کو نقل کرنے کا مدعا یہ ہے کہ:۔

"یایھا الذین آمنوا اوفوا بالعقود"[۱]

(اے ایمان والو وعدے پورے کرو)۔ پس ؎

زاں پیش کہ دادہ را اجل بستاند ہر داد کہ دادنی است می باید داد[۲]

اے امیر! مرجانے والے کو مرنے کا افسوس نہیں ہوتا۔ اسے اپنے ایام زندگی برباد کرنے کا افسوس ہوتا ہے کہ فلاں کارِ خیر کیوں انجام نہ دیا۔ اس راقم اور داعی کی اس نصیحت پر غور کریں۔ اس تحفہ پند کو قبول فرمائیں۔ خدا آپ کو ہمیشہ کامیاب و کامران رکھے۔ والسلام۔

مکتوب ۲۱

اللہ مفتح الابواب

عاقبت بیں، روشن دل، حق و باطل کا امتیاز کرنے والے، صاحب یقیں، صاحب فراست، نفس پر غالب، نرم دل، نیک عمل، خدا ترس، محاسب نفس، دین و دنیا کے عالم اور آخرت کے لئے دنیا بخش دینے والے مخلص عزیز فرزند کا نامہ گرامی ملا۔ خدائے تعالیٰ اس عزیز کے مرتبے کو بلند رکھے۔ خط میں عجیب و غریب لطائف، نکتے اور حقائق ہیں مگر مرکزی مضامین اخلاص و مودت، دل کی بیداری اور فکر آخرت ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس عزیز اور جملہ مومنین کو ان مضامین کا حقیقی ذوق و شوق عطا فرمائے۔

دعا و سلام قبول فرمائیے مجھے "سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود"[۱] (ان کی پیشانی پر سجدے کے نشان ہیں) کے اس مظہر سے ملنے کی بے حد تمنا ہے۔ اللہ تعالیٰ

اس مفید اور بے غرض ملاقات کے مواقع جلد میسر فرمائے۔ آخرت کی طلب سعادت پر توجہ رکھنے کا آپ نے جو ذکر کیا، یہ رحمانی الہام اور فضلِ خاص ہے۔ اللہ تعالیٰ اس طلب میں مزید اضافہ فرمائے۔ کوئی شک نہیں کہ یہ دنیا ایک ویرانہ اور خرابہ ہے اور باقی رہنے والا خزانہ عقبیٰ ہی ہے۔ عاقل وہ ہے جو اس خزانے کی بھول بھلیوں میں پھنسا نہ رہے اور رات دن خزانہ باقی پر ہی توجہ مبذول رکھے ؎

ز اں پیش کہ دادہ را اجل بستاند — ہر داد کہ دادنی است می باید داد
آنک او کوک و کوکنار خورد — کے غم بوسہ و کنار خورد
طین کز و داشت دیو ملعون ننگ — تو گرفتی چو دینت اندر چنگ
بقدر الکد تکتسب المعالی — ومن طلب العلیٰ سہر اللیالی
التتم العز ثم تنام لیلا — یغوص البحر من طلب الآلی ؎

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس عزیز کی اعلیٰ مقاصد کے حصول میں مدد فرمائے اور اسے ہمدرد اور مخلص ندیم اور جلیس عطا فرمائے ؎

روزے دو سہ کاندریں جہانی زندہ — حیف است دلا اگر نمانی زندہ
بے عشق مباش تا نباشی مردہ — در عشق بمیر تا بمانی زندہ ؎

ہر چیز فانی ہے مگر عشق "والباقیات الصالحات" (اور باقی رہنے والی نیکیاں) میں سے ہے۔ دنیا خس و خاشاک ہے مگر عشق اس میں گندم کا حکم رکھتا ہے۔ اجل کا شہباز زندگی کے برگ و ساز کو لے اُڑتا ہے مگر عشق والے "نورھم یسعیٰ بین ایدیھم" (ان کا نور ان کے آگے دوڑتا رہتا ہے) کے مصداق ہیں۔ میرے عزیز، ایسا عمل کر اور دوسروں کو بھی ایسے عمل پر آمادہ کر کہ بعد میں تو پائیدار اور باقی رہنے والی نعمتوں سے مستفید ہوتا رہے ورنہ ابدی پشیمانی کے سوا کچھ نہ ملے گا۔ دنیا کو ایک ڈھول جانو۔ لوگ اس کی سہانی صدا پر فریفتہ ہو کر جمع ہونے لگتے ہیں لیکن اس پوچ اور کھوکھلے وجود سے انہیں کیا ملے گا؟ یہ عشق کا طبلہ عطار نہیں کہ خوشبو دیتا رہے ؎

ملکِ عالم سر بسر جز دردِ سر نارد بسر — اے سبک سر! در دسر چندیں منہ بر فرق سر

آفتاب وماہ اگر تاجی کنی بر سر نہی　　سر بہ خشتے بر نہی آخر چو عمر آید بسر

خدایا، میرا یہ عزیز ہمیشہ بیدار مغز اور حقائق پر متوجہ رہے۔ آمین یارب العالمین

مکتوب ۲۲

اللہ مفتح الابواب

ملک الامرا، تاج الحق والدین، فقیروں اور درویشوں کا غمخوار ہے۔ خدا اس کے بلند مراتب کو دوام بخشے، اس کی نصرت فرمائے اور اس کے دشمن کو ذلیل وخوار کرے۔ اس ربانی امیر کے ذکر وفکر کی تابانی قابل داد ہے۔ امن وسلامتی اس پر رشک کرتی ہے، وہ گھروں کا چراغ، نامور عادل اور حاکم، خراسان وعراق کا فخر اور ان دونوں منطقوں کی سلطنت کی سعادتوں کا والی، مظلوم پرور، عاقبت بیں، احسان دوست، شہر و دیار کا امن اور لوگوں کی پناہ گاہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے اقبال وبخت کے آفتاب کو سعادت، سروری، شہرت اور کامیابی کے بروج پر ہمیشہ تابال رکھے کیونکہ وہ اس زمانے میں "والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین"[1] کے مصداق ہے اور "ونیسرک للیسریٰ"[2] (اور ہم تم کو آسانی کی توفیق دیں گے) اس کے حسبِ حال ہے۔ دعا ہے کہ بحر وبر میں اللہ تعالیٰ کی توفیق وعنایت ہر جگہ اس کی پشت پناہی کرے اور آسمانی وغیبی محافظ "لہ معقبات من بین یدیہ ومن خلفہ یحفظون من امر اللہ"[3] (اس کے آگے اور پیچھے نگہبان ہیں جو حکم خداوندی کے مطابق حفاظت کرتے ہیں) کے مطابق اس کے اقبال اور دولت کے پاسبان بنے رہیں۔

امیر موصوف راقم کی دعا وسلام کو قبول فرمائے اور یقین رکھے کہ شوق ملاقات مجھ پر بھی سخت غالب ہے۔ احسان کرنے والوں کی سپاس گزاری ضروری ہوتی ہے مگر چونکہ آپ کے احسانات حد وحساب سے بڑھ گئے، لہٰذا ان کی سپاس گزاری ممکن نہیں رہی۔ البتہ ان احسانات کی جزا کو خدائے ذوالاکرام کے خزانہ کرم کے حوالے کرتا ہوں کہ وہاں کمی نہیں اور "وان تک حسنۃ یضاعفھا ویؤت من لدنہ اجراً عظیما"[4] (اور اگر تیری کوئی نیکی ہو تو اللہ اس کا اجر دوچند کر دے گا اور اپنے پاس سے عظیم جزا دیگا)

کی صلا موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ میرے فرزند اور معتقد نظام الدین کے حالات درست فرمائے اس نے بڑے اخلاص اور دردمندی کے ساتھ میری خدمت کی اور جان و مال کو نہایت فیاضی کے ساتھ میرے لئے کھپاتا رہا ہے ؎

فلا یحقرن نفسی و انت جیبہا　　فکل امری یصبو الی من یجانس

بجنسِ خویش دارد مرغ، پرواز　　کبوتر با کبوتر باز با باز [۵]

کسی آدمی کے طور طریقے پوچھنے سے بہتر ہے کہ اس کے ہم نشینوں پر نظر ڈال لی جائے کہ اس کی معاشرت کیسے لوگوں میں ہے۔ مال کے بارے میں یہ پوچھنے کی ضرورت نہیں کہ وہ کہاں سے لایا؟ اتنا دیکھ لینا ضروری ہے کہ وہ کیسے اور کہاں خرچ کر رہا ہے۔ ملک الامرا کے بلند مرتبے کو خدا دوام دے۔ اس نے میری اور دیگر فقرا کے سوا نظام الدین پر بھی اپنے انعامات کی بارش کی ہے اللہ تعالیٰ اس کے الطاف کو قبول فرمائے۔

مگر نظام الدین کا اپنا مال و منال اس کے بچپن سے اب تک فقرا کے لئے اس طرح وقف رہا کہ اس کی تفصیل لکھنا مشکل ہے۔ چاہتا ہوں کہ بالمشافہ ملاقات کے وقت تفصیل سے باتیں عرض کروں لیکن آپ کا دل مومنانہ فراست کا حامل ہے اور حدیث رسول ؐ ہے کہ:

"مومن اللہ کے نور سے دیکھتا ہے"

پس خدمت میں حاضر ہو کر زحمت ملاقات نہ دوں گا مگر معنوی طور پر میں حاضر خدمت ہوں کیونکہ آپ کے بخت و اقبال کے لئے ہمیشہ مصروفِ دعا رہتا ہوں، آپ محتاجوں اور نیازمندوں کی حاجت برآری کے لئے پوری توجہ دے رہے ہیں بے کسوں اور غریبوں کے مسئلوں پر اس قدر متوجہ شخص سے مزید کسی کی سفارش کرتے ہوئے شرم دامن گیر ہوتی ہے۔ لیکن کیا کروں اس طرف کی کشتی نوح ؑ کے بغیر ہے اور مدد و رہنمائی کے بغیر اس کا طوفانِ حوادث میں بچنا اور ساحلِ مراد تک پہنچنا مشکل نظر آ رہا ہے۔

فرمان خدا ہے۔

"یایھا الذین آمنوا ان تنصروا اللہ ینصرکم"[۶]

(اے ایمان والو، اگر تم اللہ کی مدد کروگے تو وہ تمہاری مدد کرے گا)۔

ایسے معلوم ہوتا ہے کہ امیرالامراء، نصرت خداوندی کی اس شرط پر متوجہ ہے۔ اسے علم ہے اور تجربہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جلد حساب اور بدلہ لینے والا ہے۔ دوسروں کی مدد کرنے والوں کا نقصان کبھی ہوا ہے نہ ہوگا۔ توقع ہے کہ امیرالمومنین، اپنی بخششوں کے سایے میں درماندہ لوگوں کو پھر بٹھانے لگیں گے۔

عزیزم نظام الدین دوبارہ توجہ کا محتاج ہے اس کی مالی مدد فرمائیں تاکہ وہ دوبارہ سودمند تجارت کرسکے اور مالی مشکلات کے بھنور سے نکل سکے۔ جس سودمند تجارت کی طرف اشارہ کیا گیا، وہ "یاایھا الذین آمنوا[۷] ھل ادلکم علی تجارۃ تنجیکم" (مومنو، کیا میں تمہیں وہ تجارت بتادوں جو تمہیں نجات دے) سے واضح ہے۔ آپ کی یہ نیکی دوسری نیکیوں کی سی نہیں ہوگی۔ ساتویں آسمان اور ساتویں زمین کے درمیان بہت فاصلہ ہے۔ جسم وتن کی پرورش کرنے والے فقیروں کی مدد کرنا ساتویں زمین کے شبیہ ہے مگر صاحب دل اور حقیقت طلب درادیش کی اعانت ساتویں آسمان کی بلندی کے شبیہ ہے۔ نظام الدین ہمیشہ ملک المشائخ، جنیدؒ زمانہ، امین قلوب، امام ہدایت، شمس حقائق حسام[۸] الحق والدین (اللہ تعالیٰ ان کی طویل زندگی سے غربا کو مستفید رکھے) کی صحبت میں رہتا ہے اور مخیر بھی ہے لہٰذا امیرالامرا اسکی مدد کرنے کو دوسروں کی مدد کرنے کا سا معاملہ نہ جانیں آنکھوں میں لگائے گئے، اور ڈبیہ میں بند سرمے کا حال ایک سا نہیں ہے ؎

کو دیدہ کہ گوہر ز خسے بشناسد یا باز سفید از مگسے بشناسد[۹]

امیرالامراء اگر غور کریں تو نظام الدین ایسے درادیش کی مدد کرنا ان کے لئے فرض عین ہے۔ بعد اموت کے بعد جب پردے اٹھ جائیں گے اور "فکشفنا عنک غطاءک"[۱۰] (پس ہم نے تجھ سے تیرا پردہ اٹھا دیا ہے) کا دور دورہ ہوگا، امیرالامراء کو ندامت کا سامنا ہو۔ میری دعا ہے کہ امیر کی دولت وحکومت کی آنکھ ہمیشہ سرمہ ہدایت سے

روشن رہے۔ آمین یارب العالمین۔

ایک حدیث قدسی کے بموجب خدا نے فرمایا:

"اولیاء اللہ میری قبا کے نیچے ہیں اور میرے علاوہ انہیں کوئی نہیں جانتا"

لوگ ظاہری عبادت پر فریفتہ نہ ہوں۔ ایک عابد ساٹھ ہزار سال کے بعد آدم کے جوہر کی شناخت کے قابل نہ ہوا اور ایک صاحب کرامت زاہد و عابد بلعم باعور کو حضرت موسیٰ ؑ کے جوہر کی پہچان نہ ہو سکی۔ یہ زاہد اپنے جھوٹے پندار کی بناء پر ماخوذ ہوا اور یہاں اس معروف واقعے کو بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ راقم سطور کا مدعا ملک الامراء سے یہ درخواست کرنا ہے کہ وہ بندگان خدا کی مدد اور خدمت کی فرصت کو غنیمت جانے۔ جو اللہ کا ہوتا ہے اللہ اس کا ہو جاتا ہے اور اللہ کا ہونا، اللہ کے بندوں کے کام آنے سے عبارت ہے۔ مبادا لبعد کے عقبات مشکلات سے پر ہوں اور اس وقت پشیمانی بھی بے سود ہے۔ جھوٹ سے مملو اس دو روزہ جہاں میں حاکموں کو اقتدار کے دوران بڑے بڑے اہم امور پیش آتے ہیں مگر طالبان حق اور عالمان دین کی تلاش اور نگہداشت کوئی ادنیٰ کام نہیں کہ مسلمان حاکم اس سے منصرف رہے۔ بلکہ کل حکام کا یہ عذر بھی سنا نہ جائے گا کہ وہ ایسے لوگوں کو تلاش نہ کر سکے تھے ورنہ ان کا خیال رکھتے۔ جب مخلص اور بے غرض شاہد ان کے وجود سے آگاہ کریں اور ان کے مستحق توجہ ہونے کی شہادت دیں، تو پھر کون سا عذر اور بہانہ باقی رہا؟ والسلام۔

مکتوب ۲۳

اللہ مفتح الابواب

امیر بزرگوار، صدر اعظم جلال الدولۃ والدین کے بلند مقام کو خدا دوام دے اور اس کے اقبال و دولت کی صبح منور رہے۔ وہ بڑا عالم، عادل، دین و دنیا کی سعادتوں کا مجمع، عاقبت بیں، احسان پیشہ، درویش کا حامی، مسلمانوں کا دست و بازو، گزشتہ ملوک و سلاطین کا اثاثہ، بابرکت اور دیوان بے نیازی کا مالک ہے اللہ تعالیٰ اسے نصرت دے اور "ونیسرک للیسری" کے مطابق اسے آسانیاں دے

ارکان دولت بھی خدائی مدد سے بہرہ مند ہوں اور ان کے دشمن مغلوب ہوں۔ اللہ تعالیٰ رات دن اس کا حافظ اور ناصر ہو۔ امیر بزرگوار میرا سلام و دعا قبول فرمائے یقین رکھیں شوق ملاقات حد سے بڑھ رہا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ملاقات کی کوئی سبیل پیدا کرے۔ "انہ سمیع قریب"

میرا مرید اور عزیز فرزند نظام الدین آپ کا خیر خواہ اور محب ہے۔ وہ سابقہ عنایات اور احسانات کا شکر گزار ہے۔ وہ دوبارہ وظیفہ خواہی اور مدد طلبی کی خاطر آپ کے دربار کا عازم ہے کیونکہ؛

"میٹھے گھاٹ کے پانی پر زیادہ لوگ جمع ہوتے ہیں"

امید ہے کہ آپ اپنی غریب پرورانہ اور مربیانہ سرشت کے بموجب اور رضائے خداوندی کی خاطر اس کی مدد کریں گے۔ ہوا یہ کہ ناموافق حالات اور بعض حادثات نے اس کا غیر معمولی نقصان کر دیا اور وہ مفلوک الحال بن گیا۔ نواب سید الامراء، زعیم الجیوش نور الدولۃ والدین نے، اللہ تعالیٰ ان کے اقبال کو دوام دے، بارہ ہزار درہم اسے مدد کے طور پر دیئے تھے۔ مگر وہ اب بھی درماندہ ہی ہے۔ توقع ہے کہ آپ اس کی دل کھول کر مدد کریں گے تاکہ اسے زندہ انسانوں کے سے حقوق مل سکیں اور یہ عظیم نیکی ہو گی کہ؛

"ومن احیاھا فکانما احیاء الناس جمیعا"

(اور جس نے اس ایک انسان کو زندہ کیا، اس نے گویا تمام انسانوں کو زندہ کر دیا)۔

آپ نے اس کے ساتھ جو احسان کیا اور نیکی برتی، اسے میں اپنے ساتھ کی جانے والی نیکیوں میں شمار کروں گا۔ ارشاد رسول ؐ ہے؛

"جو زمین پر ہیں تم ان پر رحم کرو تاکہ آسمان والا تم پر رحم کرے"

میری ذاتی کوئی جائیداد یا املاک ہوتی، تو اسے بیچ کر میں نظام الدین کی مدد کرتا کیوں کہ وہ نیک اور میرا قدیمی خدمت گزار ہے یہ ممکن ہوتا تو میں آپ کو اس سفارش کے ذریعے زحمت نہ دیتا، لیکن مخیر اور جوانمرد لوگوں سے مدد لینا معیوب نہیں بلکہ

باعث فخر ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی نصرت کرے اور آپ کا انجام بخیر ہو ؎

اکرام اہل الہویٰ من الکرم دامۃ العشق اضعف الامم [۱]

ایک حدیث قدسی کے بموجب خدا نے فرمایا ہے "میری منزل شکستہ اور پریشان حال دل ہیں مجھے وہاں تلاش کیا کرو۔" زیادہ کیا لکھوں آپ اشاروں کی زبان سمجھنے والے ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے"۔ پس آپ پر سب کچھ عیاں ہے کہ کس کرم کی سفارش کی گئی، اسے ضرور انجام دیں۔ اور اسے میرے اوپر کئے گئے سابقہ احسانات میں جمع کرلیں۔ امید تو یہی ہے کہ آپ اس عزیز کو نامراد نہ لوٹائیں گے۔ اس لئے دیگر صاحبان ثروت سے مدد کی التماس نہیں کرتا کیونکہ سوائے رسوائی کے وہاں سے کچھ نہ ملے گا۔ دعا ہے کہ آپ ہمیشہ مفلوک الحال لوگوں کے دادرس بنے رہیں۔ آمین یارب العالمین۔

مکتوب نمبر ۲۴

اللہ مفتح الابواب

فرزند عزیز، آنکھوں کی ٹھنڈک اور فخر اولاد کو باپ کی دعا و سلام۔ اللہ تعالیٰ تمہارا حامی و ناصر ہو۔ تمہارے گھر سے باہر چلے جانے سے مجھے بے حد رنج اور کوفت ہے تم کمزوروں کی مدد نہیں کرتے حالانکہ یہ بھی امانت الہٰی ہے۔ باپ کی رضا کی خاطر جلد گھر لوٹ آؤ اور کمزوروں کی خرسندی اور دل جمعی کا سامان مہیا کرو تاکہ ان کی دعاؤں اور شکریے میں تمہارا نام بھی شامل ہو ؎

اے دوست بدرد دیگراں درمانی چوں نوبت درد ما رسد درمانی [۱]

جو شخص غیروں کو خوش رکھ سکتا ہے وہ اپنوں کی دل جوئی نہ کرے تو قابل افسوس ہے ؎

گر ختم درد را مرہم نداری مگر حرف تمنا ہم نداری ؟ [۲]

یہ فانی اور بے وفا دوستی اور یہ ہوئی و ہوس بھرے تعلقات قابل تعریف نہیں۔ ان کے پیش نظر حقیقی دوستوں اور خیر خواہوں کی دل آزاری کیوں کی جائے؟ دھوکے اور

پندار کا پردہ تیری آنکھوں سے انشاء اللہ جلد اُٹھ جائے گا اور تو دیکھ لے گا کہ جہاں پانی سمجھ کر تم گھوڑا ڈالنا چاہتے ہو وہ سَراب ہے اور وہاں گھوڑے بیچارے کو موت کے سوا کیا ملے گا ؟ تم سے پہلے کتنوں نے وہاں گھوڑا دوڑانے کی کوشش کی، مگر پاس جا کر انہیں معلوم ہوگیا کہ یہ جگہ تیراکی کی نہیں ہے بلکہ آب کی جگہ وہاں سَراب ہے اور وہاں کئی شہسوار اپنی سواریوں سمیت مرمٹے ہیں. جو آنکھ سَراب کو آب سمجھ کر خودسری کرنے لگے اسے بعد میں کیا ملے گا ؟ ایسا خودسر سوار بعد میں گھوڑے کی مہار موڑنے کا موقع نہ پائے گا۔ میرے عزیز، سنبھل جا اور غلط اقدام سے منہ موڑ لے ؎

از پے دانہ مرنکے صد بار　　بنگرد پیش و پس، یمین و یسیار
دلِ اوزاں قبل بداندیش است　　کش غمِ جاں ز عشقِ ناں بیش است [۳]

یقین جانو کہ ہوئی وہوس گھوڑے کی لید سے بھی احقر چیز ہے۔ اسے کوئی زین پر کیسے رکھے گا ؟ یہ چیز اس قابل نہیں ہے ؎

آب زبدی کشیدہ اندز پوست　　تو گہے جانش خوانی و گہ دوست [۴]

تمہاری شہامت، جواں مردی اور حلال زادگی سے مجھے یہی توقع ہے کہ گھر لوٹ آؤ گے اور یہاں جو دل تمہارے لئے نیک تمناؤں اور دعاؤں میں مشغول ہیں، ان کو مزید اندوہناک اور غمگین نہ کرو گے۔ امیر سیف الدین کو خدا سلامت رکھے، ان سے بھی میں نے کئی بار تمہاری بات کی. اگرچہ یہ بات میرے رویّے و روش کے خلاف تھی مگر تمہاری الفت و محبت کے ہاتھوں مجبور ہو کر میں تمہاری خاطر آہ و فغاں بھی کرتا رہا۔ تمہیں میرے یہ اعمال شاید بچگانہ معلوم ہوں مگر یہ کام غیبی اشارے کے تحت کرتا رہا۔ اور اپنی خواہش کا اس میں دخل نہ تھا۔

میں مکرّر درخواست کروں گا کہ فوراً پلٹ آؤ اور گھر والوں کے جلیس بنو۔ یہ شکایت چھوڑ دو کہ گھر والے ایسے ویسے ہیں. تیری عقل تیز اور بلند پرواز پرندوں کو اگر صید کر سکتی ہے تو دست آموز کبوتر اس سے کیوں شکار نہ ہوں گے ؟ گھر والے جیسے بھی ہوں ان سے نباہ کر۔ باپ کو مجبور نہ کر کہ وہ ایسے مکتوب لکھتا رہے۔ اسے فراغت دے کر

تیرے لئے دعا میں مشغول رہ سکے ؎

زاں پیش کہ دادہ را اجل بستاند　　ہر داد کہ دادنی است می باید داد

سوف تریٰ اذا انجلی الغبار　　افرس تحتک ام حمار ؎

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں کامیابی، عزت اور سلامتی دے۔ آمین۔

مکتوب ۲۵

اللہ مفتح الابواب

ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون"

(اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو تقویٰ اختیار کرتے اور نیکو کار ہیں)۔

امیر کبیر نور الدولۃ والدین کا مرتبہ رعالی خدا باقی رکھے اور اس کی پر جلوت زندگی کو طولانی بنائے۔ یہ امیر خدا ترس، نیکو کار، درست خیال، عابد و زاہد، طالبِ آخرت، عمدہ اوصاف کا مالک، احکام الہٰی کی تعظیم بجالانے والا، حدود شرعی کا محافظ، قول و فعل میں مہربان، دونوں جہاں کے سروروں کا سرمایہ رفخر اور نت نئی نیکیاں انجام دینے والا ہے۔ امیر موصوف اس راقم کی وافر اور متواتر دعاؤں کو قبول فرمائے۔ وہ باور کرے کہ میں اس کی عالم آرا پیشانی کو، جو "سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود" کی مصداق ہے دیکھنے کا بے حد مشتاق ہوں۔ اللہ تعالیٰ ملاقات کی توفیق اور موقع دے۔

عرض ہے کہ میرے ایک مخلص نیازمند اور بمنزلہ رفرزند نظام الدین کو ایسے مالی نقصانات ہوئے جن کی بناء پر وہی نہیں، اس کے جملہ خیر خواہ بھی مضمحل اور افسردہ خاطر ہیں۔ التماس ہے کہ آپ اپنی بندہ پرورانہ طینت کے مطابق اس کی ایک بار پھر مدد فرمائیں آپ نے پہلے مدد کی اور شاید اس مدد سے آپ کو ندامت لاحق ہو مگر آپ کا ثواب اللہ کے ہاں ضائع نہ ہوگا کہ:

"ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ"

(بے شک اللہ ذرہ برابر ظلم نہیں کرتا)۔

دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ عقل کا تقاضا ہے کہ اس کھیتی کی خاطر زمین ہموار کی جائے

پھر مناسب وقت پر بیج بویا جائے تاکہ یہ کھیتی سدا بڑھتی رہے۔ خدا کا فرمان ہے:۔

"مثل الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مائۃ حبۃ۔"

نظام الدین، جس کا اوپر ذکر ہوا، ملک المشائخ، امین قلوب، ضیائے حق اور جنید زمانہ حسام الدین کا رشتے دار ہے۔ اللہ تعالیٰ شیخ موصوف کی طولِ حیات سے مسلمانوں کو مستفید فرمائے۔ اس عزیز کے ساتھ نیکی کرنا دوسرے بہت سوں کے ساتھ نیکی کرنے سے متفاوت ہوگا کیونکہ قول معروف کے مطابق:

"اللہ تعالیٰ کے ایسے برگزیدہ بندے بھی ہیں جو قطرات بارش کی طرح زمین پر نظر آتے ہیں مگر ان کا منبع ازل کا بحرِ خاص ہے اور وہ اگر سمندر بھی بن جائیں تو وہاں سے موتی نکلیں گے۔"

درادیش کے لئے آپ کے احسانات معروف رہے ہیں۔ لوگ ان کا ذکر کرتے اور اظہار سپاس کرتے ہیں۔ آپ "طوبیٰ لھم حسن مآب" (ان کے لئے نیکی اور عمدہ ٹھکانہ ہے) گروہ میں سے ہیں۔ اب نظام الدین مکرر آپ کے حریم دولت میں داخل ہو رہا ہے اور امید ہے کہ بامراد اور خرسند ہو کر لوٹے گا۔ میں اور میرے معتقد جملہ درویش اس عنایت پر شکرگزار ہوں گے اور انشاء اللہ اس نیکی کا آپ کو ثوابِ عظیم بھی ملے گا۔ والسلام۔

مکتوب ۲۶

اللہ مفتح الابواب

ملک الامراء الغ قتلغ اعظم پروانہ بک کا سایہ، عدل لوگوں پر چھایا رہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا عہدہ جلیلہ باقی رکھے۔ وہ خواص کا امیر، برگزیدہ، ملک، ماہ انور، ابر کرم، علماء کا مربی، مظلوموں کی پناہ اور فقراء و درادیش کا غمخوار ہے۔ اس کے دوستوں کو اللہ کی نصرت حاصل رہے اور اس کے بدخواہ مغلوب ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہ نیکیوں کی راہ پر گامزن رہے۔ راقم کا سلام و دعا قبول فرمائیں۔ ---------

سفارشوں کی دردسری دینے کے لئے معذرت خواہ ہوں مگر آپ کے اخلاق کریمانہ کے پیش نظر ایسے کئے جا رہا ہوں۔ فرزند عزیز شہاب الدین کی عاقبت کو خدا درست فرماتے۔ وہ فخر تاجرین ہے۔ وہ آپ کے اقبال و دولت کے ثنا خواہوں اور خیر خواہوں میں سے ہے۔ آپکی طرح اسے بھی خیرات اور عبادات سے رغبت رہی ہے۔ البتہ اہل و عیال زیادہ ہیں اور خرچ بڑھتا جا رہا ہے۔ اس کا ارادہ تھا کہ سیواس کی حد تک تجارت کرے لیکن باج خواہوں نے کافی عرصے سے اس کا تجارتی کام روک رکھا ہے۔ ملک الامرا کے احسانات کا ایک جہاں زیر بار ہے۔ وہ آپ سے ایک خط یا نشان کی خیرات مانگتا ہے جسے دیکھ کر باج خواہ اسے تنگ نہ کریں۔ یہ اجازت نامہ ملک الامرا کا صدقہ ہوگا۔ راقم اس سے بے حد ممنون ہوگا اور اسے سابقہ احسانوں کا ضمیمہ بنائے گا۔ خدائے تعالیٰ روزِ جزا اس نیکی کا آپ کو بھرپور اجر دے۔ دعا ہے کہ آپ ہمیشہ دوسروں احسان کرنے والے، کمزوروں کے حامی اور پریشان حالوں کے مددگار رہیں! آمین! یارب العلمین۔

مکتوب ۲۷

امیر معین الحق والدین کے مرتبہ بلند کو خدا دوام دے۔ وہ امراء اور حاجیوں کے بھی حاکم ہیں۔ احسانات و انعامات کے ذکر سے پُر، بندہ پرور، خوش عہدی پُر لطف خطاب، حسن جواب اور جوانمردانہ عفو و بخشش کی باتوں کا حامل امیر کا نامہ گرامی مجھے مِل گیا ہے۔ یہ امیر اس زمانے کا نظام الملک اور دونوں جہاں کی سعادتوں کا حامل ہے۔ خط پڑھ کر ہم نے شکریہ ادا کیا، دعا دی اور امیر کے اقبال و دولت کے روز افزوں ہونے کی تمنا کی ہے۔ کہا گیا ہے کہ "کریم و جواں مرد ہمیشہ وعدہ پورا کرتا ہے" مگر امیر تو کرم و بخشش کا منبع ہے۔ وہ ایسی کریمانہ صفات کا حامل ہے کہ اس سے بڑھ کر جوانمردی کا تصور کسی کے حاشیۂ خیال میں بھی نہ آئے گا۔ امیر نے آخرت کے توشے اور رضائے خداوندی کی خاطر محتاجوں اور درویشوں کی ہر خواہش کا خیال رکھا ہے۔ رضائے خداوندی کی خاطر انجام دیے جانے والے کام پر ندامت کیوں ہو اور اس سے کوئی منصرف بھی کیوں ہو؟ دینداری اور خدا پرستی ایک طرف، عالی ہمتی اور بلند نامی بھی اس کی اجازت نہ دے گی کہ "واجعل لی[1] لسان صدق فی الاٰخرین" (خدایا اور بعد والوں میں میری زبان کو سچا بنا) سے کوئی روگردان ہو جائے۔

یہ محتاج اور ضعیف لوگ پھر فریاد کر رہے ہیں کہ میں ان کی دوبارہ مدد کی سفارش لکھوں اور امیر کو تصدیع دوں۔ راقم نے بڑا اعراض کیا اور منصرف ہونے کی کوشش کی مگر آخر آپ کے فیاضانہ برتاؤ، احسان دوستی اور عفو و درگزر کے پیش نظر لکھنے بیٹھا ہوں کہ ان محتاجوں کی مدد فرمائیں اور اپنی نیکیوں کے ذخیرے میں اضافہ فرمائیں۔ اللہ آپ کو اس مدد کا اجر دے اور عفو و اغماض کا بھی کہ:

"والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس[2] واللہ یحب المحسنین۔"

کہتے ہیں کہ حواریوں نے حضرت عیسیٰؑ سے پوچھا:

"روح اللہ، سب سے خوفناک اور تباہ کن چیز کیا ہے؟

فرمایا:

"خدا کا غیض و غضب"۔

حواریوں نے عرض کیا:

"اس غیظ و غضب سے کیا چیز بچاتی ہے"؟

فرمایا:

"یہ کہ تم بھی غصہ پی جاؤ اور قدرت و طاقت کے باوجود دوسروں کو معاف کر دو"۔

اللہ تعالیٰ امیروں اور حاجبوں کے اس حاکم کو "کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مائۃ حبۃ واللہ یضعف لمن یشاء" کی خوش خبری سے بہرہ مند کرے۔ آمین یا رب العالمین۔ دعا ہے کہ امراء حجّاب کا امیر اسی طرح مظلوموں اور غریبوں کا دادرس رہے اور اسے روح القدس کی تائید حاصل رہے۔ والسّلام۔

مکتوب ۲۸

الشد مفتح الابواب

ملک الامرا کے مرتبہ بلند کو دوام رہے اور ہمارا سلام قبول فرمائے۔ وہ عدل پرور، حق و صداقت کا حامی اور ملوک و سلاطین کا پدرِ گرامی ہے۔

امیر کے القاب اور اس کی تعریف اس لئے لکھتا ہوں کہ نیک بندوں کی خدمات کبھی پرانی نہیں ہوتیں اور ان کی بخشش کا شہرہ بڑھتا ہی رہتا ہے۔ نیکی کا اقبال و دولت ایک دائمی متاع ہے اور اسے کوئی چھین نہیں سکتا یہ میراث نہیں کسب ہے۔ نیکو کار کی توصیف اس کی ملکیت ہے۔ کلام قدیم میں کئی قسم کے نیکوکاروں کی توصیف ہوئی ہے جیسے

"الصابرین والصادقین والقانتین والمنفقین والمستغفرین بالاسحار"۔

(صابر اور سچے اور عبادت گزار اور خرچ کرنے والے اور وقت سحر استغفار کرنے والے)۔

دعا ہے کہ ملک الامراء کی کامیابیوں میں اضافہ ہو۔ امیر کا اس طرف آنا مبارک ہو۔ امیر نے کئی نیکیوں کا احیاء کیا اور محتاجوں کو خرسند اور شکرگزار بنا دیا ہے۔ میں نے

بعض لوگوں سے کہا

"اتنے مسرور کیوں دکھائی دیتے ہو؟"

بولے:

"یہ ملک الامراء کے احسانات کا اثر ہے وہ اس طرف آنے والے ہیں۔"

مَیں حاضرِ خدمت ہونا چاہتا تھا مگر یہ سعادت ابھی نہ مل سکی۔ شیخ المشائخ صلاح الحق والدین کی برکات کو خدائے تعالیٰ ہم پر اور جملہ مسلمانوں پر دیر تک جاری رکھے۔ وہ رُوئے زمین کے ولیِ برحق، بایزیدؒ زمانہ اور قطبِ زمان ہیں۔ ان کی نقاہت اور بیماری کی بناء پر میں ان کی خدمت میں مشغول تھا اس لئے آپ کی خدمت میں حاضری نہ دے سکا۔ شیخ ممدوح بیماری کے باوجود، رحمتِ حق کے بحرِ مواج میں غوطہ زن ہیں کیونکہ اولیاء اللہ کی ہر سانس موجِ غیب سے وابستہ ہوتی ہے۔ وہ بحرِ حق کی امواجِ غالب میں ایسے مستغرق ہوتے ہیں کہ فراغت و فرصت انہیں نصیب ہی نہیں ہوتی۔

ملک الامراء! آج حکومت اور رعایا کے امور آپ کی تفویض میں ہیں۔ بندگانِ خدا کی حاجت براری کی فرصت کو غنیمت جانیں۔ انسان دنیا میں خدا کا نائب ہے اور خلیفہ ہے کہ:

"انی جاعل فی الارض خلیفۃ"[۲]

(میں بے شک زمین میں اپنا خلیفہ پیدا کرنے والا ہوں)۔

کائنات کے جملہ منوّر ارواح اور اجرامِ انسان کے نامہ بر ہیں کہ "والمرسلات عرفا"[۳] (متواتر بھیجی جانے والی ہواؤں کی قسم) عظمتِ انسان کی داستان دراز ہے مگر آشنا انسان اس مختصر مدت میں ملک الامراء سے کس قدر مانوس و مألوف ہو گئے اور اس کے کس قدر شکر گزار اور دعاگو بنے ہوتے ہیں۔ یہ ملک الامراء کی عظمت کی دلیل ہے۔ دعا ہے کہ ان لوگوں کا رابطہ ہم سے اور آپ سے کبھی منقطع نہ ہو۔ وہ ہمیشہ آپ کے لئے دعاگو ہوں اور ان کی دعاؤں کو خدا استجابت بھی دے۔

آمین یا رب العالمین۔

مکتوب ۲۹

اللہ مفتح الابواب

امیر شجاع الدولۃ والدین کے مرتبہ بلند کو خدا دوام دے، اللہ تعالیٰ امراء و خواص کے اس سرور کو دونوں جہانوں کی نعمتیں دے، اس کی آرزوئیں پوری ہوں اور آسمانی مدد اس کے شاملِ حال رہے۔ وہ دربار سلطانی کا مقرّب بلکہ ملوک و سلاطین کا بھی منظورِ نظر ہے۔ اس کے احسانات کے آثار برگزیدہ ہیں۔ اپنے انس اور علم کی بناء پر امیر فخر انسانی بنا ہوا ہے۔ خدا اس کے دشمنوں کو خجل کرے۔

امیر ممدوح میری دعا و سلام کے ہدیے کو قبول کرے۔ امیر کے لئے میری مودت ہر قسم کے ریا سے پاک اور منزّہ ہے۔ میری خواہش ہے کہ اس کی صحبت اور شیریں گفتگو سے ہمیشہ مستفید رہوں۔ اللہ تعالیٰ اس آرزو کی تکمیل کا ذریعہ فراہم کرے۔ "انہ سمیع قریب"۔

امیر کی رائے عالی پر واضح ہو کہ اس دعا و سلام کا حامل میرا ارادت مند اور فرزند نظام الدین ہے۔ وہ سید المشائخ صلاح الحق والدین کا داماد ہے۔ شیخ موصوف کے نورِ طریقت سے کئی قلوب منوّر ہو رہے ہیں۔ وہ اس زمانے کے بایزیدؒ و جنیدؒ، خضرؑ گام اور مسیحؑ نفس ہیں۔ سید برہان الدین کا سایہ خدا قائم رکھے اور ان کی برکات سے جناب امیر کو بھی فیض دے۔ نظام الدین ان کا بھی مرید اور خلیفہ ہے۔ سننے میں آیا ہے کہ ان دنوں آپ کی طرف سے بزرگوں کو طغرے اور خلعت دیتے جانے والے ہیں۔ آپ کے اخلاق کریمانہ سے توقع ہے کہ آپ ان انعامات اور نقد مالی امداد پانے والوں میں نظام الدین کو بھی شامل رکھیں گے۔ سید المشائخ کا روحانی مرتبہ آپ کو معلوم ہے۔ اس طرح بالواسطہ طور پر وہ سید الامراء کے لئے دعاگو ہوں گے اور آپ کے ظاہری اور باطنی مراتب میں اس سے اضافہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ آپ کی زندگی اور جاہ و مرتبہ میں برکت دے۔ آمین یا رب العالمین۔

مکتوب ۳۰

اللہ مفتح الابواب ۔

امیر الغ قتلغ پردانہ بک کے مراتبِ بلند کو دوام ہو اور اس کے آفتابِ اقبال کو جو "لاشرقیۃ[1] ولاغربیۃ" (نہ شرقی ہے نہ غربی) کی صفت سے مستغنی ہے اور ارضی ہے نہ سماوی بلکہ خدائے ازلی و ابدی کی ایک شان ہے، ہمیشہ تاباں رکھے۔ وہ ملک الامراء، دوسروں کا معاون، صاحب انعامات، آسمان بلند کا حاجب، بلندیوں کا تاج، ایک رحمانی وزیر اور روحانی حاکم ہے۔ اس کی ذات، مطہّر، منوّر، معطّر اور لطیف و شریف ہے، وہ امیرِ امراء ہی نہیں، صحیح فکر و اندیشے کا بھی امیر ہے۔ شک و تذبذب دور کرنے میں وہ مرشد ہادی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے راہزنانِ دین اور شرّ و وسواس پھیلانے والے شیاطین سے محفوظ رکھے اور راہِ راست پر چلنے کی توفیق دے۔ خدایا، یہ راہزنانِ دین اسے اپنا جیسا بد اندیش، افسردہ دل اور بد باطن بنانے میں کبھی کامیاب نہ ہوں۔ ان راہنمائی اور راہبری کا دعویٰ کرنے والے راہزنوں کے بارے میں خدائے تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"ان کثیراً من الاحبار والرھبان لیاکلون[2] اموال الناس بالباطل ویصدون عن سبیل اللہ"

(بے شک اکثر احبار اور رہبان یعنی مذہبی رہنما، ناجائز طریقے سے لوگوں کا مال کھاتے ہیں اور اللہ کے راستے سے روکتے ہیں)۔

اندریں آستان پر تلبیس — نان بہ لاحول می شود حاصل

اندریں رہ صد ہزار ابلیس آدم روئے ہست[3] — تا ہر آدم روے را زنہار کآدم نشمری

خدائے تعالیٰ ایسے لوگوں سے سب کو اپنی پناہ میں رکھے۔ یہ راہزن اپنی ان کرتوتوں کے باوجود حقیقی اہل دین پر طعن و تشنیع کرنے سے باز نہیں آتے اور اپنی بداعمالیوں کا اعتراف نہیں کرتے۔

امیر موصوف میرا اسلام ودعا قبول فرمائیں۔ آپ کے لئے میرے دل میں شکر وامتنان کے جو جذبات موجود ہیں اللہ تعالیٰ اپنے خزانہ عامرہ ولایزال سے انہیں ہمیشہ باقی رکھنے کی توفیق دے کہ:۔

"للہ خزائن السموٰت والارض"

(آسمانوں اور زمین کے خزانے اللہ ہی کے لئے ہیں)۔

دعا ہے کہ امیر کی ذات شریف پر ان خزانوں کی بارش جاری وساری رہے۔ آمین یارب العالمین۔

مکتوب ۳۱

اللہ مفتح الابواب

امیر الامراء پروانہ بک کے حلم، کرم، شفقت، رأفت اور احسان کو اللہ تعالیٰ جل جلالہ مدتِ مدید تک محتاجوں اور نیازمندوں کے لئے قبلہ امید بنائے رکھے۔ اسے ابدی بخشش کی تائید حاصل ہے۔ اس کی سرمدی حکومت "العروۃ الوثقیٰ" (مضبوط کڑا) کی طرح ہے اس کے آفتاب کا نور سخاوت مستور نہیں۔ وہ ملت اسلامیہ کا معاون اور دو حکومتوں کی تائید سے بہرہ مند ہے۔ میں دعا وسلام کا مخلصانہ اور متواتر تحفہ ارسال کر رہا ہوں۔ امیر کے انعامات اور فضائل وشمائل کی طرح یہ تحفہ ہمیشہ تازہ بتازہ رہتا ہے۔ دعا ہے کہ ہم مشتاق دیدار جلد اس کے فضیلت بھرے دسترخوان پر جمع ہوں۔

میں امیر کی رقابِ ہمت کو یہ دعوت نہ دیتا کہ وہ دنیوی امور سے گرد آلود ہو لیکن یہ معلوم ہے کہ وہ محتاجوں کی مدد پر ہمیشہ متوجہ رہا اور کشتِ دنیا کی آبیاری سے مزرع آخرت کو ہرا بھرا کرتا رہا ہے کہ "من کان یرید حرث الاٰخرۃ نزد لہ فی حرثہ" (جو کشتِ آخرت کا خواہش مند ہے وہ اپنی کشت میں اضافہ کرتا ہے)۔ اور صحیح روش یہی ہے۔ عقبیٰ کے طالبِ صادق کو معلوم ہے کہ تکالیف وزحمات سے اسے چارہ نہیں۔ مشہور قول ہے کہ:

"جنت مشکلات سے محصور ہے"

اس لئے امیر موصوف سے یہ التماس ناروا نہ ہوگی کہ وہ انعام واکرام کے کام کو پھر ہاتھ میں لے۔ جو شخص کوئی عمارت یا گھر بنواتے، وہ آخر تک اس کی تکمیل کرواتا ہے اور اسے ادھورا چھوڑنا گوارا نہیں کرتا۔ اسے جو مشکلات اور مزاحمتیں پیش آئیں، انہیں وہ دور کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ امورِ مملکت میں تساہل برتنے سے رعایا برباد اور تباہ ہو جاتی ہے۔ اسی لئے راقم کشتِ امید کے پنپنے کی خاطر امیر کو جو الطافِ عمیم کا باران قدیم ہے، دوبارہ دعوت دیتا ہے کہ وہ اسے اور دیگر احسان مندوں کو اپنی ثنا خوانی پر دوبارہ متوجہ کرے۔ دعا ہے کہ امیر دوبارہ پناہ خواہوں کی پناہ بنے۔ آمین یارب العالمین۔

مکتوب ۳۲

اللہ مفتح الابواب

قاضی القضاۃ مولانا سراج الحق والدین کی خدمت میں آداب وتسلیمات۔ آپ عالم وفاضل، صدرِ مجلس، بدرِ کامل اور دقیق محقق ہونے کے ساتھ ساتھ اعلیٰ اخلاق کے بھی مالک ہیں اسی لئے میں اس خط کے ذریعے ایک درد سری دے رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے لطف وکرم کے باراں کو جاری رکھے اور دونوں جہاں والوں کو آپ کے علم وفضل اور نیک کوششوں کی برکات سے بہرہ دے۔ آمین یارب العالمین۔

آپ کی زبان صدق سے مجھ تک ایک قول نقل ہوا ہے۔ آپ کی زبان سے ایک جہان مستفید ہے اس لئے توقع کی جاتی ہے کہ اس زبان سے خلافِ حق بات نہ نکلے گی۔ آپ کی زبان غلط فہمی پیدا کرنے والے عوامل سے منزّہ ہے بلکہ دوسروں کی زبان اور کان اس سے حکمت سیکھتے ہیں۔ جو قول مجھ تک پہنچا وہ میرے ماموں زاد علاء الدین کے یتیم بچوں کی معمولی سی جائیداد کی توثیق (رجسٹری) کے بارے میں ہے۔ سنا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ اگر راقم متعارف کر دے تو آپ ان یتیموں کی جائیداد اور ان کے حقوق کد خدائی کے تحفظ کی حمایت کریں گے۔ اسی کے مطابق میں یہ زحمت دے رہا ہوں اور آپ کے ساتھ اپنی عقیدت کی بھی تجدید کر رہا ہوں۔ آپ کے الطاف واخلاق کا قائل ہوں۔ آپ کے علم و فضل کے خوشہ چیں بے حد وحساب ہیں۔ آپ مطمئن ہوں کہ راقم آپ کے لئے دعا گو

رہتا ہے۔

جائیداد کے مسئلے پر اس نوشتے کو کافی جانیں اور مجھ سے زبانی گفتگو ہونے تک اس معاملے کو ملتوی نہ کریں۔ بلکہ اس کی توثیق فرماویں۔ کیونکہ اس طرح مبادا یتیموں اور کمزوروں کا حق مارا جائے۔ اس بارے میں احتیاط ضروری ہے کیونکہ حدیث قدسی کے مطابق "مخلوق اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے اور اللہ کو اپنی مخلوق میں سے وہ شخص سب سے زیادہ پسند ہے جو اس کے کنبے کو فائدہ دے۔" آپ اسے گستاخی نہ جانیے اگر میں ایک دوسرا ارشاد نبیؐ نقل کروں، گو آپ ایسے جید عالم کے لیے اس کی ضرورت نہ تھی: "میری امت کے رحم دل افراد سے حاجات مانگو اور مدد طلب کرو۔" آپ مولانا امتِ محمدیؐ کے رحیم و کریم افراد میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے سایے کو دوام دے۔ والسلام۔

مکتوب ۳۳

اللہ مفتح الابواب

قاضی القضاۃ مولانائے مکرّم راقم کا مخلصانہ دعا و سلام قبول فرمائیں۔ آپ خوش بختی، بزرگی، مہربانی اور علم کے مظہر، دانش و انصاف کے ناشر، علمائے اسلام اور مسلمانوں کے لیے باعثِ فخر اور سلاطین کے ناصح ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم و فضل کے فیض کو جاری رکھے اور مسلمانوں کو ان کی طولِ حیات سے مستفید فرمائے۔ دعا ہے کہ خدائی الہامات، بخت دائم اور دین آموز افکار و امران کا وطیرہ رہیں اور وہ ہمیشہ مظلوم نواز اور ظلم شکن بنے رہیں۔ مولانا یقین رکھیں کہ آپ کی صحبت اور حلاوتِ گفتگو کا بے حد مشتاق ہوں۔ دوستوں کا جمع کرنے والا مسبب الاسباب کوئی سبیل نکالے گا اور اس ملاقات کو ممکن بنا دے گا کہ:

"انہ سمیع[1] قریب"

مولانائے موصوف کے علم و فضل کو خدا دوام دے۔ دوستوں کو یقین ہے کہ وہ فقرا و درویش سے کافی رغبت رکھتے ہیں۔ شیخ المشائخ حسام الحق والدین کی برکات کو خدا جاری رکھے۔ وہ اس عصر کے بایزیدؒ و جنیدؒ، امین قلوب، اسرارِ عرش کے مخزن، اور ایک مضبوط

کڑا اور ستون ہیں۔ میں نے ان کے بعض فضائل لکھے اور مولانا نے بھی ان کے بارے میں اچھی رائے کا اظہار کیا ہے۔

حدیث قدسی ہے:

"مومن اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔"

مولانا بھی خطا سے نہ لکھے ہوئے نکتے نکالتے اور مدعا سمجھ جاتے ہیں۔ مگر انہیں اس حدیث پر بھی توجہ دینی چاہیے۔

"جو اللہ کی ہم نشینی کا طالب ہے اسے چاہیے کہ اہل حق کے ساتھ بیٹھے۔ فقرائے ربانی کے ساتھ نیک برتاؤ کرو اور ان کی مدد کیا کرو۔ اللہ کے فضل خاص کی چابیاں ان کے پاس ہوتی ہیں۔ ان کے ساتھ رہو۔ ان سے دوستی رکھو اور جہاں سے چاہو جنت میں داخل ہو جاؤ۔ اولیاء اللہ عند اللہ شفاعت کے مجاز ہوں گے۔"

مولانا ایسے فاضل کو یہ باتیں لکھنا بے ادبی ہے مگر یہ علم و فضل کی اصل ہیں اور قول معروف ہے:

"ہر چیز اپنی اصل کی طرف لوٹتی ہے۔"

توقع ہے کہ آپ عالم و صوفی کے رابطے کے بارے میں ان اشارات کا مخدومانہ جواب دیں گے۔ خدایا مولانائے محترم ہمیشہ بزرگ تاب اور بندہ نوازیوں کے مرکز بنے رہیں۔ آمین یارب العالمین۔

مکتوب ۳۴

اللہ مفتح الابواب

اللہ تعالیٰ کمزوروں کی اس پشت و پناہ کے مرتبہ بلند کو مزید بلندی اور وسعت دے۔ امیر میرا اسلام و دعا قبول کریں۔

عرض ہے کہ اس دعا و سلام کا حامل میرا مرید عزیز اور فرزند ہے وہ صالح، دین دار اور حسن عقیدت والا شخص ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا شرح صدر کیا ہے۔ آپ اسے اپنے خیر خواہوں اور دعاگوؤں میں شمار کریں۔ یہ بات بھی آپ کے علم میں لاؤں کہ یہ شخص بے

احتیاج کبھی اشارے یا کنایے کے ذریعے بھی کبھی کسی سے کچھ طلب نہ کرے گا۔ وہ غیر معمولی حیادار، جواں مرد اور خوددار ہے۔ اس کے ایام زندگی، صبر و شکر، اطاعت و قناعت اور آپ کے اقبال و دولت کے لئے دعا و مناجات کرنے میں بسر ہوتے رہے مگر وہ احتیاج اور مالی مجبوری کی انتہا کو پہنچا ہوا ہے۔ اس لئے اپنے نحیف و نزار جسم کے ساتھ مدد طلب کرنے حاضر خدمت ہو رہا ہے۔ آپ کے ہاں سے درماندہ اور مفلوک الحال لوگوں کو جو وظیفہ مل رہا ہے، اس میں اس کا نام بھی شامل فرمائیں۔ یہاں اس کے اہل و عیال اور رشتہ دار آپ کے کرم اور اعانت کے منتظر ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ کے دل کو خیر و خوبی کی بے انتہا توفیق دے اور آپ کے ہاتھ داد و دہش سے کبھی نہ رکیں۔ آمین یا رب العالمین۔

مکتوب ۳۵

اللہ مفتح الابواب

مخلص عزیز اور فرزند میرے ہدیۂ دعا و سلام کو قبول فرمائے۔ آپ اقبال مند، ستودہ صفات، حلم و کرم والے، امر خداوندی کی تعظیم بجا لانے والے، خلق خدا پر شفیق، ملوک و سلاطین کے مطیع، باغیوں کا قلع و قمع کرنے والے، اعلیٰ اخلاق، اوصاف اور فضائل والے اور نصرت الٰہی سے بہرہ مند ہیں۔ خدا آپ کے خیر اندیش دل اور عاقبت بیں روح کو مزید بلند مدارج دے، آپ کے مراتب عالیہ میں مزید اضافہ ہو، اور کسب فضائل کا ذوق و شوق آپ کے رگ و پے میں بڑھتا جائے اور آپ ہر پہلو سے کامران و کامیاب ہوں مزید دعا ہے کہ امیر کے دوست نصرت الٰہی سے بہرہ مند ہوں اور انہیں تباہی و ہلاکت سے بچانے والے فرشتوں کی تائید حاصل ہو جو "اولی اجنحۃ مثنیٰ و ثلاث و رباع" (دو دو، تین تین اور چار چار بازو والے) بلکہ سات سو یا اس سے بھی زیادہ پروں والے ہوتے ہیں۔ یہ بھی دعا ہے کہ اس امیر کے دشمن، جن کے خصائل بد اس مختصر خط میں لکھے نہیں جا سکتے شیاطین کی طرح ملعون اور ذلیل ہوں۔

میں بار بار خطوط لکھ کر امیر کے آرام میں مخل نہ ہوتا مگر یہ خط امیر کبیر لکھوانے بیٹھے

ہیں ۔ ان کی التماس اپنی آسائش کے لئے ہی نہیں ، دوسرے لوگوں کی آسایش بھی اس کے ساتھ وابستہ ہے ۔ میں ضامن ہوں کہ درخواست درست ہے ۔ پس حاملِ مکتوب کو اس کی امید کے مطابق اپنے کرم سے نوازیں ۔ میں خط لانے والے کی خُو و بُو سے آگاہ ہوں ۔ آپ کا ارادت مند ہے ۔ اگر ظاہری طور پر وہ قابلِ عتاب بھی ہو ، اسے آپ باطنی طور پر معاف کر دیں اور اس پر اظہار مہربانی کریں ۔ آپ کی یہ عنایت سابقہ عنایات کا ضمیمہ ہوگی ۔ یہ آزاد شخص مہربانی کے ذریعے آپ کا غلام و خادم بن جائے اور ایک شخص پر مہربانی حقیقتاً ہزار غلام آزاد کر دینے سے افضل ہے ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :۔ " د من احیاھا فکانما احیاء الناس جمیعا " خدا کرے تم اپنے پدر کو سرخرو کر کے " لیجزیھم اللہ احسن ما عملوا " (انہوں نے جو نیک عمل کیا اللہ اس کا بدلہ دے گا) کا مصداق بنو ، انشاء اللہ تعالیٰ ۔

مکتوب ۳۶

اللہ مفتح الابواب ۔

امیر بزرگوار کا معاون اور برادر خرد فخر الدولۃ والدین راقم کا سلام قبول فرمائے اور مجھے اپنے برادرانہ الطاف و اکرام کا شکر گزار جانے ۔ مجھے علم ہے کہ وہ برادر ، دین دار ، خوش خلق ، خدا ترس ، عاقبت اندیش ، مظلوم پرور اور مقربِ سلاطین ہے ۔ " مالک یوم الدین " (روزِ جزا کا مالک) اس کی نیکیوں کا کئی گنا ثواب عطا فرمائے ۔

میں کسی مادّی کام کی زحمت نہ دوں گا ۔ اتنا یقین رکھیں کہ میں دل و جان سے آپ کا محبّ ہوں ۔ آپ کے احسانات کا پہلے سے زیر بار ہوں اور بدلہ چکا بھی نہیں سکتا ۔ البتہ دعاگو ہوں کہ اللہ تعالیٰ " انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مائۃ حبۃ " آپ کی نیکیوں کو سات سو گنا بدلہ دے مگر اس بدلہ و ثواب کی اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی قید نہیں کیونکہ اس نے فرمایا ہے " واللہ یضاعف لمن یشاء " (اور اللہ جس کے لئے چاہتا ہے اضافہ کرتا ہے) پس یہ صلہ خواستِ خدا کے مطابق ہوگا ۔ الحمد للہ یہ بزرگ منش برادر پہلے سے خدا کی رضا اور عنایت پر نظر رکھے ہوئے ہے ۔ آرزو ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ثواب کو محفوظ فرمائے ۔

اطلاعاً عرض ہے کہ ہمارے جن احباب کی آپ نے نقد اور جرمانے معاف کر کے مدد کی تھی وہ سب آپ کے شکر گزار اور دعا گو ہیں۔ البتہ ابھی پانچ چھ مستحقین باقی ہیں اور وہ بھی مدد کے طالب ہیں۔ بزرگوں کا قول ہے کہ نیک کام کی نیت اور اس کا آغاز اچھا ہے مگر زیادہ اچھی بات نیکی کو انجام تک پہنچانا ہے۔ مثلاً ہلال (ماہ نو) کا دیکھنا مبارک ہے مگر بدرِ کامل کو دیکھنا اور بات ہے۔ امیر ہمارا معزز و محترم برادر ہے۔ اس سے زیادہ کیا لکھوں استدعا ہے کہ وہ باقی ماندہ طالبانِ مدد پر بھی نظرِ کرم فرمائے۔ اس کی یہ نیکی پہلی نیکیوں کا تکملہ ہو گی اور اس کی نیکیاں ان شاء اللہ آخرت کی سعادتوں کا خزانہ اور ذخیرہ ثابت ہوں گی۔ والسّلام۔

مکتوب ۳۷

اللہ مفتح الابواب۔

ملک الامرا معین الحق والدین امیر یردانہ بک میرے آداب و تسلیمات قبول فرمائیں۔ وہ عادل، علم پرور، مسکینوں کی پناہ، ہدایت و یقین کے طریق کو زندہ کرنے والے اور مخلوق کے فریادرس ہیں۔ ان کے کئی محترم القاب ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے مرتبہ بلند کو باقی رکھے، ان کی شرحِ صدر فرمائے، ان کی آنکھوں کو وہ روشنی دے جس سے کاموں کا انجام دیکھا جا سکے۔ ان کے کانوں کو نصیحت اور سخنِ حق کی مقناطیس بنائے۔ ان کی روح نورِ توحید اور فکرِ عقبیٰ کو قبلہ بنائے رکھے اور وہ ذکر و فکر کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے بیان میں حقیقی حلاوت محسوس کریں تاکہ ان کا مآل "فاذکرونی اذکرکم واشکروالی" (پس میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا اور میرا شکر ادا کرو) کے مطابق ہو۔

امیر کو باور ہو گا کہ آرزوئے ملاقات میرے سینے میں بھی کروٹیں لیتی ہے مگر کہا گیا ہے کہ "امور کے ظہور پذیر ہونے کے خاص اور مقررہ اوقات ہیں"۔ ظاہری ملاقات کی سعادت سے محروم ہونے کے باوجود آپ کے احوال کی خبریں پا کر گویا معنوی ملاقات سے بہرہ مند رہتا ہوں۔ آپ کی نیک اعمالی، خوش اخلاقی اور اکرام و انعام کی خبریں تواتر سے ملتی رہتی ہیں۔ میں دعا گو ہوں کہ یہ باتیں ہمیشہ آپ کا معمول رہیں تاکہ آپ "للذین احسنوا الحسنیٰ وزیادۃ"

(ان لوگوں کے لئے جنہوں نے نیکی کی اور اس میں اضافہ کیا) کا مصداق بنیں البتہ کہا گیا ہے کہ "سُنا ہوا دیکھے ہوئے ایسے نہیں ہوتا" خبر خواہ متواتر ہی ہو، دید نہیں ہوتی مگر میں خبر کو دید سمجھ کر آپ کی مہربانی کے گویا آثار دیکھ رہا ہوں اور دعا میں مشغول ہوں۔ یہ دعا پوشیدہ رکھی جاسکتی تھی مبادا اس میں ریا کا شائبہ آجائے مگر ایک سنت نبوی ؐ کی تقلید میں اس کے افشاء کے درپے ہوں

کہتے ہیں ایک مرتبہ رسول اکرم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف رکھتے تھے کہ اتنے میں ایک صحابی رضؓ مسجد کے دروازے کے سامنے سے گزرے۔ ایک صحابی رضؓ جو رسول ؐ خدا کی خدمت میں بیٹھے تھے، انہوں نے گزرنے والے بزرگ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا:

"یارسول اللہ! میں ان سے بے پناہ محبت رکھتا ہوں۔"

"اس موقعہ پر رسول ؐ اللہ نے فرمایا:

"جاؤ اور یہ بات اسے بھی بتادو۔"

پس اگر اظہار دوستی میں ریا کا فتنہ پوشیدہ ہوتا تو کائنات کے اسرار دان ایسا کرنے کا حکم نہ دیتے کہ:

"جو کسی دوسرے کو چاہتا ہو، وہ چاہیے جانے والے کو اس کی خبر بھی کردے۔"

اپنے الطاف واکرام اور احسانات کے ذریعے ملک الامراء نہایت سراحت سے اپنے محبِ حق کا اعلان زبانِ حال سے کر رہے ہیں وہ حسنِ خلق، لطف ومہربانی، غریب پروری، مسکین نوازی اور عفو ودرگزر کے امور انجام دے رہے ہیں مگر وہ، توکل علی اللہ سے بھی دست کش نہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ استعانتِ حق اور توکل سے وہ کام انجام پاتے ہیں جو نرے حزم واحتیاط سے امکان پذیر نہیں ہوتے۔ فرعون نے حزم واحتیاط کی بنا پر بنی اسرائیل کے لاکھ کے قریب نرینہ بچے قتل کروا ڈالے مگر اپنے اصل دشمن (حضرت موسیٰ ؑ) کو ہزار لاڈ پیار اور ناز برداری سے اپنے ہی گھر پالتا اور پروان چڑھاتا رہا اور اس کی حقیقت سے بے خبر رہا۔ اگر اسے خدا پر بھروسا اور

ایمان ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس کی سلطنت کی جڑیں مستحکم فرماتا۔ اور اس سلطنت کا انجام ایسا مستحسن ہوتا جیسا حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہا السلام کی سلطنتوں کا ہوا۔

امید ہے کہ ملک الامراء اپنے ساتھ زیارتی کرنے والے اس شخص کو میری خاطر معاف کر دیں گے اور شر و فساد نیز مصائب سے محفوظ رہنے کی خاطر اللہ تعالیٰ پر توکل رکھیں گے۔ یہ سعادت کی دلیل ہے کہ انسان دشمن پر فتح پا کر اللہ کی نصرت و اعانت کا شکر ادا کرے۔ اسے اپنی کامیابی پر اترانا نہیں چاہیے بلکہ اپنی ہوشیاری اور کاردانی کو بھی توفیق الٰہی جاننا چاہیے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی کامیابیوں میں اضافہ فرمائے اور آپ رضائے الٰہی کی روش پر گامزن رہیں۔" عطار نے جو کہنا تھا اور اس نے جو سمجھا اسے کہہ ڈالا ہے۔ دیگر باتیں سنی سنائی ہیں اور ناقابل اعتبار ہیں۔"

"الحمد للہ رب العالمین"

مکتوب ۳۸

اللہ مفتح الابواب

پادشاہِ عادل کی دولت و اقبال کو خدا مزید افزائش دے۔ اس نیکی گستر، یگانہ عالم، محبوبہ زمان، برگزیدہ رحمان، خزانہ نہاں، سلطنت اور لوگوں کی خاطر رحمت، اللہ پر توکل کرنے والے، فضل الٰہی سے خصوص طور پر فیض یاب، دولت، اقبال اور امید کے قبلے، منتخب وجود اور فخر آل داؤد کا مکتوب گرامی ملا۔ اس سے قبل بھی "بنانی العلیم الخبیر" (مجھے علیم اور خبیر خدا نے بنایا ہے) کے بموجب، میں اس نادر زمانہ شخصیت کے حالات سے باخبر ہوتا رہا ہوں۔ یہ مکتوب بہت نشاط انگیز ہوا ہے۔ نشاط انگیزی کیا، گویا اس مسرت افزا تعویز نے میرے دل کو سکون دیا ہے۔ صدق و صفا کا حامل میرا اسلام قبول ہو۔ شوق ملاقات، شدت اختیار کر رہا ہے۔ دعا ہے کہ کم از کم موت سے قبل یہ شوق پورا ہو سکے۔ مشیت ایزدی جسے چاہتی ہے ملاتی ہے اور جسے چاہتی ہے فراق و جدائی میں مبتلا رکھتی ہے۔ ہر مشکل کو آسان کرنے والا وہی ہے۔ اپنے فضل و کرم سے وہ فراق کو وصال میں بدل دیتا ہے اور نہایت دور کے فاصلے نزدیک کر دیتا ہے۔ پہلے بھی آپ

سے ملاقات اس طرح ہوئی تھی کہ اس کا امکان وہم وگمان میں بھی نہ تھا۔ حضرت یوسف صدیق علیہ السلام کا واقعہ معروف ہے۔ وہ باپ اور بھائیوں سے مدتوں جدا رہے مگر آخر کار ملاقات کے ظاہری امکانات نہ ہوتے ہوئے بھی ان کی مراد بر آئی اس وقت انہوں نے خوشی کے ساتھ آسمان کیطرف منہ کیا اور بولے :

خدایا! تو نے کیا عظیم اسباب مہیا فرمائے کہ باپ اور بھائیوں کو مجھ سے ملا دیا اور اتنے طویل فراق کے بعد وصال کی نعمت مجھے مہیا کی کہ ان ربی لطیف لما یشاء (بیشک میرا پروردگار جو چاہتا ہے۔ اسے غیر محسوس طور پر دے دیتا ہے) اس پر دلالت کرتا ہے۔ میرے والد اور بھائی کنعان میں تھے اور میں مصر میں۔ انہیں میری کوئی خبر نہ تھی۔ اس دوران ایسا قحط پڑا کہ سونے کی اینٹیں دے کر بھی روٹی نہ ملتی تھی۔ میرے والد اور بھائی بھی روٹی کے محتاج ہوئے۔ خدایا تو نے مجھے مصر کا بادشاہ بنایا اور میری شہرت سستے داموں گندم مہیا کرنے کے سلسلے میں ساری دنیا میں پھیلی۔ یہ بھی مشہور ہوا کہ عزیز مصر غریبوں کے کھوٹے سکوں کے عوض بھی گندم دیتا ہے۔ اس طرح میرے بھائی کنعان ایسے دور افتادہ علاقے سے مصر آئے۔ ان کے وہم وگمان میں نہ تھا کہ بھائی کے ہاں جا رہے ہیں اور یہ بھی انہیں خبر نہ تھی کہ ان کا بھائی ہی عزیز مصر ہے۔ وہ اگر جانتے تو کیسے آتے؟ اپنے سابقہ اعمال کے پیش نظر وہ منہ دکھانے کی ہمت کیسے کرتے؟"

میرے خدا یہ تیری ہی کارسازی ہے کہ تو نے یوسف صدیق علیہ السلام سے ان کے بھائیوں اور والد کو ملوا دیا۔

فراق و وصال کے ہزاروں بلکہ لاکھوں کام شب و روز اللہ کے ہاں انجام پذیر ہو رہے ہیں۔ ایک گروہ جدا ہو رہا ہے۔ تقدیر کی مہر اسے دوسرے مقام پر بھیج جانے کے حکم کو ثبت کر دیتی ہے۔ پھر دوسرے اسباب فراہم ہوتے ہیں اور موج تقدیر ان فراق زدہ افراد کو جمع کرتی اور کہاں سے کہاں جا پہنچاتی ہے۔ امید ہے کہ خدائے کارساز کی رحمت اس طویل ہجر و فراق کے بعد ہمیں جلد ملا دے گی۔ اس رحمت نے ہمیں اس سے قبل اس وقت ملایا تھا جب اس کے امکانات ہمارے وہم وگمان میں نہ تھے۔ دعا وہی

قبول فرماتا ہے کہ؛

[۴] "ان اللہ علی کل شیء قدیر"

(بے شک اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے)۔

وہی علیم اور خبیر ہے کہ؛

[۴] "وکفیٰ باللہ علیما"

(خدائے دانا کافی ہے)۔

جو طلب اور محبت پہلی ملاقات کے وقت ہمارے دامن گیر تھی، اس کا اب بھی وہی حال ہے بلکہ اب اس کی شدت میں اضافہ محسوس ہوتا ہے۔ التماس ہے کہ اپنے مشفقانہ اور فرزندانہ آداب و مراسم کا لحاظ کرتے ہوئے، اب مجھ سے دوری کی روش ختم کرو میرے اور آپ کے پدرانہ و فرزندانہ تعلقات میں خلوص اور للّٰہیت ہے۔ یہ کسی ذاتی غرض پر مبنی نہیں اس لئے یہ قیامت تک انشاء اللہ تغیّر پذیر نہ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ قیامت کے ہولناک ماحول میں رشتہ داریاں اور دوستیاں منقطع ہو جائیں گی۔ ہر کوئی "نفسی نفسی" کہتا ہوگا اور اعزّہ و اقارب سے دور بھاگتا ہوگا۔ مگر خدا کے لئے دوستی کرنے والے خدا ترس لوگ اس صورت حال سے مستثنیٰ ہوں گے۔ وہ روز قیامت ایک دوسرے کے ساتھ ہوں گے، اور ایک دوسرے کی دست گیری اور احوال پرسی کر رہے ہوں گے

[۵] "الاخلاء یومئذ بعضھم لبعض عدو الا المتقین"

(اس دن متقیوں کے سوا، دوست دوسرے دوستوں کے دشمن ہوں گے)۔

یہ تقلید کرنے والے متقیوں کا درجہ ہے جو دل میں ایمان اور صدق رکھتے ہیں لیکن ان کی آنکھیں بند ہیں۔ ان کی مثال نابینا شیر خوار بچے کی ہے۔ وہ ماں کو جانتا اور اس کا دودھ پیتا ہے لیکن اسے اگر کوئی پوچھے تیری ماں کی شکل و صورت کیسی ہے؟ گندمی رنگ ہے یا سرخ اور سفید؟ اس کے ابرو بڑے ہیں یا چھوٹے؟ قد بڑا ہے یا چھوٹا؟ ناک کھڑی ہے یا چپٹی؟ اس کی گردن لمبی ہے یا درمیانہ؟ وہ ان سوالوں کا کوئی جواب

نہیں رہے سکتا ہاں ۔ اردگرد کہی جانے والی باتوں سے کچھ سن کر تقلید میں وہ بھی کچھ کہہ دے، تو یہ اور بات ہے۔ اس کے مقابلے میں ۔ صاحبانِ بصر دیکھتے ہیں حقیقتوں کا یہی حال ہے۔ وہ دوسروں کی آنکھیں ہی نہیں کھولتے ۔ عندالضرورت نافلوں کے کان بھی کھینچ سکتے ہیں وہ معنوی طور پر دلوں کو زندہ کرنے والے ہیں ۔ ان کے فضائل کی تفصیلات کہاں تک بتاؤں ؟ وہ روزِ قیامت کے منتظر نہیں بلکہ سراپا قیامت ہیں۔ انہیں قیامت کا انتظار یہ ہے کہ اس دن لوگوں سے کئے گئے وعدوں کا پورا کئے جانے کا مشاہدہ کریں کہ ؛

"فلا تحسبن اللہ مخلف وعدہ رسلہ"

(پس اللہ کو اپنے رسولوں سے کئے ہوئے وعدوں کے خلاف کرنے والا نہ سمجھیں)۔

دوسروں کے لئے قیامت روزِ جزا و عقوبت ہے مگر ان بندگانِ ناس کے لئے عید اور خوشی کا دن ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس یگانہ روجہاں کی آنکھ اور دل کو اپنے نور سے منور رکھے اور اس تنویر میں اضافہ ہی ہوتا رہے تاکہ اسے کسی کی تعریف و توصیف کی حاجت ہی نہ رہے ؎

دلا تا کے درین زندان قریب این و آن بینی
دمے زین چاہِ ظلمانی برون شو تا جہان بینی ؎

خدایا میرا مکتوب الیہ دنیا و عقبیٰ اور ان کے ماوراء عالم میں بھی خوشحال اور مطمئن رہے۔ آمین یاربّ العالمین

مکتوب ۳۹

اللہ مفتح الابواب۔

وہ آسمانی بزرگیاں، پاکیزگیاں اور سعادتیں جو اہل جہاں کا مقصود ہیں اور اولیاء اللہ اور اللہ کے خاص بندوں کو میسر ہیں، شاہ عالم، انسان پسند،

بلند ہمت، فرشتہ صفت، عاقبت بین، خداپرست، نیکی پرور، صاحب سلوک اور فخرِ آلِ داؤد (اللہ اس کے مرتبہ بلند کو قائم رکھے) پر میں نثار ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس کے ارکان حکومت اور دولت کی موروثی ثروت کو قائم رکھے، اس کی ملوکانہ خیرات اور نیکیوں، درویش پروری اور مظلوم نوازی کے امور مزید پھلیں پھولیں۔ اس مخلص راقم کا سلام و دعا بادشاہِ عالم کو قبول ہو۔ میں ان کے ملوکانہ احسانات مہربانیوں، دلداریوں اور نوازشوں کا اس قدر ممنون ہوں کہ شکریہ ادا کرنے سے بھی تشفی نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ ملاقات کا کوئی بندوبست فرمائے تاکہ زبانی شکریہ ادا کرسکوں۔ اس غنی مطلق اور خالق حقیقی سے امید ہے کہ وہ ان بخششوں کا ہزار ہا گنا بدلہ اپنے خزانے سے دے گا۔

باعثِ تحریر آنکہ میرا عالم، فاضل اور ارادتمند بھائی شمس الدین اور اس کے بیٹے نورالدین نے، جو ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ جب سے آپ کی ملازمت ترک کی ہے انہیں ایک دن بھی بلکہ ایک گھنٹہ بھی چین نصیب نہیں ہوا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جو آپ کے سایہ عاطفت میں کچھ دن گزارے، اسے دوسرے بادشاہوں یا حاکموں کے ہاں چین کیسے مل سکے گا۔ یہ دونوں آپ کے حضور آکر معذرت کا اظہار کرنا چاہتے ہیں مگر شرمندگی سے گردن اٹھانے کے قابل نہیں۔ اب اس تکلیف والم میں راقم کی سفارش و شفاعت سے کام لینا چاہتے ہیں۔ انہیں آپ کی عنایات پر اعتماد ہے، اور مجھ سے بھی ارادت و محبت رکھتے ہیں، اس لئے شفاعت کرنے کی درخواست کرتے ہیں۔ اب التماس ہے کہ ان کی خطا معاف کردیں۔ اور پہلے کی طرح دوبارہ ان کے سر پر اپنی عنایات کا سایہ ڈالیں۔ یہ مجھ پر بہت بڑا احسان ہوگا اور گزشتہ احسانات کا ضمیمہ اور تکملہ بنے گا۔ ان دونوں نے اس راقم کی بہت خدمت کی ہے اور میری رفاقت اختیار کرتے رہے، اس لئے بادشاہ سے التماس ہے کہ اس گزارش کو قبول فرمائیں اور راقم سے حبّ و محبت رکھنے کا عملی مظاہرہ کریں۔ یہاں آپ کے بڑے چھوٹے غلام اور کنیزیں دیدار کی متمنی ہیں اور رات دن دعا میں مشغول ہیں کہ دنیا کا کارساز اور مشرق و مغرب کا ناظم

ان کی ملاقات کی کوئی سبیل نکال دے۔ یہ اسی کی کارسازی ہے کہ ہمیں ایک قطرہ منی کی صورت میں، جس کے کان تھے نہ عقل، ہوش تھا نہ چشم، ملکانہ صفات تھیں نہ بندگانہ، غم کا پتہ تھا نہ خوشی کا، ذلت کی خبر تھی نہ عزت کی، رحم مادر میں پناہ دی، اپنے عجب نظام سے اسے خون بنایا اور پھر اسے گوشت کا لوتھڑا بنایا، اور اس ہیولہ اور انگارہ کے خلوت خانہ میں جس کے اعضا و جوارح نہ تھے، منہ، کان اور آنکھ کے دریچے رکھے۔ اسے زبان دی اور منہ کے بعد سینہ جس میں دل رکھا جو قطرہ ہے اور جہان بھی، جو گوہر ہے اور سمندر بھی اور جو غلام ہے اور سلطان بھی۔ کس کی عقل کو معلوم ہے کہ خدا نے ہمیں اس حقیر منزل سے اس انسانی درجے تک کیسے پہنچایا ہے اور پھر انسان کو توجہ دلائی کہ دیکھو تمہیں کہاں سے کہاں تک لایا ہوں۔ اور تمہیں یہاں بھی نہیں چھوڑوں گا۔ اس زمین اور آسمانوں سے تمہیں باہر لے جاؤں گا۔ تمہیں وہ زمین دوں گا جو خام چاندی سے زیادہ نرم ہے۔ اور وہ آسمان جو وہم و گمان اور وصف و توصیف میں نہیں آسکتے۔ تیری روح و جان کو وہ مقام دوں گا جو آسمان جوان کی گردش سے پیر و کہنہ نہ ہو۔ وہاں کی چیزیں تر و تازہ ہیں اور پرانی نہیں ہوتیں۔ وہاں کی کوئی چیز بوسیدہ ہوگی نہ خراب۔ وہاں کی کوئی شے مرے گی نہ سوئے گی۔ بلکہ زندہ و بیدار رہے گی۔ سونا، تھکاوٹ دور کرنے کے لئے ہے یا رنج و غم بھلا دینے کے لئے اور وہاں تھکاوٹ یا رنج نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ تجھے یقین آئے یا نہ آئے مگر اس تاریکی رفضا سے باہر جس طرح خدا کا وسیع جہان ہے جس میں آسمان، آفتاب، ماہتاب، ممالک، شہر اور باغ ہیں، اسی طرح اس قطرہ منی سے ہی یہ سب انسان ہیں، جن میں بادشاہ ہیں، امیر ہیں، صحت مند ہیں، مبتلائے مصیبت ہیں اور بینا اور اندھے ہیں۔ اے قطرہ منی، اس منزل تاریک سے جب نکلا، تو کیا ہوگا اور کہاں جائے گا؟ کیا تجھے خیال نہیں کہ اس تاریکی اور غذائے خون سے ماورا ایک دوسرا جہان ہے جس تک پہنچنے کی توجہ رکھنی چاہیے۔

سید المشائخ، قطب الزمان، امین قلوب، جنید عصر، حسام الحق والدین (اللہ تعالیٰ ان کی برکات کو جاری رکھے) سلام دعا کہتے ہیں۔ فرزندوں اور ارادت مندوں کی ناطر

ان کی دعا منقطع نہیں ہوتی ، کہ بندگان خدا سے دوستی و قربت رکھنے والے کا رابطہ خدا سے کیسے منقطع ہو، مخلوق کا جو رویہ بھی ہو ان کے معمولات میں فرق نہیں پڑتا کیونکہ وہ اپنے حکم و ارادہ سے کام نہیں کرتے ، وہ اشارہ غیبی کے تابع ہیں۔ ہوی و ہوس پر استوار کی جانے والی دوستی سرد و گرم پڑتی رہتی ہے اس لئے کہ اس دنیا میں بھی آب و ہوا کا تغیر و تبدل رہتا ہے ، کبھی گرمی آتی ہے اور کبھی سردی کا موسم ۔ لیکن حق کی خاطر دوستی بے بدل و تغیر ہے کیونکہ حق ازلی و ابدی ہے اور دیگر گونی سے پاک و منزہ ہے ؛

"لایرون فیھا شمسا ولا زمھریرا" وہ "لاشرقیہ ولا غربیۃ" ہے

اگر غافل بات نہ مانیں تو مرد مومن نبی اکرم ؐ کے کلمات پاک دہرائے گا کہ ؛

"اے معبود حقیقی ، میری قوم کو ہدایت دے کہ یہ لوگ جانتے نہیں ۔"

دعا ہے کہ آپ ہمیشہ ایمان اور پختہ ستونوں والی سلطنت کے حامل رہیں۔ آمین یارب العالمین۔

مکتوب ۴۰

اللہ مفتح الابواب ۔

مولانائے گرامی ، محقق ربانی ، مینار ہدایت بلند کرنے والے ، سرچشمہ علم و فضل ، پایہ ۔ سرشت ، ترجمان حقیقت ، سراکبر ، نورنیکی ، دونوں جہاں کی سعادتوں والے ، کمال الحق والدین کو آداب و تسلیمات۔ دعا ہے کہ الٰہی کی سعادات دائمی ہوں ، ان کے قلم کے لکھے ہوئے فتوے پائدار رہیں اور لوگ ان کی عالمانہ ہدایات اور مومنانہ فراست سے بہرہ مند رہیں۔

راقم سطور آپ کا ارادت مند ہے۔ ملاقات اور بالمشافہ گفتگو کا شوق دل میں کروٹیں لے رہا ہے۔ یہ شوق اوروں کا بھی ہوگا لیکن میں کچھ زیادہ ہی مشتاق ہوں۔ بے جا خجالت مانع آتی ہے۔ اس لئے حاضر خدمت نہ ہو سکا۔ لیکن ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام نے خجالت ترک کر کے اپنی تقصیر کی معافی کے لئے التجائیں شروع کیں تو اللہ نے انہیں شرف قبولیت بخشا اس لئے مجھے بھی کسی دن اپنی کم مائیگی کے باوجود عرض ارادت کرنے

حاضر ہونا ہے۔

عرض ہے کہ آئمہ مساجد عماد الدین اور مجد الدین آپ کی خدمت میں رہے ہیں مگر انہوں نے ترک خدمت کے گناہ کا ارتکاب کر لیا۔ ان کا گناہ سوء ادبی ہے جسے ناقابل معافی بھی کہا جا سکتا ہے، مگر آپ کے اخلاق کریمانہ کے پیش نظر وہ معذرت عرض کرنے اور دوبارہ خدمت پر مامور ہونے اس مکتوب کے ساتھ حاضر ہو رہے ہیں۔ وہ دونوں حضرات غائبانہ آپ کا ذکر خیر کرتے رہتے ہیں لیکن اب شرح مودت کرنے حاضر خدمت ہو رہے ہیں۔

کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی صحابی رضؓ نے عرض کیا؛

"کہ انہیں فلاں صحابی رضؓ سے بغایت محبت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا؛

"کہ جاؤ اسے بتا بھی دو۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور ارشاد ہے کہ؛

"بات کرو تاکہ تمہارا تعارف ہو جائے"

میں ان کی شرح محبت بیان کروں۔ میں تو اپنے اخلاص و محبت کو بیان کرنے سے قاصر ہوں۔

مولانائے گرامی کی ذات ستودہ صفات ہے اور ان کی مومنانہ فراست اخلاص و ارادت بھرے قلوب سے آگاہ ہے۔ دعا ہے کہ میرے مذکورہ عزیزوں کی معذرت قبول ہو اور ان کی طرح مجھے بھی جلد آپ سے نیاز حاصل کرنے، آپ کے پسندیدہ خصائل کو ملاحظہ کرنے اور ایسی سیرت سے مستفید ہونے کا موقع جلد میسر ہو۔ آمین یارب العالمین۔

مکتوب الہ

اللہ مفتح الابواب

دیباچہ رزندگی، مبارک چہرے والے، آفتاب نما، فخر اسرار و خواص، عمدہ الدولہ

دولت قاہرہ کے خلاصہ، حکومت روشن کے ستون، بزرگیوں اور بلندیوں کے مرکز، اکابر اور اعلیٰ رتبہ کے سرور، صاحب فضائل، نیک خصائل، مربی فضلاء اور فخر اجباب کا مرتبہ بلند رہے اور اللہ تعالیٰ اس کے مرتبہ بلند کو قائم رکھے۔ دعا ہے اس کے دولت و اقبال کو تائید ایزدی حاصل رہے اور وہ مدت ہائے مدید تک امیدوں کا قبلہ وکعبہ اور حاجت مندوں کی منزلِ مقصود بنا رہے۔ سالہا سال سے اس کے حسن اخلاق اور پسندیدہ خصال کی خبریں حضرت یوسف اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے واقعات کی طرح لوگوں کے زبان زد ہیں اور اس کے جود وسخاوت کی باتیں حاتم طائی کی تاریخ دہرا رہی ہیں۔ دعا ہے کہ اس کے حسنِ اعمال، غریب پروری اور احسان گستری سے دوستوں کے دل و دیدہ اس طرح بلکہ اس سے بڑھ کر خوش وخرم رہیں۔ راقم وہ سلام نقل کر رہا ہے جو اللہ کی کتاب قدیم میں اس کے خاصانِ خاص کے لیے آیا ہے کہ:۔

سلام علیہ یوم ولد ویموتُ ویوم یبعث حیا

(اس پر اس کی ولادت، وفات اور دوبارہ زندہ ہونے کے دن سلام ہو)۔

اس ذات شریف سے ملاقات کا شوق غالب ہو رہا ہے، مگر وہ خود ملک کی مصلحتوں اور اہم کاموں کے فیصلے کرنے میں لگا ہوگا۔ اگر یہ مصروفیتوں کے پردے نہ ہوتے اور وہ آئینہ صاف میں اپنا چہرہ دیکھتا تو اس قدر حیران ہوتا کہ کسی ملکی کام اور تدبیر کی طرف توجہ نہ کر سکتا۔ لیکن تقدیر ازلی نے اس کے سامنے سے آئینہ صفا اٹھا رکھا ہے تاکہ دوسرے اس سے بہرہ مند ہوتے رہیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس سے بہرہ مند ہونے والے لوگ خوش ہیں اور ذکر نعمت کرتے رہتے ہیں۔ دراصل دوسرے شکر گزاروں کے ذکر نعمت کے زیر اثر ہی میں یہ گزارش کرنے بیٹھا ہوں۔

اس سلام و دعا بھرے خط کا حامل بہاؤالدین (اللہ تعالیٰ اس کو آسانی اور سہولت دے) میرا فرزند اور ارادت مند ہے۔ وہ ہر وقت آپ کے اقبال و دولت کے لئے دعا گو رہا ہے مگر ان دنوں اس کے وِرد و وظیفے میں کمی آ رہی ہے کیونکہ حدیث قدسی کے بموجب "فقر

اور غریبی ممکن ہے کہ کفر بن جائے" ۔ اہل وعیال کی کثرت ، اور دیگر جھمیلوں نے اسے پریشان کر رکھا ہے کیونکہ اس کا مال ومنال ان احتیاجات کے لئے کافی نہیں ہو رہا ہے ۔ التماس ہے کہ اپنی عنایات خاص کی مد سے اس کے لئے اور اس کے مدرسے کے لئے ایک روزینہ مقرر فرمائیں ۔ آپ کی بندہ نوازی ، علم پروری اور جہاں پناہی سے یہی امید ہے کہ اس التماس کو قبول فرمائیں گے ۔ اس طرح وہ عزیز آسودہ خاطری کے ساتھ دعاوثنا میں مشغول ہوگا اور آپ کو عظیم ثواب حاصل ہوگا ۔ یہ امر ان امور میں سے ہوگا جو اس سلطنت کے دوام کا باعث ہیں ۔ ان ہی امور سے اس سلطنت کے دشمن دبے جا رہے ہیں ۔ دعا ہے کہ اس التماس کی قبولیت سے جملہ اہل خیر کے دل مسرور ہوں ۔ دعا ہے کہ یہ امیر ہمیشہ لوگوں کا حامی وناصر رہے اور اللہ تعالیٰ اس کا مددگار رہے آمین یارب العالمین ۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ملائے گا اور ہمارے درمیان واقع ہونے والے بُعد کو اٹھالے گا ۔

مکتوب ۴۲

اللہ مفتح الابواب

امیر ربانی ، مولانائے معظم ، شریف النفس ، ملک الامرا ، امیروں اور امینوں کے سرور پروانہ بک کی مشکلات کو اللہ تعالیٰ دور فرمائے ۔ دعا ہے کہ اس کا مرتبہ بلند قائم رہے ، اسے شرح صدر حاصل ہو اور اس کا انجام مستحسن ہو ۔

اس مخلص کی دعا وسلام قبول فرمائیں ۔

آپ کو علم ہے کہ امرا کے لئے معمولی مال و دولت رکھنا باعث ننگ ہے ۔ مگر فقرا و درویش کے لئے اس سے صدہا گنا باعث ننگ وشرم ہے کہ مال و دولت جمع کریں اور زر وسیم کو چھپاتے پھریں ؎

درویشان را عار بود محتشمی بر خاطر شان بار بود محتشمی

ان کا رزق سیلاب کی طرح آتا جاتا رہتا ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ ہم سے لوگ ۸ ہزار درہم قرض لے گئے اور اب پھر غلاموں کے لئے خچریں خریدنے کے لئے مزید

مانگ رہے ہیں۔ آپ نے ہم پر بڑا کرم کیا اور ہم ان اکرام کو بھولے نہیں ہیں کہ:

"وما کان ربک نسیا"

ہم شکر نعمت میں دیر کر سکتے ہیں مگر ولی نعمت کو بھول کیسے سکتے ہیں کہ:

تعالی اللہ عما یقول الظالمون"

امیر الامرا سے التماس ہے کہ اب پھر خراب وقت آ پہنچا۔ آپ کے رحم و کرم کے ملتمس ہیں۔ ہمیں دوسروں ایسا نہ جانیں کیونکہ ان کے پاس شکار کے آلات ہوں گے اور ہم خود شکار ہیں۔ شکار شدہ کیسے شکار کرے؟

اکرام اہل الہدی من الکرم وامتہ العشق اضعف الامم

لمبا خط لکھنے کی ضرورت نہیں۔ امیر پروانہ معظم (اللہ تعالیٰ اس کی عاقبت سنوارے) کے ملوکانہ ضمیر پر ناگفتہ باتیں بھی عیاں ہیں۔ ہم مدد کے لئے التماس بتاخیر لاتے ہیں لیکن ملک الوزرا، اسے بے رخی اور احسان فراموشی پر محمول نہ کریں کیوں کہ دل کو دل سے راہ ہوتی ہے ؎

گر شش جہت بستہ شود باک مدار کز قصر نہادت سوی جاناں راہی است

کان کے اندر واقع ہونے والے لعل تک بھی آفتاب کا گزر ہے۔ یہ راہ آفتاب پوشیدہ اور مخصوص سہی، مگر اسی کی تاب سے لعل بنتا اور کمال پاتا ہے۔ گو لال اور پتھروں کو اس فیضِ آفتابی کی کیا خبر۔ اللہ تعالیٰ کے آفتاب عنایت کا بھی یہی حال ہے۔ اس کی راہ بھی مومن کے گوہر قلب تک، جو کان لعل کے مشابہ ہے، پوشیدہ ہے اور سنگِ جسم یا لعل دل کو اس کی خبر نہیں کیونکہ وہ وہی تحفہ دیکھتے ہیں جو ان تک پہنچتا ہے:

خون می رود و جراحتش پیدا نیست بوئی بُرد بریان می رسد و مطبخ نی

ملک الوزرار کے فضائل و عنایات بیان کرنے میں اس قسم کی مزید مثالیں دی جا سکتی ہیں یہ سلسلہ لامتناہی ہے مگر ایک دو باتیں اس لئے لکھ دیں کہ "جو بات پوری نہ ہو سکے" اسے بالکل ہی ترک کر دینا بھی مناسب نہیں ہے ؎

جاوید شبی باید و خوش ہتابی تا با تو غم ترگویم از ہر بابی

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

انما نطعمکم لوجہ اللہ لا نرید منکم جزاء ولا شکورا "

مقصد یہ کہ جو محسن اور نیکو کار ہماری رضا کی خاطر محتاجوں کی دستگیری کریں، انہیں محتاجوں کی شکر گزاری کی امید نہ رکھنا چاہیے بلکہ نیکی کا بدلہ برائی ملنے پہ گلہ مند نہ ہونا چاہیے۔ انہیں برملا کہنا چاہیے کہ ہم تمہارے احسان ناشناسی اور جفا کے پیش نظر اپنے در احسان و نیکی کو بند نہیں کریں گے۔ اس لئے کہ ہمارا مقصد رضائے خداوندی کا حصول ہے۔ ہم تمہارے شکر احسان کی خاطر نیکی کرتے ہی نہیں کہ ان باتوں سے غمگین ہوں۔ اس آیہ کریمہ کی شان نزول کے بارے میں منجملہ دیگر روایات، ایک روایت بعض صحابہ رض کے قول سے یہ ہے کہ؛

"نبی اکرم ص علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں ایک مخیر شخص نے کسی فقیر و درویش کا وظیفہ مقرر کر رکھا تھا، زمانہ قحط تھا مگر وہ ہر دن روٹی اسے مہیا کر دیتا تھا۔ اس مخیر اور محسن شخص کو ایک دن کسی حاسد نے کہا؛

"بھائی تم عجیب آدمی ہو اس قحط سالی میں اپنے بچوں کا حق مار کر تم فلاں کو کھانا کھلاتے ہو مگر وہ تمہیں برا بھلا ہی کہتا ہے کہ؛

" اس کا صدقہ و خیرات کیا خاک قبول ہوگا؟ مجھے جلی ہوئی روٹی دیتا ہے۔ اسے تو کتے بھی سونگھیں گے تو نہ کھائیں گے۔"

اس نے اسی قسم کی اور باتیں کیں جن میں سے بعض آپ کو لکھنا بے ادبی ہوگی۔ غرض اس قسم کی باتیں سن کر اس نیک شخص کو دکھ ہوا لیکن اس نے روٹی اور وظیفہ کی مقدار دوچند کر دی۔ اس کے علاوہ نذر و صدقہ بھی دیتا رہا۔ وہ کہتا تھا کہ میں یہ سب کچھ اللہ کی خاطر کر رہا ہوں اور اللہ شاید اپنے اس بندے کو آزمائش و امتحان میں ڈال رہا ہے۔"

آج آیہ کریمہ میں اشارہ شدہ مخیر شخص کا سا محسن ملک الوزراء پروانہ ہے۔ میرا ارادت مند فرزند نظام الدین اس محسن کے انعام و اکرام کے بحر میں غرق ہے مگر اس

نے خدمت بھی کی ہو تو وہ ان احسانات سے کیسے مربوط ہو سکتی ہے۔ آپ کی عنایات فی سبیل اللہ اور رضائے خداوندی کی خاطر وقف رہی ہیں۔ التجا ہے کہ اس فرزند پر اپنی عنایات کی بارش بند نہ کریں۔ اور اس پر غیظ و غضب نہ فرمائیں۔ اس کی آزادی اور استقلال راقم کی مسرت اور اطمینان کا باعث ہو گی۔ خدارا اسے نجات دیں تاکہ باہر جائے اور ہاتھ پاؤں مارے۔ اس قسم کے احسانات سے اگر جناب کو آج نقصان بھی ہو تو کل انشاء اللہ جناب باری تعالیٰ سے ان کا کئی گنا بدلہ ملے گا۔ پس رحم، کرم اور شفقت کا وقت ہے اور کتنے ہی دل اور زبانیں آپ کے لیے شب و روز دعا کریں گی۔

"وما علینا الا البلاغ المبین"

(اور ہمارا کام واضح طور پر بات پہنچا دینا ہے اور بس) ؎

بشنو سخن و پند شنائی و نگہدار　　کار زد سخن بندہ شنائی بشنیدن

دعا ہے کہ آپ ہمیشہ نیکی کرنے والے، بخشش فرمانے والے اور اپنے فضل و کرم سے نوازنے والے ہوں۔ آمین یارب العالمین۔

مکتوب ۴۳

اللہ مفتح الابواب

ملک الوزراء، خیر کے پھیلانے والے، مخلوق کی پناہ اور ملوک و سلاطین کے باپ کے انصاف اور مہربانی کا سایہ جملہ مسلمانوں پر لاتعداد سالوں تک باقی رہے۔ میں صدق و وفا اور خلوص و صفا والا سلام عرض کر رہا ہوں۔

مجھ پر اور میرے رشتہ داروں اور عزیزوں پر آپ کے احسانات اور انعامات بے حصر و حساب رہے ہیں اور ان کا شکریہ ادا کرنا بھی مشکل ہے۔ لیکن یہ نیکیاں للہ رہی ہیں اور ان مساعی کا صلہ درگاہ باری تعالیٰ سے ملے گا۔ آپ کی پاک روح پر لاکھوں سلام اور اللہ آپ کو مزید روشن ضمیری دے کہ حسن آخرت کی خاطر اس اہتمام سے سعادت کے بیج بو رہے ہو اور اپنی کامیابیوں کو توفیق الٰہی شمار کرتے ہو۔

واقعی ؛۔

"افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ"

ملک الوزرا یقین سے جانتا ہے کہ اس دنیا کا مال و منال اور جاہ و حشم کچھ کام نہ آئے گا۔ مگر عدل و انصاف، احسان، ظالموں کے شر کا خاتمہ، مظلوموں کی دادرسی، اور مستحق محتاجوں کی مدد کی پونجی لازوال ہے۔ ملک الوزرا (اللہ تعالیٰ اس کے مرتبہ بلند کو باقی رکھے، مصائب زمانہ سے اسے بچائے رکھے، اور شر و فساد کے فتنوں سے اسے محفوظ رکھے) کے کام ایسے ہی ہیں جن کا تعلق دنیا کی بہبودی اور آخرت کی کامیابی سے ہے۔ آج اہل جہاں کی پناہ اس کے لطف میں مضمر ہے کہ ظالموں اور غاصبوں کے ستائے ہوئے لوگ اسی سے رجوع کریں اور "قل متاع الدنیا قلیل" (کہہ دے سامانِ دنیا قلیل ہے) سے بہرہ مند ہوں۔ آج لوگ اس لقمہ فانی کی تنگی میں ہر گھڑی ایک دوسرے کے پیالے میں ہاتھ ڈالتے پھرتے ہیں بلکہ ایک دوسرے کی جیب پر حملہ کرتے ہیں۔ اس دنیائے بے وفا سے آج کل متاعِ لقمہ (غذا) ختم نہیں ہوئی مگر اس میں کمی آگئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ؛

"یا عبادی الذین آمنوا ان ارضی واسعۃ"

یہ سرزمین توکل و قناعت سے مربوط ہے۔ توکل و قناعت والا سب کو رحم و کرم کی نظر سے دیکھتا ہے۔ دوسرے چیونٹوں کی طرح دانوں سے چمٹے ہوئے ہیں وہ "فھو حبہ" پر متوجہ نہیں ہیں اور افتاں و خیزاں دانہ دانہ چن کر خرمن بنانے کی فکر میں ہیں۔ مگر ملک الوزرا ایسے متوکل علی اللہ کو باقی رہنے والے خرمن کی فکر ہے۔ وہ خرمنِ باقی کو خاطر میں لاتے ہوئے خوش و خرم بیٹھا ہے اور ان چیونٹیوں کے دانہ جمع کرنے کا منظر دیکھ رہا ہے۔ اسے علم ہے کہ دانہ مقسوم کے لئے دھینگا مشتی کرنے والے اللہ تعالیٰ کے خزینہائے رحمت سے بے خبر ہیں کہ ؛

"ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء"

اللہ تعالیٰ ہمیں اللہ پر توکل کرنے والوں کی برکات سے مستفید فرمائے۔ امید ہے کہ

ملک الوزراء غریب پروری کی اپنی قدیم عنایت وشفقت جاری رکھیں گے۔ اللہ ان کی حکومت کو قائم ودائم رکھے۔ آمین یارب العالمین۔

مکتوب ۴۴

اللہ مفتح الابواب

اللہ تعالیٰ صدر امرا پر، جو مخیر، محسن اور زمانے بھر میں علم وفضل میں بے نظیر ہے، اپنی رحمت اور نور کو کامل فرمائے ؎

حتیٰ یسعی نورہ بین یدیہ ویمینہ انہ لمایرجی ویدعی قریب مجیب

اس مخلص قدیم کی دعا وسلام قبول ہو۔ دوسرے جسم کے ساتھ ملازم درگاہ ہیں، میں روح کے ساتھ ملازم ہوں۔ میری آرزو ہے کہ ملک الابدال، روح العارفین، امین القلوب صلاح الحق والدین جو اس وقت ارواح مقدس کے قبلہ ہیں اور "اسجدوا لآدم" کے مورد، اپنی دعاؤں کے ذریعے پردہ ہائے غیب کو اٹھا دیں اور اس عزیز کو "تتنزل علیھم الملائکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا" کی تعلیم مجسم صورت میں نظر آئے مگر اس نعمت کے حصول کا آسان طریقہ یہ ہے کہ آپ اپنی مخدومانہ عنایات سے ہمارے ارادت منداور ہوش مند فرزند نظام الدین (اللہ تعالیٰ اس کے علم وفضل میں اضافہ فرمائے) کو نوازیں کیونکہ اس وقت وہ جناب صلاح الدین کی خدمت میں مشغول ہے اور ان کا داماد بھی ہے۔ اس کے ذمہ جو کام لگایا جائے، نیز اس کے رعایت حقوق اور امانت داری میں دوسروں سے نمایاں فرق رہے گا۔ اس امر کی توضیح کی ضرورت نہیں۔ آپ اتنا جانیں کہ اس مخلص اور اس کے دوستوں کے لئے آپ جو کچھ اسے عطا کریں گے کہ "ھزی الیک بجذع النخلۃ تساقط علیک رطباً جنیاً"، وہ پورے کا پورے ہم تک پہنچے گا اور وہ اس میں کسی تاخیر کو روا نہ رکھے گا ؎

می آیم پیش تو دلی پنہانی ایں جنس بود زیارت روحانی

ترجمہ: میں تیرے پاس آتا ہوں مگر تو پوشیدہ ہے۔ روحانی زیارت یہی ہوتی ہے۔

نورحق کو اپنا خزانہ رزق بنانے وقت کہ "یسعی بین ایدیھم وبایمانھم یقولون ربنا اتمم لنا نورنا" ۱۵ اپنے اہل خانہ اور اخلاف کو بھی غرق نور کرنے کی فکر فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی روح، قوت عرش قدیم کی قوت اور خاص مدد و بخشش کے ذریعے اس عزیز کا حامی و ناصر ہو۔ والسلام۔

مکتوب ۴۵

اللہ مفتح الابواب

انعام و کرام کی صاحبہ، زاہدہ، عابدہ، باعصمت اور محترم خواتین کا فخر، خوش اخلاق، عالی ہمتی والی، عاقبت اندیش، خیر گستر، نیک نام، ملک خانوادہ، صاحب زادی (اللہ تعالیٰ اس کی پاک دامنی محفوظ رکھے اور اس کے اقبال و دولت میں اضافہ فرمائے) محترمہ کی بلند مرتبہ سعادت اور دولت ابد تک باقی رہے۔ دعا ہے کہ اس کے خیر خواہ خوش حال رہیں اور اس کے دشمن بدحال۔ نیز حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے اس کی دینی اور دنیوی حاجتیں پوری ہوں اور دونوں جہاں کی سعادت اور مرادیں اسے حاصل ہوں۔

اس مخلص مخاطب کا سلام و دعا قبول فرمائیں۔ آپ کے بابرکت حضور میں آنے کا شوق غالب ہے۔ خدا جانتا ہے کہ دل ایک لمحے کے لئے بھی آپ کی یاد سے غافل نہیں رہا اور آپ کے شاہانہ الطاف و اکرام کو بھولا نہیں بلکہ ان احسانات کا ہمیشہ شاکر و ذاکر رہا ہوں۔ چونکہ خط لکھنے اور پہنچانے کا امکان کم تھا، اس لئے اللہ تعالیٰ کے حضور دعاگو رہا ہوں۔ آپ کا ضمیر روشن، مستحضر اور باخبر ہے کہ میرے اظہار محبت و ارادت میں کوئی غرض ہے نہ ریا۔ یہ للہ فی اللہ ارادت و محبت ہے اور اس میں فرسودگی و کمی نہیں آسکتی۔ میں آنے جانے والوں سے آپ کی خیر خبر پوچھتا رہا اور الحمدللہ کہ آخر آپ کی صحت و سلامتی اور خوش حالی کی اطلاع بہم پہنچتی رہی ہے۔ جو چند سخت حادثات آپ کو ان دنوں پیش آئے، وہ ترقی مدارج کا حکم رکھتے ہیں۔ آپ چونکہ کوشش اور توکل کی راہ پر گامزن رہتی ہیں، اس لئے اللہ تعالیٰ

کا فضل قدیم آپ کے درد کا مداوا اور درمان کرتا رہے گا اور خلل و خرابی کو آبادانی اور درستی میں بدل دے گا۔ فطرت الٰہی قدیم زمانے سے ایسی ہی رہی ہے کہ انبیاءؑ، اولیاء اللہ اور ان کے حامیوں نے چونکہ اپنی کوشش کے بعد توکل علی اللہ پر اعتماد کیا، اللہ تعالیٰ نے انہیں مشکلات و مصائب سے باہر نکالا اور ہر امتحان و آزمائش میں ثابت قدم کیا۔ وہ کبھی کبھی مایوسیوں میں گھرے ہوتے تھے۔ ان کے دشمن اور مخالف خوشی سے بغلیں بجاتے اور ان پر طعن و تشنیع کرتے رہے کہ اللہ کا فضل و کرم تمہارے شامل حال کیوں نہیں۔ انبیاءؑ، اولیاء اور ان کے پیروکار کہتے کہ ہم ظاہری طور پر کمزور سہی مگر ہمارا عہد و پیمان اور ایمان پختہ ہے۔ ہم وعدہ خدا کی صداقت پر یقین رکھتے ہیں اور ہمیں معلوم ہے کہ خدا ہمارے زہر کو ایک دن شکر بناتے گا، ہماری تکلیف کو آرام سے بدل دے گا، ہماری تاریکی کو روشنی سے بدل دے گا، خراب حالت کو نیا سروسامان دے گا اور آخر کار ایسا ہی ہوا کہ:

"والعاقبۃ للمتقین"

نصرت حق آپہنچی، ہر تلخی کے بدلے انہیں لاکھوں حلاوتیں ملیں اور ہر فراق و جدائی کے صلے میں انہیں ہزاروں سعادتیں اور وصال ملے کہ:

"کذلک حقا علینا ننج المومنین"[۲]

زیادہ کیا عرض کروں۔ یہاں کے خرد و کلاں رات دن آپ کے لئے دعا و سلام میں مشغول ہیں۔ آپ محترمہ کا دربار محتاجوں اور مسکینوں کا خبر گیر اور حاجت روا ہے۔ اسی لئے چھوٹے بڑے دیدار کے شائق ہیں، اور سلام و دعا کہہ رہے ہیں۔ والسلام۔

مکتوب ۴۶

اللہ مفتح الابواب

صدر اعظم، خیر القضاۃ اور مخیروں کے اعلیٰ مدارج والے حضرت محمدؐ اور ان کی آل رضؓ کے طفیل قائم و دائم رہیں اور اس کی عمر طویل تر ہو۔

میرا مخلصانہ سلام و دعا قبول ہو۔ آرزوئے ملاقات غالب ہے، لیکن ہوائیں ہماری آرزوؤں کے خلاف بھی چلتی ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ:

"میں نے اپنے پروردگار کو اپنے ارادے اور ہمت کے فسخ ہونے سے پہچانا ہے۔"

اس عزیز کا قلب و ذہن ستودہ صفات ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے دل کو مزید محمود و ستودہ تر بناتے۔

میرا مخلص ارادت مند مجدّ الدین آپ کی جناب کا خیر خواہ اور خدمت گزار ہے وہ آپ کے اقبال و دولت کا دعاگو ہے۔ میں ثالثی کے طور پر اس کے خلوص کی تصدیق کرتا ہوں۔ آپ کو شاید علم نہ ہو کہ اس کا سینہ آپ کی محبت سے سرشار ہے۔ امید ہے کہ جناب بھی اس کی محبت کا جواب دیں گے۔ دعا ہے کہ آپ ہمیشہ نیکی و احسان کو اپنا وطیرہ بناتے رہیں۔ والسلام

مکتوب ۴۷

اللہ مفتح الابواب

ملک الوزرا، آصف زمان، عدل کے نظام الملک، نیکی پھیلانے والا، مربی علماء، مونس فقرا اور ہدایت و یقین کے ناصر (اللہ تعالیٰ اس کا مرتبہ بلند قائم رکھے) کی سعادت و اقبال ہمیشہ باقی رہے۔ حضرت محمدؐ اور ان کی آلؑ کے طفیل اس کے ارکانِ حکومت خوش و خرم اور پناہِ خدا میں ہوں اور اس کے دشمن مغلوب و مغضوب و محصور ہوں۔ راقم دعا و سلام کو واجب جانتا ہے اور عرض کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس منوّر، مسرور، منصور اور مبارک چہرے کو دیکھنے اور اشتیاقِ ملاقات پورا کرنے کی توفیق دے۔ خدایا، ملک الوزرا رات دن تیری پناہ و حفاظت میں ہو اور اسے مبارک و مسعود ساعات میسر ہوں۔

آنے جانے والوں سے جناب کے حالات کی مسرت آمیز خبریں مل جایا کرتی ہیں آپ کو نیک کاموں کی انجام دہی میں جو توفیق ایزدی ملی ہے، وہ ہم سب کے لئے باری تعالیٰ کے حضور شکر کا موجب ہے۔ کیونکہ شکر مزید عنایات کا سبب ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"لئن شکرتم لازیدنکم"[1]

(اگر تم شکر کرو گے تو میں بے شک عنایات میں اضافہ کروں گا)۔

دعا ہے کہ امرِ حق کے احترام اور مخلوقِ خدا پر شفقت، کے ضمن میں آپ کی خدمات مقبول و مبرور ہوں اور ان کا کئی گنا بدلہ ملے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالھا"[2]

پھر فرمایا:

"کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مائۃ حبۃ"

اسی ارشاد پر اضافہ ہے کہ:-

"واللہ یضاعف لمن یشاء"[3]

میری آرزو ہے کہ مالک الوزراء عادل جو مشکلات کے گرہ کشا ہیں، جس عزیز کی خاطر میں لکھ رہا ہوں، اس کی مشکل حل کر دیں، میرا ارادت مند بھائی سیف الدین (اللہ تعالیٰ اسے سلامت رکھے) آپ کی خدمت میں مشغول ہے، اسے ہماری طرف لوٹ آنے کی اجازت کی ضرورت ہے۔ امید ہے کہ جناب اس کی مدد کریں گے۔ اور اجازت مرحمت فرمائیں گے۔ ارشاد رسولؐ ہے کہ:

"نکاح میری سنت ہے۔"

اسی کے مطابق اس کے نکاح کا اہتمام کرنا ہے۔ حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں، سمندر کے راستے، ایک گھوڑے کا تحفہ لاتے۔ گھوڑا نہایت عمدہ تھا۔ اس قابل تھا کہ حکومت اس پر ٹیکس لگا دے۔ نبی اکرمؐ نے وہ تحفہ قبول کر لیا اور فرمایا:

"مجھے زمین اور آسمانوں کے جملہ خزانے پیش کئے گئے، جو کچھ کائنات میں ہے سب میرے سامنے لایا گیا مگر میں نے اس کی طرف التفات نہ کی۔"

خدا نے نبی اکرمؐ کے ثبات اور سیر چشمی کے لئے فرمایا:-

"ماذاغ البصر وما طغیٰ"[4]

(آپ کی نگاہ حد سے نہ کم ہوتی نہ بڑھی)

سبحان اللہ، جو ہستی ذاتِ باری کو دیکھ کر کما کان رہے، وہ مال و دولت اور خزائن دنیوی کو دیکھ کر کیا اثر قبول کرے گی۔ ایک طرف آپ کی وہ سیر چشمی اور دوسری طرف یہ خلقِ عظیم کہ دوسروں کا چھوٹا موٹا ہدیہ بخوشی قبول فرماتے تھے۔ بہرحال آپ ؐ نے گھوڑا بطور تحفہ قبول کیا اور صحابہ رضؓ سے فرمایا:

"دوستو، بتاؤ یہ گھوڑا کس کام کے لئے مناسب ہے؟"

ایک صحابی رضؓ بولے:

"کافروں سے جہاد کے لئے مناسب ہے۔"

فرمایا: "جہاد تو اچھا کام ہے، مگر اور بھی کچھ بتایئے۔"

ایک دوسرے صحابی رضؓ بولے:

"بہتر ہو گا کہ اسے بیچ دیں اور اس کی قیمت فقراء میں تقسیم کر دیں۔"

فرمایا: "یہ بھی اچھا ہے، مگر کوئی اور مناسب تر کام بتاؤ۔"

اس کے بعد چند دوسرے صحابہ رضؓ اس گھوڑے کا مزید بہتر مصرف بتاتے رہے آخر میں سب نے عرض کیا کہ خود اللہ کے رسول ؐ بتائیں کہ کیا مصرف بہت بہتر رہے گا۔ نبی اکرم ؐ نے فرمایا:

"اس سے نکاح اور ازدواج کے کام میں مدد لی جائے۔ اگر کسی شہر یا گاؤں میں کوئی زوجین نظر میں ہوں، اور ہم یہاں سنیں کہ ان کے درمیان حق مہر یا جہیز یا کسی دوسرے معاملے کا اختلاف ہو یا کوئی اور رکاوٹ پڑ رہی ہو، تو فوراً کسی معاملہ فہم اور شیریں سخن کو اس تیز رفتار گھوڑے پر سوار کر کے وہاں بھیجا جائے تاکہ وہ معاملے کو سلجھائے، اور مراحلِ نکاح و ازدواج کی تکمیل کروا دے اور اختلافات کو دور کروائے۔"

انبیاء ؑ کی باتوں کی حکمت میں کلام نہیں، خصوصاً خاتم ؐ الانبیا کی احادیث قدسی حکمت و دانائی کے اصولوں سے مملو ہیں۔ ما و شما سو سال تک غور و فکر کریں تو اپنی عقل ذرہ نما کی مدد سے ان حقائق کو نہیں دیکھ سکتے جو آنِ واحد میں انہیں نظر آ جاتے

تھے۔ وہ اللہ کے نور سے دیکھتے ہیں"۔ لاکھوں کروڑوں چراغوں کو رات بھر روشن کرو تو وہ ایک آفتاب کے کام کا عشر عشیر بھی نہیں کر سکتے۔ مگر آفتاب بھی نور اللہ نہیں وہ بھی مخلوق اور آفریدہ ہے۔ اگر آفتاب نور اللہ ہوتا تو یہ تخصیص نہ کی جاتی کہ

"مومن اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔"

آفتاب کی روشنی سے تو کافر و مومن سب ہی مستفید ہوتے ہیں۔ بلکہ حیوانات بھی آفتاب سے استفادہ کرنے میں انسانوں کے ساتھ شریک ہیں اس توضیح سے حدیث قدسی کا مفہوم سمجھا جا سکتا ہے کہ:

"مومن اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔"

عقل مند کے لئے اشارہ کافی ہے، اس لئے زیادہ کیا عرض کروں۔ دعا ہے کہ آپ ہمیشہ مخلوق کے فریاد رس اور حقائق و معارف کے نکتہ رس رہیں۔

آمین یارب العالمین۔

مکتوب ۴۸

اللہ مفتح الابواب

خواجہ معارف، زاہد کبیر، عابد معروف، صادق العہد، مجاہد نامی حاج بزرگوار (اللہ تعالیٰ اس کی برکت جاری رکھے اور اس کی مدد فرماتے) کے شامل حال ابدی سعادت دائمی دولت و اقبال اور رضائے خداوندی رہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت محمدؐ اور آلِ محمدؐ کے طفیل اس کے خیر اندیش مبارک سینے کو انعامات و کرامات کا خزانہ بنائے۔ اس کے دوستوں کی آنکھیں روشن اور دل شاد ہوں اور اس کے دشمن مغلوب و مغضوبِ باری رہیں۔ اس مخلص کا دعا و سلام قبول ہو۔ شوق ملاقات کروٹیں لے رہا ہے۔ میرے مخاطب الیہ کا چہرہ مبارک عنایت آسمانی کا مظہر ہے اور اسے دیکھنے کی آرزو ہے۔ اللہ جو مسبب الاسباب ہے جلد ملاقات کی کوئی سبیل پیدا کر دے ؎

دیر آمدی و زود برفتی ز برم　　دیر آمدن و زود شدن کار گل است

ترجمہ:۔ تو دیر سے آیا اور جلدی میرے پاس سے چلا گیا دیر سے آنا اور جلدی جانا

پھول کا کام ہوتا ہے۔

مجھے یقین ہے کہ وہ عزیز جہاں بھی ہو، اس کی طینت کا جوہر پاک اسے نیکی و احسان پر آمادہ رکھے گا اور وہ پروردگار کی رضا کے حصول میں مصروف ہو گا ؎

ہمیشہ شب شب است و روز روز است　　درخت گل گل است و یوز یوز است

ہر آنکو موزہ دوزی پیشہ گیرد　　بحر شہر کہ باشد موزہ دوز است

ترجمہ:۔ رات ہمیشہ رات ہے اور دن ہمیشہ دن۔ پھول کا درخت اور ہے اور چیتا اور جس کسی کا پیشہ موزے بنانا ہو، وہ جہاں بھی جائے موزہ دوز کہلائے گا۔

آپ جہاں بھی ہوں میں آپ کی برکات سے مستفید ہوں۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا ہے کہ "جیسے جیو گے، ویسے ہی مرو گے اور جیسے مرو گے، ویسے ہی اٹھائے جاؤ گے۔" ظاہر ہے کہ اس عالم کون و فساد میں جو نیکی بھی کی جائے گی، وہ عالم باقی میں مجسم ہو کر سامنے آئے گی۔ یہ عزیز ہمیشہ قرب حق کی منزل کی طرف راہ پیما ہے۔ اس کی راہ، نردبانِ سعادت اور معراج کامرانی ہے (اللہ تعالیٰ اس کے قدم ثابت رکھے) یہ راقم اس عزیز کے فراق میں اندوہگین ہے۔ کہا گیا ہے کہ:

"جس دن تمہیں نہ دیکھوں، وہ ہزار مہینوں کا سا ہے، اور جس مہینے میں تمہیں نہ دیکھوں وہ ہزار سال کا سا ہے۔"

اسی طرح کہتے ہیں کہ:

"جماعت کے ساتھ رہنا رحمت ہے اور جدائی عذاب ہے۔"

بہرحال اللہ تعالیٰ ہمیں ملاقات کی توفیق دے اور ہمارے درمیان واقع ہونے والی جدائی کو دور فرمائے ؎

ہمان خدای کہ ما را طریقِ ہجر نمود　　امید دارم کاسان کند طریقِ وصال

ترجمہ:۔ وہ خدا جس نے ہمیں راہِ ہجر دکھائی، امید ہے کہ وہی راہِ ملاقات کو آسان کر دے گا۔

ہمارے سرور مولوی صاحب نے سیرِ سلوک پر دو تین معنی خیز سطور لکھی ہیں جو ساتھ ضمیمہ کی جا رہی ہیں

اس میں شک نہیں کہ ظاہری امور اور مسائل پر لوگوں کی توجہ زیادہ رہی ہے چنانچہ فقہ پر ہزاروں کتابیں موجود ہیں۔ اس طرح سیرت و کردار کے ظاہری آداب پر بہت زیادہ توجہ دی جاتی ہے۔ لیکن تعمیر سیرت اور حل مسائل روحانی پر ان کتابوں میں مطالب مفقود ہیں۔ بلکہ ظاہری امراض کے مداوا کی باتیں بھی ندارد ہیں۔ مولوی صاحب کی تین سطروں کی انتہا نہیں۔

ایک سطر ماضی سے مربوط ہے۔

دوسری حال کے واقعات سے۔

تیسری احوالِ مستقبل سے۔

پڑھتے جایئے اور مطلب ختم نہ ہوگا۔ انہوں نے ان تین سطروں کو عقل جزوی کی لوح پر لکھا ہے۔ عقلِ کل کی لوح پر بات متصل ہے لیکن باطن کے احوال تین سطروں میں نہیں سما سکتے۔ اگر آپ دو تین سطروں کے اختصار کا اصرار ترک کر دیں تو عالم باطن کے نو بنو معانی آپ پر ظاہر ہو سکیں گے۔ یہ معانی و مطالب واردات و انداز، اور قیود و حدود سے باہر ہیں۔ کم از کم میں یہ مطالب دو تین سطروں میں نہیں لکھ سکتا۔ میں جس طرح بھی شروع کروں بات طویل ہی ہوگی اور اس خط میں نہ سما سکے گی۔ ہاں جب بالمشافہ گفتگو کا موقع ملا تو کہہ سکوں گا۔

اس مخدومِ مخاطب کی سرعت عمل، صداقت اور اطاعت مسلمہ ہے۔ "والعادیات ضبحا" میں ایسے ہی امور کی قسم ہے۔

"فالموریات قدحا" جوانمرد طالب کا بیان ہے اور "والمغیرات صبحا" میں گرم رو اور سرگرم عمل طالبوں کا۔

التماس ہے کہ آپ اپنے سبک و فعال فکر و عمل کو اس طرف متوجہ فرمائیں اور جلد از جلد ادھر آئیں۔ کیونکہ:

"جماعت رحمت ہے اور جدائی عذاب ہے۔"

آئیں جلد مگر جلد لوٹنے کا نہ سوچ رکھیں کیونکہ ایسا تجدید جدائی کا موجب ہوگا۔

دوستوں سے ملاقات کر کے انہیں جلد داغِ مفارقت دینے والا اس نمازی کی طرح ہے جو نماز جماعت کے آغاز کے بعد آتا ہے۔ وہ شریک جماعت تو ہے مگر نماز باجماعت کی حلاوت سے لذت یاب نہ ہو گا۔ ظاہری طور پر جو نماز کے لئے دیر سے آئے اور جلدی واپس چلا جائے اُسے نماز باجماعت کا ادا کرنے والا کہیں گے مگر یہ ظاہری شرکت اور باطنی جدائی ہے اور نماز باجماعت کی روح کے خلاف ہے۔ نماز باجماعت کی روح کا تقاضا ملاقات، تعاون اور احوال پرسی ہے۔ نماز کے لئے آنا اور کسی سے ملے جلے بغیر لوٹ جانا باجماعت نماز کے تقاضے کہاں پورے کرتا ہے؟ مہمان عزیز آتا ہے تو فراق زدہ میزبانوں کو تسکین مل جاتی ہے۔ مگر ابھی آئے اور ابھی گئے نہ ہو ورنہ یہ جدائی کے زخم تازہ کرنے والی بات ہو گی۔ مجھے حد درجے کا شوقِ ملاقات ہے مگر مبادا یہ عزیز جلد لوٹ آئے اور مرغِ اشتیاق کو دوبارہ نوا پیرائی شروع کرنا پڑے ؎

لوان الریح یحملنی الیکم　　تشبثت باذیال الریاح

وکدت اطیر من شوقی الیکم　　وکیف یطیر مقصوص الجناح ؎

اے کاش دردِ فراق کی شرح لکھی جا سکتی یا کاغذ میں سماتی یا اس کی حقیقت و ماہیت لکھانے کے قابل ہوتی تو میں ارسال کرتا۔ مگر ان قلموں کی اتنی ہمت نہیں کہ رازِ فراق بیان کر سکیں اور کاغذوں کے بھی بس میں نہیں کہ آتشِ فراق کی گرمی کے وہ متحمل ہوں اور بھسم ہو کے نہ رہ جائیں ؎

آن را کہ غمی باشد و بتواند گفت　　غم از دل خود بگفت بتواند رفت

این طرفہ گلی نگر کہ ما را بشگفت　　فی رنگ تو ان نمود و فی بوی نہفت

اللہ جانتا ہے کہ میں نے بڑی مشکل سے جذباتِ درونی پر غلبہ پایا اور یہ چند سطور لکھی ہیں۔ یہ آپ کے حقوقِ ارادت کا ایک ناچیز اظہار ہے مگر اس راقم کا ضمیر آتش درگیر کا شعلہ جوالا ہے میں قلم کے ذریعے کاغذ پر کچھ جذبات منتقل کرتا، مگر آتشِ درونی نے اندر نہ جانے دیا اور اپنے یا اپنوں کے بارے میں باتیں لکھنا مشکل بھی ہے ؎

وظلم ذوی القربی اشد مرارۃ　　علی المرء من الحسام المہند

ترجمہ:۔ رشتہ داروں کے ظلم کی ضرب آدمی کے لئے ہندی تلوار کی ضرب سے زیادہ کاری ہوتی ہے۔

ارشاد باری ہے ۔یانساء النبی من یات منکن بفاحشہ مبینۃ یضاعف لھا العذاب ضعفین[۵ھ]

یعنی جس قدر رتبہ بڑا اور معرفت بیشتر ہوگی، جرم کی سزا بھی اسی کے مطابق ہوگی۔ بچوں کی غلطی اور گناہ کی لوگوں کو چنداں پرواہ نہیں ہوتی۔ عقل والوں سے مواخذہ کرتے ہیں۔ بادشاہ کو خرکاروں کی بے ادبی کی پرواہ نہیں۔ مگر مقربوں کی ادنیٰ بے تکلفی بھی اسے شاق گزرے گی۔ مقربوں کو حسن اخلاق اور احترام ملوک کا نمونہ بننا چاہیے۔ اسی لئے ان کا معاشرتی گناہ قابلِ گرفت ہے۔ نبی اکرمؐ کی ایک مفصل حدیث نقل ہوئی ہے کہ:

"جب اللہ تعالیٰ نے عقل کو پیدا کیا تو اس کو کہا کہ آگے مڑ، اور وہ مڑی۔ پھر اس کو کہا کہ پیچھے مڑ اور وہ مڑی اور اس کے بعد کہا گیا کہ اُٹھ، پس وہ اُٹھی۔ پھر اسے کہا گیا کہ بیٹھ جا اور وہ بیٹھ گئی۔ پھر اسے کہا گیا کہ بول، پس وہ بولی پھر اسے کہا گیا کہ چپ رہ اور پس وہ چپ ہوگئی۔

حدیث طویل ہے۔ آخر میں یہ ہے کہ اسے کہا گیا:۔

مجھے اپنے عزت وجلال کی قسم میں نے تجھ سے زیادہ محترم و مکرم کوئی دوسری چیز پیدا نہیں کی۔ اس لیے خطاب، عتاب، عذاب، ثواب اور مغفرت تجھ ہی سے مربوط ہے۔"

والسلام

مکتوب ۹۴

اللہ مفتح الابواب

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"ان ینصرکم اللہ فلا غالب لکم"[۱ھ]

بعض فلسفی اور معتزلی اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ عالم، عادل، حلیم، حکیم اور کریم وغیرہم کی اس ذات واحد سے نسبت درست نہیں مانتے اور ان القاب و اسمائے

صفاتی کو ماسوا اللہ کی متاع بتاتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ماسوا اللہ اور مخلوق کے لئے استعمال ہونے والے القاب خدا کے شایانِ شان نہیں۔ یہ بات باعثِ شرم ہے کہ خدا کے لئے ایسے طویل الذیل القاب لائے جائیں جو مخلوق کے لئے لائے جا سکتے ہوں، اور اس طرح خالق اور بندوں کا امتیاز مٹا دیا جائے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے کسی بادشاہ کی توصیف میں صرف اس کے لبوں اور پلکوں کا ذکر کیا جائے۔ بہرحال، لمبے چوڑے لکھنے کے آداب ہیں اور نہ لکھنے کے بھی۔ کبھی لکھ کر احترام بجا لایا جاتا ہے اور کبھی نہ لکھ کر اور اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔ نکتہ یہ ہے کہ نفی تشبیہ و مماثلت کی خاطر ترکِ القاب روا ہے۔ ملک الامراء، پناہ مظلومین، ناصر الحق، معین الدین کو لمبے القاب کی ضرورت نہیں کہ،

"سلام قولا من رب الرحیم" [۲]

آپ پر اور آپ کے تمام احوال، افعال اور اقوال پر سلام ہو۔

"وعلی عباد اللہ الصالحین" [۳]

لو ان الریح یحملنی الیکم — تشبثت باذیال الریاح
وکدت اطیر من شوقی الیکم — وکیف یطیر مقصوص الجناح [۴]

حدیث ہے کہ "خیر الناس من ینفع الناس" (لوگوں میں بہتر وہ ہے جو لوگوں کو فائدہ پہنچائے) اور "قوم کا خادم ان کا سرور ہے" کہ "واما ینفع الناس فیمکث فی الارض" [۵]

ایک اور حدیث شریف ہے:

"عدل و انصاف، کا ایک گھنٹہ ساٹھ سال کی عبادت سے افضل ہے۔"

ایک حکم ہے کہ "فاما الیتیم فلا تقھر واما السائل فلا تنھر" [۶]

یتیم اور سائل دونوں مظلوم اور مسکین ہیں اور وہ غصے اور ڈانٹ ڈپٹ کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ مظلوم و مقہور پر غصہ کرنا بے موقع و محل ہے اور یہ عدل نہیں۔ دعا ہے کہ خدائے تعالیٰ کی ازلی و ابدی تائید و توفیق سے ملک الامراء کا تعلق عدل و رحم کے ساتھ کبھی منقطع نہ ہو۔

اس سلام و دعا کا عامل کریم الدین محمود (اللہ تعالیٰ اسے کامیاب کرے) میرے نزدیک کے رشتہ داروں میں سے ہے۔ طمع و آز کی بنا پر اس پر لوگوں نے ایک تہمت لگادی ہے۔ امید ہے کہ میرے ثالث بننے سے آپ اس پر شاہانہ عنایت، مغفرت اور لطف و کرم کریں گے تاکہ اس حاجت یاب دربار سے (اللہ تعالیٰ اسے محفوظ رکھے) جو اس کا مقام مغفرت بھی ہو وہ شکر و ثنا کرتا ہوا خوش و خرم واپس آئے۔ خدا آپ کو غیر معمولی اجر و ثواب دے۔ ان آئے دن کی سرد دیاں دینے پر مجھے معذور جانیں کیونکہ "میٹھے پانی کے چشمے کے گرد ہمیشہ ہجوم رہتا ہے"

اکنوں کہ رخت جان جہانی سیر بود　　اَسفت و ملالتت کجا دارد سود ؟
آن دور کہ برشدی نمی دانستی　　کانگشت نماں عالمی خواہی بود

اللہ امیر کو شرح صدر دے، اس کے کام آسان فرمائے، اس کے حزن و ملال کو دور فرمائے اور روح القدس اور روح الانس سے اس کی مدد فرمائے۔

آمین یارب العالمین۔

مکتوب ۵۰

اللہ مفتح الابواب

امیر بزرگوار، عالم عادل، ولی نعمت، امر حق کی تعظیم اور خلق خدا پر شفقت کرنے والے اور سلاطین کے مخصوص و محمود کی طاعتیں، خیرات اور نیکیاں اللہ تعالیٰ کے حضور مقبول و مبرور ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس کے مرتبہ عالی کو باقی رکھے اور اسے "من جاء بالحسنة فله عشر امثالها" اور "ان الله لا يظلم مثقال ذرة وان تك حسنة يضاعفها ويؤت من لدنه اجرا عظيما" کی بشارت سے دل گرم رکھے۔ راقم کا مخلصانہ سلام و دعا قبول ہو۔ میں آپ کے الطاف و اکرام کا قدر دان اور شکر گزار ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خوب دے۔ آپ چونکہ رضائے الٰہی کی خاطر نیکیاں کر رہے ہیں کہ:

"انما نطعمكم لوجه الله لا نريد منكم جزاء ولا شكورا"

اس لئے ہم کیسے ان احسانات کا شکریہ ادا کریں یا ان کا صلہ دیں۔ ان احسانات کا بدلہ تو وہ خدا دے گا جو "لاتاخذہ سنۃ ولا نوم" ہے۔

معلوم ہوا ہے کہ کچھ جاہل افراد طالبانِ حق درویشوں اور فقیروں کو تنگ کرتے پھرتے ہیں اور اس عمل کو وہ رندی اور بے باکی کا نام دے رہے ہیں۔ سنا ہے کہ وہ یہودیوں اور منافقوں کی طرح آپ کے پاس اُلٹا ان کی شکایتیں بھی کر رہے ہیں۔ آپ کی گوناگوں مصروفیات مسلّم مگر فقر اور درادیش کی طرف توجہ اور ان کی مدد بھی اہم تر فرائض میں سے ہیں امید ہے کہ آپ ان مظلومین اور درادیش کی احوال پرسی اور خبر گیری فرمائیں گے تاکہ ان کے دل کا دھواں آسمان تک نہ پہنچے اور آپ کی سلطنت میں نقب نمودار نہ ہونے لگیں۔

درویش اپنی سرشت کے اعتبار سے یہود صفت رندوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے ان کے پاس وہ دل و زبان مفقود ہیں جن کی مدد سے وہ رندوں کی عیاری اور مکاری کا مقابلہ کر سکیں۔ وہ دوسروں کے سر کیسے توڑیں۔ اور ان کی پگڑی کیسے اچھالیں، اور پھر ننگے سر آپ کے حضور آکر دوسرے منافقوں سے اپنی حمایت میں گواہی کیسے دلوائیں؟

آپ خود دیکھ لیں کہ ان دونوں گروہوں میں سے کون سا ظلم، دروغ، جھوٹ اور فتنہ و فساد سے قریب نظر آتا ہے۔ یہ فتنہ و فساد پرداز لوگ اچھے لوگوں کو یہاں سے جانے دیں گے نہ انہیں چین کی زندگی یہاں گزارنے دیں گے۔ یہ دو تین مظلوم درویش ہمارا پیچھا بھی نہیں چھوڑتے۔ وہ اپنا در بند کر کے یہاں بیٹھ گئے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم مزید ظلم کے متحمل نہیں ہو سکتے، آگے آپ کی مرضی۔ اگر مناسب جانیں تو کوئی فیصلہ کریں۔ والسلام۔

مکتوب ۵۱

اللہ مفتح الابواب۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے،

"والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین"[1]

جو غصے کو پی جاتے، اللہ تعالیٰ اپنے کلام اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی برکت سے اس کے دل کو امن وسلامتی اور ایمان وایقان سے بھر دے گا۔ اللہ تعالیٰ امیر بزرگوار، عالم عادل، فاضل مکرم، محسن، فقراء کی پناہ گاہ، اور مظلوموں کے دادرس، اسلام اور مسلمانوں کی روشنی، نور الدولۃ والدین (اللہ تعالیٰ اس کے مرتبہ عظیم کو دائم رکھے) کو ایسی ہی توفیق دے۔ دعا ہے کہ اس کے حامی اور اولیائے دولت خدا کی پناہ میں رہیں اور اس کے دشمن، خصوصاً نفس وشیطان، مغلوب ومقہور رہیں۔ نفس کے بارے میں حدیث ہے کہ:

"تمہارے دشمنوں میں سب سے بڑا دشمن وہ ہے جو تمہارے پہلو میں ہے۔"

اللہ تعالیٰ سے ہم اپنے نفس کی شیطانیوں اور اپنے اعمال کی خرابیوں کی پناہ مانگتے ہیں۔ امیر بزرگوار کو اس مخاطب کی دعا وسلام۔ مجھے ہمیشہ آپ کی ذات اور دولت واقبال کا دعاگو جانیں۔ اے کہ تیرا وجود مجھ سے غائب ہے مگر تیرا ذکر وتذکرہ میرے سامنے ہے ؎

سلام علیہ یوم ولد ویوم یموت ویوم یبعث حیا

خدایا اس سلام ودعا کو شرف قبولیت بخش دے۔

عرض ہے کہ میرے عزیز فرزند اور ارادت مند نظام الدین (اللہ تعالیٰ اس کا انجام اچھا کرے) کے بارے میں سنا ہے کہ اس کی کسی ناروا حرکت کی وجہ سے آپ ناراض ہیں۔ وہ آپ ایسے دولتیش پرور اور خیر اندیش شخص کا بلاوجہ مغضوب نہیں بنا ہوگا۔ یہ راقم اب ثالثی اور سفارشی بن رہا ہے۔ خدائے تعالیٰ آپ کی نیکیوں، روزوں، نمازوں اور صدقوں کو قبول کرے، اب ایک ایسی نیکی بھی کریں جو تمام نیکیوں کی سرخیل کہی جا سکتی ہے۔ کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام سے لوگوں نے پوچھا:

"کہ سب سے سخت اور خوفناک چیز کیا ہے؟"

فرمایا!

"اللہ کا غیض وغضب ۔"

لوگوں نے عرض کیا

"اے روح اللہ، اس سخت اور خوفناک ترین چیز سے بچنے کا کیا طریقہ ہے ؟"

فرمایا !

قدرت وطاقت کے باوجود غصے پر قابو رکھو تاکہ اللہ تعالیٰ بھی غصے کا اظہار نہ فرمائے کیونکہ؛

"ھل جزاء الاحسان الا الاحسان" [۳]

(نیکی کا بدلہ نیکی کے سوا کیا ہو سکتا ہے ؟)

زان پیش کہ دادہ را اجل بستاند ہر دادہ کہ دادنی است می باید داد [۴]

عزیزم نظام الدین آپ کا محب ہے، آپ کے اقبال و دولت کا خیر خواہ ہے اور آپ کے احسانات کے ذکر خیر میں رطب اللسان رہا ہے۔ اگر اس سے لغزش ہو گئی ہو تو اس کا معاف کرد بنا مناسب ہے ۔

بحر کیکی گلیم نتوان سوخت از بحر یار جفا گران نتوان کرد [۵]

دوست جب گناہ کرے تو مبزار شالتی کے ذریعے بھی دوسرا دوست بھول نہ سکے گا مگر یہ فرامینِ رسول ؐ پیش نظر رکھیں کہ؛

جو زمین میں ہے اس پر رحم کرو تاکہ آسمان والا تم پر بھی رحم فرمائے ۔"

اور

"اپنے سے بالاتر کے سلوک سے قطع نظر، اپنے سے کم تر پر رحم کرو ۔"

یہ رحم اس امید پر کرو کہ ایک دن قہار مطلق تمہارے گناہ بھی معاف کرے گا۔ اس دن کسی کو سفارش کرنے کی جرأت نہ ہوگی۔ آج اس فقیر کی سفارش کو مانو، تو شاید روز قیامت آپ کی سفارش کی عند الضرورت خدا کوئی سبیل نکال لے۔ اس عزیز پر رحم و بخشش کرنے کا یہ راقم بے حد ممنون ہوگا اور ان شاء اللہ آپ کو بے بدل ثواب بھی ملے گا۔ خدا آپ کو توفیق دے کہ ہمیشہ نیکی اور مہربانی کرتے رہیں۔ آمین یارب العالمین۔

مکتوب ۵۲

اللہ مفتح الابواب

جناب بزرگوار، صدر اعظم، امیر گرامی، فخر امراء، صاحب فضل عظیم، حامل عدل، صاحب حسب ونسب، پختہ کردار، نیک سیرت، مجد دولۃ والملۃ والدین، مصاحب سلاطین کے مکتوب سے حالات معلوم ہوئے۔ اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرمائے اور اس کے دشمن کو ذلیل وخوار کرے۔ دعا ہے کہ امیر بزرگوار حلاوت، عبودیت ومحبت کی لذت سے مستفید ہو۔ ارشادِ خداوندی ہے؛

"وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون"

اور حدیث قدسی کی رو سے خدا نے فرمایا ہے؛

"اے محمدؐ، اگر آپؐ نہ ہوتے تو میں نے افلاک پیدا نہ کیے ہوتے"

پس باعثِ تخلیق عالم حضرت محمدؐ ہیں اور وجہ تخلیق اقرار عبودیت۔

الحمد للہ کہ عالی ہمت امیر "اناء اللیل واطراف النہار" نیاز کے مرکب پر بیٹھا توفیق الٰہی کے معدن عزت پر پہنچنے کے لئے ترک تازی کر رہا ہے (اللہ تعالیٰ اس کی مساعی کو دو چند کرے)۔ امیر کو علم ہے کہ دنیا اور دولتِ دنیا میں سے نیکی کے کام ہی باقی رہیں گے۔ اور باقی ہر چیز فانی ہے۔ دنیا کی دولت جھکڑ اور گرد باد کی طرح ہے۔ جھکڑ تیز چلتے ہیں، خس وخاشاک کو بھی اڑاتے پھرتے ہیں مگر کچھ یہاں پھینکتے ہیں کچھ وہاں اور گزر جاتے ہیں۔ مٹی وہیں رہ جاتی ہے کہ؛

"منہا خلقنا کم وفیہا نعیدکم"

مبارک ہے وہ شخص جو اس گرد باد میں اعمالِ صالح کی گندم کو خواہشِ نفس سے پاک رکھے تاکہ وہ موت کی چکی کے لئے آمادہ ہو، اور اس وقت شرمندگی نہ اٹھانی پڑے اور اس کا حامل ابدی دسترخوان کے قابل ہو۔

ہمیں جن دنوں میں آپ سے ملاقات کرنے کی مسرت ملی تھی، آپ کے کریمانہ

اخلاق کا بھی پتہ چلا تھا۔ معلوم ہوا تھا آپ میں کس قدر طلبِ صدق ہے، اسی لئے طالب خیر اور احتیاج والے کو آپ کی پناہ میں دینا ہم پر ضروری ہے۔ دعا ہے کہ یہ باہمت مسافرِ حق، شیاطینِ انس وجن کے راہزنوں اور گمراہی اور بے راہ روی کے بیابانی بھوت پریتوں سے محفوظ رہ کر سعادت ابدی کے مقام پر لوٹ آئے کہ؛

"ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ"

ایسے شخص کا ہماری ملاقات کی آرزو کرنا اور ہمیں سلام بھیجنا، ہمیں ایک سعادت کی خبر دیتا ہے۔ ہم تو خود کانِ آرزو بنے ہوئے تھے۔ یہ زیرہ کرمان سے جانا ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس عزیز امیر کی مدد فرمائے، اسے استحکام بخشے، اسے آسانیاں دے اور مشکلات سے دور رکھے۔

جن امور کی طرف آپ نے اشارہ فرمایا تھا، ہم نے حتی الامکان کوشش کی ہے کہ وہ حل ہو جائیں اور اس اجتہاد کے ضمن میں ہمارے مباحث و مذاکرات جاری رہیں گے یہاں ہمارے دوست اور درادیش و فقراء آپ کے دیدار کے لئے بے چین ہوتے جاتے ہیں۔ وہ دعا و سلام میں مشغول ہیں۔ امیر عالم مظفر الدین سلام عرض کر رہا ہے اور اپنے غیر معمولی اشتیاقِ ملاقات کو بھی ظاہر کر رہا ہے۔ وہ شرفِ پائے بوسی کا بے حد آرزومند ہے۔ آپ کی مدد سے اس نے امورِ دنیا سے توجہ ہٹالی اور آخرت کی طلب میں لگ گیا۔ اس نے خرقہ پہن لیا اور "مخلقین دروسکم ومقصرین" کے گروہ میں شامل ہو چکا۔ اس پر وہ شکر و امتنان کا اظہار کر رہا ہے کہ؛

"ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء"

آپ کے ایک مامور نے اس کی خیریت بھی دریافت کی تھی۔ اس سے اسے معلوم ہوا کہ آپ فقراء و درادیش کی کس قدر دل داری فرماتے ہیں۔ مظفر الدین اس خاطر داری سے بے حد خوش ہوا، اور اس کے دل میں آپ کی محبت و ارادت دوچند ہو گئی ہے۔ یوں آپ نے جنتِ رضوان کے دل میں جو اولیاء کے مشابہ ہیں اور جن میں داخل ہونے کا حکم ہے کہ" فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی " اپنا مقام بنانے کی سعی کی ہے۔ اس

درویش کا دل لطف و کمال کا نور ہے اور اس کے بعد سفر و حضر اور دنیا و آخرت میں یہ نور آپ کا پاسبان اور نگہبان ہوگا۔ الحمد للہ کہ ایک دلِ درویش کی مسرت آپ کو میسّر آئی۔

"ذلک فضل اللہ"[۴]

معلوم ہوا کہ فقراء کی دلداری کی سعادت آپ کو ازل سے ودیعت رہی ہے کہ "سعید وہ ہے جسے ماں کے پیٹ میں سعادت ملی ہو" دعا ہے کہ آپ کی روح پاک ہمیشہ آبِ حیات کے طالبوں کو سیراب کرتی رہے کہ

"یفجرونہا تفجیرا"[۵]

آمین یا رب العالمین۔

مکتوب ۵۳

اللہ مفتح الابواب

لو ان الریح تحملنی الیکم　　لتشبثت باذیال الریاح

ترجمہ:۔ پہلے نقل ہو چکا ہے۔

خواجہ علی ان دنوں سحری کو ہم سب کے عزیز محمد کیلئے رو رہا تھا۔ ترکی (رومی) زبان میں اپنے نوحے کے دوران کہنے لگا کہ اے محمد بہشتی" تو ابھی دیارِ غربت میں ہی ہوگا مگر یہاں لوگ تجھے رو پیٹ چکے۔ پھر کہنے لگا کہ بھائیو، بہنو تمہیں معلوم ہے کہ محمد کی روح نے مجھے کیا جواب دیا ہے؟۔ کہتا ہے کہ "تم سب خاموش ہو جاؤ مجھے بھول جاؤ مگر میری سوختہ دل ماں مجھے کبھی نہ بھولے گی۔ اس کی آنکھ میری طرف دیکھتی رہے گی اور دم بدم جلتی اور روتی رہے گی۔ اہل دنیا میں سے ماں کے بارے میں بھی یہ بیان شاید کسی قدر مبالغہ آمیز ہو، مگر اہل دین، اہل وفا اور اخوان الصفا کا حال ایسے ہی ہے اور ان کی روح ایک دوسرے کی روح سے متصل رہتی ہے۔ میرے اس عزیز، روح الارواح، عقل العقول، شمس خلائق، آفتاب ربانی، رحمت آسمانی دریائے بے کنار، جنتِ انہار الہٰی "یحبہم ویحبونہ"[۶] کے مظہر کا یہی حال ہے۔ اللہ

تعالیٰ اس کے مرتبہ بلند کو قائم رکھے۔ عرفا کو اس کے سایۂ وسیع اور فضل عظیم سے مستفید فرمائے۔ اس کا رابطۂ مودت خواب و بیداری میں عیاں ہے۔ اس کی جوانمردی معاونت اور دوست نوازی نے عالم اخوت کی عروق مردہ میں خون زندگی دوڑا دیا اور اس کی عالی ہمتی نے باغِ دوستی کے پژمردہ برگ و باراں کو دوبارہ کھلانا شروع کر دیا ہے۔ اس نے خدائی اوصاف اپنا رکھے ہیں کہ جب کوئی دوست و مددگار نہ ہو تو وہ یار و معاون بنتا اور دوسروں کی مدد و نصرت کرتا ہے۔ شکر منعم واجب ہے اسی لئے کسی قدر شکر ادا کر دیا گیا۔

"فاللہ خیر حافظا وھو ارحم الراحمین"[۲]

اللہ تعالیٰ ہمیں روزِ جزا "سرر متقابلین"[۳] پر بیٹھنے کی توفیق ارزانی رکھے۔ دعا ہے خدا آپ کے سایہ رحمت کو تا دیر باقی رکھے۔ آمین یارب العالمین۔

مکتوب ۵۴

بنام:۔ فاطمہ خاتون زوجہ سلطان ولد ابن مولانا رومی

اللہ مفتح الابواب

روحی بروحک ممزوج ومتصل فکل حادثۃ توذیت توذینی[۴]

اللہ جل جلالہ کو گواہ لاتا ہوں اور اس ذات پاک وقدیم کے نام کی قسم کھاتا ہوں کہ جس بات سے اس مخلص بیٹی کو دکھ پہنچا، اس سے دوگنا دکھ ہمیں ہوا ہے۔ آپ کا غم ہمارا غم ہے اور آپ کی فکر و تشویش ہماری فکر و تشویش ہے۔ مشائخ مشرق کے سلطان، سلطان المشائخ، انوار حقائق، (قدس اللہ روحہ) کے مربیانہ حقوق و احسانات مجھ پر مسلّم کہ کوئی شکرانہ اور خدمت انہیں پورا نہیں کر سکتی۔ خزانہ خدائی ہی سے ان کا صلہ دیا جا سکتا ہے۔ اس مخلص بیٹی سے امید ہے کہ کسی سے کبیدہ خاطر ہونے کا مجھ سے کوئی امر پوشیدہ نہ رکھے گی۔ میں اس خبر دینے پر شکر گزار رہوں گا اور امکانی حد تک مدد کرنے میں کوئی کوتاہی نہ برتوں گا۔ اگر عزیز فرزند بہاؤ الدین (سلطان ولد) تمہیں تنگ کرنے کی کوشش کر رہا ہے تو یاد رکھو، میں اس سے برگشتہ دل ہو جاؤں

گا۔ مَیں اس کے سلام کا جواب نہ دوں گا اور میری آرزو یہ ہوگی کہ وہ میرے جنازے پر بھی نہ آئے۔ اس کے علاوہ جو کوئی دوسرا بھی تمہارے آزار کے درپے ہوا، اس کے ساتھ بھی میرا رویہ ایسا ہی ہوگا۔ لیکن میری آرزو ہے کہ ان باتوں پر غم نہ کھاؤ۔ اس لئے کہ خدا اور اس کے کئی بندے تمہارے حامی و مددگار ہیں۔ ایک دو کے برائی کرنے سے تمہارا نقصان نہ ہوگا۔ کتا آبِ بحر کو جھوٹا نہیں کر سکتا اور مکھی کے بیٹھنے سے نیشکر کا خرمن خراب نہیں ہوگا۔ مجھے اطمینان ہے کہ تجھے تنگ کرنے والے مظلوم ہونے کی لاکھ قسمیں کھائیں، وہ میری نظر میں ظالم ہی ہوں گے۔ بلکہ جو تمہارا محب اور دعاگو نہ ہو، وہ ظالم ہے۔ میں ان کی قسموں کے باوجود بھی انہیں مظلوم نہ مانوں گا۔ مجھے قسم ہے کہ تمہارے بدخواہ کی قسمیں، معذرت، گریہ وزاری اور فریب مجھے منظور نہ ہوں گے۔ اگرچہ سامنے تمہیں صاحبہ اور صاحب زادی کہتے ہیں مگر پیٹھ پیچھے برائی کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ تم مظلوم ہو مگر یہ لوگ منافقانہ روش سے اپنے ظالم ہونے پر پردہ ڈال کر مظلومیت کا لبادہ اوڑھنا چاہتے ہیں۔ مجھ پر آپ کے کئی حقوق ہیں۔ بخدا میں ان کو ظالم اور آپ کو مظلوم جانتا ہوں۔ میں کسی وقت ان کے ساتھ اگر ہنستا بولتا نظر آؤں تو یہ زہر خند ہوگا۔ میں اس وقت تک ان سے اپنے دل کو صاف نہیں رکھ سکتا جب تک وہ حق اور بندگانِ حق کے ساتھ وابستگی نہ دکھائیں اور مکر و فریب کی راہ ترک نہ کریں۔ میں ان سے اس وقت خوش ہوں گا جب وہ درست کام انجام دیں اور اپنے آپ کو بندگانِ حق کی خاکِ پا سمجھیں۔ میری فکر و اندیشہ یہی ہے اور میں انشاء اللہ اخوت اور نیکی کے انہی اصولوں پر گامزن رہتے ہوئے دنیا سے کوچ کروں گا۔

میری عزیز، باپ سے کچھ بھی مت چھپاؤ اور ایک ایک کے سلوک سے مجھے آگاہ رکھو تاکہ میں حد امکان تمہاری مدد کروں۔ تم دنیا میں سلطان المشائخ کے لئے ہیکل امان و سلامتی ہو۔ آپ کی خاطر سلطان المشائخ کی روح اس جہان سے بھی نیکیوں کی لاکھوں عنایات جاری رکھے گی۔ خدا سلطان المشائخ کے فیضان سے اہل زمین کو محروم نہ رکھے اور ان کی نسل کا سلسلہ خدا منقطع نہ کرے۔ اللہ کرے آپ اور آپ کے آنے

والے فرزند قیامت تک غم زدہ اور پریشان حال نہ ہوں۔ آمین یارب العالمین۔

مکتوب ۵۵

اللہ مفتح الابواب

اس یگانہ زمانہ، فخر سلطان، فخر آلِ داؤدؑ، بلند ہمت، مظلوم پرور، کمزوروں کی پناہ، فقراء کے مربّی، عالم پناہ، خداترس اور حلیم وکریم امیر پر (اللہ تعالیٰ اس کے مراتب بلند باقی رکھے اور اس کے فضائل اور کامرائیوں میں اضافہ فرمائے۔) دونوں جہان کی سعادتوں اور دولت و اقبال کی بارش جاری رہے۔ اس کے دوست اور خیرخواہ تائید ایزدی سے برخوردار ہوں اور اس کے بدخواہ اور دشمن، بدبخت اور سرنگوں رہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے جملہ حالات، افعال اور اقوال میں اس کا معاون و مددگار ہو۔

راقم صمیم قلب سے اور صدق وصفا کے ساتھ سلام و دعا عرض کر رہا ہے۔ یہ سلام و دعا مسلسل اور دائمی جانیے۔ شوق ملاقات حد درجہ بڑھ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ جو مسبب الاسباب ہے اور مفتح الابواب ہے، اسبابِ ملاقات کی رکاوٹیں دور فرمائے اور اس یگانہ عالم کے ساتھ وصال و ملاقات کا موقع فراہم کرے۔

آنے جانے والوں سے میں ہمیشہ آپ کی سلطنت کے استحکام کا پوچھتا رہتا ہوں۔ آپ کے حسنِ معاملات، جود و کرم اور نیکوکاری کا سن کر دل باغ باغ ہو جاتا ہے اور آپ کی ان کامیابیوں پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں۔

اس سلام و دعا کا لانے والا (نامہ بر اور مکتوب آور) حسام الدین ہمارا عزیز ارادت مند اور فرزند ہے۔ وہ آپ کا شکر گزار ہے اور کون ہے جو آپ کا احسان مند نہ ہو؟۔ لیکن حسام الدین کو آپ کے ساتھ بعض اسباب کی بنا پر زیادہ ارادت اور صدق و اخلاص ہے کہ:

سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود[1]

وہ آپ کی ذات میں اپنا کردار بھی دیکھ رہا ہے۔ آخر وہ اپنے گروہ اور جماعت کے آدمی کے ساتھ کیوں لڑے اور اس کے ساتھ مناقشہ کیوں رکھے۔ یہ شک وگمان

کی باتیں ہیں۔ آپ کا شاہانہ لطف و اکرام ہر خرابی کا ازالہ کر دیتا ہے۔ اپنی بندہ نوازی اور لطف و مہربانی سے ان شکوک و شبہات کو فراموش کر دو تاکہ دونوں طرف سے مخالفانہ باتیں بند ہوں، مہر و مودت کا دور دورہ عود کر آئے اور فتنے رک جائیں۔ آخر، بادشاہوں کی بات، باتوں کی بادشاہ ہوتی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

"میری امت کے لوگ جب تک اپنے اکابر سلف کی وہ باتیں سنتے رہیں گے جو علم و ہدایت پر استوار ہوں اور اپنے اصاغر اور کم مایہ لوگوں کی باتوں پر دھیان نہ دیں گے، وہ راہِ خیر اور نیکی سے نہیں ہٹیں گے۔"

بادشاہوں کی نصیحت رعایا کی بہبودی اور ان کی عظمت اور احترام کے لیے ہے لیکن چھوٹوں کی نصیحت بڑوں پر کارگر نہیں ہوتی۔ آپ کے شاہانہ مرتبے اور بے حد و حساب احسانات کا تقاضہ یہ ہے کہ بدگمانیاں نہ رکھیں تاکہ لوگ امن و سکون اور اطمینان خاطر کے ساتھ زندگی گزاریں اور آپ کی خدمت میں سب ایک دوسرے کے رفیق اور دم ساز ہوں۔ عزیزم حسام الدین کے مجھ پر احسانات ہیں۔ آپ اس پر احسان کریں تاکہ وہ آپ کے گزشتہ احسانات کے ساتھ منضم ہو سکے۔

یہاں بڑے چھوٹے تمام آپ کی آمد کے انتظار میں ہیں۔ ہم میں سے کتنے آپ کو خواب میں بھی دیکھ رہے ہیں:

ومن طول التفکر کل یوم رآیتک کل لیل فی المنام[۲]

آپ کے آنے کی خوش خبری سن کر خدا ہی جانتا ہے کہ لوگ کتنے خوش ہوئے تھے لیکن اس تاخیر نے ان کے ارمانوں کا خون کر دیا ہے۔ دعا ہے کہ مسبب الاسباب خدا لوگوں کی یہ عظیم آرزو پوری کرے اور جس طرح کی بھی مصلحت ہو، آپ سے ملاقات کی سب کو توفیق دے۔ دعا ہے کہ آپ ہمیشہ رعیت نواز اور بندہ پرور رہیں۔ آمین یا رب العالمین۔

مکتوب ۵۶

اللہ مفتح الابواب

صدر اعظم، وزیر معظم، صاحب حسب ونسب، مشہور عالم، فخر خراسان وعراق، دو حکومتوں اور سعادتوں والے، صاحب انعام واکرام، عدل گستر، فضل پرور، تاج الدولۃ والدین اسلام اور مسلمانوں کے فخر کے ایام اور ماہ وسال مسرت وکامرانی میں گزریں، مصائب زمانہ وحوادثِ زمانہ سے وہ محفوظ ومامون ہو اور عنایت ایزدی روز وشب اس کے شامل حال ہو۔ یارب العالمین ہم سو بار آمین کہتے ہیں۔

وزیر معظم کو یقین ہونا چاہیئے کہ راقم انہیں روز وشب دعا وسلام میں یاد کرتا ہے۔ آپ کی دل نواز، بُردبار اور درویش پرور ذات گرامی سے تجدید ملاقات کرنے کا بے حد شوق دامن گیر ہے۔ عشاق اور محبین کے لئے قریب کا زمانہ بھی ملاقات کے لئے بعید کا زمانہ ہوتا ہے۔ جس دن میں آپ سے نہ ملوں وہ ہزار مہینوں کے برابر ہے اور جس ماہ میں نہ ملوں وہ ہزار سالوں کے مساوی ہے۔ خدائے تعالیٰ ہمیں اور جملہ دوستوں کو ملائے تاکہ وہ "علی سرر متقابلین" بیٹھیں اور ایک دوسرے کے جمال وصحبت سے مستفید ہوں۔

حاملِ خط، سید بزرگوار، عالم عادل، زاہد، فخر آلِ یاسین، سید اشراف، شرف الدین (اللہ تعالیٰ اس کی برکات کو جاری رکھے) آپ کے ہاں ملازمت کرنے کا متمنی ہے کیونکہ میٹھے پانی کے چشمے کے گرد ہمیشہ ہجوم رہتا ہے۔ ایک دنیا آپ کے لطف وکرم کی طالب ہے۔ سید بزرگوار قانع رہے اور جو تھا اسی پر راضی رہے اور دور سے ہی جناب کے لئے دعاگو رہے اور آپ کے خاطر مبارک کا بار نہ بنے، مگر اب بغایت مجبوری آگئی۔ اس لئے انہیں آپ کے دربار کا رجوع کرنا پڑ رہا ہے۔ آپ کی درویش نوازی کا ایک عالم معترف ہے۔

خاتم النبیین اور رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کی مدد کرنا اہل جہان

کا حق ہے۔ ان لوگوں کے ہم امتیوں کے باپ دادا پر بڑے احسانات ہیں۔ ان ہی کے طفیل ہمارے اجداد نے بت پرستی اور کفر کی مختلف صورتوں کو ترک کیا اور ہمیں بھی ان کے ذریعے بڑی بڑی نعمتیں ملی ہیں۔ امید ہے کہ آپ اقبال مصطفوی ؐ پر متوجہ ہیں۔ صلی اللہ علیٰ محمد و علیٰ آلہ واصحابہ وسلم الی یوم الدین۔ جناب نے مہربانی کی، تو سید بزرگوار شرف الدین ایک شکرگزار اور دعاگو کے طور پر ہمارے پاس لوٹے گا (اللہ تعالیٰ اس کے شرف میں اضافہ فرمائے)۔ اسی طرح نامہ و پیغام لے جانے اور لے آنے والے قاصد بھی آپ کی نیکی کے ثواب میں شریک ہوں گے۔ مگر آپ کی جزا بے حد و حساب ہوگی۔ والسلام۔

مکتوب ۵۷

اللہ مفتح الابواب۔

صدر اعظم، ملک الامراء، نظام الملک عصر، فخر عراق و خراسان، نیکی گستر، تاج الدولۃ والدین (اللہ تعالیٰ اس کے بلند مرتبے کو محفوظ رکھے، اس کی نیکیوں کو قبول فرمائے اور اپنے اکثر بندوں پر اس کی فضیلت قائم فرمائے) کی سعادت و اقبال دائمی رہے۔

اس مخلص کا سلام و دعا قبول ہو۔ آپ کی ملاقات کا شوق دل میں کروٹیں لے رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں وہ مبارک چہرہ دکھائے اور ہمیں "سریر متقابلین" پر بیٹھنے والے بھائی بنائے۔ آپ کی مہربانیوں کا بیان حد و حساب میں نہیں آسکتا۔ آپ کی تعمیر کردہ مبارک عمارت کا کیا عرض کروں۔ آپ نے ایک عجیب نیک کام انجام دیا ہے اللہ تعالیٰ اس کا صلہ جنت کے ایک محل کی صورت میں دے۔ بہرحال آپ کے اس عمل نے مجھے ایک نئی روح دی اور ایک نیا ذوق دیا اور آپ کے حسن ارادت کا میرے دل میں غیر معمولی اضافہ کیا ہے۔

عرض ہے کہ نظام الدین ابتدائے طفلی سے میرا عزیز فرزند اور ارادت مند رہا ہے۔ وہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک رہا ہے۔ فخر مشائخ، امین قلوب، جنید عصر، قطب زماں حسام الحق والدین (اللہ تعالیٰ ان کی برکت جاری رکھے اور اہل جہان کو

ان کے طولِ حیات سے مستفید فرمائے) سے رشتہ داری کرنے کے بعد وہ ہمیں دو چند عزیز ہو گیا بلکہ ہمارے تعلقات میں سو گنا اضافہ ہو گیا۔ اس کے پاس جو کچھ ہوتا ہے، شب و روز اسے راہ حق میں ایثار کرتا رہتا ہے اور فقراء و درویش کی مدد کرتا ہے۔ اس لئے آپ ملک امراء ہی اس کی دائمی ثروت ہیں۔ امید ہے کہ آپ اسے اپنی ان شاہانہ فیاضیوں سے نوازیں گے جن کا وہ مستحق ہے۔ آپ کی یہ مہربانیاں آپ کی ذات شریف، درویش نوازی اور نیک سرشت کی مظہر ہوں گی اور ان سے دوسروں کو بھی نیک کاموں کی ترغیب و تحریص ہو گی۔ بادشاہوں اور بزرگوں کے اعمال سے دوسروں کو تربیت اور راہنمائی حاصل ہوتی ہے اسی طرح اہل خیر گر اپنی مہربانیوں سے منصرف ہونے لگیں تو خیر و نیکی کی راہ پر مذبذب لوگ بد دل ہو جائیں گے۔ اور نیکی کی طرف نہ آسکیں گے۔ حضرت فضیل ابن عیاض رحمۃ اللہ علیہ جو مشہور مشائخ و صوفیہ میں سے تھے، درویش بننے سے پہلے راہزن رہے تھے۔ ایک دن ان کے گروہ کے لوگوں نے ایک قافلے کو لوٹا اور کئی سوداگروں کو جان سے مار دیا گیا۔ بعض سوداگروں کو قیدی بنا دیا گیا، یہ راہزن ان کے کپڑے اتارنے لگے اور اسی حالت میں انہیں (شیخ) فضیل کے پاس لے گئے۔ شیخ نے دیکھا کہ کسی ایک کے لباس سے مشک و زعفران میں لپٹی ہوئی "آیۃ الکرسی" نکلی شیخ نے کہا کہ اس لباس کے مالک کو پیش کرو۔ وہ آیا تو شیخ بولے۔

"تو نے اپنے لباس کو "آیۃ الکرسی" کے ذریعے محفوظ کر رکھا ہے؟"

سوداگر نے اطمینان سے کہا:

"جی ہاں!"

شیخ بولے:

"جاؤ اپنا لباس تلاش کر کے پہن لو۔ دوسروں کو بھی ہم تمہاری خاطر آزاد کر رہے ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ میری غلط حرکت سے آیۃ الکرسی کے بارے میں تیرے اعتقاد میں خلل واقع ہو اور ایسی راہزنی سے بھی

ہمیں فائدہ نہ ملے گا۔"

بہرحال عاقل کے لئے اشارہ کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ امیرا مرار کے سینے کو اس نورخاص سے بھر دے جو "لاشرقیۃ ولاغربیۃ"[۳] ہے۔ آمین یارب العالمین۔

مکتوب ۵۸

اللہ مفتح الابواب

حقیقی سعادت واقبال اس سعادت واقبال سے ماورا ہے جو عام اہل جہان کے پیش نظر ہے۔ اسے آنکھ سے دیکھا، کان نے سنا اور نہ قلب نے ہی محسوس کیا۔ البتہ وہ سعادت واقبال ایک ملک عظیم ہے اور دنیا کی سعادت اس کا ظل ہے کہ؛

"انما الحیٰوۃ الدنیا لعب ولھو"[۱]

(دنیا کی زندگی بے شک کھیل کود کے سوا کچھ نہیں)۔

کھیل اور سنجیدہ کاموں میں فرق ہوتا ہے۔ کھیل کود، سنجیدہ کاموں کا ظل ہے۔ بچے سنجیدہ امور کے ظل کی طرف توجہ رکھتے ہیں۔ دعا ہے کہ ملک امراء، صاحب مدد و احسان، نیکی پھیلانے والے، پناہ خلق، منصف، فخر صدور، طالب نور ہدایت، صاحب ہمت بلند، جذبہ توفیق کے مجذوب امین الدولۃ والدین کو (اللہ اس کے مرتبہ بلند کو محفوظ رکھے) اور خدا حقیقی سعادت واقبال نصیب کرے، اور خلفائے رسول ؐ اس کے قدر دان ہوں کیونکہ وہ ہمیشہ امر خداوندی کی تعظیم اور خلق خدا پر شفقت کے کاموں میں مشغول ہے۔ اس کی توجہ مبارک مظلوموں اور مسکینوں پر مبذول ہے۔ پھر دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ امیر امراء کو کسی فتنہ و آزمائش میں بتلا نہ کرے اور سنجیدہ کاموں کے علی الرغم وہ لہو ولعب میں مصروف نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ہی نیکو کاروں اور شکر گزاروں کو روز جزا بدلہ دے گا۔ وہ ہر صاحب فضل کو اپنے فضل سے نوازتا ہے اور "یضاعف لمن یشاء"[۲]

مخاطب سلام و دعا عرض کرتا ہے۔ آپ کی صحبت و ہم نشینی کا خیال غالب ہو رہا ہے۔ امید ہے کہ آپ ظاہری ملاقات کی عدم توفیق کی بنا پر یہ خیال نہ کریں گے۔

کہ مجھے شوقِ ملاقات نہیں ہو گا بلکہ میں محروم حریص کی طرح بے حد بے قرار ہوں۔ اللہ تعالیٰ شوق ملاقات کے حریصوں کی حرص پوری کرے یا ان کی آتش فراق کو ہوا دیتا رہے تاکہ عند الملاقات انہیں معلوم ہو کہ فتور ملاقات نے انہیں دور نہیں رکھا۔ بلکہ غیرت محبت کی شدت کی خاطر وہ فراق و ہجر میں رہے ہیں ؎

جادید شبی باید و خوش جہتابی تا با تو غم تو گویم از ہر بابی

ترجمہ پہلے نقل ہو چکا۔

اللہ تعالیٰ اس امن و امان کے ماہتاب اور رحمت آسمانی کی علامت کو صبح قیامت تک غروب اور گرہن سے محفوظ رکھے تاکہ امت مسلمہ کے کمزور افراد اس کے کنفِ حمایت میں دنیا و دین کی امیدیں حاصل کریں نبی اکرم ؐ نے فرمایا ہے اور کیا سچ فرمایا ہے کہ:

"اگر ایام دنیا میں سے ایک دن رہ جائے تو اسے اللہ تعالیٰ اتنا طویل بنا دے گا کہ لوگوں کی امیدیں بر آئیں۔"

آج نیکوں کی مدد اور نیکیوں کے پھیلانے کا کام آپ کے دم سے رونق پذیر ہے اس لئے ایک التماس پیش کر رہا ہوں۔

میرا عزیز ارادت مند فخر المدرسین تاج الائمہ جمال الدین (اللہ تعالیٰ اس کی تمنا پوری کرے) آپ کے اقبال و دولت کے قدیم خیر خواہوں اور دعا گوؤں میں سے ہے۔ وہ عہد طفلی سے اب تک علوم دینی کی تحصیل میں مشغول رہا ہے۔ وہ صوم و صلوٰۃ اور اوراد و ظائف کا پابند ہے اور اطاعت، اور علم و عمل کے کام اپنی قلبی رغبت سے انجام دے رہا ہے۔ غرض وہ اچھے اخلاق اور اعمال کا حامل ہے۔ میں صادقانہ اور مخلصانہ انداز میں اس کی سیرت و کردار کو بیان کر رہا ہوں۔ آپ محسوس کریں گے کہ اس قسم کے طالب علم اور مشغولِ حق شخص کے قلب و ذہن کو فکر معاش سے آسودہ رکھنا مفید ہے تاکہ وہ اپنے مشاغلِ عالیہ میں پوری توجہ و انہماک برت سکے ؎

کا رأیت الہلال ایدنموہ القینت ان سیصیر بدرا کاملا

وہ "کذرع اخرج شطاء فازرہ فاستغلظ فاستوی" کے بمصداق ہے۔ آپ کا حکم تھا کہ وہ آبلستان کی طرف جائے وہ خوشی و رغبت سے وہاں جانے کا متمنی ہوا، لیکن میں نے اور میرے دیگر مریدوں اور بھائیوں نے اسے اس دور دراز مقام کی طرف جانے نہ دیا ؎

سالت الناس عن خل صدوق فقالوا ما الی ہذا السبیل
فامسک ان بقیت بذیل حر فان الحر فی الدنیا قلیل

فرمان خدا ہے کہ

"وقلیل من عبادی الشکور"

ہم لوگوں نے اسے کہا کہ معلوم نہیں کہ زندگی کتنی رہ گئی اور اس زمانے میں دنیوی مشاغل ویسے بھی عزت افزا نہیں، اس لئے اس بنیادی کام پر ہی توجہ رکھیں جو وجہ تخلیق کائنات ہے اور وہ دوستوں کی صحبت اور باہمی انس و محبت ہے کہ ؎

مقصود ز عالم آدم آمد مقصود ز آدم آن دم آمد

کہا گیا ہے کہ:

"دنیا مردار ہے اور اس کے طالب کتے ہیں۔"

اس لئے دنیا طلبی کی خاطر، دوستوں کی جدائی اچھا کام نہیں ہے۔ خلاصہ ہمارے کہنے پر جمال الدین نے ارادہ بدل دیا۔ اس نے کہا کہ ایک دوست کی دلداری نعمت جہاں سے فائق تر ہے کہ:

"قل اللہ ثم ذرھم"

قلت معاش ضرور سد راہ بنتی ہے، لیکن نفس و خواہش کی مخالفت بھی ضروری ہے اور آثار خیر و نیکی کے بغیر عبادت کا لطف نہیں ہے کہ ؎

تا تو بر پشتِ ستوری بار او بر جانِ تست۔

ترجمہ:۔ (جب تک تو چوپائے کی پُشت پر ہے، اس کا وجود تیری روح پر ہے)۔

توقع ہے کہ اپنے مکارم اخلاق کی بنا پر آپ اسے اپنے ممنونوں کی فہرست میں شامل رکھیں گے۔ وہ یا ہم آپ کے احسانات بھولے نہیں کہ ؎

"وما کان ربک نسیا"

امید ہے کہ آپ سابقہ احسانات کے ساتھ ضمیمہ ہونے والے مزید احسانات کریں گے۔ دعا ہے کہ آپ ہمیشہ فقیروں کے ہمدرد رہیں، بزرگوں کو آپ پر فخر ہو اور آپ کے امیر امرا بننے سے خلق خدا کی بہتری ہو۔ لوگوں میں اخیار اور اشرار کے دو گروہ ہوتے ہیں۔ اشرار اخیار کو خراب کرنے میں کوشاں ہوتے ہیں مگر اخیار کو اشرار کی اصلاح و بہبودی مقصود نظر ہوتی ہے۔ والسلام

مکتوب ۵۹

اللہ مفتح الابواب۔

ابتین شاہ کے سرور، سید امرا، فخر اکابر، مددگار خلق، سلطنت کے ستون محکم، عدل گستر اور علم پرور (اللہ تعالیٰ اس کا بلند مرتبہ قائم رکھے) عزیز شخصیت پر سلام و دعا قبول ہو۔ عرض ہے کہ سننے میں آیا ہے کہ میرا فرزند عزیز اور ارادت مند فخر مدرسین جمال الدین (اللہ اس کے علم و فضل کو دوام بخشے) آپ کی خدمت میں نہیں پہنچ سکا۔ وہ احتیاج کی بنا پر مدرسے کو بدلنے کی فکر میں تھا مگر خوف و پریشانی میں نہ جا سکا۔ سید امرا کو واضح ہو کہ جب تک یہ راہزن لوگ راستوں پر مسلط ہیں، مسلمان خوف و ہراس میں ہی رہیں گے۔

ان کا فتنہ اگر ذرا دیر کے لئے دبتا ہے تو ایسے ہی ہے جیسے سانپ گھر کے کسی گوشے میں پنہاں ہو اور کاٹنے کی فکر میں ہو۔ شہر قونیہ اللہ تعالیٰ اسے محفوظ رکھے آج سواد اعظم کا حکم رکھتا ہے۔ اس کی بقا آپ کی بقائے طویل کے ساتھ وابستہ ہے جن دنوں آپ اس شہر میں آئے ہوئے تھے، یہاں چند فتنے پھیل رہے تھے فتنہ پرور لوگ گھروں پر حملہ آور ہوتے، بچوں اور عورتوں کو قتل کرتے اور لوگوں کا مال لوٹ لیتے۔ اگر آپ محافظوں اور پہرہ داروں کے جم غفیر کے ساتھ یہاں تشریف فرما

نہ ہوتے یا آپ کی پرسعادت و برکت سواری دیر سے پہنچتی تو یہاں قتل و غارت اور تاخت و تاز کا لامتناہی سلسلہ شروع ہو گیا ہوتا۔

یہاں ارباب فکر و دانش کو تشویش و پریشانی کے سوا اور کیا درس ملے گا؟ بدمعاشوں نے لوگوں کو پریشان خاطر کر رکھا ہے، اور طرح طرح کے خیالات سامنے آتے ہیں۔ زیادہ حزم و احتیاط، سوءِ ظن ہی تو ہے۔ بہرحال فتنہ پردازوں اور تخریب کاروں نے لوگوں کا اطمینانِ قلب چھین لیا ہے۔ ان حالات میں لکھنا پڑھنا اور تعلیم و تربیت کیسے عمل پذیر ہو؟ ؎

سخن کآن از سر اندیشہ ناید　　نبشتن را و گفتن را نشاید [۲۰]

ہر دن بری خبروں کے سننے سے آدمی کا بدگمان ہونا ایک طبعی بات ہے۔ یہاں آج گدھے کا سا بے خبر شخص ہی مطمئن رہ سکتا ہے یا بچگانہ سرشت کا شخص، جسے حیوانات کی مانند مرنے کا خوف نہ ہوگا یا احمق و بے خرد و بے حس شخص ان حالات سے غیر متوجہ ہوگا۔

سید امرا کی شرافت اور احساس ذمہ داری سے یہ بات بعید ہے کہ اسے محتاجوں اور اپنے ہوا خواہوں کا خیال نہ ہو اور علم و عمل والے شخص کو کٹتا مرتا دیکھنا پسند کرے۔ پراگندہ ہوں، بے کار ہوں مگر پریشان فکر بھی رہیں۔

جس کسی کو میٹھا پانی پینے کی عادت ہو اور اہل علم و فضل کے ساتھ صحبت اور معاشرت سے لذت یاب ہو، وہ ان نعمتوں کے بغیر چین نہیں پا سکتا مگر جس کسی کو آبِ شیریں یا حرف شیریں کی نعمت نہ ملی ہو، اسے ان باتوں کی یاد بھی نہیں ستائے گی ؎

مرغی کہ خبر ندارد از آب زلال　　منقار در آبِ شور دارد ہمہ سال [۲۱]

عام لوگوں کو ان احساسات کی خبر نہیں ہے۔ ان میں سے اکثر بہائم ایسے ہیں کہ غذا سے پیٹ بھر لیا، پانی سے تشنگی اور حرارت جگر کی تشفی کر لی اور بس ؎

اذا انت لم تعشق ولم ترز ما لہوی　　فرح واعتلف تبنا وانت حمار [۲۲]

آپ کا دل محققوں کے احوال سے باخبر ہے۔ امید ہے کہ آپ طالبانِ حق کے اسرار دان ہیں۔ آپ ان فتنوں کے لئے کوہ قاف اور سدا سکندر جیسی رکاوٹیں پیش کر دیں گے۔ دعا ہے کہ آپ کی اصابت رائے، فکر و دانائی اور توجہ ہر روز بڑھتی رہے۔ آمین یارب العالمین۔

مکتوب ۶۰

اللہ مفتح الابواب

قاضی القضاۃ، استاد فضلا، بدعت کے مٹانے والے، شریعت کے زندہ کرنے والے مولانا کے علم و فضل کا سایہ خدا کرے کہ تمام اہل اسلام پر مدتوں جاری رہے۔ حضرت محمدؐ اور آل محمدؐ کے طفیل قاضی موصوف کے حامی اللہ کی نصرت سے بہرہ مند ہوں اور ان کے دشمن مغضوب و معتوب باری ہوں۔

اس مخلص راقم کا سلام قبول ہو۔ یقین جانیں کہ آپ کی محفل ارشاد سے مستفید ہونے اور آپ سے ملاقات کرنے کا آرزو مند ہوں۔

اس خط کا حامل خواجہ ابوبکر اور اس کی والدہ میرے رشتہ داروں میں سے ہیں۔ وہ ایک نیک بچہ ہے۔ صالح و نیک افراد کا وہ محب بھی ہے مگر بیچارہ مظلوم اور مفلوک الحال ہے۔ بچپن میں ظالم اسے پکڑ کر لے گئے تھے۔ آج ظالموں کے دشمن اور یتیموں، بے کسوں اور مظلوموں کے سایہ رحمت آپ ہی ہیں۔ امید ہے کہ مطلوبہ گھر اس کے حوالے کر دیں گے۔ بیچارے کے پاس رہنے کی جگہ نہیں ہے کہ وہاں رات کو گزارہ کرے۔ اس کی ماں فقیرانہ سرشت کی حامل ہے مگر اس کا دوسرا شوہر بے حد بدخو اور بدمزاج ہونے کے علاوہ تنگ دست بھی ہے۔ اس نے اس بچے کا داخلہ اپنے گھر میں بند کر رکھا ہے۔ اس کے لئے اب رہنے کی جگہ رہی نہ نان شبینہ کا کوئی سہارا۔ آپ خدا کے لئے کوشش کریں کہ اس کا موروثی گھر اسے مل سکے تاکہ وہ زندہ رہنے کے قابل ہو جائے کہ:

"ومن احیاھا فکانما احیا الناس جمیعاً"[1]

خواجہ ابوبکر کی ماں، اس کی نانی بلکہ اس کا سارا گھرانہ صالح اور نماز گزار رہا ہے مگر بیچارے مظلوم ہیں۔ صالح اور نیکو کاروں کی نسل کے لوگ صالح اور نیکو کار ہی ہوتے ہیں۔ حضرت مریم علیہ السلام کے واقعہ میں ارشاد خداوندی ہے:

"قالوا یامریم لقد جئت شیئا فریا یاخت ھارون ما کان ابوکِ امرا سوء وما کانت امک بغیا"

(لوگوں نے کہا اے مریم تو نے عجیب کام کیا ہے۔ اے خواہر ہارون[۴]، تیرا باپ برا آدمی نہ تھا اور نہ ہی تیری ماں بدکار تھی)۔

مقصد یہ کہ صالح افراد کی اولاد کی بدکاری ایک عجیب وغریب بات ہوتی ہے۔ عقل مند لوگ نیکوں کی اولاد کے بگڑنے پر سخت متعجب ہو جاتے ہیں۔ بہر حال اس لڑکے کے خاندان والے طمع سے دور ہیں۔ انہیں اپنے حقوق حاصل کرنے میں بھی جھجک محسوس ہوتی ہے۔ وہ اعمال بد سے محترز ہیں۔ آپ اس لڑکے کو دیکھ کر اس کی بے گناہی کو محسوس کر لیں گے کہ،

"فتعرفھم لسیماھم ولتعرفھم فی لحن القول"

زیادہ کیا عرض کروں نبی اکرمؐ نے فرمایا ہے:

"جو کوئی دلِ شب میں اللہ کے لئے نیکی کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے ایسی چادر پہناتا ہے جس سے اس کی پہچان ہو جاتی ہے۔"

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام نیکو کاروں کو ان کے اعمال کی بھرپور جزا دے۔ اسی طرح دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانائے قاضی القضاۃ کی مساعیِ جمیلہ کو بھی شرفِ قبولیت بخشے اور انہیں اجر جزیل عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

مکتوب ۶۱

اللہ مفتح الابواب۔

ملک امرا، صاحب احسان وکرم الغ پروانہ بک (اللہ تعالیٰ اس کے مرتبہ بلند کو باقی رکھے۔) کے خاطر عزیز کو ہزاروں سلام و دعا کے بعد شکر کامرانی پر متوجہ کیا

جاتا ہے کہ

"ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ و ان تک حسنۃ یضاعفھا ویؤت من لدنہ اجرا عظیما۔"[1]

حاملین رقعہ اختیار الدین اور عماد الدین (اللہ تعالیٰ انہیں سلامت رکھے اور ان کی ہمتوں میں اضافہ فرمائے) صالح فقیہہ، صاحب حسب ونسب اور راقم کے ارادتمند ہیں وہ طالبانِ علم، عابد اور قناعت پسند ہیں کہ:

"تعرفھم لیسیماھم لا یسئلون الناس الحافا"[2]

انہیں مدرسے سے چند درہم روزینہ ملتا تھا۔ وہ تنگ دستی کو بھی قناعت کی بناء پر عیش وعشرت سمجھتے رہے، مگر اب ان کا مدرسے سے قطع تعلق کروا لیا گیا ہے۔ آج اللہ کے علاوہ ان کا کوئی یار و مددگار نہیں ہے۔ امیر امرا اللہ تعالیٰ کا نائب ہے۔ وہ فقراء و مجاہدین اور ان بندگانِ خدا پر رحیم وکریم ہے جو "یدعون ربھم بالغداۃ والعشی یریدون وجھہ" کے مصداق ہیں۔ میں پہلے سے امیر امرا کا ممنون احسان ہوں۔ آپ کے احسانات نے مجھے زیر بار کر رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس دن جزائے خیر دے جس دن اس جزا کی احتیاج ہوگی۔ لیکن توقع ہے کہ میرے ان دو ارادت مندوں کی مدد کر کے آپ میرے دل کو مزید مسرور کریں گے وہ اب آپ کی عنایت ہی سے زندہ رہنے کا حق رکھیں گے اور:

"ومن احیاء ھا فکانما احیاء الناس جمیعا"[3]

احسان کرنے والوں کے اس امیر کے احسانات مناسب کا سلسلہ خداوند یوں ہی جاری وساری رکھے اور وہ "لانزید منکم جزاء ولا شکورا" کی صدا زبانِ حال سے بلند کرتا رہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اقبال وسعادت کو باقی رکھے۔ آمین یا رب العالمین۔

مکتوب ۶۲

اللہ مفتح الابواب

میرے عزیز، ارادت مند، صاحب اقبال وفضل، خوش عقیدہ اور نیکو کار فرزند بہاؤ الدین اور علاؤ الدین (اللہ تعالیٰ ان کی سعادت واقبال کو باقی رکھے) اپنے اس باپ کے سلام ودعا پر توجہ کریں اور اپنے مرشد ومربی اور مخدوم شرف الدین سے کوئی سخت گیری اور انتقامی کارروائی نہ کریں۔ مجھے دیکھیں اور ان کا غصہ میری طرف سے محسوب کریں۔ باپ کے بیٹوں پر بے حساب حقوق ہوتے ہیں، خصوصاً اقبال مند اور پر سعادت بیٹوں پر۔ امید ہے کہ آپ شرف الدین صاحب کی سرد مہری، سختی اور بدکلامی کو معاف کردو گے اور میری خاطر یہ معمول بناؤ گے کہ ان کے غصے کے وقت ادھر اُدھر نکل جاؤ یا سو جاؤ تاکہ مجھے خبر خوش پہنچے۔ میری دعا ہے اور اس دعا کو بابرکت رہوں گا، کہ باپ کی شفقت تمہارے حق میں بڑھ جائے اور تم ان شاء اللہ تعالیٰ خوش وخرم جلد گھر لوٹ آؤ۔ آمین یا رب العالمین۔

مکتوب ۶۳

اللہ مفتح الابواب

بخدایی کہ فیضِ رحمت او — در ہمہ آسمان نمی گنجد
کہ زہجران وآرزو مندی — سُخنم در دہان نمی گنجد ؎

برادر عزیز ومحترم، سید صدور، محقق مدقق، فخر آئمہ، تاج اہل صفہ، صاحب دولتین صلاح الحق والدین کی مبارک صورت دیکھ کر اور اس کے ساتھ دل وجان کے اتصال سے جو خوشی حاصل ہوتی ہے (اللہ تعالیٰ اس کا مقام عظیم محفوظ رکھے اور اسے دنیا وآخرت کی جملہ مرادوں میں کامیاب وکامران فرمائے) اسے تحریر کرنا اور اس کی توضیح کرنا میرے بس میں نہیں ہے: ؎

تو خود دانی کہ من بی تو چگونہ تنگ دل باشم
مبادا کاند راین معنی زروی تو خجل باشم

اس عزیز گرامی کی مہمان داری اور خدمت میں اگر کوئی خامی اور کوتاہی ہوئی ہو تو خدائے تعالیٰ جانتا ہے "وکفی بہ علیما" کہ وہ محبت واخلاص میں کمی یا فتور کی بناء پر نہ تھی۔

آپ کی محبت ایام بہار کی طرح ہر روز پر رونق و پر نور ہے مگر ناسازی طبع اور حوائج بست کی نافراہمی اور غربت نے روح کو مغلوب و مقید کر رکھا ہے اور میری آرزو اور ہمت کے مطابق اخوانِ صفا اور مخلص دوستوں کی خدمت نہیں ہو سکتی ۔
قیس مجنون والا قصہ آپ نے سنا ہوگا ۔ وہ بڑے شوق سے اونٹنی پر سوار ہوا مگر تیز رفتاری اور سنجیدگی کے ساتھ محمل لیلیٰ تک پہنچنے کی خاطر اونٹنی کے بچے کو ساتھ نہ لیا ۔ مجنون جب کسی قدر مجذوبِ محبت ہو کر اونٹنی کی چال اور جانبِ روانگی سے غافل ہوتا تو وہ اپنے بچے کی طلب میں پیچھے مڑ جاتی اور مجنون کو اس امر کی اس وقت خبر ہوتی جب وہ کافی پیچھے جا چکی ہوتی ۔ اس طرح کی کھینچا تانی میں دو ماہ بیت گئے مگر مجنون تقریباً وہیں کا وہیں رہا ۔

امید ہے کہ آپ اپنے حسن اخلاق سے میری کوتاہی سے درگزر کریں گے اور میری اس درخواست کو شرفِ قبولیت بخش کر پھر عہد وفا کو پختہ کریں گے اور اس طرف تشریف فرما ہوں گے ؎

باز آکہ از آنچ بودی افزوں باشی ورتا بکنون نبودی، اکنون باشی

براہِ کرم ملاقات کے لئے لوٹ آئیں کیونکہ جدائی کی شدت سخت ناگوار گزر رہی ہے ۔ اگر یہاں کی چھوٹی بڑی مصروفیات مانع نہ ہوتیں، تو میں خود بعجلت آپ کی طلب و تلاش میں چل نکلتا ۔ حقیقت یہ ہے کہ میرا وہاں آنا بھی ہماری محبت کے ہزار مراحل میں سے ایک مرحلہ کو بھی کما حقہ نمایاں نہ کر سکتا کہ ؎

عندی جمل من اشتیاق وفصول لا یمکن شرحہا بکتب ورسول
بل انتظر الزمان والحال یحول ان یجمع بیننا فاصحی واقول ؎

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے قلبی جذبات کی طرح آپ کے جذبات کو بھی لطیف و رقیق کرے اور آپ خفگی اور ملالِ خاطر کو بھلا کر دوبارہ رحم اور برادری کے رشتے نظر میں لائیں اور موجودہ خون سفید ہو جانے کی روش سے باز آجائیں ۔
اس برادر کو بھیج رہا ہوں کہ آپ کی خدمت کرے اور مال و دولت کی آپ کو جو

احتیاج ہو وہ پوری کرے۔ اس کے پاس جو کچھ ہو گا، نصف بلکہ پورا آپ کے حوالے کر دے گا۔

امید ہے کہ میری التماس اور سفارش مانیں گے کیونکہ اس راقم بھائی کی بات اس سے قبل آپ نے کبھی ٹالی نہیں ہے۔ دعا ہے کہ آپ ہمیشہ نیکی کرنے والے ہوں۔ والسلام۔

مکتوب ۶۴

اللہ مفتح الابواب۔

"قل یجمع بیننا"[1]

اللہ تعالیٰ ہمارے درمیان واقع ہونے والی دوری کو رفع کرے گا اور ملاقات کا موقع جلد فراہم کرے گا۔ صدر کبیر، فخر مدرسین، تاج الادبا، صاحب حسب و نسب امیر مجدولۃ الدین کے مراتب بلند کو خداوند متعال فرمائے۔ اس کے اخلاق اور خصائل دلوں کو یوں ہی موہ لیتے رہیں اور اس کی نیکیاں اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول اور ماجور ہوں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ زندگی کی جملہ شئون اور مرادوں میں اسے کامیاب و کامران کرے، آمین یارب العالمین۔ مزید دعا ہے کہ ہدیہ سلام بھیجنے کی توفیق مجھے ارزانی رہے۔

عرض ہے کہ حامل مکتوب ہذا بہاؤ الدین مولانائے محترم کے قرابت داروں میں سے ہے۔ وہ ایک کثیر العیال شخص ہے اور فقر و فاقہ میں گزر اوقات کرنے کے باوجود صبر و حیا کو اپنا شعار بنائے ہوئے ہے اور شکوہ و شکایت کے لئے زبان نہیں کھولتا۔ یہ صحیح ہے کہ روزی کی طلب اس کے لئے باعث خجالت ہے اور جس طرح سخی دوسروں کی طلب کے بغیر بخشش کی کوشش کرتا ہے، اسی طرح وہ اپنی احتیاجات کو پوشیدہ رکھنے میں سرگرم ہے اور فقر و فاقہ کے ساتھ بناہ کئے ہوئے ہے اور اپنی موجودہ حالت زار پر صابر و شاکر ہے۔ ہم نے آپ کے حلم و بردباری کا بہت سن رکھا ہے اور آپ کے ساتھ مودت کا یہ عالم ہے کہ آپ کی روح اور میری روح گویا جسم واحد میں ہے۔ اسی لئے صاحب اعظم، ملک الوزراء، بحر خیرات کی سخاوت اور غریب پروری کی

سرشت سے یہی توقع ہے کہ اس کی کماحقہ مدد کریں گے اور اس کی احتیاجات کو پورا فرمائیں گے۔ آپ کی یہ نیکی گزشتہ نیکیوں کا تکملہ ہوگی اور جس دن لوگوں کو مدد کی شدید احتیاج ہوگی، اس دن ان شاء اللہ یہ نیکی آپ کا سہارا ثابت ہوگی۔ عمل صالح کیا ہے؟۔ اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی کی تعظیم بجا لانا اور اس کی مخلوق پر مہربانی اور شفقت کرنا۔ ارشاد خداوندی ہے کہ:۔

"یوم لا ینفع مال ولا بنون الا من اتی اللہ بقلب سلیم"[۳]

یہ قلب سلیم (سالم دل) نیکوکاروں کو ہی نصیب ہوگا۔ امید ہے کہ آپ اس غم دیدہ اور پریشان حال شخص کی احسن طریقے سے مدد فرمائیں گے۔ دعا ہے کہ آپ کی کریمانہ مجلس اور صحبت سے مستفید ہونے کی توفیق جلد نصیب ہو۔ والسلام۔

مکتوب ۶۵

اللہ مفتح الابواب

فخر مدرسین، بہترین اولاد اور محبوب اولیا کو باپ کا سلام اور دعائے خیر قبول ہو اپنی طبیعت کے عنصر اصلی اور سخاوت کی طرف توجہ رکھو، اور حرص و ہویٰ اور دوسروں کی بدگوئی اور دشمنی سے دور رہو۔ باغ فنا سے خارستانِ ہویٰ کی طرف آنا، خواہ اس میں زر و جواہرات کے ذخائر پنہاں ہوں، مناسب نہیں ہے۔ اگر کسی کی بدقولی یا بدعملی سے اس عزیز کو غصہ و طیش آیا ہو، تو بھی ہدایت ربانی کے مطابق انتقام میں حد سے تجاوز نہ کرے کہ:

"ولا یجرمنکم شنان قوم علی الا تعدلوا"[۱]

مقصد یہ کہ دوسروں کی بدلتی ہوئی اور خراب روش کے پیش نظر آدمی کو اپنا اچھا طریقہ ترک نہیں کرنا چاہیے اور مرضی مولا کو اپنا منتہائے مقصود بنانا چاہیئے ؎

گر جملہ جہان از آن دگر گونہ شود تو براہ خود باش گر راست گونہ بود[۲]

اس باپ کو اپنے ساتھ گھر میں جانیے اور وہاں ایسے کردار کا مظاہرہ کیجئے جو باپ کی موجودگی میں زیب دیتا ہو۔ "وعسیٰ ان تکرھوا شیئا وھو خیر لکم"[۲] کا ورد جاری

رکھو۔ اگر حسن عمل کا برا اصلہ طبیعت کو ناگوار بھی ہو، تو اس سے مانوس ہو جاؤ۔ نفس شکنی کے بغیر یہ کام مشکل ہے۔ کتنے قلبِ سلیم والے اشخاص بھی بُرے اخلاق سے اس لئے بناہ کر لیتے ہیں کہ فلاں یوں کرتا ہے اور فلاں یوں۔ مگر جو کام اندھا یا کانا کرے اسے عاقل دیدہ ور کیوں کرے گا۔ آخر مخنث کی حرکات کی غیر مخنث تقلید کیوں کرے لیکن آج کل مخنث اور اندھے غفلت و غرور کے ترک کرنے کا ادعا کرتے اور بھی عجیب کام انجام دیتے ہیں۔ اگر تم غور کرتے تو اِن لوگوں کے اعمال میں کئی خرابیاں دیکھ سکتے تھے خواجہ مجدالدین سے بھی میں نے چند راز بھرے نکتے کہے تھے۔ اس سے بھی سن لو گے۔ یہ خط مخاطب الیہ کے باپ معروف بہ بلخی نے لکھا ہے۔ والسّلام۔

مکتوب ۶۶

اللہ مفتح الابواب

ملک امرا، ناصر الدین، دونوں جہان کی سعادتوں والے، پختہ عہد والے، ستون بلند، اسلام اور مسلمانوں کی پناہ، خاص دیندار شخص قتلغ الغ پروانہ بک (اللہ تعالیٰ اس کا مرتبہ بلند باقی رکھے) کی نیکی اور خیرات کا جذبہ رنج و غم کی مصیبت سے محفوظ و مامون رہے۔ راقم کا سلامِ فراواں قبول فرمائیں۔ میری انتہائی کوشش ہوتی ہے کہ مکاتبت اور مراسلت کے ذریعے ذاتِ ہمایوں کو تکلیف نہ دوں مگر صاحبانِ حاجات کے لئے آج دوسرا چشمہ حیات اور کوثر سعادت نہیں کہ اس سے سیراب ہوں۔ انہیں آج دوسری کوئی پناہ گاہ میسّر نہیں درآں حال کہ فقر و فاقے سے نڈھال ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے مشرب مبارک کو سالہا سال تک دور و نزدیک کے لوگوں کے لئے وجہ تسکین بنائے۔ کہا جاتا ہے کہ "میٹھے پانی کے چشمے پر بہت ہجوم ہوتا ہے" اور کشتِ زمانہ کو چرنے والے چوپایوں نے محصور کر رکھا ہے۔ درویشوں کے دل کو نہیں توڑنا چاہیئے کہ:

"فاما الیتیم فلا تقھر واما السائل فلا تنھر"[1]

دیوار نے میخ سے کہا:

"مجھے تنگ نہ کرو"
میخ بولی:
"دیکھو مجھے کون کوٹ رہا ہے۔"

میں بھی بے اختیار ہو کر آپ کو تکلیف دیتا رہتا ہوں۔ امید ہے کہ آپ اپنے مکارم اخلاق سے یہ زحمت و اذیت معاف کر دیں گے۔ میں کئی کاموں کے انجام دینے کا اصرار کیا کرتا ہوں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے توسط سے دوستوں کی مرادیں پھر بر لائے اور اسی طرح آپ کو بھی اپنے مقاصد میں کامیاب فرمائے۔ کرِ بھلا ہو بھلا۔

اس خط کا حامل حمید الدین میرا مخلص فرزند اور ارادت مند ہے۔ آپ کی حسنِ اعانت سے وہ نیکو کاروں کے زمرے میں آگیا۔ اس نے غرور اور جوان مآبی ترک کر دی ہے۔ اس نے ظاہری و باطنی شہوت و رعونت کو ترک کر رکھا ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس کے حالات کو مبدل کر کے بہتر بنا دیا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

"میرا عدل یہ بھی ہے کہ جس کو جو بے رکھا ہے، وہ معاف کر دیتا ہوں"

حمید الدین کے دادا کی خانقاہ آج دوسروں کے پاس ہے۔ امید ہے کہ آپ اپنے بادشاہانہ اور کریمانہ اخلاق کے ذریعے اسے حمید الدین کے حوالے کریں گے تاکہ اس کا تصاحب اس کے علم و عمل کا محرک بنے اور اس سے اسے نیک کاموں کی مزید ترغیب و تحریص ہو۔ حمید الدین کے مجھ پر بے حد احسانات ہیں۔ اس کے ساتھ نیکی کرنا میرے ساتھ نیکی محسوب ہوگی۔ امید ہے کہ آپ اس مختصر روداد سے پورا ماجرا سمجھ لیں گے۔ گویا اپنی فراستِ خداداد کے ذریعے فہرست مطالب دیکھ کر پوری کتاب کے مدعا کو فہم کر لیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ ایسے مخیر اور شکر گزار شخص کے علم و فراست میں اضافہ کرتا رہے گا کہ:

"وسیجزی اللہ الشاکرین"[۲]

ملک المشائخ، جنید عصر، امین قلوب، راہنمائے حقائق وارواح، حسام الحق والدین (اللہ تعالیٰ ان کی برکات جاری رکھے) دعا وسلام عرض کرتے ہیں۔ والسلام

مکتوب ۶۷

اللہ مفتح الابواب۔

فخر صدور، مونس فقراء اور رہنمائے نیکو کاراں (اللہ تعالیٰ اس کے مرتبہ بلند کو دوام بخشے) کو راقم کی دعا وسلام قبول ہو۔ اور اس مکتوب سے اسے مسرت حاصل ہو ایک حدیث کے مضمون کے مطابق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"میں جب کسی کو نعمت وبخشش دوں، اور وہ میرا نفسی، لسانی اور قلبی شکریہ ادا کرے، تو میں کہتا ہوں کہ اس واسطے اور ذریعے کا بھی شکر ادا کر جس کے ذریعے وہ نعمت تجھ تک پہنچی ہے اسی طرح اس ذریعے اور واسطے کا بھی شکر ادا کر جس پر خوش ہو کر تو شکر خدا ادا کرتا ہے۔"

(صدق رسول اللہ فیما اخبرنا عن اللہ، او کما قال)۔

چونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نعمت حق سے دوسروں کو مستفید کرنے کا ذریعہ بنا رکھا ہے، اس لئے اس نعمت کا شکر آپ پر واجب ہے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے آپ کا جسم خدا والدین کے ذریعے وجود میں لایا ہے۔ خدا نے اسی لئے اپنے شکر کے ساتھ ساتھ والدین کا شکر کرنا واجب قرار دیا ہے کہ

"ان اشکرلی ولوالدیک"[1]

اسی طرح جو استاد آپ کو علم پہنچانے کا ذریعہ بنا، اس کا شکر ادا کرنا بھی واجب ہے۔ کہتے ہیں کہ بعض راہبانوں نے اپنے کسی مرشد سے شکایت کی:

"ہم حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے صحابہؓ سے زیادہ فقر وفاقہ کی مصیبتیں کاٹتے ہیں۔ شہوت وحرص سے بھی دور تر ہیں، پھر ان ایسی بزرگی ہمیں کیوں نہیں ملتی؟

رہبان نے کہا:

"حقیقی رہبانیت، ترک دنیا، خدا شناسی اور زہد شناسی انبیائے کرامؑ کا

ورثہ ہیں۔ ان ہی کی سیرت کی روشنی میں ان امور کی صحیح اور معتدل صورت سمجھی جاسکتی ہے۔ ان کے نمونے سامنے نہ ہوں تو خدا شناسی، طریقت اور اعلیٰ سیرت و کردار کی حقیقت معلوم نہیں ہو سکتی۔ تم لوگوں نے ان کی حقیقی تعلیمات فراموش کردی ہیں۔ لیکن صحابہ رضؓ ان تعلیمات کے پیرو ہیں۔ وہ انبیاتے سابق پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کی تعلیمات کے شکر گزار ہیں۔ انہیں معلوم ہے کہ انبیاءؑ، جسم واحد کی طرح ہیں ایک کی تکذیب و تفریق، سب کی تکذیب و تفریق ہے۔ یہ معاملہ وضو کا سا معاملہ ہے سارے اعضا دھو کر عملِ واحد انجام پاتا ہے۔ کوئی مقررہ عضو دھویا نہ جاتے تو وضو ہی نہ ہوگا۔ انبیاء ایک دوسرے کو تسلیم کرتے رہے اور ایک دوسرے کی گواہی دیتے رہے۔ تو نے ایک کی تکذیب کی، تو سب کی تکذیب ہوگئی۔ وہ ایک ہی نورِ نبوت تھا جو مختلف انبیاء کے اجسام میں ظاہر ہوتا رہا ہے۔ ایک ہی آفتاب نے سینکڑوں روشنیاں دکھائیں مگر تم چمگادڑ کی طرح نورِ آفتاب کے منکر ہو گئے۔ یہ ایسے ہے کہ جیسے کوئی چمگادڑ کہے کہ میں گزشتہ آفتاب کو تو مانتا ہوں، مگر موجودہ آفتاب کا منکر ہوں۔ پس موجودہ اور گزشتہ آفتاب جدا نہیں۔ وہ ایک ہی وجود ہے۔ پس کسی ایک کا انکار، نظامِ کل کا انکار ہے۔

اسی طرح کوئی زمینی سانپ کہنے لگے کہ میں درحقیقت فلاں ندی کے سابقہ سال کے پانی کی مچھلی ہوں، مگر اس کے موجودہ پانی سے ناآشنا ہوں، اس لئے زمین میں پناہ گیر ہوں، تو اسے کیا جواب دیا جائے؟ پانی کو گزشتہ اور موجودہ سے کیا نسبت وہ تو مسلسل رواں و دواں ہے اور کسی خاص زمان سے مربوط نہیں۔ ایسی باتوں کی توضیح و تشریح نہیں ہو سکتی:

"ولو جئنا بمثله مددا"[۲]

دعا ہے کہ آپ کی روح پاک ہمیشہ اس آبِ حیات سے لوگوں کو سیراب کرتی رہے جسے "ینجرو تھا نفجیرا"[۳] کہا گیا ہے۔

آمین یارب العالمین۔

مکتوب ۶۸

اللہ مفتح الابواب۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے،

"جہاں ایک غیر محرم مرد اور ایک عورت ہو، وہاں تیسرا شیطان آ نکلتا ہے۔"

جو اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان رکھتا ہو، وہ تہمت اور بدنامی کے مقام کے قریب نہیں پھٹکتا، اسی بدنامی اور تہمت میں ماخوذ ہونے کو خدائے تعالیٰ نے "نسسمہ علی الخرطوم" (۶۸ : ۱۶ عنقریب ہم اس کی سونڈ پر داغ لگائیں گے) کہا ہے یعنی ایسے مقامات پر خیر و شر کی بڑی سخت آویزش ہوتی ہے۔

فرزند عزیز فلان الدین (اللہ تعالیٰ اسے شیطان سے محفوظ رکھے) کو علم نہیں کہ ان دنوں کنج تنہائی، شیطانین کا محشر خانہ ہے۔ ان دنوں شیروں کو گوشے میں بیٹھنے سے بارانِ رحمت کے منقطع ہو جانے کا خوف ہے۔ شیر، فتنہ شیطانی سے خوف زدہ ہیں۔ میں نے عالم کے خیر و شر کے بارے میں سب کچھ سن رکھا ہے مگر لوگ میری سنتے نہیں اور شور مچائے جا رہے ہیں۔ واللہ ان دنوں لوگ مجھے تمہارے بارے میں وہ کچھ بتاتے ہیں کہ اگر اسے خواب میں دیکھتا تو نیند اپنے آپ پر حرام کر دیتا۔ ممکن ہوتا تو سفر کر کے آ پہنچتا اور بات کرتا۔ تمہیں ان کاموں کا سود مند ہونا کس نے بتایا ہے؟ بخدا دشمن کے علاوہ ایسی بات کوئی دوسرا نہیں کہہ سکتا۔ اس میں تو لاکھ نقصانات ہیں میں نے کئی بار نصیحت کی مگر تم نے اسے تاویلات میں ٹال دیا۔ البتہ خواہش نفس کے فریب کی تم نے کوئی تاویل و توجیہہ نہ کی۔

ایک شخص نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت پر کئی اعتراضات کئے اور اس کی تاویلات پیش کیں مگر گوسالے کی خدائی کو بلا تاویل اس نے بھی مان لیا۔ اس پدر و مرشد کی نصیحت یہ ہے کہ :

"قوا انفسکم واھلیکم نارا" اور "وانذر عشیرتک الاقربین"

یہ میری دعوت ہے اور اس میں تمہاری کامیابی کے لئے دعاگو بھی ہوں۔ میں حضرت نوحؑ کی زبان سے ایک بار، دو بار بلکہ کئی بار کہتا ہوں کہ "ارکب معنا ولا تکن مع الکافرین"

انشاء اللہ تو یہ جواب نہ دے گا کہ "قال ساوی الی جبل یعصمنی من الماء" کیونکہ "لا عاصم الیوم من امر اللہ الا من رحم"

مقصد یہ کہ اللہ کے رحم میں قرار پکڑنے والے شخص کی پناہ لو اور اسی کی خدمت کرو ورنہ ہر جا زک اٹھاؤ گے۔ اس جوانی پر غرور کیسا؟۔ تیرا جانے والا بھائی تم سے چھوٹا تھا۔ کاش اسے اجازت ہوتی کہ تجھ سے دردِ دل بیان کرتا۔ ابھی موقع ہے کہ تم سنبھل جاؤ ورنہ ایک دن نوبت وہاں آن پہنچے گی کہ نصیحت و گفتگو کا موقع گزر گیا ہو گا۔ میرا دل بھر آیا ہے اور لکھنے کا حوصلہ بھی نہیں رہا۔ اس سلطان کی روح سے تو ڈرتے اور شرم کرتے جو گھر میں بیت الحرام کی طرح نیک نام اور متبرک تھا، اس کے نام کو تم نے کارواں سرا بنا رکھا ہے۔ خدارا دیکھو کہ روح سلطان شیر کی طرح دھاڑ رہی ہے اور جو چھوٹے بڑے حادثے پیش آ رہے ہیں ان سے باخبر ہے۔ اپنے گناہوں کا انکار نہ کرو، قسمیں نہ کھاؤ اور باتوں کو توڑ مروڑ کے پیش مت کرو۔ گناہوں کا انکار، بڑا گناہ ہے۔ حضرت آدمؑ کی طرح "ربنا ظلمنا انفسنا" کہنا شروع کرو اور ابلیس کی طرح اپنے گناہوں کی حجت پیش نہ کرو۔ تمہیں اگر شیاطین کے مقابلے میں آدمی اچھے لگیں، تو کسی آدمی کا دامن پکڑو اور شیاطین کے تابع فرمان نہ بنو۔ (دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس عزیز کو ایسا کرنے کی توفیق دے اور اس کی مدد کرے) میری مزید تاکید ہے کہ اگر مجھ سے تمہیں حجاب اور دوری مقصود ہو، یا یہ سمجھو کہ میں مدد کے قابل نہیں، تو، شیخ شیوخ، امام عصر حسام الدین کی صحبت اختیار کرو مگر تمہیں تاکید و انتباہ ہے کہ دشمنوں کو بغلیں بجانے کا موقع نہ دو ۔

زین حال چو بشنود عدو شاد شود — از بہر خدا چو شادی اوست مکن
جہان آن بہ کہ عاقل تلخ گیرد — کہ شیریں زندگانی تلخ میرد [۵]

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

مکتوب ۶۹

اللہ مفتح الابواب۔

قاضی القضاۃ، عدل گستر، نیکی پرور، امام بزرگوار، عالم آزاد منش، بدر منیر، عز الحق والدین، اسلام اور مسلمانوں کی سربلندی، عالم ہدایت ویقین کو خدائے تعالیٰ طویل تر زندگی دے، ان کا مقام بلند باقی رکھے، ان کے لئے آسانیاں پیدا کرے، مشکلات سے انہیں دور رکھے اور ان کی شہرت واقبال وسعادت کو دوام بخشے۔ اس مخلص کے آداب وسلام کو قبول فرمائیں۔ جناب کی پر فوائد وفیوض ذات شریف کے ساتھ ملاقات کرنے کا بے حد اشتیاق ہے۔ اللہ تعالیٰ "اخوانا علی سرر[۱] متقابلین" کے طور پر ہمیں بساطِ صدق پر کسی روز اکٹھا کرے۔

آمین یارب العالمین۔

خیالک فی عینی واسمک فی فمی — وذکرک فی قلبی الی این اکتب
کتب علی نفسہ الرحمۃ لیجمعنا — اللہ یجمع بیننا ویرفع البعد عن بیننا

من وتو کرد آدمی رادو — بی من وتو، تو من بدی، من تو
کی بود ماز ماجد اماندہ؟ — من وتو رفتہ وخدا ماندہ [۲]

مکتوب ۷۰

اللہ مفتح الابواب

امیر بزرگوار، سپہ سالار، عالم عادل، اللہ کی تائید اور ظفر و نصرت کے حامل، مجاہد دوست ساز، شیرِ غار، لشکر کے ہراول دستے کے سالار، سلاطین کے مخلص، سعد الدولۃ والدین اللہ اسکے مرتبہ بلند اور اقبال کو دائم رکھے، اس کی آرزوئیں بر لائے اور اس کی نیکیاں، نمازیں اور صدقات، نیکیوں کے والی، دعاؤں کے قبول کرنے والے اور حاجتوں کے پورے کرنے والے اللہ تعالیٰ کو منظور و مقبول ہوں۔ اس کے دوست اللہ تعالیٰ کی نصرت سے بہرہ مند ہوں اور اس کے دشمن مقہور و مغضوب ہوں۔ مگر یاد رہے کہ عزیز ترین دوست عقل ہے اور انتہائی خطرناک دشمن نفسِ امارہ ہے

جاں می برد بحضرت حوران گلشنم — تن می کشد بخدمت کودان گلخنم
عیسٰی است جان پاک و خراست این تن پلید — پیکار خر ہمارہ بہ عیسٰیؑ برا فگنم
تالاف جرم می زند این ملاس روزگار — بر سینہ زخمہا پیاپی چوں نے زنم؟ [1]

نفس امارہ، ہمارے دین و دولت ایمان کا دشمن ہے اور دنیا و آخرت کا راہزن ہے۔ جو کوئی نیکی و اطاعت کی تلوار سے اس پر غالب آئے، وہ غازی یا مجاہد کہلائے گا۔ ایسے شخص کا نام دیوانِ دنیا ہی میں نہیں، عرش کے تخت پر بھی مرقوم ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی مدد کرے، اس کی نیکیاں قبول کرے اور اسے شکر کی توفیق دے کہ:

"اعملوا آل داؤد شکراً وقلیل من عبادی الشکور"

(اے آل داؤدؑ شکر ادا کرو اور میرے بندوں میں شکر گزار کم ہیں)۔

امیر کو راقم کا سلام و دعا۔ اس حقائق دان کے دیدار کا زمانہ اگرچہ قریب آ پہنچا مگر اس مختصر ملاقات سے روح کو تشفی نہیں ہوگی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جلد، پر امن اوقات اور مبارک حالات میں ملاقات وموانست کا موقع میسّر فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

حاملِ نامہ، سید بزرگوار، صاحب حسب ونسب، شرف الملّت والدین (اللہ تعالیٰ اس کے شرف کو باقی رکھے۔) آپ کا مستقل خدمت گزار ہے۔ امیر کے جملہ نیکو کاروں پر احسانات و اکرامات معروف رہے ہیں۔ سادات کرام (اللہ تعالیٰ ان کی عزت دوبالا کرے) پر امیر کی خصوصی توجہ رہی ہے۔ امیر عزیز کے انعام وکرام، اس کی فیاضی اور درویش پروری سے امید ہے کہ سید بزرگوار اس کی عنایات کا ذکر کرتے اور شکر ادا کرتے لوٹیں گے۔ امید ہے کہ سید موصوف بھی دیگر فقرا، صلحا اور حاجت مندوں کی طرح نوازے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اجرِ عظیم عطا کرے گا اور آپ کے یہ احسانات گزشتہ احسانات کا ضمیمہ اور تکملہ بنیں گے۔ دعا ہے کہ آپ ہمیشہ اہم اشخاص اور دور دراز کے مسافروں کی منزل مقصود رہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

"مخلوق خدا کا کنبہ ہے پس لوگوں میں بہتر وہ ہے جو اللہ کے کنبے کو فائدہ پہنچائے۔"

والسّلام۔

مکتوب ۱۷

اللہ مفتح الابواب

ای روحہای پاک درین تودہ ہای خاک . تاکی چو خس درین سفرے مستقر کنید؟
دیرست تاکہ دمدمہ حشر می زنند ای زندہ زادگان سرازاین خاک برکنید
عندی جمل من اشتیاق وحصول لایمکن شرحہا بکتب و رسول [1]
بل انتظر الرحمان والحال یحول ان یجمع بیننا فاصحی و اقول [2]

"یجمع بیننا" کی دل لگتی تفسیر یہ ہے کہ جب جمع ہوں گے تو بشرط عین "جمع ہونے کا کشف ہوگا۔ یہ ظاہری قول کے بغیر "احوال" کا ذکر ہے اور اس طرح اگر بعض

"احوال" کشف نہ ہوں اور محتاج بیان ہوں تو ازروئے قول اسے جمع ہونا نہیں کہیں گے۔ ابھی تفرقہ اور جدائی قائم رہے گا۔ مگر روح مکانی چیز نہیں ہے، اس لئے ازروئے مکان تفرقہ بھی نہیں ہے۔ تفرقہ حجابات کی وجہ سے ہے۔ جمع ہونا اسے کہتے ہیں جب تمام حجابات اٹھا دیے جائیں۔ آپ کے خاطر مبارک پر یہ باتیں روشن ہوں گی۔ اِس لئے طول کلام کی حاجت نہیں ہے، عقل مند کو اشارہ کافی ہے۔ کیونکہ وہ ازروئے سیاق غیر مذکور بات کو سمجھ لیتا ہے اور نکتے سے نکات پیدا کر لیتا ہے۔

عرض ہے کہ فرزند عزیز، طالب حق فخر الدین (خدا اسے ہمیشہ سعادت مند رکھے) آپ کے دعاگوؤں اور ثنا خوانوں میں سے ہے۔ وہ رات دن درس عشق کے حصول تقویٰ شعاری، قناعت طلبی، تقویت قلب، وسعت معرفت اور "مقصد صدق" کی نیز اصل اصول کی طرف توجہ کرنے میں مشغول و مصروف ہے۔ وہ علوم و فنون سے گزر کر وصول الی الحق کی طرف ہمت لگائے ہوئے ہے۔ اس کی بہن کا انتقال ہو چکا۔ (اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کرے)۔ بہتر ہوگا کہ مرحومہ کا ترکہ نیک کاموں میں صرف ہو۔ اس میں سے کچھ اس کی بہنوں کے لئے مخصوص ہوگا کہ؛

"واولوا الارحام بعضهم اولی ببعض فی کتاب اللہ"[۴]

امید ہے کہ آپ ان کے نفس کے احیاء کا بھی بندوبست کریں گے اور یہ دراصل جملہ خلائق کا احیائے نفوس ہوگا کہ؛

"ومن احیاها فکانما احیا الناس جمیعا"[۳]

فرزند عزیز صدرالدین (خدا اس کی سعادت کو دوام بخشے) وکالت و نیابت کی خاطر آپ کی خدمت میں آ رہا ہے۔ امید ہے کہ آپ پدرانہ شفقت فرماتے ہوئے کوشش کریں گے کہ حق دار کو مل جائے اور مرحومہ کی روح شاد و مسرور رہے۔ یہ نیکی آپ کے اس دن کام آئے گی جس دن لوگ "ماقدموا لانفسهم من خیر"[۴] کے محتاج ہوں گے۔ عدل کی ایک گھڑی ساٹھ سالہ عبادات سے افضل و بہتر ہے۔

"یوم تبلی السرائر"[۵]

آپ کی مہربانیاں اور نیکیاں ظاہر ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو خفیہ اور ظاہر نیکیاں کرنے اور دوسروں کے عیب چھپانے کا پورا صلہ دے کہ:

"ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ وان تک حسنۃ یضاعفھا ویؤت من لدنہ اجراً عظیما"

اکرام اہل الھویٰ من الکرم وامۃ العشق اضعف الامم

سلام علیہ یوم ولد ویوم یموت ویوم یبعث حیا

دعا ہے کہ آپ ہمیشہ لوگوں کے فریادرس اور حقائق و معارف بیان کرنے والے رہیں۔ آمین یارب العالمین۔

قاضی القضاۃ، صدر کبیر، بدر کامل، محقق مدقق، علم ہدایت، معدن علم و تقویٰ، بقیہ سلف، استاد خلف، عزالملۃ والدین، شرف الاسلام والمسلمین اور ناصح سلاطین کا مرتبہ بلند اللہ تعالیٰ قائم رکھے، اسے حق کی خاطر جینے اور مظلوم کے حقوق کا خیال کرنے کی توفیق دے، مکارم اخلاق کی راہ پر وہ گامزن رہے، اسے دین و دنیا کی زینت میسر ہو نیز دعا ہے کہ اس کی حیاتِ مبارک حضرت محمدؐ و آلِ محمدؐ کی برکت کے طفیل طویل تر ہو۔ راقم کا سلام و دعا قبول ہو۔ اس باغ امید اور فرح عین چہرے کو دیکھنے کی امید ہے۔ آپ کا دیدار غم اور مسرت انگیز ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے نظام مسرت بناتے رکھے۔ یقین مانیں کہ درد جدائی کے ہاتھوں تنگ ہوں اور شوق ملاقات سخت غالب ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ملاقات کی کوئی سبیل نکال دے۔ بیشک وہ جواب دینے والا اور قریب ہے۔ آپ کو زحمت دیتے رہے اور آپ احسان فرماتے ہی رہے۔ اللہ تعالیٰ ان نیکیوں اور احسانات کا صلہ دے۔ صلہ بھی معمولی نہیں بلکہ دعا ہے کہ سات سو یا ہزار گنا بلکہ بعض نیکیاں ایسی ہیں کہ ان کے صلے کی کوئی انتہا نہ ہو گی۔

عرض ہے کہ عزیز فرزند اور ارادت مند فخرالدین (اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرمائے) کے بعض رشتہ دار اس دنیا کی حرص اور جادو کے بندے بن رہے ہیں، جس کے بارے میں کہا گیا ہے:

دنیا ہاروت اور ماروت سے زیادہ پُر جادو ہے'

ان کی کوشش ہے کہ حق حقیقی حق دار کو نہ ملے، خصوصاً اس حق دار کو جو اپنے حق کو راہ خدا میں فدا کرنے کا آرزومند ہے اور احصرہ انی سبیل اللہ کے مصداق ہے۔ یہ لوگ شفقت و مہربانی کے نام پر بہانہ تراشیوں اور مکاریوں میں لگے ہوتے ہیں اور کرتے کچھ اور دکھاتے کچھ ہیں حالانکہ؛

واللہ احق ان تخشاہ"

(اور اللہ کا سب سے زیادہ حق ہے کہ اس سے ڈرا جائے)۔

آپ کے بزرگانہ لطف و کرم اور عنایت و احسان سے توقع ہے کہ معاملہ صحیح ہو گا اور حق، مستحق اور حق دار کو ملے گا۔ امید ہے کہ آپ اپنی کوششوں سے رکاوٹوں اور مشکلات کو دور فرمائیں گے۔ یہ کارِ خیر راقم پر احسان ہو گا اور مجھ پر سابقہ احسانات کا ضمیمہ بنے گا۔ کہتے ہیں کہ کسی نیک کام کے آغاز سے اس کا انجام اچھا ہوتا ہے۔ ابتدائے احسان، ہلال کا سا ہے۔ ہلال لطیف، مبارک اور مسرت انگیز ہوتا ہے۔ مگر وہ جب بڑا ہو کر بدر کامل بنتا ہے تو ایک دنیا کو چاندنی کے نور سے منور کرنے لگتا ہے۔ طاعتوں اور عبادتوں کے آغاز کا حال بھی اسی طرح ہے۔ جب یہ توفیق ایزدی سے مکمل ہوتی ہیں تو ان کے لطف و کمال کا کیا کہنا۔ اللہ تعالیٰ نیکو کاروں کو توفیق دے کہ وہ نیک کاموں کی انجام دہی کر سکیں کہ،

"ان تنصروا اللہ ینصرکم ویثبت اقدامکم"

مجھے امید ہے کہ آپ امورِ خیر میں دل لگا کر سعی فرماتے ہیں۔ آنکھوں کا سرمہ سا بنانا اور ہے اور حقیقی سرمہ اور۔ توقع ہے کہ میرے عزیز کی مدد کو آپ روزِ معاد کی نیکیوں کا ذخیرہ بنائیں گے۔ خدا آپ کو ہمیشہ خواص کی مشکلات کا حل کرنے والا اور عوام کا مصلح، مظلوموں کا فریاد رس اور بے سہارا لوگوں کا مربّی اور دادرس بنائے۔

آمین یارب العالمین۔

Anjuman Taraqqi Urdu Library

مکتوب ۷۲

اللہ مفتح الابواب

خواجہ عالم کی روحِ مبارک اس جہان سے گریزاں اور اس دوسرے جہان کی آرزومند اور مشتاق ہے۔ وہ ارکان و جوانب سے منزہ ذات کی طرف دیکھ رہا ہے۔ اسی کے آگے دعا گو ہے۔ دعا و مناجات کرتا ہے کہ ہمیں اپنا راستہ دکھا اور اس بیابان اور طوفان کی موجوں سے ساحل نجات پر پہنچا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اہل جہان کی نجات ہمیشہ اللہ کے خاص بندوں میں سے کسی سے وابستہ ہے۔ لوگ گنبد آسمان کی طرف دیکھتے ہیں مگر اس کا دروازہ کہاں کھلتا ہے۔ تم کسی ولی اللہ کی رضا تلاش کرو اور گنبد آسمان کی طرف دیکھنے کی ضرورت نہیں۔ صادق اور امین رسول علیہ صلوٰت اللہ نے فرمایا:

"اے امتِ مسلمانان، آخری زمانہ میں جب تم درماندہ اور مضمحل ہو، تو اللہ کی رضا کا وسیلہ تلاش کرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے کسی خاص بندے سے جس کے بارے میں تمہارا گمان اچھا ہو، پناہ مانگو۔"

حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں جب طوفان آیا، تو حضرت نوحؑ کے علاوہ کوئی دوسری پناہ نہ تھی۔ اس وقت نوحؑ کی طرف مراجعت کرنے والے ہی مبارک تھے۔ نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

"اے میری امت، طوفان ہر زمانے میں ہیں۔ ان طوفانوں میں ایک نوح بھی ہے جو قطبِ عصر ہے یا خلیفہ وقت۔ جس کسی نے اس کا دامن پکڑا، وہ کشتی نوح علیہ السلام میں سوار ہو گیا اور طوفان سے نجات پا گیا۔"

یہ چند باتیں خواجہ عالم (اللہ تعالیٰ اس کا مقام بلند باقی رکھے) کی نیکیوں اور احسانات کو سامنے رکھ کر ہی قلم برداشتہ لکھی گئیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے احسانات کا

بدلہ دے گا کہ

"ھل جزاء الاحسان[1] الا الاحسان"

اے نیکو کاروں کے فخر، مخلصوں کی گواہی سن اور ان کا خط بغور پڑھ۔ سنگلاخ اور شور زمین میں آبِ رواں کو برباد نہ کر۔ اس بذل و بخشش کو زندہ دلوں کے لئے مخصوص کر کہ "والبلد الطیب یخرج نباتہ باذن ربہ"[2]

سپاس گزاروں اور ناسپاسوں میں خطِ امتیاز کھینچو، مؤخر الذکر گروہ نے خواہ درویشوں کا خرقہ و طیلسان پہن رکھا ہو، مگر وہ نورِ جان اور حکمت لسان سے محروم ہیں کتنے خرقے، عمامے اور طیلسانیں ہیں جن کے نیچے اگر چشم معنی سے دیکھو تو دوزخ کی دہکتی ہوئی آگ نظر آئے گی۔ جبھی حدیث شریف میں آیا ہے کہ:

"اللہ تعالیٰ تمہاری ظاہری صورتوں کو نہیں دیکھتا۔"

کافروں کا یہ معمول رہا ہے کہ وہ پیغامبروں کے ساتھ ناجوانمردانہ اور غیر شریفانہ سلوک روا رکھتے تھے مگر برادرانِ کفر کے وہ ہمدرد اور غمخوار تھے۔ وہ عمامے اور پتھر کو ساتھ باندھتے رہے[3] اور لعل و گوہر کو پتھر سے برباد کرتے رہے۔ یہ آپ کے دوست کہاں ہیں اور ان کو دیے جانے والے صدقات کیسے مقبول ہیں کہ:

"وما منعھم ان تقبل منھم نفقاتھم[4] الا انھم کفروا باللہ و برسولہ"

اور ان کی آنکھیں کہاں روشن ہیں؟ وہ بھیڑیئے یا کتے کو ہڈی دیں یا حضرت یوسفؑ کو کھانا کھلائیں، ان کی نظر میں برابر ہے، نعوذ باللہ۔ مگر زندہ دلوں کو ان نزاکتوں کا احساس ہے۔ انہیں معلوم ہے کہ یہ دونوں کام ہیں مگر ان میں بے حد تفاوت ہے۔

مجھے اس زحمت دہی پر افسوس ہے لیکن جب معلوم ہوا کہ رطب دیابس سب آپ کے بھوک اور تفضل کشادم اور آپ کی نصرت و معاونت سے منسوب ہیں تو الطیبات للطیبین[5] کے مطابق آپ کو متوجہ کرنا اور زحمت دینا ضروری جانا۔ کیونکہ اکثر آپ کو زحمت دیتا رہا ہوں اس لئے ایک اور زحمت دینے کی جرأت کر دی۔ خوشی ہوئی کہ حق، حقدار تک پہنچا۔ اللہ کے اس فضل و کرم کا بے حد سپاس ہے۔ اللہ کرے آپ یہ خیرات اور صدقات جاری

کہیں۔ آپ کی نیتِ نیک کا راقم کیا کہے۔ آپ نے خود میرے دل کی بات لکھی ہے التماس ہے کہ حاجت مندوں کو دی جانے والی خیرات ان سے واپس مت لو۔ یہ چھوٹی بات ہوگی۔ کیونکہ درویش کو آب و نان مل جائے گا، مگر آپ کو ایسے درویش نہ ملیں گے۔

دعا ہے کہ ہمارے صاف باطن سلطان کا اقبال و دولت دائم رہے اور مزید پھلے پھولے۔ ان شاء اللہ یہ فخرِ سلاطین، مہدی آخر زمان اور خوش نصیب شخص عنایت ایزدی اور صاحب دلوں کی توجہ میں دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کرتا رہے۔ دائمی اور فراواں سلام و دعا قبول ہوں۔

مکتوب ۳۷

اللہ مفتح الابواب

مفکر محترم، افتخار صدور، وزیر گرامی، صدر اعظم، ملک الوزراء، معین حق، جلیل اصیل، تاج الملۃ والدین جو اسلام اور مسلمانوں کے معاون ہیں (اللہ تعالیٰ اس کا مقام بلند قائم رکھے، اس کا اقبال دوچند کرے اور اس کی مدد فرماتے) پر سلام ہو۔ بار بار لکھنے کا معذرت خواہ ہوں۔

حدیث قدسی ہے کہ:

"اسلام کی ابتدا غریب و مسافر کے طور پر ہوئی اور وہ غریب اور مسافر ہی رہے گا۔"

جس کسی کی روح حقیقتِ اسلام کی کسی قدر شناسا ہوئی، وہ لوگوں میں "غریب" سی رہتا ہے۔ وہ مخلوق سے کامل اختلاط نہیں رکھتا اور اجنبیوں کی طرح رہتا ہے۔ کفار انبیاءؑ اور اولیاء اللہ کو پہچان کر ان کو قتل کرنے کے ارادے کرتے رہے، ان پر الزامات اور بہتانات لگاتے رہے اور انہیں اپنے شہر و دیار سے نکالتے رہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

"ففریقا کذبتم وفریقا تقتلون"[1]

بعد میں انبیاء علیہ السلام اور اولیاء اللہ نصرت خداوندی سے مستفید ہوتے۔ خشکی اور تری کے جانور خواہ ایک ہی قبیلے کے ہوں۔ ایک دوسرے سے نہیں ملتے اور جداگانہ زندگی گزارتے ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام نے جب اپنے باپ اور رشتہ داروں کی بیگانگی دیکھی تو فرمایا کہ:

"انا بری منکم"

مگر کوئی مسافر اور اجنبی دوست خواہ کہیں سے وارد ہوا ہے۔ وہ اگر ہم خیال اور دلدار ہے تو اپنے محلے کا ہے اور رشتہ دار بھی ہے کہ:

"انما المومنون اخوۃ"

اور کہا گیا ہے کہ "ایک مسافر دوسرے مسافر کا دم ساز ہوتا ہے"

آپ کا خلوص و اخلاص عجیب و نادر ہے۔ آپ کو احساس ہوگا کہ راقم کی جملہ کوششیں فخر المشائخ (اللہ تعالیٰ ان کی برکات جاری رکھے) کے حق و استحقاق کی خاطر وقف ہیں اور ان میں اپنی کوئی غرض و آرزو پوشیدہ نہیں ہے۔ ہر کوئی اپنے مقام و مرتبے پر خرسند ہوتا ہے، مگر ضیاء الدین مرحوم کا مرتبہ بہت بلند تھا۔ اگر کوئی سو سال مجاہدہ کرے تو ان کے مرتبے کی گرد تک شاید پہنچ سکے گا۔ ان کے پاس مال و دولت زیادہ نہ تھا مگر وراثتاً کا استحقاق ضروری ہے۔ اسی لئے میں نے ایک دو دفعہ عرض کیا۔ یہ کور دل اور کور باطن لوگ راہ زنی میں مصروف ہیں اور ان کی تعداد میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ خدا کی قسم اس راقم کا مدعا و مقصد ملک و ملت کی بہبودی اور اصلاح ہے۔ امید ہے کہ آپ آخرت کی پونجی جمع کرنے اور مجبوری کے دن میں نصرت مند ہونے کے سلسلے میں ان کاموں میں میری مدد کریں گے۔ دیگر نصیحت کیا کروں سہ

استاد تو عشق است چو آنجا برسی — او خود بزبانِ حال گوید چون کن
دانم کہ تو گوہر زخسی بشناسی — تو باز سپید از مگسی بشناسی

ترجمہ پہلے نقل ہو چکا۔

اگرچہ ہر لوہے کی قیمت ہے اور وہ مفید ہوتا ہے لیکن عقل مند ہی جانتے ہیں کہ

ہو ہے کہ آئینہ کائنات بنانے میں کتنی کوشش کرنی پڑتی ہے، تکلیف اٹھانی پڑتی ہے اور مدتوں کا انتظار کرنا پڑتا ہے۔ یوں آئینہ بنتا اور اہل عالم کے کام آتا ہے۔ (یہاں تک لکھا تھا کہ قلم نے مزید ساتھ نہ دیا) دعا ہے کہ آپ ہمیشہ کامیاب رہیں۔ والسلام۔

مکتوب ۴۷

اللہ مفتح الابواب

ملک الوزراء، آصفِ عصر، عمدہ سلطنت، پدرِ سلاطین، اسلام اور مسلمانوں کی پناہ، دو جہاں میں عدل پھیلانے والے، نیکیوں اور احسانات کے ضامن، صدر اعظم، وزیر مکرم، (اللہ تعالیٰ اس کے مرتبہ بلند کو باقی رکھے اور اس کی سلطنت کو دائم رکھے) کی محفل بزرگانہ کی سعادت و اقبال قائم رہے۔ اس کے لازوال اقبال و سعادت کو کسی خادم کی ضرورت ہے نہ اس کے بخت کو کسی ملازم کی احتیاج ہے۔ دعا ہے کہ ہمیشہ اس کے درجات اور مقامات بلند ہوں اور اس کی سربلندی اور بلند مقامی کے اسباب فراوانی کے ساتھ میسر بھی ہوں۔

"انہ مجیب قریب"

اس مخلصِ صادق اور حقیقی خیر خواہ کا دعا و سلام قبول ہو۔ یقین جانیں کہ اس چہرہ مبارک کو دیکھنے کی بے حد آرزو ہے۔ آپ چونکہ محتاجوں، مظلوموں اور مستحقوں کی مدد پر متوجہ رہتے ہیں اور اہل تقویٰ و دین کا آپ کو خاص خیال ہے، اس لئے کبھی کبھار آپ کو احتیاجات کی اطلاع دینا ضروری ہے تاکہ آپ ملک الوزراء کی سعی سے جوئے خیرات کا پانی متحرک رہے اور طاعت و احسان کے ساتھ آخرت کی کھیتی سرسبز ہوتی رہے۔

فخر مشائخ و ابدال، بایزید عصر، جنید زمان، واحد الرجال حسام الدین (اللہ تعالیٰ ان کی برکات جاری رکھے) کے حالات سے آپ پوشیدہ نا آگاہ نہ ہوں گے۔ آپ کے ایام خلوت اور مراقبے میں گزرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ان کے امور دنیا خلل پذیر رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے کمال قدرت سے اولیاء کو اپنے خزانہ خاص سے روزی پہنچاتا ہے یا مخلوق کی آزمائش و ابتلاء کی خاطر ان کی روزی کو لوگوں کے توسط سے مہیا فرماتا ہے

حضرت عیسٰی علیہ السلام کی زبان سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

"من انصاری[1] الی اللہ"

اللہ تعالیٰ خود عیسٰی کی مدد کر لیتا مگر اپنی رحمت و بخشش کی خاطر یہ کام دگوں کے حوالے کیا۔ اسی طرح نبی اکرم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"حسبک اللہ و من اتبعک من المومنین[2]"

ایک دوسرے مقام پر ہے:

"ان تنصروا اللہ ینصرکم[3]"

یہ اللہ تعالیٰ کا ہم راز بننے اور اس کی رحمت سے مستفید ہونے کی بات ہے۔ پس جو اللہ سے دوستی کا طالب ہو، اسے چاہیے کہ اولیاء اللہ سے دوستی کرے اور جان و مال اور دیگر ممکنہ طریقوں سے ان کی مدد کرے۔ طالبان حق کو چاہیے کہ اولیاء اللہ کو دوسروں ایسا نہ جانیں کہ:

اندر این راہ چو طاؤس بکار است مگس

(ترجمہ:۔ اس راستے میں مکھی سے مور کا کام لیا جا رہا ہے)

مور اور مکھی کو کوئی صاحب عقل برابر نہ کہے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اولیاء کے گروہ نادر کو لوگ غنیمت جانیں تاکہ زمانہ ان کی خواہش و مراد کے مطابق ہو، اولیاء اللہ تمہارے معاون ہوں اور روز جزا حسرت نہ کریں کہ:

"فمالنا من شافعین[4] ولا صدیق حمیم"

اس دن کوئی دوست بجز اولیاء اللہ، کسی دوسرے دوست کے کام نہ آئے گا۔

"الاخلاء یومئذ بعضھم لبعض عدو[5] الا المتقین"

اس زمانے میں ملک الوزراء (اللہ تعالیٰ اس کے مرتبہ بلند کو قائم رکھے) کے سوا کوئی دوسرا اگر رحمت حق کا مستحق ہونے کی خاطر زحمت برداشت کرتا، تو میں اسی کو کہتا۔ عرض ہے کہ ابھی ابھی جو جگہ خالی ہوئی، اس کے لئے بربنائے احتیاج شیخ صدرالدین (اللہ تعالیٰ ان کی برکات کو جاری رکھے) وہاں آ رہے ہیں۔ اگر یہ کام ان کو مل جائے،

تو مناسب تر ہوگا، اور یہ اس راقم پر احسان بھی ہوگا۔ اور جملہ اہل خیر آپ کے لئے دعاگو رہیں گے۔ دعا ہے کہ آپ ہمیشہ نیکیوں اور سعادت مندوں کے مصدر و مرکز بنے رہیں۔ والسّلام۔

مکتوب ۷۵

اللہ مفتح الابواب۔

ذات ہمایوں کا مبارک چہرہ ہمیشہ مقاصد و مرادات اور حاجات کا بر لانے والا ہو ؎

حدیقۃ العدل سدرۃ الکرم رفیع المجد مصور الشرف ؎

امیر موصوف کی ذات زہر نقصان و تکلیف کا تریاق ہے اور اس کے ارکانِ حکومت بھی غریب پروری اور مشکل کشائی میں اپنے سرور کے مقلّد ہیں۔ راقم کا لازوال اور بے ریا سلام قبول ہو اور دعا ہے کہ ہماری مومنانہ محبت اور مؤدت لاکھوں سال تک بے تبدل و تغیر اور کما کان رہے کہ ؛

"الف بین قلوبھم لو انفقت ما فی الارض جمیعا ما الفت بین قلوبھم" (۸:۶۳)

(خدا نے مومنوں کے دل میں الفت ڈالی۔ اگر تو زمین میں موجود سب چیز خرچ کر ڈالتا تو ان کے دلوں میں الفت پیدا نہ کر سکتا)۔

ہر دن قاصد صبا کے ہاتھ سلام و دعا کا تحفہ ارسال کیا جا رہا ہے۔ دعا ہے کہ الفت و مؤدت کو غبار نسیاں مکدّر نہ کرے اور مرور ایام سے اس میں خلل نہ ہو۔ امید ہے کہ آپ پروردگار کی صفت راحت و نرمی کے ساتھ کہ ؛

"انہ رؤف بالعباد"

میری لغزش و خطا اور سستی اور کاہلی کا بُرا نہ مانیں گے۔

میں چاہتا تھا کہ کبھی آئینۂ مؤدت کو غبارِ فراموشی سے صاف کروں۔ اسی لئے دعا و سلام بھیجنے کے کسی بہانے کی تلاش میں تھا۔ اتفاقاً اس خط کا حامل جو آپ کا خیر خواہ ہے اور آپ کے احسانات کا ممنون ہے یہاں آیا اور مجھ سے التماس کی

کہ آپ کو چند سفارشی کلمات لکھوں۔ امید ہے کہ آپ نے ولی النعام کے طور پر جو مہربانیاں مجھ پر کی ہیں، انہیں حاملِ خط کے لئے بھی مخصوص کریں گے۔ میں نے آپ کی نظرِ عنایت کو ہمیشہ نیک فال جانا اور ہلال عید سے بھی اسے مبارک تر اور پسندیدہ تر پایا ہے۔ اب امید ہے کہ حاملِ خط بھی اپنی امید کے مطابق ویسا ہی خوش وخرم لوٹے گا جیسے دیگر مخلوق لوٹتی اور آپ کے احسانات کا ذکر وشکر کرتی رہتی ہے۔ دعا ہے کہ آپ کی یہ نیکی دین و دنیا کی مزید رونق کا موجب بنے اور آپ کی سعادت و اقبال دوچند ہو۔ آمین یا رب العالمین۔

مکتوب ۷۶

اللہ مفتح الابواب

ملک الامراء، سرورِ خواص، پناہ مخلوق، محی انصاف، صاحب علم وفضل، پاکیزہ خیال، نادرِ زمان، ضامن امن وامان، شریف ذکر، دقیق فکر، صاحب حسب ونسب امیر الغ بیگ پروانہ پر دعا ہے کہ نیکیوں کے دروازے کھلے رہیں۔ دعا ہے کہ امیر سے ملاقات کرنے اور اس کے خوش دیدار چہرے کو دیکھنے کی سعادت جلد نصیب ہو اور ہم برادرانِ "سرر متقابلین" پر براجمان ہو سکیں۔ یہ راقم صوری طور پر امیر سے دور سہی مگر معنوی طور پر اس کے ساتھ اور قرب میں زندگی گزار رہا ہے کیونکہ دلوں کی محبت کے بیچ میں کوئی اوٹ نہیں آسکتی ؎

فقلت وما نفعی بقرب دیارہٖ اذا لم یکن بین القلوب قریب

وقال سلام علی الغائب والحاضر [1]

جناب پروانہ بک کی عظیم نیکیوں کی شہرت سننے میں آتی رہی ہے۔ آپ لوگوں کی مشکلات دور کرنے اور حاجت مندوں کو صدقات دینے میں ممتاز ومعروف رہے ہیں۔ میری آرزو رہی ہے کہ آپ کی نیکیاں بہتر مصرف میں کام آئیں کیونکہ نیت عظیم کا حاصل بھی عظیم ہونا چاہیے۔ عقل مندوں نے کہا ہے کہ اعلیٰ نسب شخص کی بات بھی بالعموم اعلیٰ ہوتی ہے۔ خلاصہ یہ کہ میں آپ کی کشتِ نیکو کی تخم ریزی زرخیز زمین میں کرنے

کا آرزومند رہا ہوں تاکہ اس کی پیداوار قابلِ رشک ہو۔ میرا اشارہ شیخ بزرگوار ، پرہیزگار کامل، عارف حقانی، امین غیب، جنید عصر، ولی اللہ شیخ حسام الدین کی مدد اور معاونت کے بارے میں ہے (اللہ تعالیٰ ان کی برکات جاری رکھے)۔ آپ کی یہ نیکی آپ کے سابقہ احسانات میں اضافہ اور تکملہ ہو گی۔ نیکیوں کے مقبول حق ہونے کی علامت یہ ہے کہ آدمی انہیں بار بار انجام دیتا رہے۔ اگر میری ان باتوں کو جناب کا خاطرِ روشن اور ذہنِ زیرک قبول کرے، تو یہ مدد جلد کریں کیونکہ شفقت کا وقت آپہنچا اور جانے کا وقت دور نہیں مگر:

"وما یذکرون الا ان یشاء اللہ رب العالمین ھو اھل التقویٰ و اھل المغفرۃ"

دعا ہے کہ آپ ہمیشہ محسن اور نیکوکار رہیں۔ والسلام۔

مکتوب ۷۷

اللہ مفتح الابواب

گل خندان کہ نخندد چہ کند　　علم از مشک نبندد چہ کند

جس کسی کو خدائے تعالیٰ نے برگزیدہ بنایا اور کرم و بخشش کی صفت اس میں پنہاں کی اور "ولقد اخترناھم علی علم علی العالمین" کا تاج اس کے سر پر رکھا (اللہ تعالیٰ اس کا سایہ اہل جہاں پر قائم رکھے)، وہ بندہ پروری اور مسکین نوازی نہ کرے گا تو کیا کرے گا؟ میں نے اس امر پر کئی بار خدا اور مخلوق کو گواہ بنایا کہ میرے مخدوم کا اندیشہ و فکر، میرا اندیشہ و فکر ہے، اور جو کچھ میرے مخدوم فرمائیں، وہ میری گفتار محسوب ہو سکتی ہے۔ حق تعالیٰ نے ہماری روح کی احتیاجات پوری کرنے کی خاطر میرے مخدوم کی صورت کو مجسم کیا ہے۔ مخدوم حسام الدین (اللہ تعالیٰ ان کی شانِ مخدومی باقی رکھے) کی ذات میں اور انکے ارشادات اور خطابات میں ہماری روحانی احتیاجات مضمر ہیں۔ بہاؤ الدین کی مرادیں پوری ہوں یا نہ ہوں، یہ فخر اس کے لئے کیا کم ہے کہ آپ مخدوم کی صحبت سے مستفید ہے اور آپ کے آفتاب سے ذرہ وار فیض یاب ہو رہا ہے۔ جو یہ کہے کہ یہ بات "چلپی" نے کہی اور "مولانا" نے نہیں کہی وہ غلطی پر ہے کہ

از ہر دو کون گوشہ خلوت گزیدہ ام — بیرون ز کفر و دین رہ دیگر گرفتہ ام
زان چشمہ حیات کہ در کوی دوست بود — تا روز حشر ملک سکندر گرفتہ ام
گر شکر شوم شکر تو نتوانم گفت — ور عذر شوم عذر تو نتوانم گفت ؎

ہزاروں سلام و دعا اور سپاس گزاری عرض کر رہا ہوں۔ آرزوئے ملاقات دل میں مسلسل کروٹیں لے رہی ہے۔ سعادت اور خیر طلبی کی دعاؤں میں مشغول ہوں۔ آپ کے دربار روحانی سے جو طالبان حق اور گناہ گاروں کی مدد اور راہنمائی میں مصروف و مشغول ہے، مدد و نصرت کا طالب ہوں۔ دعا ہے کہ آپ کی عفو پذیری، مسرت و جوانمردی اور بے نظیر راہبری کی صفات سے اہل جہاں طویل مدت تک بہرہ مند ہوتے رہیں اور آپ کے وجود کا حرز اعظم تو زمانہ آخر کی مصائب و آلام کو دور کرنے والا ہے۔ محفوظ و مامون رہے۔ آمین یارب العالمین۔ آپ کی توجہ و دعا کا شکر گزار ہوں۔ والسلام۔

مکتوب ۷۸

اللہ مفتح الابواب

صاحب عالم (اللہ تعالیٰ اس کی سلطنت کو دوام اور عظمت بخشے اور اہل عالم اس کے سایہ علم و دانش میں ہوں) کے عدل و احسان کا سایہ مدت ہائے مدید تک اہل جہاں پر باقی رہے۔

صاحب عالم (اللہ تعالیٰ اس کی سلطنت کو باقی رکھے) کی رائے عالی پر یہ بات واضح ہوگی کہ شیخ المشائخ بایزید عصر، جنید زمان، امین قلوب، حسام الحق والدین (اللہ تعالیٰ ان کی برکت جاری رکھے) کا داماد ان دنوں تکلیف کے دن گزار رہا ہے اور اسے مدد کی احتیاج ہے۔ وہ ان دنوں میرا بھی آرام دل اور روشنی چشم ہے۔ آپ کو علم ہو گا کہ سید المشائخ نے کئی بار سفر ہجرت کا ارادہ کیا، اور میں ہزار حیلہ مانع رہا۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ آپ کا خطہ مملکت (اللہ تعالیٰ اسے باعظمت رکھے) ایسے یگانہ وجود سے خالی اور محروم ہو۔ مشہور و معروف بادشاہوں کی ہمیشہ خواہش رہی ہے کہ ان کی مملکت میں خاصان حق مقیم رہیں۔ وہ خاصان حق کے وجود کو خزانے اور لشکر سے

بھی زیادہ ضروری سمجھتے رہے ہیں۔ صاحبِ عالم تو الحمد اللہ اہل دل افراد کے طالب ہیں مگر ان دنوں ہمارے ارادت مندوں اور فرزندوں نے شکایت کی کہ والیِ منطقہ انہیں ستا رہا ہے، اور ان کا ستانا سید المشائخ کا اور میرا ستانا ہے۔ میں عرصے تک آپ کو سرد ردی دینے میں تامل کرتا رہا، مگر اب معاملہ حد سے تجاوز کر گیا۔ اس لیے مناسب جانا کہ آپ صاحب عالم سکندر زمان (اللہ تعالیٰ اس سلطنت کو دائم رکھے) کے توسط سے اس والی و حاکم کے ظلم و تعدی کا سدباب کریں۔ مقصد یہ کہ لوگ آپ کی سلطنتِ پر قدرت کے زیر سایہ کعبۃ الحرام کے کبوتروں کی طرح امن و امان میں رہیں۔ والسلام

آپ کی دعاؤں پر مفتخر
محمد بن محمد بن حسین بلخی

مکتوب ۷۹

اللہ مفتح الابواب۔

امیر بزرگوار اور ولی نعمت شمس الدولۃ والدین کی نیکی، نیک اندیشی، مظلوم نوازی، درویش پروری، بلند ہمتی اور عاقبت بینی کے ثمرات روز جزا تک بے حد و حساب ہوتے رہیں کہ؟

"وان تک حسنۃ یضاعفھا"

امیر فرشتہ اخلاق ہے، اسلام کی پناہ، فخر امرا اور مقبولِ سلاطین ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے مرتبہ بلند کو باقی رکھے، اس کے دشمن مغضوب باری رہیں اور اس کے دوست اور خیر خواہ نصرت خداوندی کی پناہ میں ہوں۔ دعا ہے کہ حضرت محمدؐ اور آل محمدؐ کی برکات کے توسط سے اس سلطنت اور اس کے مکینوں کے حالات بہتر ہوں۔

امیر موصوف کو سلام و دعا قبول ہو۔ مجھے اپنے احوال پرسوں، سپاس گزاروں اور دعاگوؤں میں سے جانیں۔ آپ کے مبارک گوہر استعداد، حسن ادب اور کمال ادراک کو میں کیسے بھول سکتا ہوں۔ مگر آپ مملکت کی بہتری کے کاموں میں مشغول رہتے ہیں، اس

لئے میں اب تک سمع خراشی، سر دردی اور مزاحمت سے گریزاں رہا۔ خدارا اس احتیاط کو قطع روابط نہ جانیں۔ دعا ہے کہ آپ سے یہاں جلد ملاقات میسّر ہو، اور وہاں عقبیٰ میں بھی ہم "اخوانا علی سرر متقابلین" ہوں۔

آپ نے فرزند عزیز، صاحب حسب ونسب اور پاک گوہر صدرالدین (اللہ تعالیٰ اس کی سعادت مندی کو قائم رکھے) کے ساتھ مہربانی کا آغاز کیا ہے۔ وہ شکر گزار ہے مگر امید ہے کہ آپ ان مہربانیوں کا اتمام بھی فرمائیں گے۔ نیکی کا آغاز مبارک ہے مگر اس کے انجام کی برکت بے حد وحساب ہے۔ ماہِ نو کتنا خوب صورت اور خوش آئند ہے مگر اس کے تکامل (بدر) کا حسن آپ خود جانتے ہیں۔

راقم اور سید المشائخ، سرور ابدال، امین قلب، جنید زمان، حسام الدین (اللہ تعالیٰ ان کی برکات جاری رکھے) کے تعلقات کا آپ کو علم ہے۔ اس فخر مشائخ کے حضرت ذوالجلال کے ساتھ وہ روابط قرب ہیں جو ہمارے تعلقات سے لاکھوں گنا زیادہ کہے جا سکتے ہیں مگر ان کے تحریر کرنے کا موقع ومحل نہیں ہے۔ حضرت موصوف کے متعدد مرید ہیں، مگر صدرالدین کی اور ہی شان ہے۔ اس لیے اس کے ساتھ نیکی کرنے کو آپ دوسروں کے ساتھ نیکی کرنے جیسا خیال نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ کو ہی معلوم ہے کہ اس عزیز کے ساتھ نیکی اور حسنِ سلوک کا آپ کو کیا صلہ ملے گا مگر راقم ان احسانات کا بے حد زیر بار ہو گا۔ دعا ہے کہ آپ ہمیشہ محسن اور نیکوکار رہیں۔ آمین۔

مکتوب ۸۰

اللہ مفتح الابواب

امیر بزرگوار، خدا ترس، عاقبت بین، بردبار، کریم، امر خداوندی کی تعظیم بجالانے والے اور مخلوق خداوندی پر شفقت کرنے والے گروہ "اشداء علی الکفار رحماء بینھم" والے، سلاطین کے ندیم مخصوص، کفار کے قلع وقمع کرنے والے الغ قتلغ بیگ پروانہ بک کی نیکیوں، دین پروری، مظلوم نوازی اور عدل گستری پر ثبات واستحکام خدائے تعالیٰ کے ہاں مقبول اور لوگوں کے نزدیک وجہ سپاس وذکر رہے۔

"غافر الذنب وقابل التوب"[۲]

اس کے مقامِ بلند کو قائم رکھے اور اس کے دشمنوں کو نامراد کرے۔ راقم کا سلام و دعا قبول ہو۔ آرزوئے ملاقات سینے میں موج زن ہے۔ اللہ تعالیٰ دیدار اور احوال پرسی کی توفیق ارزانی دے۔

عرض ہے کہ جناب کا اخلاقِ بلند، اخلاص، مظلوموں کی مدد اور ان درویشوں کی اعانت جو "لاتلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله"[۳] کے مصداق ہیں، اظہر من الشمس ہے مگر ان دنوں آپ کی احسانات سرشتی سے بے خبر بعض دراویش نے خواہرۂ عزیزہ عابدہ زاہدہ (ادام الله عصمتها) کے زاویہ و خانقاہ میں اجتماع کر رکھا ہے۔ وہ اپنی پریشاں خاطری کو دل جمعی میں بدلنے کی خاطر وہاں جمع ہوئے ہیں، مگر امیر بزرگوار ان کی دل داری کا زیادہ مستحق تھے۔ امید ہے کہ آپ ان کی دعاؤں کو غنیمت جانیں گے اور مامورین کو حکم دیں گے کہ دراویش کو تکلیف نہ ہو اور وہاں ہی پڑے نہ رہیں۔ میں چاہتا تھا کہ اس التماس کے لئے خود حاضر خدمت ہوتا، مگر ملک الوزراء کے بارے میں جانتا ہوں کہ وہ نیکی و احسان کے کاموں کو انجام دینے کی خاطر معمولی خبر کو بہانہ بنا کر مستعدی دکھاتے ہیں۔ دعا ہے کہ امیر بزرگوار ہمیشہ نیکی و احسان کی راہ پر گامزن رہے۔ آمین یارب العالمین۔

مکتوب ۸۱

اللہ مفتح الابواب

سید امراء، برگزیدۂ افراد، فخر اکابر، عالی ہمت، فرشتہ اخلاق و اوصاف، معدن نیکی و انصاف، مقرّب سلاطین، پناہ فقراء، حامی ضعفا، پناہ مظلومین جلال الملۃ والدین کو دونوں جہان کی سعادت اور آسمانی و غیبی امداد میسر رہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا مرتبہ عظیم باقی رکھے اور عدل و انصاف اور دولت و اقبال اس کے بندگانِ درگاہ بنے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر حال میں اس کا حامی و ناصر اور یار و مددگار رہے، اور حضرت محمدؐ اور آلِ محمدؐ کے طفیل اسے یہ توفیق ملے کہ رعایا کی دل داری اور دلجوئی کرتا رہے۔

سید امراء کا خاطر مبارک چونکہ علماء و فضلا کی تربیت اور فقراء و درویش کی دلجوئی پر متوجہ رہتا ہے، اس لئے کسی فقیر ربانی اور محقق روحانی کی احتیاجات کا علم ہو، تو اس امر کا آپ کی خدمت میں عرض کرنا عین ثواب ہے۔ اس لئے التماس ہے کہ سلطنت مشائخ و ابدال کے وارث، مردانِ حق میں سرّ اللہ، جنید طریق، بایزید حقیقت، انوار الٰہی کے فیض یافتہ، اشراقات و انوار معارف کے حامل، مخصوص نور بوالطن، صلاح الحق والدین (اللہ ان کے راز کو پاک فرمائے اور اہل عالم کو ان کے نور و برکت سے مستفید فرمائے) نے ان دنوں ایک باغ خریدا ہے۔ انہوں نے قیمت ادا کر دی مگر آٹھ سو درہم ادا کرنے ابھی باقی ہیں۔ پندرہ روز کی مہلت باقی ہے۔ ہم نے ہر طرف دیکھا مگر مدد و معاونت کے لئے کوئی مناسب شخصیت نظر نہ آئی۔ آخر میں آپ ہی کی طرف رجوع کرنا پڑ رہا ہے۔ امید ہے کہ آپ اپنی درویش نوازی اور فقیر پروری کی سرشت کے مطابق یہ رقم فراہم فرمائیں گے اور اس نیکی کو اس دن کا زادِ راہ بنائیں گے جس دن لوگ اعمال صالح کو ترس رہے ہوں گے۔ فقرائے حق درحقیقت سلاطین دو عالم ہیں۔ عام فقراء ان کے مرتبے کو کہاں پہنچ سکتے ہیں۔ مگر عوام جبہ و دستار اور خرقے کا دھوکہ کھا جاتے ہیں۔ بہر صورت فقرائے ربانی کے ساتھ نیکی کرنا غیر معمولی نیکی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ امیر یگانہ کی بصیرت اور مراد کو حرمان اور بدنصیبی کے پردے سے محفوظ رکھے۔ آمین یارب العالمین۔

مکتوب ۸۲

اللہ مفتح الابواب

امراء و خواص کے سرور، حاجبوں اور نائبین کے فخر، صدر اعظم، امر خدائی کی تعظیم بجا لانے والے، مخلوقِ خدا پر شفقت کرنے والے، اسلام اور مخلوق کی پناہ، عدل گستر، منبع علم و فضل، معدن حلم و کرم، فرشتہ سیرت، جبرائیلؑ برکت، آسمانی روح، خاصِ سلاطین، برہان ہدایت و یقین، امیر معین الملۃ والدولۃ والدین کے ایام ہمیشہ مبارک رہیں، وہ اہل عالم کی امیدوں کا کعبہ و قبلہ بنا رہے، اللہ تعالیٰ اس کے مقام بلند

کو محفوظ رکھے۔ دعا ہے کہ اسے نہ سونے والی آنکھ، اور نہ ختم ہونے والی برکت ملے۔ وہ لوگوں کے شرّ اور زمانے کے حوادث سے مامون ہو۔ میرں اور جملہ خیر خواہوں کی یہ دعائیں عند اللہ مقبول و مبرور ہوں کہ:

"انہ رؤف بالعباد"[1]

(بے شک وہ اپنے بندوں کے ساتھ مہربان ہے)۔

امیر اس راقم کا سلام و دعا قبول کرے جو بادِ صبا سے لطیف تر، عہد صبح سے مفید تر، باد بہار سے سود مند تر اور بہشت سے پائدار تر ہے۔ یقین جانیں کہ اس عالم آرا صورت کو جو:

"سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود"[2] کا مصداق ہے، دیکھنے کی بے حد آرزو ہے۔ کئی بار ارادہ کیا کہ خود سفر کر کے آپ کی طرف آنکلوں مگر دل نے بزبانِ حال کہا کہ:

"تم گراں خیز، سست اور پُر بار ہو۔ سفر کو رہنے دو کہ میں خود ملاقات کا کام انجام دیتا رہوں گا۔ تم دعا و سلام میں مشغول رہو تو یہی کافی ہے۔"

بہر حال، جب بھی آپ کا خاطرِ مبارک اہل عالم سے رنجیدہ ہو یا دوستوں اور برادران صدق و صفا کو یاد کرے تو میرے جگرِ لخت لخت کو بھی اس کی دھڑکنوں کا شریک و دمساز جانیے کہ ؎

روحہٗ روحی و روحی روحہٗ　　من رائی روحین عاشا فی بدن؟

ترجمہ:۔ اس کی روح اور میری روح اس کی روح ہے۔ ایک بدن میں دو روحیں رہتی ہوئی کس نے دیکھی ہیں؟

کسی شیخ نے ایک صوفی سے اپنی اور اس کی محبت کے بارے میں پوچھا تھا وہ بولا:

"ہماری روح ایک ہے مگر بدن مختلف ہیں۔" ؎

من یک جانم کہ صد ہزار تنم　　چہ جان وچہ تن کہ ہر دو ہم خویشتنم

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

"ما خلقکم ولا بعثکم الا کنفس واحدۃ"[۳]

(تم سب انسانوں کی تخلیق اور تجدید تخلیق ایک جان واحد کی تخلیق وبعثت کی طرح ہے)۔

الحمدللہ کہ امیر موصوف کا خاطرِ مبارک حکمت و دانش کا خزانہ ہے اور اس کا سینہ ہمایوں حقائق و دقائق کے اسرار کا شناسا ہے۔

حدیث قدسی ہے و

"خدایا ہمیں چیزیں ایسے دکھا جیسا کہ وہ واقعی طور پر ہیں۔"

ہم اس کے اخلاق کریمانہ کے بحر ذخار سے گوہر حاصل کریں گے اور اسی کی توصیف پر نثار کریں گے کیونکہ کہتے ہیں کہ؛

"ہم نے سمندر سے لیا اور اسی میں پھینکا؛"

دعا ہے کہ امیر ہمیشہ حقائق ومعارف کا منبع رہے۔

حاملِ خط ایک ضرورت واحتیاج سے حاضر خدمت ہو رہا ہے۔ وہ ان احسانات کا شکر گزار ہے جن کے اکثر دوسرے لوگ بھی سپاس گزار ہوں گے، حالانکہ انہیں یہ احسانات خدمت نے دیئے نہ بہانہ طلب نے۔ احتیاجات برآری کے لئے کتنے اس کعبہ امید کا رخ کرتے اور نیل مرام کے بعد لوٹتے ہیں، اور اس وقت اس کے ذکر وشکر کا منظر قابل دید ہوتا ہے۔ آپ کے خاطر مبارک پر واضح ہے کہ دنیا کا مال و دولت، کاشت کاری اور آخرت کے زاد راہ کی جمع آوری کے لئے ہے، اور اس کام کے لئے فرصت عمر بھی کم ہے کہ؛

"قل متاع الدنیا قلیل"[۴]

ایسا اس لئے ہے کہ تخم اور بیج جو کاشت کے لئے دیا جاتا ہے، اس کی مقدار کم ہی ہوتی ہے۔ وہ ذخیرہ اندوزی کے لئے نہیں ہوتا۔ امید ہے کہ حامل خط دوسروں

کی طرح آپ کے دربار سے خوش وخرم لوٹے گا۔ اور آپ کے انعام وکرام کا دوسروں سے اس طرح ذکر کرے گا کہ اس کا سرمایہ افتخار ہو اور جب لوگ اس سے پوچھیں کہ دربار سے کیا لے کر لوٹا، تو وہ تفصیل بتا سکے گا۔ دعا ہے کہ امیر ہمیشہ محسن اور بخشش کار اور فضل وکرم والا ہو۔ آمین

مکتوب ۸۳

اللہ مفتح الابواب

امیر الغ پروانہ بک جو ملک امراء، وزیر ممالک، نظام الملکِ عصر، نادر زمان، پناہ اسلام، مربی اولیاء، محب اولیاء اللہ، مونس فقراء، معدن اخلاص اور دیندار ہے، سرور خواص اور معین الحق والدین بھی ہے، اللہ تعالیٰ اس کی نیکیوں کو قبول فرمائے، اس کے اقبال کو دوام بخشے، اس کی عاقبت اچھی کرے اور اس کی آرزوئیں بر لائے۔

راقم کا مخلصانہ سلام قبول ہو۔ مجھے اپنی حکومت کا آپ ثنا خوان اور واصف جانیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو عالی تر مقامات ومراتب اور کامل تر سعادات عطا فرمائے۔ سلام ودعا اور سپاس گزاری کے بعد عرض ہے کہ فرزند عزیز صدرالدین جو آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کا اطمینان ہے، شیخ المشائخ، امین قلوب، خازن اسرار الٰہی جنید زمان حسام الحق والدین (اللہ تعالیٰ ان کی برکات کو جاری رکھے) کا فرزند اور ارادت مند ہے اور وہ تحصیل علم میں مشغول ہے، وہ خوش اخلاق، عالی سیرت اور راہ طلب میں تیز گام ہے مگر افسوس کہ انسانی احتیاجات بلند مقاصد ومقامات کی سدّ راہ بنتی رہتی ہیں۔ راقم کی آرزو تھی کہ اس کے حالات بزرگان دولت میں سے کسی کو لکھوں مگر وہ آپ کے رکابِ مبارک کا ہی منتظر رہا اور اصرار کرتا رہا کہ اپنی پریشانیاں آپ ہی سے کہے گا۔ اللہ تعالیٰ امیر کا مرتبہ علم بلند رکھے آپ ادھر سے گزرتے ہوتے اگر اپنی کیمیا ساز نظر اس پر بھی ڈال دیں اور اس کی احتیاجات کو پورا فرمادیں، تو یہ بے انتہا ثواب کا کام ہوگا اور راقم پر آپ کا بہت احسان بھی ہوگا۔ والسلام۔

مکتوب ۸۴

اللہ مفتح الابواب۔

ملک الامرا اور امیر بزرگوار الغ پروانہ بک پر جو عدل گستر، علم پرور، ستون حکم و بلند، انوار فلک، سحاب رحمت اور پناہ خلائق ہے، خدائے تعالیٰ کے کمال رحمت اور بخشش کی بارش جاری رہے اور رب العزت اس کے تمام احوال، افعال اور اقوال میں اس کا محافظ رہے اور اس کے مقام بلند و برتر کو جاری رکھے۔ راقم کا سلام و دعا قبول ہو۔ خدا کرے کہ آپ کا سفر مبارک اور بھی کامیاب رہے۔

عرض ہے کہ میرے ارادت مند اور خدمت گزار درادیش میں سے دو تین میرے ذکر و وعظ کے ایسے گرویدہ ہو گئے کہ مجھے واقعی کچھ سمجھنے لگے اور یہیں کے ہو رہے اس طرح وہ حرصِ دنیا سے ہی دست کش نہ ہوئے بلکہ ان کا کام کاج بھی رہ گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ جو ایسا مجذوب و مشغول نہ ہو، جلال ربوبیت کی لو اس کے دماغ میں نہیں آسکتی ؎

پیش صرصر چراغ چہ افروزد ؟ پوستین پیش شیر چون دوزد ؟

ترجمہ :۔ بادِ صرصر کے سامنے کوئی چراغ کیا جلائے ؟ شیر کے سامنے کوئی پوستین کیسے سیئے ؟۔

کہتے ہیں کہ حضرت آدمؑ کے ایک بیٹے کی ایسی ہی کیفیت ہو گئی تھی۔ اس کے اہل و عیال محتاج ہو گئے اور وہ دوسرے بھائیوں سے مدد مانگنے لگا۔ بھائیوں نے کہا "تم بھی ہماری طرح خود محنت کیوں نہیں کرتے ؟"

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو وحی بھیجی کہ اپنے بیٹوں سے کہو کہ اس کی مدد کریں حضرت آدمؑ نے بیٹوں کو بلوایا اور کہا کہ فلاں کی مالی اعانت کرو کیونکہ خدا کا حکم ایسے ہی آیا ہے۔

فرزندان آدمؑ بولے :

"ہمارے ہاتھ ہیں تو اس کے بھی ہاتھ ہیں، ہمارے پاؤں ہیں تو اس
کے بھی پاؤں ہیں، ہماری آنکھیں ہیں تو اس کی بھی آنکھیں ہیں۔"

"اس پہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو وحی بھیجی کہ تمہارے فرزند ظاہر نہ دیکھیں میں نے اس کے ہاتھ دعا کے لئے چھین رکھے ہیں، میری ہیبت قیومی نے اس کے پاؤں چھین رکھے ہیں اور میرے نور جلال نے اس کی آنکھیں لے رکھی ہیں۔"

اسی طرح ایک شیر اور ہرن کا قصہ ہے۔

امید ہے کہ گزشتہ ملوک و امرا نے جو مہربانیاں فرمائی ہیں، ملک الامرا ان کی تکمیل کرے گا اور اس درخواست کو بھی پورا کرے گا تاکہ اس کا بے انتہا ثواب کا ذخیرہ جمع ہوتا رہے۔ دعا ہے کہ امیر ہمیشہ محسن و نیکوکار رہے۔ آمین یارب العالمین۔

مکتوب ۸۵

اللہ مفتح الابواب

امیر بزرگوار فخر الملۃ والدین کی جو خوش بخت، خوش اخلاق، عاقبت اندیش، خداترس بلند ہمت، درویش پرور، مظلوم نواز اور روشن دل ہے، مہربانیاں اور نیکیاں اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہوں اور اس کا مرتبہ بلند باقی اور قائم رہے۔ دعا ہے کہ وہ نیکیوں کے کئی گنے بدلے پائے کہ

"من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالھا"[1]

اور اللہ تعالیٰ اسے اجر عظیم دے کہ

"وان تک حسنۃ یضاعفھا ویؤت من لدنہ اجرا عظیما"[2]

آدمی کی یہ انتہائی خوش نصیبی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر مطمئن ہو۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ امیر کو یہ خوش نصیبی حاصل ہے۔

میں نے تقاضا کیا اور امیر نے مہربانی کر کے دو تین دراویش کو اپنے لطف و کرم سے مخصوص کر دیا۔ ان کے ہاتھ آپ کے لئے دعا میں مصروف ہو گئے اور کسب مال کی ان کی کوشش کا عشر عشیر بھی باقی نہ رہا۔ حرص دست و پا کی طاقت بنتی ہے اور وہ ان

میں مفقود ہو چکی مگر اس کا مطلب ہرگز نہیں کہ وہ امیر کی خدمت سے دست کش ہو جائیں گے وہ اب بھی مشغول خدمت ہیں۔ اگر کوئی حاسد یہ اعتراض کرے کہ امیر نے فلاں درادیش کو اپنی مہربانی کے لئے کس خاطر مخصوص کیا تو یہ امرا کی بصیرت پر اعتراض محسوب ہو گا۔ امرا کو خدا اپنی عنایت سے مخصوص کر رہا ہے اور وہ درادیش اور فقرا کو پرکھ سکتے ہیں کہ ان میں سے کون کیا ہیں؟۔ درادیش بظاہر مشغولِ کار نظر آتے ہیں مگر ان کے باطن محبتِ حق کا شکار ہیں اور وہ مجذوب حق ہیں۔ اس حالت میں ان کا کام کاج کیا ہے؟ امیر موصوف نے ان کی مدد کر کے ابتکار دکھایا ہے کیونکہ وہ تقلید کا روادار نہیں۔ ہاں اپنی روش کی تقلید ضرور کرتا رہتا ہے کہ:

ع آہ، بیمار کی شنود بیمار

مختصر یہ کہ اس قسم کے درادیش کی مدد کرنا اول سے آخر تک ایک مبارک کام ہے مگر معمولی فہم والے لوگوں کو ایسے کاموں کی اہمیت کا کیا علم ہے؟۔ عرض ہے کہ درادیش کی ضروری احتیاجات میں اب تک اضافہ ہو چکا اور وہ مالی مشکلات سے دوچار ہیں۔ امیر موصوف ہی ان کی مشکلات کو آسان بنا سکتا ہے۔ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے عہد میں بعض گھروں میں آگ لگ گئی اور کچھ لوگ آگ بجھانے کی کوشش کرنے لگے وہ مشکیں پر مشکیں پانی لا کر آتش نشانی کی کوشش کرتے تھے کہ اتنے میں حضرت عمرؓ نے منادی کرا دی:۔

"لوگو، محتاجوں کو کھانا کھلاؤ کیونکہ یہ آگ پانی سے نہیں، کھانے سے بجھے گی۔"

دعا ہے کہ امیر ہمیشہ محسن اور نیکی پرور رہے۔ والسلام۔

مکتوب ۸۶

اللہ مفتح الابواب۔

امیر بزرگوار تاج الدولۃ والدین، صاحب کرم و سعادت، تیز عقل، بردبار، ملک امرا، نظام ملک، دو حکومتوں کا والی، صاحب حسب و نسب، اسلام اور مسلمانوں

کا فخر اور ملوک و سلاطین کا مقرب ہے، اس کی مبارک ذات کو اللہ تعالیٰ کی حمایت و نصرت حاصل رہے، اس کا مرتبہ بلند دائم رہے، اس کے اقبال و دولت میں اضافہ ہو۔ خدایا اس کی طاعت و عبادت قبول ہو اور وہ سایبانِ دراز تک تائید ایزدی کے زیر سایہ سالم و صحت مند صورت میں مصروف کار رہے۔

امیر کو اس مخلص راقم کا سلام و دعا۔ چہرہ مبارک کی زیارت اور ذات بابرکت کی ملاقات میری آرزو ہے۔ ادھر سے گزر کر آنے والوں سے حالات کا جویا رہتا ہوں اور جب آپ کے عدل و انصاف، نیکی پروری اور خدا ترسی کی باتوں کا علم ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں ہوں کیونکہ شکر، انعام و اکرام کو صید کرنا ہے اور حاصل کی ہوئی نعمتوں کو محفوظ کرنا ہے۔

باعث تحریر آنکہ فرزند عزیز صدر الدین (اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرے اور اس کی عزت و اکرام میں اضافہ فرمائے) جو بزرگ زادہ، فخر و اعظین اور بلند مرتبہ کا حامل ہے، نیکو کاری اور تحصیل علم و فضل میں دن رات مشغول رہتا ہے۔ اپنی فرصت و فراغت اور یکسوئی کو وہ جناب کی عنایت جانتا ہے اور رات دن قبلہ رو ہو کر آپ کے لئے دعا کرتا رہتا ہے کہ خدا آپ کے اقبال و دولت میں اضافہ فرمائے۔ خدا ان دعاؤں کو قبول فرمائے۔

ان دنوں قرا ارسلان کی موقوفہ مسجد کی امامت شمس الدین خجندی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد کے لئے وقف ہے مگر منتظمین کا کہنا ہے کہ موجودہ امام سے عالم و فاضل شخص اگر امامت قبول کرنے کو تیار ہو، تو امیر بزرگوار سے اس کے تعین کا کہا جائے گا۔ عرض ہے کہ فرزند عزیز صدر الدین علم و فضل، ذہانت، زہد و تقویٰ، مکارم اخلاق نیکو کاری اور بذل و بخشش میں ممتاز ہے اور اس کے علم و فضل کی تابانی سے مشرق و مغرب منور ہو سکتے ہیں۔ وہ بھی ایک دینی پیشوا اور ہمارے مخدوم کا فرزند ہے۔ التماس ہے کہ امیر موصوف اسے امامت پر متعین کریں اور اپنے احسانات میں اضافہ کریں۔ اس مناسب انتساب پر آپ کو اجر عظیم ملے گا اور اس نیکی کا راقم ذاتی طور پر شکر گزار ہوگا۔ بلکہ یہ آپ کی گزشتہ نیکیوں کا ضمیمہ ہوگی۔

کہا جاتا ہے کہ نیکی کی قبولیت کی علامت یہ ہے کہ آدمی نیکی پر نیکی کرتا چلا جاتے۔ مقصد یہ کہ پہلی نیکی قبول حق ہوتا ہے تو دل کو جذب وکشش ملتی ہے کہ مزید نیکی کرے۔ اس کی دنیوی مثال یہ ہے کہ جس کسی کو مال و دولت مل جاتے اور دل میں ہوس مال ہو، تو اس کا دل مال و دولت کے لئے جذب ہوگا اور وہ طلب مزید میں لگا رہے گا۔

دعا ہے کہ آپ ہمیشہ اہل عالم کے فریادرس بنے رہیں۔

آمین یا رب العالمین۔

مکتوب ۸۷

اللہ مفتح الابواب

امیرِ دیندار، مقربِ سلاطین اور دنیا میں نیکی اور عدل پھیلانے والے امیر کو سلام و دعا اور اس کے ناقابل بیان سابقہ احسانات کی طرف اشارہ کرنے کے بعد نصیحت کی جاتی ہے کہ وہ ایسے کام جاری رکھے کیونکہ اس کی تمام نیکیوں کا صلہ اللہ تعالیٰ کے ہاں حاضر و موجود ہے۔

"من جاء بالحسنۃ فلہ خیر منھا"

قدیم اور مؤخر زمانے کے بلکہ ہر عہد کے جس شخص نے بھی کوئی نیکی کی اور رضائے حق کے لئے کسی محتاج کی حاجت براری کی، اسے یہ تاثر کبھی نہ ملا کہ اس کی نیکی ضائع ہوگئی۔ وہ نیکی کے ضائع ہونے کی شکایت نہ کرے گا۔ اسے یہ شکایت ہوگی کہ اس نے نیکی زیادہ کیوں نہیں کی۔ ایام زندگی [illegible] ایک کاروبار ہے کہ "ھل ادلکم علی تجارۃ تنجیکم" پیش نظر ہے کہ نہیں۔ بازارِ زندگی سے متاعِ نیکی نہ خریدنے والا تو پشیمان ہوگا مگر خریدنے والا بھی پشیمان ہوگا کہ یہ متاع وافر مقدار میں کیوں نہ خریدی کہ آج افسوس نہ کرتا۔ الحمد للہ کہ امیر موصوف ان نکات پر متوجہ ہے۔ اس نے خلعتِ توفیق، تاج صدق اور کمر کوشش زیبِ تن کر رکھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے مرتبے میں اضافہ فرماتے، لوگ اس کے حق میں مزید دعائے خیر کریں اور سب کے

دل اس کے انس و محبت پر متفق ہوں۔

عرض ہے کہ اس رقعے کا حامل خواجہ ذکی (اللہ تعالیٰ اس کی برکت کو دوام دے) نیکوکار اور قرآن خوان ہے، اس نے احباب کی مدد کی خاطر "سلطانی غلے" (اللہ تعالیٰ سلطان وقت کے اقبال و دولت کو دوچند کرے) کی دکان لے رکھی تھی اور اس کام سے اس کے احباب کی اعانت ہوتی تھی۔ مگر آج مامورین شاہی نے اس سے استعفیٰ مانگ لیا کہ یہ کام ترک کر دے۔ دیندار امیر سے التماس ہے کہ درویشوں اور فقیروں کی کی خیرات کے اس کام کو اسی سے منسوب رکھے اور آپ کی یہ نیکی گزشتہ نیکیوں کا تکملہ ہوگی کہ "نور علی نور یھدی اللہ بنورہ من یشاء" ؎

آنک چون امیر خواند کف ترا — کردبیداد بس خرد مندی
او همی گرید و همی بخشد — تو همی بخشی و همی خندی
تا شوی اہل ستایش اہل معنی راستای — تا شوی اہل نوازش اہل معنی را نواز ؎

اللہ تعالیٰ نے حضرت مریمؑ کے قصے میں فرمایا:

"وھزی الیک بجذع النخلۃ تساقط علیک جنیا"

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ امیر کے نخیل عدل و مروت کی بارش جاری رکھے اور حضرت مریمؑ کی مانند طالبانِ معرفت بھی اس نخیل کو شاخی اور صحت بخش پائیں۔ والحمد اللہ رب العالمین۔

مکتوب ۸۸

اللہ مفتح الابواب۔

دعا ہے کہ حضرت محمدؐ اور ان کی آلؓ کے طفیل امیر دانشمند، عادل، مربّی فضلا برگزیدہ اخلاق، فخر آفاق، مدیر ملک، عماد سلطنت، پناہ مخلوق، مقرب سلاطین کو اللہ تعالیٰ تنگی اور سختی سے بچائے، اس کو آسانیاں دے، اس کے مقام بلند کو دائم رکھے اور اس کے مرتبہ عالی میں مزید اضافہ فرمائے۔ راقم کا سلام و دعا قبول ہو۔ آپ کی پر اسرار و حقائق ذات سے شرفِ نیاز حاصل کرنے کا بے حد شوق ہے مگر فی الحال

مقدر کو شاید جداتی ہی پیش نظر ہے۔

التماس والتجا ہے کہ حاملِ خط جو اپنی حاجت برآری کے لئے حاضر خدمت ہو رہا ہے، اس کی درخواست قابل توجہ و قبولیت ہے۔ وہ ضروری استعداد کا حامل ہے اور علوم وفضائل سے مزین ہے۔ توقع ہے کہ فقراء اور درا ویش پر آپ کی توجہ خاص سے اسے بھی بہرہ ملے گا۔ اور اسے امیر مرحوم (اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور ان کی نیکیاں قبول فرمائے) کے موقوفہ مدرسے میں متعین فرمائیں گے کہ وہ اس کام کے لئے استحقاق رکھتا ہے۔ پھر ایسے شب بیدار اور نیکو کار شخص کی مدد ویسے بھی ضروری ہے۔ اس نیک کام کی انجام دہی پر راقم ذاتی طور پر مشکور ہوگا۔ میں یہ سوچوں گا کہ یہ احسان ملتجی پر نہیں بلکہ مجھ پر ہوا ہے۔ دعا ہے کہ امیر ہمیشہ مخلوق کا فریادرس اور حقائق دان رہے۔ آمین یارب العالمین۔ والسلام۔

مکتوب ۸۹

اللہ مفتح الابواب

آپ کے احسان و اکرام اور درویش نوازی کا ذکر مدام سن رہا ہوں اور دعا کر رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی توفیقات میں اضافہ کرے اور آپ کی نصرت فرمائے اور نیک کاموں کی انجام دہی پر آپ کی مدد فرمائے۔

عرض ہے کہ حامل رقعہ فرزندِ عزیز و مخلص لیث الدین (اللہ تعالیٰ اس کی سعادت کو دوام دے) صاحب حسب ونسب ہے مگر مال و دولتِ دنیا اس کے پاس بقدر احتیاج بھی نہیں رہا۔ مال و دولت تغیر پذیر اور آنی جانی شے ہے ؎

بمال غرہ مباش و بزندگانی شاد کہ مال آب روان است و زندگانی باد

ترجمہ:۔ مال پر غرور نہ کرو اور زندگی کی خوشی نہ مناؤ۔ مال بہتے پانی کی طرح ہے اور زندگی ہوا کی مانند ہے۔

وہ آپ سرور امرا کے خادموں اور چاکروں کے زمرے میں شامل ہونے کا آرزومند ہے کہ آپ کے سایہ پناہ میں رہے۔ توقع ہے کہ اپنی درویش نوازی

اور بندہ پروری کی سرشت کے مطابق، اس کی مدد فرمائیں گے۔ اور اپنی مہربانی کے سائے میں اسے پھلنے پھولنے کا موقعہ دیں گے۔ میں یہی عرض کروں گا کہ جو خدمت اور کام بھی اس کے قابل ہو وہی اس کے حوالے کیا جائے، وہ اپنے دوستوں اور رشتہ داروں میں ہمیشہ فخر کرتا پھرے گا کہ امیر نے بذات خود اسے کسی خدمت پر مامور کیا ہے۔ اس کار خیر پر اللہ تعالیٰ آپ کو اجر عظیم عطا کرے گا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

"مخلوق اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے اور اللہ کا محبوب وہ ہے جو اس کے کنبے کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچائے۔"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

"وما تقدموا لانفسکم من خیر تجدوہ عند اللہ" [1]

زان پیش کہ دادہ را اجل بستاند ہر داد کہ دادنی است می باید داد [2]

ارشاد حق ہے:

"ھل ادلکم علی تجارۃ تنجیکم" [1] ابیات

اگر امروز مالی را تو اینجا زبان باشد زہے سرمایہ و سودی کہ تو فردا ازان بینی

مر آن مہمان علوی را مکرم دار تا روزی کزین گنبد بردن آئی مر او را میزبان بینی

آزادی را بلطفِ خود بندہ کنی بہ زانک ہزار بندہ آزاد کنی [2]

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ امیر کی مدد فرمائے کہ وہ دنیا اور آخرت کی بہتری کے کام انجام دے۔ اپنے پسندیدہ افراد کی مدد وہی فرماتا ہے اور

"ان اللہ علی کل شیء قدیر" [2] بیت:

حرام دارم با مردمان سخن گفتن وچون حدیث تو آید سخن دراز کنم [3]

مکتوب ۹۰

اللہ مفتح الابواب۔

ملک عادل، فخر آلِ داؤد [3] اور شاہی خاندان والے (اللہ تعالیٰ اس کا مرتبہ عالی

قائم رکھے) کی سعادت واقبال ابد تک قائم رہے اور اس کے جمال وجلال میں اضافہ ہوتا رہے۔ دعا ہے کہ اس کی بندہ نوازی اور غریب پروری کی ہمت دوبالا ہو اور "ھل جزاء الاحسان الا الاحسان" اس کے پیش نظر ہو۔

راقم کا مخلصانہ سلام ودعا قبول ہو۔ ملک محترم کو واضح ہو کہ

"اناء اللیل واطراف النھار"

آپ کے انعام واکرام کا ذکر ہوتا ہے۔ کوئی آنکھ نہیں جس میں آپ کا رعب وجلال نہ سمایا ہو اور کوئی منہ نہیں جو آپ کے ذکر سے خالی ہو۔ ؎

افادتکم النعماء منی ثلثۃ یدی ولسانی والضمیر المحجبا ؎

پادشاہِ معظم کے ملوکانہ احسانات کا ذکر بیان میں نہیں سما سکتا اور رشتہ تحریر میں بھی نہیں آسکتا۔ لیکن خفی وجلی کے عالم اور مکافات ومجازات کے ناظم کو سب خبر ہے کہ "لہ مقالید السموات والارض"

وہی اپنے خزائن سے ان احسانات کا بدلہ دے گا کہ:

"انا نضیع اجر من احسن عملا"

اور

"مثل الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مائۃ حبۃ واللہ یضاعف لمن یشاء"

آپ کی دعوت پر ملاقات کے لئے نہ آسکنے پر میں معذرت خواہ ہوں۔ امید ہے کہ بیان شدہ مجبوریوں کے پیش نظر میری معذرت کو قبول کریں گے۔ ان امور کو میں مفصل لکھنے سے قاصر ہوں۔ اگر بخت نے یاوری کی اور ملاقات کا موقع ملا تو سارے موانع زبانی عرض کروں گا۔ آپ نہ کہے ہوئے اور نہ لکھے ہوئے حالات بھی جانتے ہیں، کیونکہ پاک اور صاف دل پر جملہ حوادث منعکس ہو جاتے ہیں۔ درویش اپنی آزادی اور خواہش کے مطابق کر بھی کیا سکتے ہیں۔ جو اللہ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے۔ درویشوں نے اپنی آزادی اور اختیار کو بھی خدا کے حوالے کر رکھا ہے۔

"واللہ غالب علی امرہ" [5]

احوال زمن مپرس کہ از تو خطاست رو روی شہم ببین کہ مشکل برخاست [6]

جو کوئی "اللہ یفعل مایشاء" (اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے) کے نورِ چہرہ کو دیکھے، وہ مجبوری اور معذرت کی باتوں کو قبول کر لیتا ہے۔ وہ تمام مخلوق کے ساتھ مہربانی کا برتاؤ کرتا ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک غلام نے آقا سے کہا:

"مجھے آپ کے لئے حمام میں تانبے کا پیالہ اور ٹب پہنچانا ہے مگر ذرا مسجد کے باہر ٹھہریں کہ میں پہلے نماز پڑھ لوں۔"

آقا نے کہا بہت اچھا۔

غلام کو مسجد میں نماز پڑھتے ہوئے کافی دیر ہو گئی، تب آقا نے اسے آواز دی کہ جلدی آؤ۔

غلام بولا: "مجھے مسجد سے باہر آنے نہیں دیتے۔ اس لئے ذرا صبر کریں۔"

آقا بولا: "مسجد میں تو تیرے علاوہ کوئی نہیں۔ پھر تجھے کون روک رہا ہے؟"

غلام نے جواب دیا "وہی ہاتھ جو آپ کو مسجد میں آنے سے روک رہے ہیں۔ مجھے یہاں سے باہر آنے میں مانع ہیں۔

اسی لئے کہا گیا ہے کہ بعض اوقات مخلوق کی شکایت خالق کی شکایت ہے:

ہر کرا اسرار عشق آموختند سر دہانش راز گفتن دوختند [7]

والسلام۔

مکتوب ۹۱

اللہ مفتح الابواب

فرزند مخلص، صاحب فن، خوش عقیدہ، فخر اطباء، تاج حکماء، اکمل الملۃ والدین

کی سعادت اور خوش بختی روز افزوں ترقی پر ہو اور اس کی روح پاک، روح القدس کی مدد سے برخوردار ہو۔

راقم کا سلام و دعا قبول ہو۔ اشتیاقِ ملاقات غالب ہے۔ دیکھئے کب موقع ملے۔ جو مہربانیاں آپ نے کی ہیں ان کا اجر اللہ تعالیٰ کے خزانہ غیبی سے ہی ملے گا کہ:

"یرزق من یشاء بغیر حساب"[1]

اجر کامل اس کے سوا کون دے سکتا ہے کہ:

"ویوت کل ذی فضل فضلہ"[2]

وہ ذرے ذرے کا حساب دے گا کہ:

"ان تک مثقال حبہ من خردل فتکن فی صخرۃ او فی السموات او فی الارض یات بھا اللہ"[3]

مختصر یہ کہ آپ کے احسانات و اکرام کی داستان اتنی طویل ہے کہ حیطۂ تحریر میں نہیں سما سکتی۔

عرض ہے کہ حال ہی میں امیر بزرگوار فخر الدین ارسلان غمش (اللہ تعالیٰ اس کا مرتبہ بلند دائم رکھے اور اس کی نیکیاں قبول فرمائے) کا مدرسہ کھل رہا ہے اور استاد فضلا صدر کبیر شمس الدین ماردینی (اللہ ان کے علم و فضل کو دوام دے) وہاں منتقل ہو رہے ہیں۔ ہمارے ارادت مندوں کے ایک گروہ کو مدرسہ قراطاقی میں سے وظیفہ ملتا رہتا ہے۔ انہیں ایک اجنبی مدرس کے آنے سے ڈر ہے کہ شاید وہ ان کی وظیفہ خواری پر معترض ہو اور ان کے ساتھ وہ مہربانی اور حسن سلوک نہ کرے جو سید المدرسین شمس الدین کا خاصہ رہا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ نامساعد حالات میں طلبہ اپنے فرائض بہتر طور پر ادا نہیں کر سکتے۔ آج کل لوگ پہلے ہی اہل علم و فضل کے دشمن ہو رہے ہیں اور ان سے حسد کرتے ہیں۔

میری خواہش اور التماس ہے کہ صدر کبیر شمس الدین کے یہاں سے منتقل ہونے صدر کبیر سیف النظر، فخر المدرسین، افصح الدین کو (اللہ تعالیٰ ان کے علم و فضل کو دوام دے)

مدرسہ قراطائی میں مامور کیا جائے۔ وہ دوسروں پر فضیلت رکھتے ہیں اور فقراء، دراویش اور وظیفہ خواہوں کے مصائب و تکالیف سے بھی آگاہ ہیں۔ وہ ہمارے ارادت مندوں اور عام دراویش کے لئے قرابت داروں اور لاوالد مہربان کی طرح ہیں۔ خدا کرے آپ اس درخواست کو قبول کریں اور فرزند مخلص کی اس نیکی کا ثواب شاہِ عالم کو ملے گا کہ:

"وما تقدموا لانفسکم من خیر تجدوہ عند اللہ"

ملک المشائخ، امین قلوب، امام ہدیٰ حسام الحق والدین (اللہ تعالیٰ ان کی برکات قائم رکھے) سلام و دعا کہتے ہیں۔ وہ بھی یہ آرزو کرتے ہیں کہ آپ مہربانی فرما کر مدرسہ شمس الدین ماردینی کے بعد مدرسہ قراطائی میں مدرس افصح الدین کو مامور کریں۔ اس تغیر و تبدل پر شمس الدین ماردینی بھی راضی ہیں۔ کیونکہ وہ اور افصح الدین رشتہ دار ہیں اور اپنے آپ میں کوئی فرق اور مغائرت محسوس نہیں کرتے۔ امید ہے اس گستاخی آمیز مشورے پر مجھے معاف رکھیں گے کیونکہ میٹھے پانی کے چشمے پر لوگوں کا ہجوم رہا کرتا ہے۔ دعا ہے کہ آپ ہمیشہ اپنی مہربانیوں سے دوسروں کو نوازتے رہیں۔ آمین

مکتوب ۹۲

اللہ مفتح الابواب

فرزند مخلص، فخر آل داؤدؑ، شاہی نسب (اللہ تعالیٰ اس کا مرتبہ بلند قائم رکھے) کی سعادت اور دولت و اقبال جملہ ادوار میں اور حادثات و انقلابات میں ترقی پر ہوں۔ اس کے دوست تائید ایزدی میں برخوردار ہوں، اور دشمن مقہور و مغضوب، حضرت محمدؐ اور آلِ محمدؐ کے طفیل اللہ تعالیٰ ان کے جملہ کام سنوارے اور اس کے اعمال و اقوال میں اس کا حامی و ناصر ہو۔

امیر کو اس مخلص راقم کا سلام و دعا۔ مجھے اپنی مہربانیوں اور بندہ نوازیوں کا شاکر جانیں۔ اللہ تعالیٰ ان شاہانہ الطاف و اکرام کا صلہ اپنے خزانہ خاص سے مرحمت فرمائیں کہ "یرزق من یشاء بغیر حساب" وہی ہے اور "انہ مجیب قریب"

اسی کی شان ہے۔

عرض ہے کہ حاملِ خط، فرزندِ مخلص، فخر تاجراں، شمس الدین (خدا اس کی سعادت مندی کو دوام بخشے) ہمارا ارادت مند ہے۔ وہ فقراء اور درویش کی خدمت کو غنیمت جانتا ہے۔ مگر علاقہ سیواس کا امیر اکدشان اور اس کے مامورین اس کے ساتھ زیادتی کر رہے ہیں۔ وہ خوانخواہ اس سے حقوقِ دیوانی اور جرمانہ طلب کرتے ہیں۔ وہ میرے توسط سے ملتمس ہے کہ آپ امیر اکدشان کو لکھیں کہ اس کے ساتھ مدارا اور نرمی برتی جائے تاکہ وہ بھی آپ کے دعاگو غلاموں میں شامل ہو اور فراغت و سکون کے ساتھ زندگی بسر کر سکے۔ آپ کی یہ بندہ نوازی مجھ پر احسان ہوگا۔ میں نے آپ سے گزشتہ احسانات بھی فراموش نہیں کئے کہ:

"وما کان ربک نسیا"[۳]

یہ احسان بھی گزشتہ احسانات کا ضمیمہ ہوگا۔

یہاں آپ کے جملہ محب اور ہمارے فرزند اور ارادت مند آپ کے الطاف و اکرام کے شکرگزار ہیں اور دعا و سلام عرض کر رہے ہیں۔ وہ اس آسمانی اتفاق کے بھی منتظر ہیں جس کے ذریعے آپ کا دیدار کر سکیں۔ اپنی مخلوق کو جمع کرنا اور انہیں موقع ملاقات دینا خالقِ مطلق کا کام ہے:

"کتب علی نفسہ الرحمۃ لیجمعنکم"[۴]

بے شک فراق زدوں کو جمع کرنے والا، آوازوں کا سننے والا، بوسیدہ اجسام کو زندہ کرنے والا اور مُردوں کو حیاتِ نو دینے والا خدا ہی ہے اور حمد و ثنا اسی کے شایانِ شان ہے۔ وصلی اللہ علی محمد و آلِ محمد۔

خدا آپ کو ہمیشہ نیکی پرور اور مخلوق کی پناہ گاہ بنائے رکھے۔ والسلام۔

مکتوب ۹۳

اللہ مفتح الابواب۔

یکتائے عالم، فخرِ آلِ داؤدؑ، برگزیدہ خلائق، قبلہ آسانی، پناہ مظلومین، دستگیر

محرومین، فخر ملوک، بحر کرم، خدا پرست، رعیت نواز، احسان گستر (اللہ تعالیٰ اس کے مرتبہ عالی کو دوام بخشے، اس کے دشمنوں کو تباہ کرے) امیر کے ایام سعادت اور اقبال میں گزریں اور اللہ تعالیٰ جملہ افعال اور اقوال میں اس کا ہادی اور حامی و ناصر ہو۔ راقم کا مخلصانہ سلام و دعا قبول ہو۔ آرزوئے ملاقات دل میں کروٹیں لے رہی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ملاقات کی کوئی سبیل نکالے:

"انہ مجیب[1] قریب"

آپ کے ہاں شادی و سرور کی بزم منعقد ہونے کا سنا۔ اس مبارک جشن سے بے حد خوشی ہوئی۔ مبارکباد عرض کرتا ہوں۔ الحمد للہ کہ اہل اور شائستہ جوڑے کا وصل ہوا۔ اللہ تعالیٰ جو جامع خلائق اور مسبب الاسباب ہے، اس وصل کو دونوں حکومتوں کے مزید اتحاد و قربت اور قوت و شکوہ کا موجب بناتے گا کہ:

"واللہ غالب[2] علیٰ امرہ"

اللہ پر بھروسا اور اعتماد کرنے والے سرخرو اور بامراد ہوتے ہیں کہ:

"ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ[3]"

معاذ اللہ میں بدگمان نہیں ہوں کہ اس امر سے کوئی برائی سامنے آئے گی۔ ان شاء اللہ ہزاروں خوبیاں سامنے آئیں گی۔ مہمان، اللہ کا بھی مہمان ہوتا ہے اور وہ اپنے مہمانوں کو تنگ نہیں کرتا۔ جو اللہ کی اور اسکے خاص بندوں کی طرف توجہ کرے، اور اس کا خاص بندہ بن جائے یہ بات اس کے اقبال و سعادت کی موجب بنتی ہے۔ اس کے رنج و غم کافور ہو جاتے ہیں اور سعادات اس کا مقدر بن جاتی ہیں ؎

رضیت بہا قسم اللہ لی　　وفوضت امری الی خالقی
لقد احسن اللہ فیما مضی　　کذلک یحسن فیما بقی

ترجمہ پہلے نقل ہو چکا۔

حدیث قدسی کی رو سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

"میں اپنے بندے کی نیت کے ساتھ رہتا ہوں۔ وہ میرا ذکر کرتا ہے تو

میں اس کا ذکر کرتا ہوں۔ وہ میرے مال کا ذکر کرتا ہے تو میں اس کے مال کا ذکر کرتا ہوں اور وہ میری ذات کا ذکر کرتا ہے تو میں اس کی شخصیت و ذات کا ذکر کرتا ہوں۔"

اللہ تعالیٰ عزیز گرامی کو اعلیٰ ترین سعادت اور اقبال و دولت سے بہرہ ور کرے

"انہ مجیب قریب"

باعثِ تحریر آنکہ حاملِ خط فرزند مخلص، قرۃ العین، صاحبِ حسن اخلاق، صاحب حسب و نسب صدر الدین، شریف النفس، امین قلوب، جنید زمان، بایزید عصر، فخر مشائخ، قائد السالکین، شیخ حسام الحق والدین (اللہ تعالیٰ ان کے طول حیات سے مسلمانوں کو مستفید و مستفیض رکھے) کا بیٹا ہے اور آپ کی خدمت و ملازمت کے لئے حاضر ہو رہا ہے۔ آپ ایسے لطف و مہربانی اور بندہ نوازی اور غریب پروری کے معدن کو کسی سفارش اور التماس کی کیا ضرورت ہے۔

اس یگانۂ عالم کی درویش نوازی اور مسکین پروری (اللہ تعالیٰ درویش و مساکین کے وجود صافی سے اس سلطنت کو مصفیٰ و مطہر رکھے) آفتاب سے روشن تر ہے اور کسی جگہ چھپ نہیں سکتی۔ میں یہ سفارش محض اس خاطر لکھ رہا ہوں کہ آپ کی طرف سے انجام دیے جانیوالے کسی کارِ خیر میں، میرے ثواب کا بھی کوئی حصہ ہو۔ حدیث قدسی ہے کہ:

"نیکی کی دعوت دینے والا نیکی انجام دینے والے کی طرح ہے۔"

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ روئے زمین کو آپ کے نیکو کار اور احسان پرور وجود سے خالی نہ کرے۔

آمین یارب العالمین۔

مکتوب ۹۴

اللہ مفتح الابواب

امیر بزرگوار بالغ قتلغ الپ پروانہ بک کے بارے میں جو ملک الامرا، عالم عادل

نصرت وحمایتِ خداوندی سے بہرہ مند، مربی علماء، عمدۃ الممالک، عماد السلطنت، پناہ مظلومین، عدل و احسان پھیلانے والا، نیکی و بخشش کی بنیادیں مضبوط کرنے والا اور صاحب ہمت ہے۔ دعا ہے کہ دولت و اقبال اس کے ملازمانِ دربار ہوں، اس کا مرتبہ بلند و دائم رہے، اس کا دشمن ہلاک ہو اور نامراد رہے، اس کے جملہ کام درست ہوں، اس کی مشکلات آسان ہوں، اسے شرح صدر حاصل ہو اور اللہ تعالیٰ اس کا حامی و ناصر ہو۔ آپ کا سلام و دعا مجھ پر واجب ہے اور شب و روز بھیج رہا ہوں۔ میرا ایک قاصد بادِ صبا ہے اور یہ کتنا مبارک قاصد ہے۔ راقم اس بات کو ضروری جانتا ہے کہ اس کے احسان و کرم کے والی کو خیر خواہی اور نیک نیتی سے ہدایات دیتا رہوں اور نصائح عرض کرتا رہوں، خواہ بادی النظر میں ناکافی ہی نظر آئیں۔

آپ احسان و کرم سے فقراء و مساکین کی دلداری کے کاموں میں کس قدر سنجیدگی دکھا رہے ہیں۔ آپ کا وجود ایک سایہ دار درخت کی طرح ہے جس کے نیچے لوگوں کا ایک جمِ غفیر استراحت کر رہا ہے۔ ظل اللہ بننے کی شان یہی ہے۔ حدیث شریف ہے کہ:

"بہترین فرد وہ ہے جو دوسروں کو فائدہ پہنچائے اور بدترین وہ ہے جو انہیں نقصان دے۔"

ایک دوسری حدیث ہے:

"میری امت کے سخی لوگوں سے اپنی احتیاجات پوری کرو کہ میں نے ان میں رحم و کرم دیکھا ہے۔"

عرض ہے کہ حامل ہذا رقعہ فرزند عزیز اور مریدِ مخلص نظام الدین (اللہ تعالیٰ اس کے امور درست فرمائے) آپ کے اقبال و دولت کا خیر خواہ اور دعاگو ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ اس کا اثاثہ فقراء و درویش کا اثاثہ رہا ہے اور بذل و بخشش اب بھی اس کا معمول ہے لیکن ایک مدت سے اس بے چارے پر مصیبت بالائے مصیبت آ رہی ہے اور سخت پریشان حال ہے، کہ معروف ہے جس نے دین کو مضبوط پکڑا، اس پر مصیبت

سخت آتی ہے اور دین کو ڈھیلا چھوڑنے والے کو مصیبت بھی ڈھیلا چھوڑ دیتی ہے۔ آپ سے میری التماس ہے کہ اپنے الطاف شاہانہ سے اسے بھی نوازیں۔ نور آفتاب، باران کرم اور بحر آسا بخشش سے اسے بھی حق ملنا چاہیے۔ وہ بچپن سے میرا ارادت مند فرزند رہا ہے اور آج فخر مشائخ، امین قلوب، جنید زمان، بایزید عصر، بقیۃ السلف، مقدم الخلف شیخ حسام الحق والدین (اللہ تعالیٰ ان کے طول حیات سے مسلمانوں کو مستفید رکھے) کا رشتہ دار بھی ہے۔ مجھے امید قوی ہے کہ امیر بزرگوار اسے توقعات سے زیادہ نوازیں گے اور اسے حیات نو دیں گے کہ،

"ومن احیاھا فکانما احیاء الناس جمیعا"[1]

آپ کا یہ احسان مجھ پر اور یہاں کے جملہ فقرا پر بھی ہوگا۔ دعا ہے کہ آپ ہمیشہ لوگوں کی پناہ گاہ بنے رہیں۔ آمین یارب العالمین۔

عرض ہے کہ ان شاء اللہ آپ کی موجودہ نیکیاں اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے نزدیک گزشتہ نیکیوں کا ضمیمہ اور تکملہ بنیں گی اور "نور علی نور یھدی اللہ لنورہ من یشاء"[2] کے بمصداق ہوں گی۔ والسلام۔

مکتوب ۹۵

اللہ مفتح الابواب

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے،

"نرم دل اور سخی لوگوں سے اپنی احتیاجات پوری کرو کہ خدا نے ان کے دل میں رحم ڈال رکھا ہے اور سخت دل اور کنجوسوں سے کچھ نہ مانگو کیونکہ ان کے دل بند ہیں"

نبی اکرمؐ کے کلمات کی برکت صدر اعظم، ملک الوزرا، نظام ملک، فریاد رس مظلومین، نیکی گستر، نیکو کار، خلق خدا کے شفیق، امر خدائی کے تعظیم کرنے والے کے شامل حال رہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا مرتبہ عالی قائم رکھے، اس کی نیکیاں قبول کرے اس کی لغزشیں معاف فرمائے اور قیامت کی عظیم ہیبت کے دن اسے سکون جیسا

فرمائے۔ دعا ہے کہ نیکی اور خیرات کے کاموں میں اس کی ہمت با توفیق رہے۔

اس میں شک نہیں کہ انسان کے دو اجزا رہیں۔ ایک جسم ہے جو پست ہے اور دوسری روح جو اعلیٰ و برتر ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے نہایت قدرت سے جسم و روح کا امتزاج و اختلاط کر رکھا ہے۔ اس اختلاط سے جسم کی ہزاروں تاریکیاں اور روح کی لاکھوں حکمتیں ہویدا ہیں۔ اسی مناسبت سے ارشاد باری ہے کہ:

"انی خالق بشراً من طین فاذا سویتہ ونفخت[1] فیہ من روحی فقولہ ساجدین"

خدا نے جسم کو خاک تاریک کی نسبت دی اور روح کو اپنے نفس رحمانی کی۔ مقصد یہ تھا کہ نفس و روح، خاکِ تاریک سے وہ ایک آلے کا کام لے اور اختلاط جان و تن سے انسان امانت الہیٰ کے وہ کام انجام دے جو اس کے فرائض منصبی ہیں۔ یہ ان فرائض کی انجام دہی سے ہی خاک تیرہ، نورِ روح سے مستنیر ہوتی ہے۔

ع چو دزدی با چراغ آید گزیدہ تر برد بالا

ترجمہ:۔ جب چور چراغ کے ساتھ آئے، تو برگزیدہ مال لے جاتا ہے۔

"ونفخت فیہ من روحی" کا مدعا یہی ہے کہ روح کے تلالو سے جسم منور ہو اور عقل جذبات سفلی پر غالب آئے۔ عقل مندوں نے کہا ہے:

"جس کی عقل، شہوت پر غالب آجائے، وہ فرشتوں سے افضل ہے
اور جس کی عقل، شہوت سے مغلوب ہو، وہ چوپایوں سے کمتر ہے۔"

امیر کو راقم کا سلام و دعا۔ اشتیاقِ ملاقات غالب ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ملاقات کا جلد بندوبست فرمائے۔

"انہ مجیب[2] قریب"

اطلاع ملی تھی کہ شاہی مبارک سواری ادھر سے گزرے گی۔ یہاں تمام ارادتمند اس خبر سے بے حد خوش تھے لیکن بعد میں خبر کی اطلاع درست ثابت نہ ہوئی۔ زمانہ کیسی کیسی نعمتوں کو خراب کر دیتا ہے۔ بہر حال امید ہے کہ کسی مبارک موقع پر مبارک سواری ادھر سے گزرے گی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اخوانی[3] بنائے اور ہماری

ملاقات کردائے۔

عرض ہے کہ حامل خط امیر عالم صدر اعظم سے مدد کا طالب ہے۔ وہ عیال دار ہے اور اس نے بہت نقصانات اٹھائے ہیں۔ مال و دولت نہ ہونے سے تحصیلِ علم کا کام بھی رہ جاتا ہے۔ اگر امیر بزرگوار اس کی مدد کریں اور حقیقت میں اسے نئی زندگی دیں کہ:

[۴] "ومن احیاھا فکانما احیاء الناس جمیعا"

تو ان کے معمولات اور لطف عام سے یہ بات بعید نہ ہوگی۔ ارشاد خداوندی ہے کہ:

[۵] "وما تقدموا من خیر تجدوہ عند اللہ"

اور:

[۶] "مثل الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مائۃ حبۃ واللہ یضاعف لمن یشاء"

دعا ہے کہ آپ ہمیشہ اکرام و احسان اور نیکی پروری کی راہ پر ہوں۔ والسلام۔

مکتوب ۹۶

اللہ مفتح الابواب۔

فرزند مخلص، امیر بزرگوار و با سعادت، عالم و عادل، خلق خدا کے مشفق، امر حق کے پابند، مقرب سلاطین، عاقبت اندیش، زمرہ "کانوا قلیلا من اللیل ما یھجعون وبالاسحار ھم یستغفرون" سے منسوب، شمس الملۃ والدولۃ والدین (خدا اس کا مرتبہ بلند باقی رکھے) کی نیکو کاری، طلب خیر اور عبادت مقبول و مبرور ہو۔ اللہ تعالیٰ جو بے اندازہ روزی دینے والا ہے اور بے حد و حساب علم بخشنے والا ہے حضرت محمدؐ اور آل محمدؐ کی برکات کے طفیل خلوت و جلوت اور سفر و حضر کے جملہ احوال میں اس کا حامی و ناصر اور یار و مددگار ہو۔

سلام علی اھل نادیکم ومن حل بوعاً بوادیکم

ترجمہ پہلے نقل ہو چکا۔

ہزاروں سلام و دعا، جو ایک فریضہ ہیں، عرض کر رہا ہوں۔ جیسے پیاسا پانی کے لئے تڑپ رہا ہوتا ہے، یا فراق زدہ ملاقات کا آرزو مند ہوتا ہے، یا قیدی آزادی کے لئے بے قرار ہوتا ہے، ویسے ہی میں بے قراری سے ملاقات کا شائق ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے، جو بکھرے ہوؤں کو جمع کرنے والا، نباتات کا پیدا کرنیوالا، مردوں کا زندہ کرنے والا، آوازوں کا سننے والا ہے، استدعا ہے کہ وہ مناسب موقع پر جلد از جلد ملاقات کا موقع فراہم کرے۔ دعاؤں کا قبول کرنا اسی کا کام ہے۔

مجھے امید ہے کہ فرزند مخلص وارادت مند اخی محمد پر آپ اپنی عنایات واحسانات کا سایہ ڈالیں گے۔ اور اسے اپنی غریب پروری کے عنصر سے بہرہ دیں گے کہ وہ غرق احسانات اور ممنون اکرام بن کر واپس آئے۔ یہ اس راقم پر احسان وکرم ہوگا۔ نیز التماس ہے کہ صدر اعظم خراسان وعراق، بازوئے اسلام، معدن اخلاق، کان صفات عالی تاج الحق والدین (اللہ تعالیٰ ان کا مرتبہ بلند دائم رکھے، ان کی نیکیاں قبول فرمائے اور ان کی مدد فرمائے) کو میرا ارمغانِ سلام و دعا پیش کریں۔ اخی محمد سے جو تعاون کر سکیں، اور ظاہری اور خفیہ طور پر اس کی جو مدد بھی کر سکیں، اس سے براہ کرم دریغ نہ فرمائیں کہ:

"ان احسنتم احسنتم لانفسکم"[۲]

آپ ایسے کریم النفس شخص کو نصیحت کی ضرورت بھی کیا ہے۔ آپ کا بڑا احسان کرم ہے کہ اس راقم کی درخواست کو ہمیشہ قبول فرماتے رہے اور تجویز کردہ نیک کام انجام دیتے رہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی نیکیوں کو قبول فرمائے اور ان کا دوچند اجر دے۔

گر آب دہی نہالہ تو کاشتہ ورلیست کنی ہمش تو فراشتہ[۳]

نیکی کا انجام دینا اس کے آغاز کرنے سے بہتر ہوتا ہے۔ سنا ہے کہ آپ نے آج کل آخرت کا توشہ تیار کرنے کا کام شروع کر رکھا ہے اور باقی کام آپ کے لئے

ضمنی رہ گئے ۔ مبارکباد عرض کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے اور مشکلات راہ و عقبہ کو آسان فرمائے کہ :

"فمن یرد اللہ ان یھدیہ یشرح صدرہ للاسلام" [۳]

یہاں جملہ ارادت مند اور بھائی بند اور احسان مند دراویش سلام عرض کرتے ہیں اور دیدار کے مشتاق ہیں ۔ دعا ہے کہ آپ ہمیشہ مظلوموں کے فریادرس رہیں ۔ والسلام ۔

مکتوب ۹۷

اللہ مفتح الابواب

ملک امرا ، فریادرس مظلومین ، طاعت خدا کے لئے ساعی اور عبادت کے حریص ،

"کانوا قلیلا من اللیل ما یھجعون [۱] وبالاسحار ھم یستغفرون"

اور

"یذکرون اللہ قیاماً [۲] وقعوداً وعلی جنوبھم"

نیز

"لا یخافون [۳] لومۃ لائم"

کے مصداق ، فضلائے ربانی کے مربی ، فقرائے روحانی کے غم خوار معین الدولۃ والدین (اللہ تعالیٰ اس کے مقام بلند کو دوام بخشے) کو حیات طیبہ نصیب ہو۔ سلام و دعا عرض کرتا ہوں کہ :

"السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین"

اور

"سلام علی [۴] یوم ولدت ویوم یموت ویوم یبعث حیا"

نیز

"سلام قولا من رب الرحیم" [۵]

آپ کے ساتھ ملاقات کرنے کے شوق کا کیا ذکر کروں ۔ ایسے ہی ہے جیسے

کسی اعضا کٹے ہوتے شخص کو اپنے اعضا کے جڑ جانے کی طلب ہو۔ حدیث قدسی ہے کہ :۔

"مومن ایک جسم واحد کی طرح ہیں۔ جسم کے ایک عضو کو تکلیف ہو تو سارا جسم ناراض ہو جاتا ہے۔"

ارشاد خداوندی ہے :۔

"ماخلقکم ولا بعثکم الا کنفس واحدۃ"[۵]

اور

"کتب علی نفسہ الرحمۃ لیجمعنکم"[۶]

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں "اخوانا علی سرر متقابلین"[۷] بنائے۔ آمین یا رب العالمین۔

حاملِ خط شیخ حسام الدین (اللہ تعالیٰ اسے سلامت رکھے) مخلص کامل اور برادر صادق ہے، اور آپ کی خدمت کی نیت سے آ رہا ہے۔ امید ہے کہ آپ اپنی نیک سرشتی کے بل بوتے پر جو "انما نطعمکم لوجہ اللہ لا نرید منکم جزاء ولا شکورا"[۸] کی مظہر ہے، اس کے مناسبِ حال کوئی کام اسے تفویض کریں گے تاکہ وہ آپ کے ملازمینِ رکاب و درگاہ میں سے ہو ؎

بنواز مرا شہا بکن مردمی — تالاف زخم کہ دیدہ ام خرمنی
ای شاہ زمان از تو چہ گردد کمی — کز رحمت تو شاد شوی آدمی[۹]

میرے مخاطب عزیز، امیر مکرم کا بازارِ جہاں میں زیادہ کام درویش نوازی اور مظلوم پروری رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے توفیق مزید عنایت کرے۔ حدیث قدسی ہے :۔

"مخلوق اللہ کا کنبہ ہے۔ پس اللہ کا محبوب وہ ہے جو اس کے کنبے کو زیادہ فائدہ دے۔"

ایک دوسرا ارشاد نبویؐ ہے :۔

"لوگوں میں بہترین وہ ہے جو انہیں فائدہ دے۔"

لیکن درویش کے لئے سونے چاندی اور پیتل کی رقوم کے فوائد جداگانہ ہیں۔ فائدہ خیر کل میں ہے۔ والدین کے فوائد سے آدمی اس زندانِ دنیا میں آنکلا اور انبیاءؑ اور اولیاءؒ اللہ کے فوائد سے فضائے دنیا سے باہر جا نکلتا ہے اور عوالم غیب میں جا پہنچتا ہے۔ ان باتوں کی کوئی حد نہیں۔ امیر بزرگوار کی یہ بڑی کامیابی و کامرانی ہے کہ وہ امور خیر کی انجام دہی اور مخلوق خدا کی فائدہ رسانی کے لئے اس قدر متوجہ اور کوشاں رہتا ہے، اور حاجت مندوں کی احتیاجات پوری کرتا ہے اور بے نواؤں سے دِل سوزی اور ہمدردی دکھاتا ہے ؎

اکرام اہل الہوی من الکرم و امتہ العشق اضعف الامم

ترجمہ پہلے نقل ہو چکا۔

دعا ہے کہ آپ ہمیشہ نیکی پر ور رہیں۔ اشارہ شدہ احسان پر میں بذاتِ خود ممنون ہوں گا اور اسے آپ کے سابقہ احسانات کی فہرست میں شامل کر دوں گا۔

والسلام

مکتوب ۹۸

اللہ مفتح الابواب

ملک امرا، صدر اعظم، فریادرس غربا، پناہ مظلومین، شہرۂ آفاق، فخر خراسان و عراق، غم خوار فقراء، مربّی فضلا، حاجبِ حریم اسلام، پناہ مخلوق، تاج الدولۃ والدین (اللہ تعالیٰ اس کے مرتبہ بلند کو محفوظ فرمائے) کی زندگی پُر اقبال وسعادت ماحول میں گزرے اور اس کی نیکو کاریاں کا خداوند جہاں صلہ عظیم دے۔ اللہ تعالیٰ جو عالم اسرار ہے جانتا ہے کہ راقم السطور نے امیر موصوف کی نیکیوں اور احسانات کو کبھی فراموش نہیں کیا بلکہ ان احسانات اور اکرام کی بارش کو دیکھ اور سن کر امیر کی ارادت وعقیدت میں برابر اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ کہتے ہیں کہ دل کو دل سے راہ ہوتی ہے۔ عقل ونقل بھی اس کے مؤید ہیں کہ حقیقی محبت وہی ہوتی ہے جو دونوں طرف سے ہو۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت بھی یک طرفہ نہیں ہے۔ ایک ہاتھ سے تالی کہاں بجے گی اور ایک پاؤں کا

رقص کب تک چلے گا؟ اسی لئے "یحبکم" اور "یحبّونہ" یا "رضی اللہ عنہم" اور "رضوا عنہ" ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔

راقم کا مخلصانہ سلام و دعا قبول ہو۔ شرف ملاقات کی سعادت کے لئے بے چین ہوں۔ اس صبح سعادت کی تلاش نہ عقل کا کام ہے نہ دل کو خبر ہے کہ کب تک صبر کو اپنا شعار بنائے رکھے۔ شب و روز نے کئی حقائق و اسرار چھپا رکھے ہیں جن کا جاننا تائید ایزدی کے بغیر ممکن نہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو اس دنیا کے حوادث و عواقب کا علم ہے اور وہی ایسی آنکھ عطا کرتا ہے کہ اس دنیا میں بیٹھ کر اس دوسری دنیا کو دیکھ لیا جائے یا وہاں کے حوادث کی جھنکار یہاں سن لی جائے۔

ملکِ امرا محب اور محبوب کے رشتے سے آگاہ ہے اسی لئے اس کے جملہ کام شفقتِ مخلوقِ خدا اور امرِ حق کی تعظیم و تکریم کے لئے وقف رہے ہیں۔ کتنی خوش نصیبی ہے کہ اس کے کان، مظلوموں کے نالوں پر ہیں، اور اس کی آنکھیں ستم رسیدوں کی گریہ و زاری پر ہیں تاکہ ان کے دکھوں پر مرہم رکھے اور ان کی مدد کرے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے ان کاموں کی انجام دہی پر بیشتر توفیق دے اور اس کی تائید فرمائے آمین یا رب العالمین۔

باعثِ تحریر آنکہ فرزند عزیز اخی محمد (اللہ تعالیٰ اسے عزت بخشے) جو آپ کے دربارِ اقبال کا پرانا دعاگو، خیر خواہ اور نمک خوار ہے، ملازم بارگاہ بننے کا آرزومند ہے۔ توقع ہے کہ آپ اپنے ملوکانہ بخشش و کرم سے کام لیتے ہوئے اس کی استدعا کو شرفِ قبولیت بخشیں گے۔ وہ مدتوں یاس و نا امیدی، ہجر و فراق اور آپ کے غیظ و غضب سے کڑھتا رہا مگر اس کے "ربنا ظلمنا"[1] کو آپ نے قبول کرتے ہوئے اسے معاف کر دیا اور اس پر وہ بے حد خوش و خرم ہو گیا:

"والکاظمین الغیظ والعافین عن[2] الناس واللہ یحب المحسنین"

اس کی تقصیر معاف کر دینا آپ کی بڑی عنایت و بخشش تھی ؎

کانا من لباستنا ظلمنا بیوم لیس من ہذا الزمان[3] ؎

اب مزید عنایت و بخشش کے لئے اسے کوئی دوسری پناہ گاہ اور معدن اقبال و دولت نہیں مل سکتی ؎

ای ساقی از آن بادہ کہ اوّل دادی　　رطلی دو دراندازو بیفزا شادی
باچاشنی راز آن نبایست نمود　　بامست وخراب کن چو سر بگشادی ؎

اس نے آپ کے دربار کی محبت گوشہ جان پر باندھ رکھی ہے اور سرمہ امید کو دیدہ نیاز میں نگار رکھا ہے۔ اب وہ دربار میں حاضر ہو رہا ہے مگر اس کے پاس تحفہ ہے نہ سند۔ اس کے پاس راقم کا سفارشی خط ہے۔ آپ کی رحمت عام بے پایاں سے حسن توقع ہے اور بس۔ آپ کے ہاں میری درخواست کبھی نامقبول نہیں ہوئی۔ امید ہے کہ آپ کی مہربانی سے اس کی حالت خراب اور آشفتہ حالی کو سروسامان ملے گا اور اپنی بخشش سے آپ اسے حیات تازہ دیں گے:

"ومن احیاھا فکانما احیاء الناس جمیعا" [۳]

آزادے را بلطف خود بندہ کنی　　یہ زانک ہزار بندہ آزاد کنی ؎

دعا ہے کہ آپ ہمیشہ مخلوق کے مددگار رہیں۔ آمین یارب العالمین۔

مکتوب ۹۹

اللہ مفتح الابواب۔

ملک امرا، فریادرس مظلومین، غم خوار فقرا، صاحب ہمت عالی، امر حق کی تعظیم کرنے والے، اللہ کے محبوب کاموں سے رغبت رکھنے والے "تتجافی جنوبھم عن المضاجع یدعون ربھم [۱] خوفا وطمعا" کے عامل، عالم عادل، صاحب سعادت و حسب ونسب والنعام واکرام، معین الدولۃ والدین، حامی اسلام ومسلمین، امیر الغ قتلغ الب پروانہ بک (اللہ تعالیٰ اس کا مقام بلند قائم رکھے، اس کے دشمن غارت ہوں اور اس کے خیر خواہ نصرت خداوندی کے زیر سایہ ہوں) کی سعادت واقبال جاودانی ہو اور اسے تائید ایزدی حاصل رہے۔ دعا ہے کہ اس کی خیرات، نیکو کاری کی کوشش اور نیک نیتی مقبول ومبرور ہو کہ:

"ان اللہ یقبل التوبۃ عن عبادہ ویاخذ الصدقات"

آمین یارب العالمین۔

راقمِ مخلص کی سلام و دعا قبول ہو۔ آپ کی درویش نوازی اور مظلوم پرور شخصیت کو دیکھنے کے لئے دل بے تاب ہے۔ آپ دوسروں کے لئے وہی پسند کرتے ہیں جو اپنے لئے چاہتے ہیں، اور یہ ایمان کا بڑا امتحان ہے۔ دعا ہے کہ جدائی کے دور کو ختم کرنے والا، مردوں کو زندہ کرنے والا، آوازوں کا سننے والا اور دعاؤں کو قبول کرنے والا ملاقات کی جلد کوئی سبیل نکال دے کہ:

"انہ مجیب[۳] قریب"

حاملِ خط، فرزندِ عزیز و ارادت مند مخلص، شمس الدین (اللہ تعالیٰ اس کی سعادت کو دوام بخشے) میرے رشتہ داروں میں سے ہے۔ وہ مدتوں سے آرزومند رہا ہے کہ کسی ذریعے سے آپ کی خدمت سے منسلک ہو سکے اور آپ کے ملازمین اور خادمین کے زمرے میں شامل ہو سکے۔ اب اس کا اشتیاق انتہا کو پہنچ چکا ہے ؎

صبر با عشق بس نمی آید　　عقل فریادرس نمی آید[۴]

امید ہے کہ آپ اپنے مکارم اخلاق اور نفع عام کی روش سے کام لیتے ہوئے میری سفارش کو شرفِ قبولیت بخشیں گے۔ اس لطف و کرم پر ہم سب بے حد و حساب دعا کریں گے اور ان شاء اللہ آپ کو ثواب عظیم بھی ملے گا۔ آپ ایسے نیک سرشت شخص سے بھلائی اور بہتری ہی کی امید ہے، مگر بر بناتے احتیاط یہ سفارش لکھ بھیجی ہے ؎

من خود داعم کز تو خطائی ناید　　لیکن دل عاشقان بداندیش بود[۵]

دعا ہے کہ آپ ہمیشہ مخلوق کے فریادرس رہیں۔ آمین یارب العالمین۔

مکتوب ۱۰۰

اللہ مفتح الابواب

یگانۂ جہاں، فخرِ سلاطین، افتخارِ آلِ داؤد[۶]، صاحبِ توصیف، دنیا کو آخرت

سے بدلنے والے، قلوب فقراء کو جیتنے والے، چھوٹے بڑوں کے لئے نمونۂ خوبی، مخلص ارواح، مسرت خواطر، تکلیف والوں کے فریاد رس، معدن نیکی، چشمۂ نفائس، اشرف افراد، صاحب استعداد فطری کو وہ دولت و اقبال نصیب ہو جس کے لئے بڑے بڑے اقبال مند اور خوش بخت آرزو مند ہیں۔ خدائے تعالیٰ امیر کے مرتبے کو دوام دے، اس کے احباب اور خیر خواہ نصرتِ الٰہی سے بہرہ مند ہوں اور اس کے دشمن اور مخالف مقہور و مغضوب باری ہوں ؎

سلام علیکم لاسلام مودع ولکن سلام لایزال جدید

ترجمہ:۔ آپ پر سلام جدا ہونے والا سلام نہیں بلکہ وہ سلام جو ہمیشہ جدید اور تازہ بتازہ رہے۔ (باقی اشعار پہلے ترجمہ ہو چکے)۔

سلامت کنم زانکہ در خاطری گر از چشم دوری بدل حاضری
ایا غائب از چشم و حاضر بدل سلام علی الغائب الحاضری

سلام و دعا کے تحائف صدق و صفا اور محبت و وفا سے بھرے ہوئے ارسال کر رہا ہوں۔ آپ کے اقبال و دولت کے بارے میں جو آج کمزوروں اور مظلوموں کی پشت و پناہ ہے، سالہا سال سے ہمیشہ بڑے ذوق و شوق سے آنے جانے والوں سے پوچھتا رہا ہوں۔ ایک وجہ یہ تھی کہ کہیں سے آپ کی اس طرف مراجعت کرنے کی خوش خبری ملے تاکہ آپ کے دیدار اور ملاقات کے متمنی مسرور و شادمان ہو سکیں لیکن یہ خوش خبری والی صبحِ سعادت ابھی طلوع نہیں ہوئی لیکن افواہوں کے صبح کاذب نے بھی دل کو خوش کئے رکھا کہ آپ آئے ہی جاتے ہیں اب تو دل کو کافی تسلی ہے کہ ملاقات زیادہ دور نہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے مبارک دیدار کی سعادت جلد لائے۔

آپ کے ملوکانہ احسانات کا ذکر اکثر سنتا رہتا ہوں اور کئی امور کا میں پوچھا کرتا ہوں۔ آپ کا دربار مظلوموں اور مفلوک الحال لوگوں کی پناہ گاہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے تادیر قائم و باقی رکھے۔

آپ کے ملوکانہ احسانات کا ذکر لوگ کرتے رہتے ہیں مگر ان اکرام کے گواہ صادق ملک المشائخ، امین قلوب، جنید زمان، بایزید عصر، زمین پر اللہ کے مخصوص ولی حسام الحق والدین ہیں۔ جو علم ہدایت ویقین کہے جا سکتے ہیں (اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان کے طول حیات سے مستفید کرے اور ان کے دیدار سے عارفوں کے قلوب کو منوّر کرے) وہ دعائے خیر میں آپ کو یاد کرتے اور آپ کے اقبال و دولت ۔کے دوام کے خواہش مند رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی اور دیگر خیر خواہوں کی دعاؤں کو شرف قبول بخشے اور عنایات آسمانی کو آپ کے شامل حال فرمائے۔

یہاں خرد و کلاں اور برادرانِ درویش خلوت وجلوت میں آپ کے لئے دعاگو ہیں کہ حضرت محمدؐ اور آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اللہ تعالیٰ امیر کو توفیق دے کہ اہل احتیاج کی ضروریات پوری کرے۔

"ان اللہ علی کل شیء قدیر"

وہاں آپ کے ملازمین درگاہ اور خدمت گزاروں کو ہمارا سلام۔ دعا ہے کہ آپ ہمیشہ مخلوق کے فریادرس اور فقراء اور بے نواؤں کا سہارا بنے رہیں۔ آمین یارب العالمین آپ کا نامہ گرامی شرفِ صدور لایا اور ہماری خوشیوں میں اضافہ کیا۔ خدا آپ کے گرم احسانات کا انقطاع نہ کرے۔ والسلام۔

مکتوب ۱۰۱

اللہ مفتح الابواب۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ملائے گا اور ہمارے درمیان حائل ہونے والی دوری کو مٹا دے گا۔

ہمان خدای کہ ما را طریقِ ہجر نمود — امید دارم کہ آسان کند طریقِ وصال
رضینا منہ و مالک بالکلام — و یکفینا الاشارۃ بالسلام
فیوم لا اراک کالف شہر — وشہر لا اراک کالف عام [1]
بخدائی کہ ملکش از عظمت — در خم آسمان نمی گنجد

کہ زدوری و آرزومندی　　سخنم در دہان نمی گنجد

ارشاد خداوندی ہے :۔

"ولو ان لی بکم قوۃ[۲] او اوی الی رکن شدید"

اگر مجھے سعادت ملی یا دل کی طرح میرے جسم کے بھی پر ہوتے، تو میں فوراً پرواز کرتا اور افتخار ملوک، تاج آل داؤد[۳]، عالی ہمت، روشن بصر، عاقبت بیں، خداترس، رعیت پرور، بردبار، جواں مرد، دیدار ربانی کے عاشق، روح افلاکی، (اللہ تعالیٰ اس کا مرتبہ عالی باقی رکھے) تک جا پہنچتا ؎

لو ان الریح یحملنی الیکم　　لشبشت باذیال الریاح

وکدت اطیر من شوقی الیکم　　وکیف یطیر مقصوص الجناح [۳]

گر توانی ای صبا بگذر شبی بر کوی او　　در گذر یابی بہر از من پیامی سوی او

در دلم را بینی آنجا گو حرامت باد وصل　　من چنین مہجور و تو پیوستہ ہم زانوی او

اللہ تعالیٰ جانتا ہے "وکفیٰ باللہ علیما"[۴] کہ آپ کے حسن آفتاب نما کی زیارت کرنے کا شب و روز آرزومند رہا ہوں۔ کسی نے کہا ہے کہ دن کو آپ کے بارے میں زیادہ سوچنے سے ہر رات تمہیں خواب میں دیکھتا ہوں۔ آپ کی طرف سے آنے جانے والوں پر رشک کرتا ہوں۔ اشتیاقِ ملاقات کی آگ نامہ و پیغام کے پانی سے کہاں بجھ سکتی ہے ؎

من سیر نمی شوم بلب تر کردن　　الا کہ مراد را نگنی در جویت

کان فوادی لیس یشفی علیلۃ　　سوی ان تری الروحین ممتزجان

ترجمہ :۔ میں لب تر کرنے کی سیری بھی نہیں لوں گا سوائے اس کے تو مجھے اپنی نہر میں پھینک دے۔ میرا دل اس مرض سے ٹھیک نہ ہوگا بجز اس کے کہ ہم دونوں کی روحیں ایک ہو جائیں۔

میں نے بڑی کوشش کی کہ ملاقات کے لئے کوئی سبیل نکل آئے مگر فی الحال

متوکلانِ تقدیر نے اجازت نہیں دی ؎

گر بما نیم زندہ بردو زیم　　دامنی کز فراق چاک شداست
ور نمانیم عذر ما بپذیر　　ای بسا آرزو کہ خاک شداست ؎

مگر اہلِ دین و معرفت کی آرزو ہوئی و ہوس کی خاطر نہیں ہوتی اس لئے ان شاء اللہ "اخواناً علی سرر متقابلین" عنقریب ہوں گے اور ہماری اولاد بھی کہ:

"والحقنا بھم ذریاتھم"

اللہ تعالیٰ انہیں با فضیلت رکھے کہ:

"ان اللہ اصطفی آدم ونوحا و آل ابراھیم و آل عمران علی العالمین ذریۃ بعضھا من بعض" ؎

پیشتر آ پیشتر چند ازین بدخوئی　　چون تو منی من توام چند منی و توئی
من و تو کرد آدمی را دو　　بی من و تو، تو من بدی، من تو
کی بود ماز ما جدا ماندہ　　من و تو رفتہ و خدا ماندہ ؎

"ان ھم الیھم لا یرجعون وان کل لما جمیع لدینا محضرون"

جس طرح ہمارے عزیز اور بزرگ ہماری نظر سے اوجھل ہو گئے مگر فنا نہیں ہوئے اسی طرح "استاد کارند" بھی آج آفتاب نورِ حق میں پوشیدہ ہو گئے، مگر معدوم الوصف ہیں اور موجود الذات۔ اگر جملہ سمندر روشنائی بن جائیں اور درخت قلم بن جائیں اور ذراتِ ہوا منشی اور کاتب بن جائیں، تو بھی عشاق کے ذاتِ پاک کے ساتھ اتصال کی باتیں تحریر نہیں ہو سکتیں ؎

از عشق دلا نہ بر زبان خواہی شد　　بی جان زکجا شوی کہ بجان خواہی شد
اوّل بزمین ز آسمان ماندہ ای　　آخر ز زمین بر آسمان خواہی شد ؎

ہزاروں سلام و دعا کے ارمغان بھیج رہا ہوں مگر دل چاہتا ہے کہ سلام و دعا کی ترسیل کے بجائے خود حاضرِ خدمت ہو جاتا کہ:

"وائتونی باھلکم اجمعین"

اگرچہ زبان و دیدہ و دل آپ کے ذکر و خیال و محبت میں مصروف ہیں مگر روحِ تشنہ کو امیر کی ذات کی طلب ہے اور اس کے بغیر ان کی تشفی نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ کارساز ہے اور اس کے کرم سے امید واثق ہے کہ وہ جلد از جلد اس عجوبہ زمان کا دیدار نصیب فرمائے گا اور امیر کی صوری قربت کا موقع فراہم کرے گا۔ دعاؤں کا سننے والا وہی ہے:

"ومن یقنط من رحمۃ ربہ الا الضالون" [۹]

نومید مشو امید می دار ای دل — در غیب عجایب است بسیار ای دل
مدار ای روح، ہیچ لد وہ کہ یار از تو جدا ماند — رسن گرچہ دراز آید گزر دارد بہ چیز بر
حرام دارم با مردمان سخن گفتن — وچون حدیث تو آید سخن دراز کنم

حقیقت یہ ہے کہ

"ولو جئنا بمثلہ مدداً" [۱۰]

ہماری مناجات اختتام ناپذیر ہی رہے گی۔ پس دعا ہے کہ آپ ہمیشہ قبلہ حاجات اور مناجات بنے رہیں۔ آمین یارب العالمین۔

ہمارے فرزند اور کنیزیں (جو ہماری بہنیں ہیں) آداب عرض کرتے ہیں اور وہ بھی دیدار و ملاقات کے طالب ہیں۔ آپ کا کرم نامہ اس حقیر کو ملا اور وہ دیدہ و دل کا نور و سرور بنا۔ اس نے پیرِ ابنِ یوسفی کی طرح اس یعقوب کی آنکھیں روشن کر دی ہیں کہ:

"انی لاجد ریح یوسف لو لا ان تفندون" [۱۱]

والسلام

مکتوب ۱۰۲

اللہ مفتح الابواب۔

فرزند مخلص، مکرم، مشفق، ارادت مند صادق، دوست نادر، عالی ہمت، فرشتہ صفت، جمال الدولۃ والدین کی زندگی تخت فلک کی سی بلند رہے۔ دعا ہے کہ

ملک جاوداں کی طرف اسکی توجہ رہے اور اس کا چہرہ ۔ دل جو سب فضائل کا مرکز ہے، وسوسے اور غفلت کی گرد سے پاک وصاف ہو اور صیقل زدہ ہو تاکہ وہ الہام ربانی اور رحمت آسمانی کی قبولیت کی شائستگی رکھتا ہو۔ آمین یارب العالمین۔

سلام و دعا قبول فرمائیں۔ شوقِ ملاقات کا کیا عرض کروں کہ دل کو دل سے راہ ہوتی ہے ؎

گویند کہ روزنی است زدل سوی دل روزن چہ بود کہ نیز دیوار نماند

ترجمہ:۔ کہتے ہیں کہ دل سے دل کی طرف دریچہ ہوتا ہے۔ دریچہ کیا ہوتا ہے؟ یہاں تو دروازے کی بات ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس فرزند کے دل کو ایسی خوشی سے معمور رکھے جو عالم فانی سے ماورا ہے اور مناسب اوقات میں ہماری مراد ملاقات برلائے "ان اللہ علی کل شیٍٔ قدیر" اور اجابت دعا بھی اسی کا کام ہے۔ یہاں جملہ بھاتی سلام گو اور مشتاقِ دیدار ہیں۔ آصف زماں، ملک الوزرا، نیکی پرور، پناہ مخلوق، نظام الملکِ عصر (اللہ تعالیٰ اس کے مرتبہ عالی کو دوام بخشے) کو سلام عرض کرتا ہوں۔ ان کے دیدار کا بھی آرزومند ہوں۔

"وما کان ربک نسیا"[۲]

ہم نے بھی ان کے احسانات فراموش نہیں کیے کہ:

"ان تک مثقال حبۃ من خردل فتکن فی صخرۃ او فی السموات او فی الارض یات بھا اللہ"[۳]

جیسا کہ آپ نے خواب میں دیکھا، فرمانِ خدا کی اطاعت کرو، زمین کو ہموار کرو قابلِ زراعت بناؤ، دانہ بوؤ اور مٹی کے حوالے کردو۔ کہتے ہیں کسی نے خواب دیکھا کہ صحرا میں ایک زرین طشت چمک رہی ہے۔ اسے نصیحت یاد آگئی اس نے دوگز کے قریب زمین کھودی اور رُک گیا۔ سوچا:۔

"مجھے ایک بار زمین کھودنے کا کہا گیا تھا، مگر میں نے چند بار کھود ڈالی"۔

وہاں سے چل دیا کہ اتنے میں اسے نصیحت و آگاہی دینے والا شخص مل گیا۔ حالات پوچھ کر بولا:

"وہاں اللہ تعالیٰ نے خیر و خوبی چھپا رکھی ہے مگر وہ محنت اور زیادہ کھودنے سے نمودار ہوگی۔"

چنانچہ نمودار ہو کر رہی۔ آپ دیکھیں کہ تذکیر و وعظ ... کتنے عرصے میں اثر کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار اور معاندین کی ایذا رسانی پر کتنے عرصے تک صبر کیا۔ انہوں نے خیر و نیکی کا سدّراہ بننے کی کوشش کی، مگر وہ نمودار اور نمایاں ہو کے رہے کہ:

"ولسوف یعطیک ربک فترضی"[۴]

دیگر مقامات پر ارشادات خداوندی یوں ہیں:

۱۔ "والاخرۃ خیر لک من الاولی"[۵]

۲۔ "انا اعطینک الکوثر"[۶]

۳۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون"[۷]

نیکی جو خدا کے لئے کی جائے، وہ آفتاب و ماہتاب کے نور سے بھی تابناک تر ہے۔ قبر میں ہڈی رہ جاتی ہے، نور قبر میں کب رہتا ہے۔ نور آفتاب کو قبر میں ڈالو تو وہ باہر رہے گا۔ ان حقائق کا حد و حساب نہیں ہے۔

"قل لو کان البحر مدادا لکلمت ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی"[۸]

اللہ تعالیٰ امیر کو توفیق دے کہ وہ دعوت و ہدایت اور نیکی کی راہ پر سنجیدگی سے گامزن رہے ؎

خرام دارم با مردمان سخن گفتن — وچون حدیث تو آید سخن دراز کنم

ترجمہ پہلے نقل ہو چکا۔

دعا ہے کہ امیر موصوف ہمیشہ طالب حق اور عاشق خلق رہے۔ آمین یارب العالمین۔

مکتوب ۱۰۳

اللہ مفتح الابواب ۔

فرزند مخلص وارادت مند، نادر زماں، طالب حق، عالی ہمت، احسان کار، طاعت اندیشہ، لطیف گوہر، عنصر پاک، غم خوار درادیش، محب اولیاء اللہ، جمال الدولۃ والدین، (اللہ تعالیٰ اس کی عاقبت درست کرے) کی زندگی شادمانی اور نیک نامی سے گزرے اور مقاصد عالی کا حصول خدا اس کے لئے آسان کرے۔ دعا ہے کہ وہ توفیق نیکی کی راہ کو محکم پکڑے اور خدا و مخلوق کے حقوق کی مراعات کرے۔ عقل اللہ تعالیٰ کے عجائبات دیکھ کر متحیر رہتی ہے۔ وہ خصوصاً اس لئے حیران ہے کہ ارواح کبوتران کعبہ کی طرح کس روش سے جمع ہوتی ہیں اور حقائق آسمانی کا الہام لیتی ہیں۔ کبوتر نامہ بری اور پیغام رسانی کرتے ہیں۔ ارواح بھی افلاک سے پیغام گیری کرتے اور عالم اجسام تک پہنچاتے ہیں۔ مگر جس طرح نامہ بر کبوتر دوران پرواز باز و عقاب کے حملے کا شکار ہوتے اور قید یا شکار ہوتے ہیں، ارواح کا بھی یہی حال ہے اور وہ بھی حوادث اور موانع کا شکار ہوتی ہیں، اور روحانی حوادث سے آسمان و زمین لرز جاتے ہیں کہ:

"وللہ ملک السمٰوات والارض یغفر لمن یشاء ویعذب من یشاء"

یعنی اہل آسمان بھی لرزتے ہیں اور اہل زمین بھی۔ جسم و روح کے اس رابطے کے بارے میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے حضرت جبرئیل امین ؑ سے پوچھا تھا۔ وہ بولے:

"کبھی میرے پر و بال ایسے ہوتے ہیں کہ میں عالم وجود میں نہیں سما سکتا، اور کبھی مجھ پر ایسی ہیبت و عظمت طاری ہوتی ہے کہ ایک مموله بن جاتا ہوں۔"

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"تم مجرّد ہو، نورِ مطلق ہو، نفسِ امارہ کا اسیر نہیں ہوتا، تم سرشت عنصری کے قریب بھی نہیں، اس لئے تم پر ہیبت وخوف کیسے ہوتا ہے؟"
جبرئیلؑ بولے:
"یہ ہیبت وعظمت اس سے فزوں تر ہے جس نے ابلیس کو مات کیا اور ہاروت و ماروت کو اوجِ فلک سے نیچے لاکر چاہِ بابل میں محبوس کیا۔ یعنی یہ اس ہیبت سے بیشتر ہے جس نے ابلیس سے زمزمہ تسبیح چھڑوادیا اور ہاروت و ماروت کو گمراہ کر دیا۔"

آنجا کہ بودی گلستان یا دوستان در بوستان
شد گرگ و روبہ را مکان، شد چند و کرگس را وطن [۹]

اللہ تعالیٰ ہم سب کو قیامت کے پُرہیبت دن میں ثابت قدم رکھے اور ہم "اخوانا علی سرر[۱] متقابلین" بنے رہیں۔ وہی ہے جو استحقاق و احتیاج سے قبل نعمتیں بخش دیتا ہے۔ "وینزل الغیث[۲] من بعد ما قنطوا"
یہاں جملہ بھائی بہنیں سلام کہتے ہیں اور مشتاقِ ملاقات ہیں۔ والسلام۔

مکتوب ۱۰۴

اللہ مفتح الابواب۔

جب ضرورت اور مجبوری کے مؤکل نے بوالعجبی شروع کی اور سخت دلی کو اختیار کیا، تو صبر وسکون کا رشتہ ہاتھ سے نکل گیا اور اس بزرگوار مکرم کو بہت تکلیف دی گئی امید ہے کہ اپنی درویش نوازی، مسکین پروری اور غریب دوستی کی عادت سے جو سعادت مندوں اور نیکوں کا شعار ہے اور امیر موصوف کا معمول ہے، اسے شکر نعمت ادا کرتے ہوئے میری طرف بھیج دیں گے۔ میں اگرچہ لمبی چوڑی سرد دی دے رہا ہوں، لیکن الحمدللہ کہ میرا تعلق دو اسطہ ایک باہمت و حوصلہ مند شخص کے ساتھ ہے۔ یہ اور اس قسم کی لاکھوں گستاخیاں، اس کے بحر صفت دل میں ایک کشتی ہیں۔ بحر کو مچھلیوں کی پیاس کی تشفی سے کیا تکلیف ہے اور معمولی گندگی سے

اس کے پانی کا کیا بگڑے گا۔ دعا ہے کہ امیر موصوف کے احسانات کا بے پایاں شکر ہر زبان پر جاری وساری ہو۔ آمین یا رب العالمین۔

کہا جاتا ہے کہ ہر طرف سے وہی کچھ ٹپکتا ہے جو اس میں موجود ہو۔ عجب نہیں کہ ملک الوزرا کی نیکی پروری، جوانمردی اور کمزور نوازی کی روش سے دوسروں کو بھی ایسے کام انجام دینے کی ترغیب وتحریص ہو اور وہ "هل ادلکم علی تجارة تنجیکم" پر متوجہ ہوں اور خیرات کی کوششوں میں نعوذ باللہ اگر کوئی سہو وخطا ہو تو اس کی رہنمائی میں اسے دور کر سکیں کہ:

"اذا مسهم طائف من الشیطان تذکروا فاذا هم مبصرون"

دعا ہے کہ وہ جلدی گریبانِ دل کو محکم پکڑیں، ندامت واستغفار کے دامن کو تھامیں سہو وخطا کا سبب دریافت کریں اور ابلیس وشیطان کی وسوسہ اندازیوں کا سدباب کریں تاکہ ان سے ایمان کی قلمرو محفوظ رہے۔ میں نے جناب امیر سے بہتری کی امید باندھ رکھی ہے اس لئے دعا وثنا کی کمر باندھے اس کی خدمت میں دعا کرنے میں مشغول ہوں۔ امید ہے کہ لغزشوں کا تدارک ہو جائے گا ؎

اذا اطرف حبلک انحل عقده　　تداعی وشیکا بانحلال مرائره

ترجمہ نقل ہو چکا۔

اگر سنت کی ادائیگی میں سستی برتی جائے تو شیطان فرائض پر بھی ڈورے ڈالنے لگتا ہے ؎

فاحذر صغار الشر قبل کباره　　ان الکبار بدایهن صغار

آغاز منارہ زیکی خشت بود　　مہمل داری تو خشت را زشت بود

ارشاد خداوندی ہے:

"واما بنعمة ربک فحدث"

حد امکان تک کوشش کرنی چاہیئے کہ دوبارہ کمر خدمت مضبوطی سے باندھے یہ خدمت اس قدر بافضیلت ہے کہ سو کمریں بھی باندھی جائیں اور ہر بن مو

کو سپاس بنایا جاتے تو بھی حق ادا نہیں ہو سکتا ۔

ولو کان لی فی کل منبت شوۃ لسانا یشکر منک کان مقصرا

اللہ تعالیٰ صدر اعظم کے صدر و سینہ کو منور رکھے اور اخلاص و صدق کی دولت اسے بیشتر عطا فرماتے ۔ مکتوب والا راقم کو ملا اور اس سے سرور و مسرت ملی ہے ۔

راحتش باد اگر ز مر خلق را راحت بود نیست ممکن خلق را راحت مگر از روح پاک

صد ہزاران دیگ حلوا پختہ آن لطفِ فحال صد ہزاران جام بادہ بردہ زو اندوہناک

مکتوب ۱۰۵

اللہ مفتح الابواب

اللہ تعالیٰ ہمیں ملائے گا اور ہمارے درمیان کا بُعد اٹھالے گا ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :

"اللہ تعالیٰ کے بزرگوار بندوں کا مقام اس زمین پر ہے ۔ جس طرح بارش کا مقام خشکی پر ہے اور اس کے پانی سے سمندر سے موتی نکلتے ہیں اسی طرح ان کا فیض بھی عام ہے ۔ مخلوق خدا کا کنبہ ہے اور اللہ کا محبوب وہ ہے جو اس کے کنبے کو زیادہ فائدہ پہنچاتے ۔"

الحمد للہ آج مشار الیہ لوگوں کو فائدہ پہنچانے ، علماء و فضلا کا احترام کرنے اور خیرات اور نیکیوں کے پھیلانے میں مصروف ہے ۔ (اللہ تعالیٰ اس کی نیکیوں کو قبول فرماتے) ملک امرا ، وزیر بزرگوار ، نظام ملک ، فخر خراسان و عراق ، ینک اعمال ، بلند اخلاق ، دین دار ، ولی نعمت تاج الحق والدین کے بارے میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے امور خیر قبول فرماتے ، اس کا مقام بلند محفوظ رکھے ، اس کی کوتاہیوں سے صرف نظر فرماتے اور ہیبت و خوف کے دن میں اسے امن و سکون نصیب کرے ۔ آمین یارب العالمین ۔ سلام و دعا جو واجب و ضروری ہے ، عرض کرتا ہوں ۔ شوقِ ملاقات غالب جانیں ۔ دعا ہے کہ مشکلات کا آسان کرنے والا اور ہجر و فراق کو دور کرنے والا خدا ملاقات کی کوئی صورت نکال دے ۔

عرض ہے کہ اگر میں آپ کے ساتھ رابطے اور شوق اشتیاق کے مطابق خط لکھا کروں، تو ہر روز نیا خط لکھنے کی احتیاج ہے۔ مگر میرا مقصد یہ ہے کہ ہم حقائق و حالات سے مطلع رہیں اور خطوط کے ذریعے دلوں کی ملاقات میسّر رہے، اس لئے آپ کو زیادہ خطوط پڑھنے کی سر دردی نہیں دیتا لیکن عزیزوں کی استدعا پر اور ان کے ذکر و شکر پر لکھنے کی معذوری و مجبوری ظاہر ہے کہ میٹھے پانی کے گھاٹ کے گرد لوگوں کا ہجوم رہا کرتا ہے۔

فرزند عزیز اور ارادت مند مخلص سید المدرسین، تاج الخطبا، جامع الاطراف عالم و فاضل، جلال الملۃ والدین جو پیشوا ابن پیشوا ہے اور اس کے اسلاف کی بزرگواری مشہور و معروف ہے۔ وہ آپ کے لطف و کرم اور نوازشوں کا شاکر ہے۔ اب وہ میری رشتہ داری سے بھی منسلک ہے اور اس پر آپ جو مزید مہربانی کر سکیں، اس کا میں ممنون اور سپاس گزار ہوں گا کیونکہ ملک الافاضل مرحوم صدر کبیر کے بھی مجھ پر احسانات رہے ہیں۔ اللہ آپ، ان کی اور جملہ محسنوں کی نیکیاں قبول فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں اعمال نیک بھلائے نہیں جاتے کہ:

"وما کان ربک نسیا"[1]

وہ ہر صاحب فضیلت کو اسی کی فضیلت نیکی کا بدلہ دیتا ہے۔ حدیث قدسی میں کہا گیا ہے کہ:

"دنیا، آخرت کی کھیتی ہے۔"

پس مبارک ہے وہ شخص جس نے فرصت کو غنیمت جانا، اور کاشت کی۔

"یقرض اللہ قرضاً حسناً فیضعفہ لہ"[2]

آپ کی بیدار دلی، عالی ہمت اور شفقتِ خلائق کے اوصاف اس امر سے مستثنیٰ ہیں کہ آپ کو امور خیر کی ترغیب دی جائے ؎

ولیکن رایت السیف من بعد شحذہ الی الہز محتاجاً وان کان ماضیا[3]

دعا ہے کہ آپ ہمیشہ محسن اور نیکی پرور رہیں اور راہ نیکی میں آپ کو کامیابی پر کامیابی

حاصل ہو آمین یارب العالمین۔

مکتوب ۱۰۶

اللہ مفتح الابواب۔

ملک الوزراء، آصف زمان، نظام الملک عصر، صدر اعظم، وزیر عالم، عادل و فاضل، کریم وسخی، خیر گستر، مصدر بزرگی، تائید آسمانی سے برخوردار، فخر الحق والدین کا سایہ علم وعدل برقرار رہے، اس کا مرتبہ بادوام ہو، اس کی نیکیاں قبول ہوں، اور اللہ تعالیٰ اس کی لغزشوں سے درگزر فرمائے۔ دعاؤں کو قبول کرنے والا خدا اس کا حامی وناصر ہو، اور اس کے لئے آسانیاں پیدا کرے۔ سلام ودعا عرض کرنا فرضِ عین بلکہ عین فرض ہے۔ شوقِ ملاقات غالب ہے۔ آنے جانے والوں سے جناب کے حالات ومعمولات کا پوچھا کرتا ہوں۔ جب معلوم ہوتا ہے کہ آپ خیر ونیکی اور احسان کی راہ پر پختگی سے گامزن ہیں، تو بے حد خوش ہوتا ہوں۔ دعاؤں کے قبول کرنے والے سے ملتمس ہوں کہ وہ آپ کو مزید توفیق اور کامیابی دے۔ آپ کے احسانات کی تفصیل لکھنے سے قلم قاصر ہے، اللہ تعالیٰ ہی ان کی جزا دے سکتا ہے اور میں اس سے ملتجی ہوں کہ ان نیکیوں کا صلہ وہ خود دے۔

عرض ہے کہ حامل نامہ وسلام شیخ صالح باقناعت ودیندار جمال الدین میرا ایک درویش عزیز ہے جو خلوت گزینی اور اوراد خوانی میں مصروف رہتا ہے مدتوں سے وہ کثرت عیال اور قلت مال سے دوچار ہے۔ وہ صبر کو پیشہ بنائے ہوئے اور قناعت سے بناہ کئے ہوئے ہے وہ متقدم فقراء کی روش پر ہے۔ اس کی خانقاہ پر دوسروں نے قبضہ جمالیا ہے، اور اس نے پرواہ نہ کی۔ نہ زبان سے کچھ کہا، نہ کوئی تنازعہ کیا۔ اس کا صبر وقناعت مسلّم، مگر اس کے بے چارے اہل وعیال مزید صبر وقناعت کا حوصلہ نہیں رکھتے۔ امید ہے کہ آپ اخی گہرتاش کے ہاتھوں، درویش نوازی اور غریب پروری کی علامت کے طور پر شیخ جمال الدین اور اس کے اہل وعیال کیلئے کچھ بھجوائیں گے تاکہ شیخ موصوف فراغت وسکونِ قلب سے طاعت وعبادت میں لگ

سکے اور وہ نیز اس کے اہل وعیال آپ کے لئے دعاگو ہوں اور آپ کی سلطنت نیک نام ہو۔ یہ استدعا قبول ہو تو اس راقم پر بے حد وحساب احسان ہوگا حقیقت ہے کہ راقم کا دل شیخ جمال الدین اور اس کے اہل وعیال کی حالت پر کڑھتا رہا ہے شیخ کا اخلاق اس قابل ہے کہ اس کی خاطر دوسرے بے چین و بے قرار ہوں۔ ملک الوزرا کتنے درویش و فقراء کے یار و مددگار رہے ہیں۔ کتنے اہل احتیاج نے اس سایہ دار درخت کے نیچے آرام کیا اور راحت حاصل کی ہے۔ امید ہے کہ شیخ جمال الدین کے دن بھی پھریں گے اور وہ آپ کے احسانات کا ذاکر و شاکر بنے گا دعا ہے کہ ملک الوزرا ہمیشہ اہل خیر کی پشت و پناہ بنے رہیں۔ آمین یارب العالمین۔

مکتوب ۱۰۷

اللہ مفتح الابواب۔

امیر بزرگوار، عالم، عادل، فرشتہ سیرت، عاقبت بین، خوش اخلاق، خوش باطن نیکی کے حریص، شمس الدولۃ والدین، اسلام اور مسلمانوں کے نور (اللہ تعالیٰ اس کے مرتبہ عالی کو دوام دے، اسے نیک کاموں کی راہ پر چلنے کی توفیق دے اور رضائے خداوندی کے حصول کے لئے اس کی کوششوں کو برکت دے) کی سرعت کار با مقصد ہو، اللہ تعالیٰ اسے آسانی و سہولت دے اور مشکلات و موانع سے اسے محفوظ رکھے۔ راقم کا پیہم اور بے انقطاع سلام و دعا قبول ہو۔ امیر عزیز کی توجہ الی اللہ اور نیکی سے بڑھتی ہوئی وابستگی کا سن کر دل کو بے حد مسرت ہوئی۔ آپ کا کرم نامہ ملا آپ کی دلداری، مہربانی اور کرم کا حال پہلے سے معلوم ہے۔ آپ کے نیک عزائم کا سنا۔ دعا ہے کہ امیر نیکوکار، فائدہ رساں اور غم خوار اپنے مقاصد میں کامیاب ہو۔ منعم کا شکر ادا کرنا واجب ہے۔ راقم بھی ادائے شکر و ذکر میں مشغول ہے اور آپ کے احسانات کو بھولا نہیں ہے۔ آپ نے فقراء و درویش کے ساتھ جو بھلائیاں کی ہیں، اس کے صلے میں یہ گروہ اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ کا شفیع ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر نیک عمل کو ایک صورت خوب دے گا اور نیکی کرنے والے کے حق میں

وہ صورت خوب دعاگو اور طالبِ مغفرت بنے گی کہ:

"وما کان ربک نسیا"[1]

خواجہ بزرگوار اور دیندار نے، جو صاحب حسب ونسب ہیں اور نیکیوں کی انجام دہی کی راہ میں کامیاب و کامران رہا ہے (اللہ تعالیٰ اس کی برکات کو دوام دے)، آپ کی بے حد تعریف کی اور نیکی پروری کے ضمن میں آپ کے حسنِ سیرت کو سراہا۔ انہوں نے آپ کے کئی امورِ خیر گنوائے بھی تھے۔ ان باتوں سے ہم سب کو بے حد خوشی ہوئی اور ہم نے آپ کے وجودِ بابرکت کی موجودگی پہ خدا کا شکر ادا کیا۔ دعا ہے کہ آپ کے ایسے کام بادوام رہیں۔ والسلام۔

مکتوب ۱۰۸

اللہ مفتح الابواب۔

خداوندِ عالم کی زندگی آرام و آسائش اور مسرت و کامرانی میں بسر ہو۔ شہرت و نیک نامی اور حصولِ مقاصد کی سہولت مدتوں اس کی دامن گیر ہو۔ دعا ہے کہ بلند مقامی اور شہرت کے ہار اس کے درِ دولت کی زینت بنے رہیں۔ اور مسرت و شادمانی اس کے شاملِ حال ہو۔ راقم حیران و سرگرداں ہے کہ امیر کے ساتھ ملاقات کرنے کے شوق کو کس طرح بیان کرے اور اس کے احسانات اور الطافِ کریمانہ کی تفصیل کس زبان سے بیان کرے۔ بہر حال چوں کہ اشتیاقِ ملاقات اور تفصیلِ احسانات کو بیان کرنے سے قاصر ہوں، اس لئے دعا میں مشغول ہوں کیونکہ یہ کام مناسب ہے اور آسان بھی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بلند مقامی کے لباس کو زیب و زینت دینے والے اور رات دن کی رونق کا باعث بننے والے اس وجود کو صحیح و سالم رکھے۔

سلام و دعا کے بعد عرض ہے کہ دراویش کے ایک گروہ نے مجھے خواجہ فخر الدین یوسف کے لئے سفارش کرنے کو کہا ہے۔ وہ مدتوں سے ملک الوزرا کا ممنون و احسانمند رہا مگر بعض حوادث اور مشکلات نے اسے خدمت سے باز رکھا اور اس پر اسے ندامت بھی ہے۔ ملک الوزرا نے بخشش و صدقے کے علاوہ اسے قرض بھی دیا تھا۔

براہ کرم جو کچھ اس کے ذمہ ہے، اسے معاف کر دیں تاکہ رب العالمین کی طرف سے اس کا کئی گناہ ثواب مل سکے۔ یہ امر راقم پر بھی احسان ہو گا اور آپ کے سابقہ الطاف کا ضمیمہ بنے گا۔ والسلام۔

مکتوب ۱۰۹

اللہ مفتح الابواب

امیر بزرگوار، عالم عادل، نیکی پرور، ظالموں کے مٹانے والے، مظلوموں کے حامی، مربی علماء، محبّ درادیش سیف الدولۃ والدین الغ قتلغ پروانہ بیگ دیندار، بلند ہمت کی زندگی کامیابی و کامرانی میں گزرے اور حضرت محمدؐ اور آل محمدؐ کے طفیل اس کا دولت و اقبال اور سعادت و خوش بختی پائدار رہے۔

سلام و دعا قبول ہو۔ آپ کے دیدار و ملاقات کا اشتیاق غالب ہے۔ اللہ تعالیٰ موقع ملاقات میسّر کرے تاکہ بالمشافہ گفتگو ہو سکے۔ آپ کی نیکی اور امور خیر پر توجہ کا سن کر بے حد خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو مزید کامیابی دے۔ میری یہی دعا رہتی ہے کہ یہ دوست مخلص ہمیشہ پناہ خداوندی میں رہے۔

عرض ہے کہ حامل نامہ فرزند مخلص نظام الدین نے آپ کی خدمت میں جو دن گزارے، اس پر وہ آپ کا سپاس گزار ہے۔ آپ کی مظلوم پروری اور ضعیف نوازی نظام الدین پر کی گئی مہربانی سے ہزار گنا زیادہ ہے۔ آپ کو علم ہو گا کہ نظام الدین کا مال فقراء و درادیش سے متعلق ہے۔ وہ دوران طفولیت سے فقرا کا نیازمند اور ان کا حامی ہے۔ اس کے پاس جو کچھ ہوتا ہے، اسے فقرا کے حوالے کر دیتا ہے۔ آپ نے اس پر جو احسانات کئے، وہ تمام فقراء کے لئے تھے۔ مگر وہ بے چارہ اب پھر نیازمند اور محتاج ہو چکا۔ اسے جہاں سے نفع کی امید تھی، وہاں سے اسے نقصان ہی ملا۔ وہ ہر نشیب و فراز سے آشنا ہے اور جانتا ہے کہ ہر سختی کے بعد آسانی ملتی ہے۔ ؎

فلا تحسبن انہ علی الدھر ضیع　　فالدھر من بعد العثار یھوص

تا بود چنین بدست کار عالم راحت پس اندہ است و شادی پس غم [1]

جو صبر و سکون اس کو میسر ہے، وہ ہر کسی کو کہاں ملے گا۔ ہر کوئی تنگی و سختی میں اچھے دن پھر آنے کا اتنا خوش بین نہیں ہو سکتا۔ مگر اسے رنج اس بات کا ہے کہ دوسروں کے لئے کچھ نہیں کر سکتا۔ لیکن اسے خوش قسمتی سے امیر دین دارالغ بک ایسا مربی میسر ہے جو بے نواؤں اور مسکینوں کا دست گیر ہے۔ امید ہے کہ جناب نے جس طرح پہلے نظام الدین کے ساتھ مہربانیاں کی ہیں، اب بھی ان کا اعادہ کریں گے۔ اسے دوبارہ خدمت و ملازمت پر مامور کریں گے اور اس بدحالی سے نجات دیں گے۔ یہ مجھ پر احسان ہوگا، اور جملہ خدا دوست اس سے خوش ہوں گے۔ البتہ آپ کے دشمنوں کو اس سے ضرور تکلیف ہوگی۔ ان نیک کاموں کی انجام دہی سے آپ اس جہان کے علاوہ دوسرے جہان کے بھی امیر ہوں گے۔ اے امیر، نظام الدین پر سخت وقت آگیا ہے اور اس پر شفقت و مہربانی کا موقع ہے۔ اس موقع پر ایک نیکی کا ثواب ہزار ہوگا اور یہ ثواب، اگلے ثواب کے ساتھ منضم ہوگا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ امیر کو کار نیکی پر ثابت قدمی دکھانے کی توفیق دے اور ہم اور ہمارے دوست اور بھائی بھی اس کی خدمت میں اور دعا میں کمربستہ رہیں فخر مشائخ، جنید زمان، حسام الحق والدین مخلصانہ سلام و دعا کہتے ہیں۔ والسلام۔

مکتوب ۱۱۰

اللہ مفتح الابواب

دین دار، عالی ہمت، روحانی و ربّانی، خدا ترس، درویش پرور، فریاد رس مظلومین، مقرب سلاطین، حاکم بحر و بر، عاقبت بیں، بردبار، بخشش کار، امرِ حق کی تعظیم بجا لانے والے، مخلوقِ حق پر شفقت کرنے والے، اسلام اور مسلمانوں کے پشتیبان کے ایام وسال نیکی پروری، مظلوم نوازی، خدا ترسی اور خاصانِ خدا کی ہم نشینی میں گزاریں۔ اس کے دوست و اولیا اللہ کی نصرت میں اور اس کے

دشمن قہر و غضب میں ہوں حقیقت میں ہمارے اولیاء و احباب، ہماری عقل ہیں اور ہمارے دشمن، نفس امارہ ۔ سب کو معلوم ہوگا کہ آدمی کے مرتبہ و مقام کی مثال مٹی کی سی ہے جسے ہوا اڑا لے جاتی ہے اور ہر گھنٹے ہوا مٹی کو زیادہ دور اور بلند لے جاتی ہے اسی لئے حدیث میں آیا ہے کہ

"دنیا ایک گھنٹہ ہے"

پھر ہوا مٹی کو طبندی سے زمین کی پستی پر لے آتی ہے۔ یہ مٹی کی موت ہے مبارک ہے وہ مٹی جو ہوا کے دوش پر پرواز کرتی ہوئی یہ نہ بھول جائے کہ اس کا مقام زمین ہے اور یہ پرواز اور اڑان عارضی ہے۔ ؎

بر باد فگندہ بنای ہمہ عمر بہر باد کجا بود بنا پایندہ [1]

مبارک ہے وہ خاک جو اتنی بلندی پر خود ی شناس ہو اور کہے کہ خدایا "میں وہی مٹی ہوں۔ میں اپنے کو غلط نہیں سمجھتی اور جانتی ہوں کہ میرا مالک خدا ہے اور اس بلندی پر بھی میں اس کے سامنے ویسے ہی پست اور اس کی غلام ہوں میں اس بلند پروازی میں کسی کی آنکھ میں نہ جاؤں گی اور کسی کو اذیت نہ دوں گی"۔

خاک اگر یہ فروتنی دکھائے تو جب مرکب باد سے نیچے اترے گی تو اللہ تعالیٰ اسے نور کے مرکب پر سوار فرمائے گا اور کہے گا کہ:

"لا تاسوا علی ما فاتکم"

امیر کو میرا سلام و دعا۔ مشتاق ملاقات ہوں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ موقع ملاقات دے اور ہمیں "اخوانا علی سرر متقابلین"[2] بنائے۔

عرض ہے کہ فرزند مخلص امیر عالم آپ کے اقبال و دولت کے دعاگوؤں اور خیر خواہوں میں سے ہے۔ وہ آپ کی خدمت میں رہا اور آپ کے احسانات کا بے حد ممنون ہے۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ عن قریب آپ کی نیکیوں کا کئی گنا بدلہ دے گا کہ:

"ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ وان تک حسنۃ یضاعفھا ویوت من لدنہ اجراً عظیما۔"[۳]

اس میں شک نہیں کہ امیر عالم کام کا آدمی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے کام کی خاطر پیدا کیا ہے کہ[۴]

"وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون"

مگر وہ امتحان و آزمائش کے طور پر خدمت و غلامی میں رہا اور اب اسے ترک کر چکا۔ حضرت یوسف صدیق علیہ السلام نے کچھ عرصہ غلامی و خدمت قبول کی اور مخلوق کی غلامی اور خدمت سے بچایا، تب خدا نے انہیں اپنی غلامی و خدمت کا خلعت پہنایا اور مخلوق سے بے نیاز کر دیا کیونکہ ہر چیز اپنی اصل کی طرف لوٹتی ہے۔ امیر عالم کا بھی یہی حال ہے مگر ابھی وہ آپ کے ہاں اجنبی اور مہمان کے طور پر ہے۔ امید ہے کہ آپ بھی عزیز مصر کی طرح ایمانِ دولت اور ملازمین درگاہ سے کہیں گے کہ کچھ عرصہ اس کی خاطر داری کریں:

"اکرمی مسوٰنہ عسیٰ[۵] ان ینفعنا او نتخذہ ولدا

اللہ تعالیٰ نے عزیز مصر کی یہ مہربانی کہ حضرت یوسفؑ کے بارے میں "اکرمی مثوٰنہ" کہا تھا، کئی صدیوں سے ابد تک محفوظ و مثبوت کر رکھی ہے۔ آپ کے مکارم اخلاق سے اور خدا پرستی سے یہی امید ہے کہ آپ امیر عالم پر مخدومانہ اور پدرانہ سایہ ڈالیں گے اور اس کی مدد کریں گے۔ یہ نیکی قیامت کے دن آپ کے سر پر سایہ کا موجب بنے گی۔ دعا ہے کہ آپ ہمیشہ ضعیف نواز اور غریب پرور رہیں۔ والسلام۔

مکتوب ۱۱۱

اللہ مفتح الابواب

امیر بزرگوار، عالم عادل، محسن، بامجد و سعادت، مہذب الدولۃ والدین کا سینہ مبارک ہر روز زیادہ پر صفا اور روشن ہو اور اللہ تعالیٰ اس کے مرتبے کو دوام بخشے۔ سعادت ابدی اس کی مساعد ہو اور حوادثِ زمانہ اس کی خوشی میں اضافے کا موجب

ہوں اور اس کے اقبال و دولت کے دشمن ذلیل و خوار ہوں۔ نیکی کی توفیق جو بڑی توفیق، اور عظیم بزرگی ہے، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اس سے سلب نہ ہو۔

راقم مخلص کا سلام و دعا قبول ہو۔ اگرچہ آرزومند محروم رہتا ہے مگر میں ملاقات کا بے حد آرزومند ہوں۔ اگرچہ؛

"وما یلقاھا الا کل ذوحظ عظیم"[1]

مگر دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جلد ملاقات کے اسباب مہیا فرمائے۔ عاشقوں اور صاحبان اشتیاق کی دعا قبول کرنے والا وہی ہے۔

عرض ہے کہ حاملِ نامہ شمس الدین (اللہ تعالیٰ ہمیشہ اسے سعادت مند رکھے) میرا فرزند و مرید ہے۔ وہ خوش اخلاق اور باسعادت ہے اور مجھ سے اس کی قرابت داری بھی ہے۔ اس نے کعبۂ امید کا احرام باندھ رکھا ہے اور چاہتا ہے کہ آپ کے ملازمین و خدمت گزاروں کے زمرے میں شامل ہو۔ آپ کے احسان و اکرام سے کوئی بھی محروم نہیں لوٹا اور تمام اہلِ احتیاج آپ کی مدد اور حمایت سے بہرہ مند ہوتے رہیں ہیں۔ امید ہے کہ آپ اس پر بھی رحمت اور غریب نوازی کا سایہ ڈالیں گے تاکہ وہ بھی اپنے اخوان و اقران میں اس نوازش سے مستفید ہونے کا فخر کر سکے۔ وہ باتجربہ ہے، کام کاج کرنے میں چابک دست ہے اور اس میں اور دیگر اکثر ملازمین میں آپ بڑا فرق پائیں گے۔ توقع ہے کہ آپ اسے شرفِ قبولیت بخشیں گے کہ؛

"وذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء"[2]

اور وہ آپ کی مہربانیوں کا ذاکر و شاکر واپس آئے گا۔ حدیث قدسی ہے کہ

"مخلوق اللہ کا کنبہ ہے اور اللہ کا محبوب وہ ہے جو اس کے کنبے کو زیادہ فائدہ پہنچائے۔"

مجھے امید ہے کہ شمس الدین بھی ہزاروں دیگر شکر گزاروں کے گروہ میں شامل ہوگا اور یہ نیکی راقم پر بھی احسانِ بزرگ ہوگا۔ خدا کا فرمان ہے؛

ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون [۳]"
(اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا اور جو نیکو کار ہیں)۔
دعا ہے کہ آپ ہمیشہ احسان کرنے والے ہوں۔ والسلام۔

مکتوب ۱۱۲

اللہ مفتح الابواب

ملک الامرا، مقرب سلاطین، دو دولتوں اور سعادتوں کے حامل، عدل و احسان پھیلانے والے، ملت اسلامیہ کے مددگار، بدعتوں کے مٹانے والے، مونس فقراء مربی علماء، صاحبِ توفیق و بخشش، "وللاخرۃ خیر لک من الاولیٰ [۱]" کے مصداق معین الحق والدولۃ والدین کو آسمانی اور ربانی سعادت میسر رہے، اس کے مرتبہ بلند محفوظ ہو اور اللہ تعالیٰ نیکی، اخوت اور جوانمردی کی راہ میں اس کا حامی و ناصر ہو۔

سلام و دعا قبول ہو اور یقین جانیں کہ شوقِ ملاقات کروٹیں لے رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسبب الاسباب ملاقات کی کوئی سبیل نکالے۔ مجھ ناتواں سے حق میں امیر کی مہربانیوں اور بخششوں کو زبان سے بیان کیا جا سکتا ہے نہ قلم سے لکھا جا سکتا ہے۔ ان احسانات اور نیکیوں کی دعا ہے کہ جزا اللہ تعالیٰ ہی دے، جو خود قدیم الاحسان النعام دہ، بے استحقاق بخشنے والا اور قدر شناس ہے۔ آمین یارب العالمین۔

عرض ہے کہ اس سلام و دعا بھرے مکتوب کا لانے والا شمس الدین میرا ارادتمند فرزند ہے۔ وہ با استعداد، محنتی اور کاردان (اللہ تعالیٰ اس کی سعادات کو دائم رکھے)۔ وہ آپ کے حسنِ اخلاق اور نیک سلوک کا سن کر طالبِ خدمت ہو رہا ہے۔ وہ اگر خدمت کے لئے مامور کر لیا جائے، تو بے حد مسرور ہو گا اور اپنے احباب اور اقارب کی محفل میں اس خدمت گزاری پر فخر کرے گا۔ آپ کے ملوکانہ کرم اور شاہانہ لطف کو ایک جہان جانتا ہے۔ اب اس پر بھی مہربانی فرمائیے اور اس بندہ نوازی کا راقم پر بھی احسان ہو گا۔ آپ کا یہ احسان، سابقہ احسانات کا ضمیمہ

ہوگا، اور ان کا تکملہ بھی کہ

"وما کان ربک نسیا"[۲]

دعا ہے کہ آپ ہمیشہ مخلوق کے فریادرس رہیں۔ والسلام۔

مکتوب ۱۱۳

اللہ مفتح الابواب

ملک الامراء، ولی نعمت کا مرتبہ بلند خدا باقی رکھے اور دونوں جہان کی کامیابی کامرانی اس کے ایام زندگی کے شاملِ حال رہے۔ دعا ہے کہ "فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ" کے بمصداق اس کے الطاف واکرام، دل سوزی اور درویش نوازی کے امور درگاہِ خداوندی میں مقبول ومبرور ہوں اور ان کے ثمرات ابھی سے نمایاں ہونے لگیں کہ

"سادیکم ایاتی فلا تستعجلون"[۲]

عرض ہے کہ حاملِ خط سعد الدین میرا مخلص فرزند اور ارادت مند ہے اور ایک مظلوم لڑکا ہے۔ آپ کے غلاموں نے اس کے آدھے باغ کو خرید لیا ہے۔ امید ہے کہ آپ اپنے غلاموں سے کہیں گے کہ اس لڑکے پر مہربانی کریں اور اسے بھی آپ کا غلام جانیں۔ آپ کے الطاف واکرام سے ایک جہاں بہرہ ور ہو رہا ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے شایانِ شان نیکی کے مواقع فراہم کر رکھے ہیں کہ:

"فان اللہ لا یضیع اجر المحسنین"[۳]

میں جہاں کہیں بھی ہوں آپ کے احسانات کا شاکر ہوں اور دعائے خیر کا ہمیشہ مقروض ہوں۔ قرض دار، ممنون وسپاس گزار ہوتا ہے اور شکر وذکر کے ذریعے وہ اپنے مقروض ہونے کا اعلان کرتا رہتا ہے۔ بہر حال، صدقِ ضمیر اور چالاکیٔ دل کے ارمغان ارسالِ خدمت ہیں ؎

گردلم رابینی آنجا گو حرامت باد وصل — من چنین مہجور و تو پیوستہ ہم ز انوی او

ترجمہ پہلے آچکا ہے۔

دعا ہے کہ آپ توفیقات الہٰی سے برخوردار ہوں اور ہمیشہ مخلوق کے فریادرس اور معرفت اور حقائق کے بوستان بنے رہیں۔ آمین یارب العالمین۔

تاظن نبری کہ من کمت می بینم بی زحمت دیدہ ہر دمت می بینم ۔

ترجمہ پہلے آچکا۔

استدرا کا عرض ہے کہ چونکہ آپ کا میرے حق میں لطف وکرم مشہور ہوگیا اس لئے امام بزرگوار، عالم خیر، خیر القضاۃ تاج الدین (اللہ تعالیٰ ان کا فضل دائم رکھے) کی سفارش کرنے بیٹھا ہوں کہ براہ کرم انہیں دوبارہ نوازیں اور قضا کا منصب ان ہی کے حوالے کریں کیونکہ اہل خیر کا اس بزرگوار کے سوا آج کوئی دوسرا آسرا نہیں ہے آپ کا یہ کرم مجھ پر احسان ہوگا اور آپ کے سابقہ احسانات کے دفتر میں ثبت رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ والسلام۔

مکتوب ۱۱۴

اللہ مفتح الابواب

اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ "وکفی باللہ علیما" کہ جناب ملک الامرا کو، جو علم و فضل، حلم، حسن اخلاق اور سیرت پیغامبرانہ کا حامل ہے، اس قدر خط لکھنے اور اس کو بار بار سر دردی دینے پر بے حد شرمندہ ہوں لیکن امیر موصوف نے ابلیس پر غلبہ حاصل کر رکھا ہے، وہ سراج قلوب، ساتر عیوب، منبع علم وادب، چشمہ محبت، ولی نعمت و احسان اور اسم بامسمّیٰ معین الدولۃ والدین ہے، اس لئے اپنی شرمندگی اور خجالت کو سہارا دے دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ امیر کا مرتبہ عالی باقی رکھے، اسے انعام واکرام کی بارش جاری رکھنے کی توفیق دے اور نیک کاموں کا اسے دونوں جہان میں بدلہ بھی دے۔

راقم ناصح کا سلام و دعا قبول ہو۔ اشتیاقِ ملاقات غالب ہے تاکہ حسن اخلاق اور امور خیر میں مشہور آفاق امیر کی زیارت ہوجائے اور اس سے بالمشافہ گفتگو کا استفادہ کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ جلد از جلد ملاقات کی کوئی سبیل نکال دے۔ میں

لطافت وصفائی میں آئینے کا سا نہیں ہوں، بلکہ ضد اور بے شرمی میں آئینہ صفت ہوں کہ بار بار آپ کو لکھتا ہوں اور سردردی کا موجب بنتا ہوں۔ لیکن میرا یہ عمل چونکہ خالصتاً اللہ کی رضا کی خاطر ہے، اس لئے توقع یہی ہے کہ آپ پر بھی گراں نہیں گزرتا ہوگا، بلکہ دوسروں کو فائدہ دینے اور ثواب کی متاع جمع کرنے کی خاطر شاید یہ باتیں آپ کو خوش آئند ہوں گی۔

التماس ہے کہ فرزند ارادت مند نظام الدین کے مسئلے پر ایک بار پھر توجہ دلانے بیٹھا ہوں۔ وہ عقل و تدبیر سے کام لیتا رہا مگر آخر غلطی کر بیٹھا۔ اگر سارے کام عقل کے بس کے ہوتے تو خالقِ عقل، سلطانِ عقل کی زبانی نہ کہلواتا کہ:

"قل لا املک لنفسی نفعا ولا ضرا الا ماشاء اللہ ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر وما مسنی السوء"۔ [۲]

(کہہ دو کہ میں اپنے نفس کے لئے نفع یا نقصان کا مالک نہیں سوائے اس کے جو خدا چاہے اور اگر میں غیب جانتا تو میں بہت سی بھلائی لے لیتا اور مجھے برائی نہ چھوتی)۔

جب آفتاب کا یہ عالم و حال ہو، تو ذرّہ بیچارہ کیا کرے۔ آپ کے اخلاق کریمانہ کے ورثے سے یہی توقع ہے کہ "ذریۃ بعضھا من بعض" [۳] کے بموجب اسے بھی حصہ دیں گے، خواہ یہ فیصلہ آپ پر گراں ہی ہو کہ:

"وعسی ان تکرھوا شیئا وھو خیر لکم" [۴]

اعمالِ نیک بھی ذریات طیبہ کی طرح ہے کہ:

"والحقنا بھم ذریتھم" [۵]

التماس ہے کہ نظام الدین کی بدحالی پر آپ ملوکانہ کرم کی نگاہ ڈالیں اور اس کی بے مرادی کو مراد سے اور موت کو زندگی سے بدلیں۔ یہ راقم پر احسانِ عظیم ہوگا۔ نظام الدین کے مجھ پر فرزندانہ حقوق ہیں۔ میں اس کے بچپن سے یہی سوچتا رہا کہ وہ آپ کی خدمت میں رہے اور دوسروں کے احسان اٹھانے سے بے نیاز ہو مگر

"یتخذ ینفق مغرما" کے بموجب اسے دوسروں کا احسان مند بھی ہونا پڑا۔ اب میری تمنا ہے کہ اس کی بقیہ عمر آپ کی خدمت میں اطمینان وسکون اور مرفہ الحالی میں گزرے۔ کافی عرصہ ہوا آپ کی خدمت میں عریضہ بھیجا تھا مگر وہ شاید آپ تک پہنچایا نہ جاسکا۔ اب خدا کا شکر ہے کہ عزیز مذکور نے لوٹ کر دل و دماغ کو خوش وخرم کرنے والی خبر سنائی۔ الحمد للہ کہ حق حق دار کو مل گیا اور مجھے شکریہ ادا کرنا تھا کہ؛

"اعملوا آل داود شکراً وقلیل من عبادی الشکور"۔

والسلام۔

مکتوب ۱۱۵

اللہ مفتح الابواب۔

خدائے تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس بے نظیر عصر، کریم، محسن اور نیکو کار امیر کی کثرت خیرات وصدقات، خدا ترسانہ درویش نوازی، خیر اندیشی اور غریب پروری نے کتنی افراد کی کایا پلٹ دی ہے۔ راقم مخلص سلام عرض کرتا ہے اور آپ کی خیر وسلامتی اور مزید کامیابی وکامرانی کے لئے دعاگو ہے۔ آپ نے صلہ و احسان کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے، اس سے میں شرمسار ہوں۔ مجھے صلہ چاہیئے نہ احسان کرنے کا دعویٰ۔ میں ان چیزوں کی خاطر زحمت نہ دوں گا۔ میں دوسروں کو صلہ دینے اور ان کو مدد دینے کی خاطر عرض کرتا رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے صدقہ وخیرات کو قبول فرمائے اور دنیا و آخرت میں آپ کو دوگنا چوگنا بدلہ دے کہ؛

"ویؤت من لدنہ اجراً عظیما"

عرض ہے کہ فرزند عزیز وارادت مند سراج الدین (اللہ تعالیٰ اس کی برکات کو دوام دے) جو عالم، زاہد، عابد، عارف اور ولی اللہ ہے۔ چاہتا تھا کہ بڑے مدرسے کا مدرس ہو یا بڑی خانقاہ کا شیخ وناظم ہو، لیکن محبت حق نے اسے ایسا مستغرق کر دیا کہ وہ دنیا سے تعلق قطع کر بیٹھا۔ لیکن آدمی کا جسم کمزور واقع ہوا ہے۔ علم ومعرفت اور غیبی الہامات کے میوے جب جسم آدمی کے دار خت کے ساتھ لگ جائیں،

تو اس کمزوری میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ ایسی حالت میں خطرہ ہوتا ہے کہ مضبوط تنا نہ ہو تو اس درخت کی شاخوں کا بوجھ درخت کے انہدام کا موجب بنے گا۔ جو کوئی ایسے درخت کے شاخ و برگ کی حفاظت کرے، اور اسے سہارا دے کہ منہدم نہ ہو، وہ مخیّر و مقبول ہے۔ یہ خیر و نیکی نماز، روزے اور صدقات سے بالاتر ہے ایسا اس لئے ہے کہ صدقہ درختوں کو پانی دینے کی طرح ہے اور زمین کو خارزار کی صورت میں چھوڑ دینا یا اسے گل و گلزار بنانا بڑا متفاوت کام ہے، مگر درخت کو سہارا دینا اسے از اوّل تا آخر پروان چڑھانا ہے اور اس مرتبہ۔ بلند کی اہمیت ہے۔ بہر حال، التماس مکرّر ہے کہ شیخ گرامی سراج الدین کو اب مدرسے یا خانقاہ میں تعین کریں اور اس کارِ خیر کے مجھ پر ہزاروں احسان ہوں گے۔ والسلام۔

مکتوب ۱۱۶

اللہ مفتح الابواب۔

پیوستہ سرت سبز و لبت خنداں باد پیوستہ دل جہان ز تو شاداں باد

فرزند عزیز، فخر فرزنداں مظفر الدین کو بے شمار خوشیاں اور بے خمار مستیاں حاصل رہیں۔ اللہ تعالیٰ "من الجنۃ والناس" ہر دشمن پر اسے فتح دے، اس کی مدد فرماتے اور اسے اپنی رضا و خوشنودی کے کاموں میں لگاتے رکھے۔

میرا سلام و دعا قبول ہو اور آپ کو دیکھنے اور ملنے کا شوق ہے۔ آپ کو احساس ہو گا کہ فرزند عزیز، پابند وعدہ، حسام الدین کے آپ اور مجھ پر احسانات ہیں۔ اس نے میری خدمت کی اور آپ کے ساتھ دوستی نبھاتی ہے، لیکن نیکی اور دوستی کا آغاز ہی کافی نہیں ہوتا۔ اب سننے میں آیا ہے کہ آپ نے مفسدوں اور خود غرضوں کے کہنے پر اس سے لڑائی جھگڑا کیا ہے۔ بات پکی کرنا چاہیے۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ حسام الدین میرا معتمد اور فرزند ہے۔ آپ اپنی خاطر نہیں، تو میری خاطر اس کی دلداری کریں، اور اسے انعام و اکرام دیں۔ آپ کی یہ مہربانیاں مجھ پر احسان ہو گا۔ آپ کو علم ہو گا کہ حسام الدین میری تربیت میں بڑا ہوا ہے۔ اچھا بُرا گمان کرنا آپ

کا کام ہے، مگر اسے آپ نے خود دیکھا ہے اور مزید دیکھ سکتے ہیں کہ کتنا بلند اخلاق ہے۔ مبادا دوسروں کی شہ پر اس سے بدگمان ہو جاؤ کہ؛

"ان بعض الظن اثم"[۲]

میری ان نصیحتوں کو بے جا حمایت نہ جانو۔ میں ہزار باتوں میں سے ایک کہہ رہا ہوں اور وہ یہ ہے کہ آپ اور حسام الدین کی ناراضگی دونوں کا نقصان ہے۔ کہتے ہیں کہ کسی جنگجو کا گھوڑا لڑائی میں زخمی ہو گیا اور بادشاہ نے اسے میدان جنگ میں جانے کے لئے اپنا خاص گھوڑا دے دیا۔ یہ اصطبل میں موجود جملہ گھوڑوں کا سرخیل تھا مگر میدان جنگ میں اسے بھی زخمی ہونا پڑا، اور بادشاہ نے اظہار افسوس کیا۔ اس پر وہ سوار گھوڑے سے اتر آیا اور بادشاہ کی پیش کش پر دوسرا گھوڑا سواری کے لئے قبول نہ کیا۔ بولا؛

"میں نے بادشاہ کی خاطر جان قربان کرنے سے کبھی دریغ نہ کیا، مگر بادشاہ کو اس گھوڑے کے زخمی ہونے پر افسوس ہو رہا ہے جو میری سواری تھا۔ مجھے اجازت دی جائے کہ میں اب کسی ایسے بادشاہ کی خدمت میں چلا جاؤں جو میری جان کا قدر دان ہو۔"

بہرحال، جان، مال سے اہم تر ہے اور "ویرزقه من حیث لا یحتسب"[۳] کا حامل جان بھی دیتا ہے اور مال بھی ؎

رضیت بما قسم الله لی　　وفوضت امری الی خالقی

لقد احسن الله فیما مضی　　کذالک یحسن فیما بقی[۴]

ہرچہ دشوار ایست بر تو ہم زیاد و بود تست　　ورنہ عمر آسان گزار دمردم آسان گزار

اے عزیز، نرمی کرو کہ خدا بھی تم پر نرمی کرے۔ میں جب تک حسام الدین کی طرف سے آپ کے ساتھ صلح و صفائی کا نہ سن لوں، رنجیدہ خاطر رہوں گا؛

"انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون"[۵]

(بے شک ہم نے ذکر اتارا اور بے شک ہم اس کے محافظ ہیں)۔ والسلام

مکتوب ۱۱۷

اللہ مفتح الابواب

"ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون"

صدر اعظم، وزیر گرامی، شہرہ آفاق، ولی نعمت، خدا پرست، عالی ہمت، رحم دل، تاج الحق والدین، صاحب حسب ونسب (اللہ تعالیٰ اس کی بلند مقامی کو دوام دے) کے دولت واقبال کا دل تازہ ہو اور اس کے بخت کی سیما خنداں رہے۔ دعا ہے کہ حضرت محمدؐ اور آلِ محمدؐ اور جملہ اہل ہدایت کی برکت سے اس کے احباب اللہ کی حمایت کے سایے میں رہیں۔

سلام و دعا قبول فرمائیں۔ اشتیاق ملاقات غالب ہے۔ بچھڑے ہوؤں کو ملانے والا اور صداؤں کو سننے والا جلد از جلد ملاقات کا بندوبست فرماتے۔ آپ جن امراض میں مبتلا رہے اور جن حوادث سے گزرے، وہ آپ کی آزمائش تھی اور الحمدللہ آپ ان امتحانات میں کامیاب رہے ہیں۔

عرض ہے کہ حاملِ خط آپ کا پرانا خدمت گزار ہے۔ وہ میرا فرزند اور ارادت مند ہے اور اسے شمس الدین کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ وہ کعبہ آمال، معدن افضال اکوام، اور بارگاہ رجال کی طرف دوبارہ عازم ہے اور احرام خدمت باندھ چکا ہے کہ "میٹھے پانی کے گرد لوگوں کا کافی ہجوم رہا کرتا ہے۔" صدر اعظم کے علاوہ آج کل لوگوں کا کوئی دوسرا سہارا بھی نہیں جس کی طرف وہ رُخ کر سکیں۔ لوگ آج کل ببانگ دہل کہہ رہے ہیں کہ باطل سے چمٹے رہنے سے حق کی طرف رجوع کرنا بہتر اور برتر ہے۔ ان کی خواہش ہے کہ صدر اعظم اپنی بندہ نوازی کی سرشت اور مکارم اخلاق پر عمل کی بناء پر انہیں معاف کر دیں اور ان شاء اللہ یہ لوگ آپ کے لئے مفید ثابت ہوں گے۔

"یرثنی و یرث من ال یعقوب واجعلہ رب رضیا"

توقع ہے کہ آپ دوسری بار شمس الدین اور اس کے امثال پر رحم و کرم کا سایہ ڈالیں گے اور ان کی ندامت کو قبول کریں گے کہ:

"فانہ کان للاوابین غفورا"[۳]

من ار جہولی کردم چنان سزید از من تو خود کریمی آن کن کہ از کریم مسزد

دعا ہے کہ آپ نیکیوں اور اعمال صالحہ کی انجام دہی، اور آسمانوں اور زمین کے پروردگار کی رضاجوئی میں ہمیشہ کامران و کامیاب رہیں۔ آمین یارب العالمین۔

آپ کے احسانات قلم سے لکھے جا سکتے ہیں نہ زبان سے بیان ہو سکتے ہیں ان کا صلہ وہی ذات دے گی جس کی شان "یرزق من یشاء بغیر حساب"[۳] اور "ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون"[۴] ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس خزانہ محفوظ سے جزا عطا فرمائے جو مقبولان خداوندی کے لئے ہے کہ:

"ویؤت من لدنہ اجرا عظیما"[۵]

آمین یارب العالمین۔ والسلام۔

مکتوب ۱۱۸

اللہ مفتح الابواب

صبح سعادت بجہان بردمید ملک سلیمان بہ سلیمان رسید

انت الامیر و آن توئت منشورا فالامر دونک ان لم تؤتمن بشورا[۶]

صدر اعظم، ملک الوزراء، آصف زمان، نظام الملک عصر، معدن عدل و انصاف، صاحب اوصاف، عالم و عادل و محسن، مونس فقرا، مربی فضلا، حامی دولت دین و دنیا، اسلام اور مسلمانوں کی سربلندی، پدر سلاطین، علم ہدایت و یقین کے علم کو تائیدات الٰہی حاصل رہیں۔

اللہ تعالیٰ اس کا مقام عالی قائم رکھے، اس کی امیدیں بر لائے اس کی سعادت بے زوال ہو اور اس کے مکارم اخلاق ہمیشہ اضافہ پذیر ہوں۔

راقم مخلص کا ہدیہ وسلام قبول ہو۔ آپ کا چہرہ مبارک محتاجوں اور مظلوموں کا ہلال

عید ہے اور ہنرمندوں کی محفل کی شمع ہے۔ راقم کو اس کی زیارت کرنے کی بے حد آرزو ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں مناسب موقع پر ملاقات نصیب کرے اور یہ ملاقات اور دوستی ایسی مخلصانہ اور خدا پرستانہ ہو کہ اس میں قیامت تک خلل نہ آئے کہ:

"الاخلاء یومئذ بعضھم لبعض عدو الا المتقین"[1]

مقصد یہ کہ جن لوگوں نے اللہ کے لئے دوستی کی، اس کے لئے ہم نشینی اور اخوت اختیار کی، وہ ان مہاجرین کی طرح ہیں جنہوں نے انصار کے ساتھ اخوت کا رشتہ استوار کیا تھا۔ یہ وہ ہم نشینی اور دوستی ہے جس کا سلسلہ دنیا میں منقطع ہو گا نہ آخرت میں بلکہ یہ بادوام رہے گی۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا:

"میرے نسب اور وسیلہ کے سوا قیامت کے دن جملہ نسب اور وسیلے منقطع ہو جائیں گے۔"

یعنی دیگر انساب اور وسائل دنیوی اور عارضی ہیں۔ نبی اکرمؐ کا وسیلہ اور ذریعہ ہی وہ ہے جو اخوت اور وحدت کا آئینہ دار ہے۔ یہ وہ معنوی نسب اور وسیلہ ہے جو نیکی اور نیکو کاری پر دلالت اور راہنمائی کرتا ہے۔ اس رشتے کی بنیاد نیکی ہے۔ اور نیکی کے اثرات قیامت بلکہ ابد تک باقی رہیں گے۔ عام انساب اور وسائل و روابط خواب ہیں یا جسم ہیں۔ مگر آپؐ کا واسطہ حقیقت ہے اور روح کا سا لافانی ہے۔ عقل مند کو اشارہ کافی ہے۔ اس رشتے اور پیوند کی وضاحت کی ضرورت نہیں۔ اسے محبت اور نیکی استوار کرتے ہیں اور الحمد للہ کہ ملک الوزرا اس نازک نسب اور وسیلے سے اعتصام برت رہے ہیں۔

عرض ہے کہ حاملِ خط فرزندِ مخلص ایک متقی پیشوا، عالم و فاضل اور صاحب حسب و نسب ہے۔ وہ تاج المدرسین سے ملقب اور مجد الملۃ والدین موسوم ہے (اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرماتے)۔ آپ غیروں کو بھی بخوبی جانتے ہیں، اس لئے حامل خط کے مزید تعارف و توصیف کی ضرورت نہیں ہے۔ حدیث قدسی ہے:

"مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔"

پس کسی دوست، محب اور دعاگو سے آپ کا تعارف کرانے کی کیا ضرورت ہے کہ؛

"سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود"[۲]

آپ مشارالیہ کی شکل وصورت سے ہی اس کے اوصاف معلوم کرلیں گے۔ وہ خدمت و ملازمت کی نیت سے حاضر ہو رہا ہے اور میں نے یہ خط اس امید پر اس کے حوالے کیا کہ خدائے تعالیٰ اس کی آرزو پوری کر دے۔ آمین یارب العالمین۔ نامہ بر چونکہ آپ کا پرانا خدمت گزار اور گھر کا آدمی ہے، میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ باقی باتیں وہ زبانی عرض کر دے گا۔ والسلام۔

مکتوب ۱۱۹

اللہ مفتح الابواب

ملک الوزرا، آصف زمان، نظام الملک عصر، وزیر گرامی، پدر سلاطین، عدل و فضل و احسان کے پھیلانے والے، مجد الدولۃ والدین، اسلام اور مسلمانوں کی سربلندی فریادرس مظلومین، باغیوں اور مفسدوں کے قلع و قمع کرنے والے، امرِ خلق کی تعظیم اور مخلوق پر شفقت کرنے والے کہ جس کی حب، بغض، عطا و اخلاص اور انکار اللہ کے لئے ہے، کے ایام و سال ہمیشہ ایسے ہی نیک کاموں میں بسر ہوں، اس کے حامی نصرت خدائی سے برخوردار ہوں اور اس کے دشمن مقہور و مغضوب ہوں۔ دعا ہے کہ حضرت محمدؐ اور آل محمدؐ کے طفیل اللہ تعالیٰ جملہ افعال و اقوال اور خیالات میں اس کا حامی و ناصر ہو۔

راقم کا مخلصانہ سلام و دعا قبول ہو۔ مخلوق خدا کی حاجت برآری پر توجہ دلانے کی خاطر جو اس قدر خط لکھتا ہوں اس سے ملولِ خاطر نہ ہوں کہ میٹھے پانی کے چشمے کے گرد لوگوں کا ہجوم رہا کرتا ہے۔ دعا ہے کہ آپ اسی طرح عوام خواص کی امیدوں کے قبلہ و کعبہ بنے رہیں۔

حاملِ خط صدرالدین (اللہ تعالیٰ اسے شرح صدر دے) میرا باصلاحیت اور عزیز فرزند ہے۔ وہ سید المشائخ، جنید زمان، بایزید عصر، امین قلوب، شمس الحائق حسام الدین (اللہ تعالیٰ ان کی برکات کو دوام دے اور مسلمانوں کو ان کے طولِ حیات سے بہرہ مند رکھے) کا بھی ارادت مند فرزند ہے اور آپ کی ملازمت کی نیت سے آیا ہے۔ آپ ملک الوزرا کے الطافِ عمیم سے توقع ہے کہ اس کی تمنا بر لائیں گے تاکہ وہ دل وجان سے دعا کرے اور شکریہ ادا کرتا رہے۔ یہ کارِ خیر راقم پر احسان ہوگا اور انشاء اللہ آپ کو اجرِ عظیم ملے گا کہ:

"کمثل حبة انبتت سبع سنابل فی کل سنبلة مائة حبه و الله یضاعف لمن یشاء"[1]

یہاں صدرالدین اور اس کے امثال ہی میرے دم ساز اور غم خوار ہیں اور ان کی مدد میری مدد ہے۔ آپ اس احسان کو دوسرے احسانات ایسا نہ جانیں اور صدرالدین کی خدمت کو عام خدمت گزاروں کا سا کام نہ جانیں کہ ایسا ایک آدمی اگر پانچ سو سال میں بھی پیدا ہو تو غنیمت جانیں۔ صدرالدین جیسے لوگ عجائب و غرائب کے زمرے میں آتے ہیں اور ان ہی کے بارے میں حدیث قدسی میں زبان خدا سے ہے کہ:

"جب میں کسی سے محبت کرتا ہوں تو اس کے کان، آنکھ اور زبان بن جاتا ہوں۔ پھر وہ میرے توسط سے سنتا، دیکھتا، بولتا اور چلتا ہے۔"

ملک الوزرا کی مومنانہ فراست آگاہ اور بصیر ہے کہ از روئے حدیث "مومن، اللہ کے نور سے دیکھتا ہے"۔

بہرحال

"وما علینا الا البلاغ المبین"[2]

دعا ہے کہ ملک الوزرا ہمیشہ آسمانی ہدایت کی برکت سے حقائق و معارف کے شناسا ہوں کہ:

"ومن یؤت الحکمة فقد اوتی خیرا کثیرا"[3] والسلام۔

مکتوب ۱۲۰

اللہ مفتح الابواب

سیّاح روحانی، ملک الحکماء، فخر اطبا، جالینوس فضل، افلاطون تدبیر، نادر زمان، طالبِ رحمان، اکمل الحق والدین کی روح پر دریائے معرفت کے جواہر نثار رہیں اور "صراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم" پر حضرت محمدؐ اور آلِ محمدؐ کے طفیل وہ مستقل اور پائدار ہو۔ سلام و دعائیں قبول فرماتیں۔ آپ کی مہربانیوں اور غائبانہ ذکرِ خیر کی اطلاعات پہنچتی رہتی ہیں۔ اللہ آپ کو جزائے خیر دے ؎

ہر کہ مارا کند بنسیکی یاد　　یادش اندر جہان بنسیکی باد

(ترجمہ پہلے نقل ہو چکا۔)

جو ہمارا ذکر کرے ہم اس کے ذکر سے کیسے غافل رہ سکتے ہیں۔ دعا ہے کہ آپ کے کاشت کئے ہوئے تخم پاک، پُر ثمر درخت بنیں اور آپ کے لگائے ہوئے پودے تناور اور میوہ دار نخیل ہوں۔ اگرچہ بار بار کی سردردی دینے اور خط لکھنے سے مجھے ندامت ہے مگر خوش مشرب لوگوں سے ارجاع کیا کرتے ہیں اور میٹھے پانی کے چشمے کے گرد لوگوں کا اژدہام رہا کرتا ہے۔

عرض ہے کہ فرزند عزیز امیر عالم کو آپ کی مہربانی کی طرف امید اور توجہ ہو رہی ہے کہ آپ اس کی معیشت کا کوئی بندوبست کریں۔ خواہش ہے کہ ملک الامراء نظام الملک عصر، آصفِ دوراں امیر الغ پروانہ بک کی جواں مردانہ سخاوت کا ان سے شکریہ ادا کیا جائے اور عزیزم امیر عالم کا قضیہ ان کے سامنے رکھا جائے۔ ملک الامرا کے احسانات کا شکریہ ادا کرنا مشکل ہے، مگر جو چیز مکمل نہ ہو سکے اسے بالکل ترک کرنا بھی نامناسب ہے۔ آپ براہ کرم امیر ممدوح سے کہیں کہ مذکورہ عزیز کے اخراجات بڑھ گئے اور اس کی مدد کریں تاکہ وہ فراغت دل سے زندگی گزارے اور جلوت و خلوت میں آپ کے ذکر و شکر کی طرف توجہ دے سکے۔ حدیث شریف ہے کہ :۔

"مخلوق اللہ کا کنبہ ہے اور اللہ کا محبوب وہ ہے جو اس کی مخلوق کو زیادہ فائدہ پہنچاتے۔"

فریدون فرخ فرشتہ نبود　　زمشک وزعنبر سرشتہ نبود
بداد و دہش یافت آن نیکوئی　　تو داد و دہش کن فریدون توئی

ترجمہ:۔ مبارک فریدوں فرشتہ تو نہ تھا۔ اس کا وجود مشک اور عنبر سے گوندھا نہ گیا تھا۔ اس نے بخشش اور سخاوت سے وہ شہرت حاصل کی۔ تم بخشش کرو تو تم ہی فریدوں ہو۔

اگرچہ آپ ایسے نیکی دان اور نیکی پرور شخص کو نصیحت کی حاجت نہیں سہ

ولیکن رأیت السیف من بعد شحذہ　　الی الہز محتاجاً وان کان ما فیہا

ترجمہ پہلے نقل ہو چکا۔

سنت خداوندی یہی ہے کہ حرکت میں برکت ہے کہ:

"وھزی الیک بجذع النخلۃ تساقط علیک رطبا جنیا"[۲]

اسی حرکت سے برکت حاصل کرنے کا بیان ملتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

"ادعوا ربکم تضرعا و خفیہ"[۳]

اور

"فلو لا اذ جاءھم باسنا تضرعوا"[۴]

دعا ہے کہ آپ ہمیشہ احسان کرنے والے ہوں۔

مکتوب ۱۲۱

اللہ مفتح الابواب

امیر محسن، منعم، مکرم، خوش اخلاق، اقبال مند، خوش عقیدہ، احسان پیشہ، فریاد رس فقراء، مددگار مظلومین، محبوب سلاطین، شمس الدین پر (اللہ تعالیٰ اس کا مرتبہ عالی باقی رکھے اور نیکو کاری کی اسے توفیق مزید دے) دونوں جہاں کی سعادت و اقبال

نثار رہیں۔

سلام و دعا قبول ہو اور مجھے ملاقات کا بے حد مشتاق جانیں۔ سلام ہو اس پر جو غائب ہے مگر اس کا ذکر حاضر ہے ؎

سلامت کنم زانک در خاطری گر از چشم دوری بدل حاضری

ترجمہ پہلے نقل ہو چکا۔

اللہ تعالیٰ جو بچھڑے ہوؤں کو ملانے والا، صداؤں کو سننے والا اور قاضی الحاجات ہے، مناسب موقع پر اور جلد از جلد ملاقات کی کوئی صورت نکالے۔

عرض ہے کہ حاملِ خط عزیز مکرم و منعم تاج الدین جو نجّاروں کا فخر ہے (اللہ تعالیٰ اس کی عزت و احترام باقی رکھے اور حوادث زمانہ سے اسے محفوظ فرماتے) اس طرف دھات کے آلات لا رہا ہے۔ اگر امیر بزرگوار کو پسند آئیں اور ان کے خریدے جانے کا فیصلہ ہو، تو از راہ مہربانی ان کی قیمت کی ادائیگی میں تاخیر نہ ہو بلکہ رقم امکانی حد تک جلدی تاج الدین کے حوالے کی جائے۔ کوشش کریں کہ وہ بامراد لوٹے اور آپ کے اقبال و دولت کا دعاگو رہے۔

یہاں جملہ فرزند اور ارادت مند سلام کہہ رہے ہیں۔ وہاں بھی فرزندوں اور عزیزوں کو سلام و دعا کہیے گا۔ ہم ان سب کے ملاقات کے منتظر ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اکٹھا کرے، ہمارے درمیان واقع ہونے والی دوری کو اٹھائے اور ہمیں اخواناً علیٰ سررٍ متقابلین "بنائے اور خدا ہمیں بہشت کے دسترخوانوں پر بھی دوام بخشے ؎

جہد کن تا چو مرگ بشتابد بوی جانت بکوی او یابد

ارشاد باری ہے:

"فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ"

حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ:

"دنیا، آخرت کی کھیتی ہے۔"

جو کوئی کاشت کے وقت سستی کرے اسے خرمن اندوزی کے وقت افسوس ہوگا،

اوراس وقت کے افسوس کا کوئی فائدہ نہ ہو گا۔ آج مہرہ زنی کو غنیمت جانو۔ شاید بازی لے جاؤ۔ ایسا جانو کہ تمہارا ہر سانس ایک خزانہ ہے اور اکسیر ہے جسے ممکن حد تک طاعت و ذکر حق میں خرچ ہونا چاہیے۔ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو:

"انہ لا یائیس من روح اللہ الا القوم الکافرین"[۳]

(بے شک اللہ کی رحمت سے گروہِ کفار کے سوا کوئی مایوس نہیں ہوتا)۔

دعا ہے کہ ہر دن آپ کی بصیرت، اقبال و دولت اور کامیابی و کامرانی میں اضافہ ہوتا رہے۔ والسلام۔

مکتوب ۱۲۲

اللہ مفتح الابواب

فرزند مخلص، معتقد، نیک سیرت، خوش خو، فخر فرزندان، علم الدین کی زندگی مسرت سے گزرے۔ اللہ تعالیٰ اس کی سعادت کو دوام دے، اسے شرح صدر بخشے، اور صراط مستقیم پر چلنے کی اسے توفیق دے اور فضل خداوندی کا سایہ اس کے دو جہاں کے احوال و اقوال پر چھایا رہے۔

راقم مخلص کا سلام و دعا قبول ہو۔ شوقِ ملاقات دل میں کروٹیں لے رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ملاقات کی سہولت فراہم کرے اور مشکلات و موانع و عدیم الفرصتوں کو دور فرمائے دعا ہے کہ فرزند عزیز کی توجہ امورِ خیر کی طرف پہلے سے بھی زیادہ مبذول ہو کہ:

"وسارعوا الی مغفرۃ من ربکم وجنۃ[۱] عرضھا السموات والارض"

زان پیش کہ دادہ را اجل بستاند ہر داد کہ دادنی است می باید داد

دنیا بازار خیرات ہے کہ:

"ھل ادلکم علی تجارۃ تنجیکم"[۲]

بازارِ دنیا میں وہ بیچو اور اس سے وہ خرید و جس سے بعد میں پشیمانی نہ آئے۔ اس بازار میں متاعِ خیر جس نے نہ خریدا وہ پشیمان ہو گا اور جس کسی نے خریدا اسے یہ افسوس ہو گا کہ زیادہ کیوں نہ خریدا۔

در جہان شاہدی و ما فارغ — در قدح جرعہ و ما ہشیار
زین سپس دستِ ما و دامن دوست — زین سپس گوش ما و حلقہ یار
خیز تا ز آب روی بنشانیم — باد این خاک تودہ غدار
ترک تازی کنیم و بر شکنیم — نفس زنگی مزاج را بازار

اور سلام ہو ہم سب پر اور آپ پر اور ان پر جو آج آپ کے ہاں وارد ہو رہے ہیں۔ آمین یارب العالمین۔

مکتوب ۱۲۳

اللہ مفتح الابواب۔

حدیث قدسی ہے:

"لوگوں میں سے بہترین وہ ہے جو دوسروں کو فائدہ پہنچاتے۔"

امیر بزرگوار، عالم عادل، تائید و نصرت خداوندی سے برخوردار، مجاہد، ناصر ہدایت و یقین، عالم میں نیکی گستر، مربی علما، مونس فقرا، باغیوں اور خراب کاروں کے قلع و قمع کرنے والے، سالار اعظم، ناصر مجاہدین، بازوئے سلاطین، خلاق الدین الغ بک کا ناصیہ اقبال و دولت منور رہے۔ آپ کے مقدس و مطہر دل پہ ایمان مکتوب و مرقوم ہے اور خوشی کا امر ہے کہ آپ رات دن نیکیوں کی متاع جمع کرنے میں لگے ہوئے ہیں اور آپ کی مدد خالصتاً اللہ تعالیٰ کے لئے ہے کہ:

"انما نطعمکم لوجہ اللہ[1] لا نرید منکم جزاء و لا شکورا"

اس روش کے حامل شخص کا مال و منال جب چلا بھی جاتے، تو بھی اسے افسوس نہ ہوگا کہ دام جاتا رہا اور میں نے کچھ شکار نہ کیا۔ طاعت و عبادت بے شک بہترین نیکی ہے مگر طاعت کی جزا اس سے بھی بہتر ہے کہ:

"من جاء بالحسنۃ[2] فلہ خیر منہا"

اس طرح تم ادنیٰ مروارید سے موتی حاصل کرتے ہو، فانی کا بدلہ باقی ملے گا، اور مردے کا زندہ۔ الحمدللہ کہ وہ بے نظیر عالم عنایات الٰہی سے برخوردار ہے۔ دعا ہے کہ

ہر روز اس کی کامیابیوں میں اضافہ ہو۔ یہاں کے جملہ خیر خواہ آداب و سلام عرض کرتے ہیں۔ آپ کا مال ایک دن کہے گا کہ میں عارضی تھا آپ نے مجھے بقا دی میں ضائع ہو جاتا اور آپ نے مجھے محفوظ کر لیا۔

مکتوب گرامی ملا اور آپ کے احسان نے بے حد ممنون کیا۔ دعا ہے کہ آپ کے کام ہمیشہ مقبول و مبرور ہوں۔ آمین یا رب العالمین۔

مکتوب ۱۲۴

اللہ مفتح الابواب

امیر مبارک و بزرگوار، عالم عادل، خدا ترس، عاقبت اندیش، عالی ہمت، صاحب القاب، طالبِ اوصافِ باقی کے قدوم اور اقدامات پائدار ہوں۔ اس برادر گرامی، اور متوفی ممالک کے شب و روز نیکی پروری کی راہ میں گزریں اور باقیات صالحات اس کا نصیب بنیں۔ اس کے بدن پاکیزہ کے لئے اس کی روح بے قرار رہی ہے اور خلعت وجود پا کر مسرور ہوتی کہ ابد تک حق و صداقت کے ہیکل کے ساتھ ممزوج و مخلوط ہو گئی ہے۔

راقم کا سلام و دعا قبول ہو۔ یہ سلام صفحہ، کاغذ پر نہیں صفحہ، دل پر مرقوم جانیں کہ:

"کتب فی قلوبھم الایمان"[۱]

آپ سے ملاقات نہ ہونے کی وجہ عالم اسرار کو معلوم ہے، اور وہ میری بے توجہی اور کاہلی نہیں بلکہ کچھ مواقع ہیں۔ میں نے آپ کے گزشتہ مراحم اور احسانات فراموش نہیں کیے کہ:

"وما کان ربک نسیا"[۱]

عرض ہے کہ اس وقت وزیر ضیاء الدین رحمۃ اللہ علیہ والی خانقاہ شیخ اعظم، امین قلوب، جنید زمان، بایزید عصر، ولی اللہ حسام الحق والدین کی تفویض میں ہے۔ خانقاہ اور نیکی کی یادگار لوگ اس لئے چھوڑتے رہے کہ وہ بندہ، حق ثابت ہوں نہ بندۂ شکم،

یار خاص ہوں نہ یار پیالہ، عاشق دیندار ہوں نہ عاشق دینار، درویش جاندار ہوں، نہ درویش نان خوار، اور جو کوئی ان عمارتوں میں آتے، اسے بے طمع واذیت شب گزارنی کا حق مل جاتے۔ راقم کو ضیاء الدین مرحوم کے اخلاص کا احساس ہے کہ ان کی بنا کردہ خانقاہ سے بے حد مفید دینی کام لیا جا رہا ہے۔ ان کی روح کا حال رب الارواح کو ہی معلوم ہے لیکن ان شاء اللہ شاد و خرم ہوگی۔ سنا ہے کہ کسی دن آپ نے اتفاقاً اس میں گزر فرمایا ہے۔ ضیاء الدین مرحوم کو اپنی خانقاہ کی قسمت کا حال معلوم ہوتا تو وہ اسے اینٹ کی بجائے سونے سے بناتے۔ مگر اب بعض بے ذوق اس خانقاہ کی تفویض پر اعتراضات کر رہے ہیں مگر امید ہے کہ آپ برادرانہ اور مخلصانہ فرمان اس طرح صادر کروائیں گے اور اہل تنزویز کی بات نہ مانیں گے۔ یقین جانیں میں وہی بات کرتا ہوں جس میں میرے عندیے میں ضیاء الدین راضی ہوں اور ان کا خدا بھی۔ دعا ہے کہ آپ نیک فیصلہ کریں اور روز جزا اللہ تعالیٰ سے اس کا اجر عظیم حاصل کریں اور آپ کا یہ احسان راقم پر سابقہ احسانات کا تکملہ و خمیمہ ہوگا۔ والسلام۔

مکتوب ۱۲۵

اللہ مفتح الابواب

مولانائے قاضی القضاۃ کو جو شرح صدر والے، علم و فضل کے پھیلانے والے، عالم و فاضل، عادل و متقی، منبع حکمت، قامع بدعت اور محی سنت ہیں۔ اللہ تعالیٰ بیشتر شرح صدر دے، ان کی مرادات بر لائے اور دونوں جہان میں انہیں عزت و احترام سے نوازے؛

"وسلام علیہ یوم ولد ویوم یموت ویوم یبعث حیا"

راقم کا سلام و دعا قبول ہو۔ بخدا میں ہمیشہ ملاقات کا منتظر رہتا ہوں کہ آپ کی زیارت کروں اور آپ کی ذات سے استفادہ کروں، لیکن مولانائے گرامی کو میری مجبوریوں کا علم ہوگا۔ لیکن اس فراق میں بھی دل آپ کے ذکر سے خالی نہیں اور آنکھوں میں آپ کا خیال بس رہا ہے۔ آپ کے مخدومانہ سابقہ احسانات سب نے

فراموش نہیں کیے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے احسان واکرام اور نیک تمناؤں کا آپ کو وافر صلہ دے۔ آمین یارب العالمین۔ والسلام۔

مکتوب ۱۲۶

اللہ مفتح الابواب۔

اس خوش اخلاق، فرشتہ سیرت، زندہ دل، روشن ضمیر، فخر عباد، زینت ذہاد، خدا شناس، عاقبت بین، معین الفقراء عزیزہ کی صحت وسلامتی کا آرزومند ہوں۔ اللہ تعالیٰ جو ہمارے امراض کا شافی ہے کہ:

"واذا مرضت فھو یشفین"[1]

دعا ہے کہ اسے شفائے عاجلہ عطا فرماتے، اور شفا بھی وہ جو دل اور جسم وجان سب کی ہو۔ اس عزیزہ کا وجود دراویش اور محتاجوں کی پناہ گاہ ہے۔ وہ ہدایت ونصیحت اور مدد واعانت کے ذریعے خلوت وجلوت میں دوسروں کی بھلائی کے لئے کوشاں رہی اور اس سلسلے میں لمحہ بھر کے لئے بھی غفلت نہیں دکھاتی۔ خدا کے ہاں ایک ذرہ کی سی حقیر چیز اس کے دربار میں بھلائی نہیں جاتی۔ وہ ذرہ بھر نیکی کو پہاڑ بنا دیتا ہے اور پہاڑ کے برابر گناہوں کو ذرہ بنا دیتا ہے۔ فرماتا ہے کہ میں مخلوق کو عدم سے وجود میں لایا اور انہیں عمر، عقل اور اسباب حیات سے نوازا۔ میں نے یہ سب کچھ انہیں اس لئے نہیں دیا کہ مجھے ان سے فائدہ ہو، بلکہ اس خاطر دیا ہے کہ ازراہ بخشش خود انہیں[2] فائدہ دیتا رہوں میں فوائد سے بے نیاز ہوں۔ البتہ میں اپنی مخلوق کو ابدی اقبال وسعادت سے مالامال کرنا چاہتا ہوں۔

الحمدللہ کہ یہ بے نظیر اور محترم خاتون ان معانی وحقائق سے آگاہ ہے۔ وہ معانی کو بے حجاب اور واشگاف انداز میں دیکھ رہی ہے۔ دوسرے آخرت کے اقبال ودولت کے حصول میں مقلد ہیں مگر وہ ازروئے تحقیق ویقین اس کے لئے کوشاں ہے۔ ان شاء اللہ جب نامہ اعمال کو پیش کریں گے، تو وہ سرخرو ہوگی۔

اب تک خط نہ لکھنے کی علت آپ کو معلوم ہوگی۔ کام حضرت باری کے حکم و

فرمان سے عمل پذیر ہوتے ہیں، اور اس کے فرمان کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا۔ مخلوق بحر تقدیر میں کشتیوں کی طرح سرگرداں ہے کہ کیا کرے۔ آپ کشتی کو آواز دیتے رہیں کہ ادھر آیا ادھر جا مگر وہ جواب دے گی کہ میں تو بادِ سحر کے تابع ہوں اور اپنا کچھ اختیار نہیں رکھتی۔ ہوا مجھے آگے لے جائے یا پیچھے، دائیں لے جائے یا بائیں، مجھے اس کے مطابق عمل کرنا پڑے گا، بہرحال آپ غور کریں تو ہمارے جملہ کاموں سے ہماری عجز و ناتوانی ظاہر ہے لیکن جب قادرِ مطلق کام کرنے کی توفیق دے، اور اس کا اشارہ کرے تو ہمیں سرگرم عمل ہو جانا چاہیے۔ بادشاہ جب گھوڑے کی لگام پر ہاتھ رکھے تو گھوڑا سمجھ جاتا ہے کہ بادشاہ اس پر سوار ہے اور لگام جس طرف موڑے، گھوڑے کو مجبوراً ادھر مڑنا پڑے گا۔

دعا ہے کہ آپ ہمیشہ بیدار و فعال اور نظر و بدن کی صحت و سلامتی سے برخوردار ہوں۔ والسلام

مکتوب ۱۲۷

اللہ مفتح الابواب

سلام و دعا قبول کریں اور یقین جانیں کہ میں آپ کے احسانات کا سپاس گزار ہوں اور مشتاق ملاقات بھی۔ اگر عنانِ اختیار تقدیر آسمانی کے پاس نہ ہوتی، میں حاضر خدمت ہو چکا ہوتا مگر سمندر میں مرادات کی کشتیاں اور صحرا کے خرمن ہوا کے تابع و منتظر ہیں ؎

اگر محول حال جہانیاں نہ خداست — چرا مجاری احوال برخلاف ہواست
بلی خداست بہر نیک و بد عناں کش خلق — ازیں سبب ہمہ تدبیرہای خلق خطاست [۷]

تقدیر خدائی کی گردش ہمارے ہاتھ میں نہیں ہے۔ ہم وصال میں خوشی کر سکتے ہیں یا فراق و جدائی میں آہ و نالہ، لیکن عالم کون و فساد کے رطب و یابس اسباب و حوادث اکثر لوگوں کی سمجھ میں نہیں آتے۔ لوگ اپنے حالات دیکھتے ہیں، یا اپنے اچھے یا بُرے حالات کے موجبات کو دیکھتے ہیں۔ اسی طرح اپنی نامرادی دیکھتے ہیں،

مگر اسباب وحوادث یا نامرادیوں کی اصل کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ کاش:

"یظن اولئک انھم مبعوثون"[1]

لیکن الحمدللہ کہ علت العلل پر توجہ دینا آپ بزرگوار کے فرشتگانہ اخلاق کا ایک لازمی جزو ہے۔ مجھے اس روشن ضمیر، منور روح، حلیم وکریم اور فخر سلاطین آقا کے لئے کوئی مناسب لقب ہی نہیں سوجھتا جس سے اسے یاد کروں۔ القاب کس و ناکس کے لئے مستعمل ہوتے رہے مگر دریا صفت شخص کو کسی ایک لقب سے کیسے نمایاں کریں؟

لطف تو تنگ شکر طعنہ خمان مگسی　　متمت تنگ شکر کی شکند از مگسی

(ترجمہ پہلے نقل ہو چکا۔)

آقا نے اس محکم ومضبوط درگاہ کا سہارا تلاش کر رکھا ہے۔ جو کوئی اس درگاہ و دربار سے اپنی پختہ وابستگی رکھے، اس کا ہاتھ دوسروں سے بلند ہوگا اور جملہ عالم اس کا دست نگر بنے گا۔ آپ کی ہمت پر آفرین ہے کہ دنیاوی درباروں کی پرہا وہوِ زندگی میں آپ ہوئی وہوس کے سامنے تسلیم نہ ہوئے۔ آپ نے کشتی نوح[2] کو مضبوطی سے پکڑ رکھا ہے، اس لئے خوف وہراس کیسا؟ دعا ہے کہ آپ رحمتِ خداوندی سے برخوردار رہیں۔ پنجگانہ نماز کے بعد آپ دعا کی التماس کیا کرتے ہیں؟ ہمارا معاملہ اب پانچ چھ سے گزر چکا ہے ؎

بنمودم چشمم گذرت بالیستی　　وزگردش این دل خبرت بالیستی

(ترجمہ پہلے نقل ہو چکا۔)

امید ہے کہ غیبی قوتیں آپ کو روحانی حقائق سے مطلع کریں گی۔ لطف خداوندی سے کوئی طالب کبھی محروم نہیں رہا۔ اگر میری باتیں سمجھ میں نہ آئیں، تو ان کی ترجمانی عشق کرے گا، اور اگر ہمارے دل وضمیر کا پتہ نہ چلے، تو زرد چہرے اور اشک وآہ سے ان کی کیفیت معلوم ہو سکتی ہے مگر یہ اشک ہر آنکھ نہیں دیکھ سکتی کہ شراب عشق ہر پیالے سے نہیں پیتے ؎

حرام دارم با مردمان سخن گفتن وچون حدیث تو آید سخن دراز کنم

(ترجمہ پہلے نقل ہو چکا۔)

لمبی بات وہ کرتا ہے جو اپنا مقصد مختصراً بیان نہ کر سکے اور زمین و افلاک میں نہ سمانے والی بات کس سے اور زمین میں سما سکے گی۔ حدیث شریف کی رو سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

"میں نہ افلاک میں سماتا ہوں نہ زمین میں۔"

کہتے ہیں کہ ایک بار کسی نے ایک درخت کے عجیب برگ و ثمر دیکھے۔ وہ لوگوں کو اس درخت اور اس کے برگ و ثمر کے بارے میں پوچھتا رہا مگر کوئی باغبان اس درخت کی ہویت بتا سکا نہ اس کے برگ و ثمر کی۔ وہ شخص بولا:

"درخت اور اس کے برگ و بار کی کیفیت تو معلوم نہ ہو سکی، مگر اس کو دیکھ کر میرا دل باغ باغ ہوا ہے۔ آیئے اس درخت کے سائے میں بیٹھیں اور دل و دیدہ کو مسرور کریں۔"

ان باتوں کو کہاں تک کہوں اور لکھوں۔ دعا پر اکتفا کروں مگر دعا کی بھی انتہا نہیں ہے۔ کیونکہ دعا، رحمت طلب کرنا ہے اور رحمتیں رنگا رنگ اور دلربا ہیں۔ دعا کے ذریعے دل نئی نئی رحمتوں کو طلب کرتا ہے۔ پس دعا اور دعا گو دونوں بے قرار ہیں کہ:

"وان علی ربک المنتھی"[۲]

بہر حال، جس کسی نے احسانات بالائے احسانات کا سن رکھا ہو یا احسان جس کی انگشتری پر نگینے کی طرح منقش ہوں، وہ پُرسال دعائیں آپ ایسے محسن تک آ پہنچتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی توفیقات میں اضافہ کرے۔

"انہ مجیب قریب"[۳]

دیگر باتوں کو بغیر لکھے آپ کا ملوکانہ ضمیر جانتا ہے کہ:

"الرحمن علم القرآن"[۴]

سفر مبارک ہو اور سفر سے مراجعت مبارک تر اور نافع تر ہو۔ آپ کی مرادیں بر آئیں

اور جملہ مرادیں مخلوق سے بے نیازانہ ہاتھ لگیں۔ دعا ہے کہ آپ کی مرادات وہ ہوں جو آنکھوں نے دیکھی ہیں نہ کانوں نے سنی ہیں، وہ کسی کے خاطر میں گزری ہوں نہ کسی کا فہم وشعور وہاں تک پہنچ سکا ہو ؎

قلم اینجا رسید سر بشکست　　مرغ اینجا رسید پر بشکست [۳]

آپ کی دوستی نے ہمیں دیگر دوست فراموش کروا دیے ہیں۔ آپ کے لطف وکرم نے ہمیں دیگر محسنوں سے بے نیاز کر رکھا ہے۔ آپ کی اعانت نے ہماری خدا پرستانہ اور متوکل علی اللہ بننے کی روش کو پختگی دی ہے کہ:

"ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ" [۴]

"اللہ غالب علی امرہ" [۵]

اور

"قد جعل اللہ لکل شی قدرا" [۶] بھی اسی قبیل کے فرامین ہیں۔

آپ کے مکاتیبِ گرامی ملے۔ انہیں پڑھ کر بے حد ممنون ہوا۔ وہ میرے لئے حرزِ جان ہیں۔ اگرچہ اس سے پہلے بھی نانوشتہ خط ملا کرتے تھے یعنی آپ کے پیغام ملتے رہے اور میں بھی آنے جانے والے سے احوال پرسی کیا کرتا تھا۔ پھر دل کو دل سے راہ بھی ہوتی ہے، مگر خط پاکر زیادہ خوشی ہوتی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ملاقات کا موقع دے اور ملاقات بھی ایسی ہو جو ابدالآباد تک جدائی وفراق کو پاس نہ پھٹکنے دے۔ والسلام۔

مکتوب ۱۲۸

اللہ مفتح الابواب

سلام لاح کالبدر السنیٰ　　سلام فاح کالورد الطری

سلام رق نشرہٗ کالبجامی　　سلام طاب کالرطب الجتی [۷]

اللہ تعالیٰ غیب جاننے والا ہے اور اسی کو گواہ بناتا ہوں، اگرچہ جانتا ہوں کہ اسے گواہ نہ بھی بنایا جائے تو بھی وہ گواہ اور شاہد ہے، کہ میرے حواس، کان، ذہن اور

دل، گفتار اور کردار کے خیال اور عمل کے پاکیزہ شیخ حسام الدین والدین (اللہ تعالیٰ ان کی برکات کو جاری رکھے اور مسلمانوں کو ان کے طول حیات سے مستفید رکھے) کی یاد سے غافل نہیں ہیں: اور میرا قلبی رشتہ صبح اور شام ان کے ساتھ منقطع نہیں ہے۔ سلام اور دعا اور شوق دیدار کی تمنا بادِ صبا کے ذریعے روانہ کر رہا ہوں۔ ابیات ؎

بخدائی کہ عرشش از عظمت　　در خم آسمان نمی گنجد
کہ اشارات آرزو مندی　　در بیان نبان نمی گنجد ؎

جسم کی یہ سواری کبھی بیمار، کبھی چنگا اور کبھی لنگڑا گدھا ہے۔ اور دل کی تمنا کے مطابق نہیں چلتی۔ یہ طرح طرح کی تکلیفوں سے دوچار رہتی ہے۔ اسے نہ موت نصیب ہوتی ہے نہ صحت، بہر حال ہمیشہ ہدیہ سلام بھیج رہا ہوں۔ نئے حادثے جو پیش آتے ہیں ان کے لئے معذرت کیا مانگوں البتہ جب کبھی بیماری اور تکلیف سے نجات ملتی ہے، تو رات ہو یا دن شعلہ نفس کے ذریعے سلام و دعا بھیجتا ہوں ؎

وما غلظت رقاب الاسد حتیٰ　　بانفسہا تولت ما عناھا ؎

الحمد للہ سلام و دعا کے بھیجنے کی برکت سے مصیبتوں اور تکلیفوں کے آنے میں تاخیر ہو جاتی ہے۔ آپ کا ضمیر روشن واقف ہے اور آپ اربابِ محبت کے فراق اور وصال کے رموز سے واقف ہیں، موت کی شمشیر ذوالفقار تمام رابطے ختم کر دیتی ہے۔ مگر وہ یا قبر کی تاریکی بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے جسم اور روح کے رابطے کو منقطع نہیں کرتے بلکہ قیامت کا طوفان بھی "والباقیات الصالحات" کو نہیں مٹا سکتا کہ نام اور لقب کے پیدا کرنے والے نے جسم اور جان کی نیکیوں کو دائمی کہا ہے۔ ان دنوں میں آپ نے سنا ہو گا کہ ایک مخلص ارادت مند نے میری دعوت کی لیکن چونکہ آپ ایسی دعوتوں سے دور بھاگتے ہیں اس لئے میں بھی نہیں گیا چونکہ حدیث کی رو سے دل کو حاضر کئے بغیر نماز بھی نہیں ہوتی ؎

من بندہ آن کسم کہ بی ماش خوش است　　جفت غم آنکسم کہ تنہاش خوش است
گویند وفا باش چہ لذت دارد ؟　　زانم خبری نیست جفا باش خوش است ؎

میں اس وفا اور خلوص کے پیکر کی کیا شکایت کروں جب تک جسمانی طاقت نے ساتھ دیا آپ نے میری مدد کی اور آپ کی یہ مدد رات اور دن میں جاری رہی ہے۔ اب آپ کا جسم کمزور ہو گیا اور روحانی طاقت بڑھ گئی اور میں اس سے بہرہ مند ہو رہا ہوں کہ ؎

فصلی است چو وصل دوست فرخندہ شدہ وز مردن تن چراغ دل زندہ شدہ ۳؎

کہتے ہیں کہ احسان کرنے والے کا شکریہ ادا کرنا واجب ہے میں مذکورہ دعوت دینے والے کو آج کل کے وعدہ پر ٹالتا رہا کہ آپ بھی پہنچیں اور آپ کی شیریں گفتاری اور خوش منظر صورت سے مستفید ہوں مگر کافی عرصہ گزر گیا اور آپ نے دعوت قبول نہ کی اس لئے اس عزیز کی تکلیف کے پیش نظر مجھے قبول کرنا پڑا۔ ہم ابھی تک آپ کی صورت خیال پر قناعت کئے رہے۔ یہ صورتِ خیال کی نعمت ابد تک ہمیں میسّر رہے۔ یہ چند بے سر و پا باتیں جو لکھی گئیں، معذرت خواہی کے لئے نہیں ہیں کیونکہ آپ کا ضمیر روشن صورت حال سے آگاہ ہے اور معذرت قبول کر لیتا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ شکوہ و شکایات کو بھلا دے اور ہمیں ملاقات نصیب کرے۔ آمین یارب العالمین۔ اگر سردردی کی مصیبت کا خیال نہ ہوتا اور آپ کے ملالِ خاطر کا پاس نہ ہوتا، تو دردِ فراق کے مارے ہوئے اپنے ہلال کے سے دل کی کیفیت مفصل تر لکھتا۔ لیکن امید ہے کہ آپ تائیدات آسمانی کے تحت اس مختصر سے پورے مفصل کو سمجھ لیں گے۔

والسلام

مکتوب ۱۲۹

اللہ مفتح الابواب۔

مربی بزرگوار کی خدمت میں عرض ہے کہ آنے کا پختہ عزم کر رکھا تھا مگر ضعفِ تن نے ارادہ توڑنے پر مجبور کر دیا۔

ظاہر ہے کہ مخلوق میں سے ہر ایک کی پیشانی اس کے خالق کے قبضۂ قدرت میں ہے کہ؛

"ما من دابۃ الا ھو[1] بناصیتھا"

اس کے قبضہ قدرت میں آفتاب ہے اور ذرہ بھی۔ ضعفِ جسمانی ابھی باقی ہے لیکن آپ کے ساتھ مودّت، اخوّت، دوستی اور طلبِ رفاقت کے جذبات میں کوئی ضعف و خرابی نہیں کیونکہ ہمارے تعلقات کی اساس اخلاص پر استوار ہے، اور اخلاص کو ضعف و کمزوری سے کوئی واسطہ نہیں۔ مبادا آپ راقم کے مخزنِ محبت دل کے بارے میں کسی غلط فہمی کا شکار ہوں اور نہ ہمارے درمیان واقع ہونے والی محبت کو خلل پذیر جانیں کہ اس صورت میں مجھے زندگی اور دنیا سے کوئی واسطہ نہ ہوگا ؎

مقصود ز عالم آدم آمد　　مقصود ز آدم آن دم آمد

جسم کا مقصد روح کا قوام و استحکام ہے۔ روح کا مقصد، اعضا و جوارح کا انتظام و انصرام ہے اور حواس، دل کا کمال ہیں۔ اور دل کا مقصد آپ ایسے ہم دل کی محبت ہے (اللہ تعالیٰ اس کی بلند مقامی کو دوام بخشے، اس کی سعادت کو دوبالا کرے اور اہل جہان کو اس کے طولِ حیات سے مستفید کرے اور اس کے انفاس کو برکت دے)۔ آپ نے جو نصیحت فرماتی ہے کہ جس سے جہاں تک ممکن ہو، بات چھپایا کروں، میں اس امر کو ضروری جانتا ہوں لیکن جو شخص مجھ سے آگاہ تر ہو، اس کے ساتھ مناظرہ کرنا اسے تحریک کرنے کے مترادف ہے کہ وہ سنجیدہ کوشش کے ذریعے زیادہ سے زیادہ معلومات بہم پہنچائے۔ یعنی اس کی سعی ہوگی کہ دوسرا جان جائے اور اگر نہ جانے تو اس پر خود بے خبری مسلط رہے گی اور اس کی عدم معلومات پر لوگ ہنسیں گے۔ کچھ لوگ بحث و مناظرے میں مکاسی اور سودے بازی کرتے رہتے ہیں تاکہ بات معقول نہ ہو تو بھی کچھ کہتے رہیں اور اپنے آپ کو فریقِ مخالف کا مغلوب نہ جانیں۔ انہیں خبر نہیں ہوتی مگر یہ بھی نفس کو موٹا کرنے کی صورت ہے۔ حقیقی عقل کچھ اور چیز ہے۔ اس ظاہری عقل و زیرکی کو ترک نہ کیا جائے، تو حقیقی عقل نہیں ملتی۔ آپ کو علم ہے کہ اس حقیقی عقل کی اسی شخص کو آگاہی ملتی ہے جو اس عام زیرکی سے دست بردار ہو جائے۔ عذر و معذرت کے لیے اتنی ہی بات کافی ہے۔ آپ سے تو

اور بھی مختصر عذر خواہی ہو سکتی ہے کیونکہ آپ کا ضمیر باطنی معذرت کا بھی شناسا ہے، اور جو باطنی معذرت خواہی کا شناسا نہ ہو، اس پر ظاہری معذرت خواہی موثر نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی پناہ میں رکھے۔ دعا ہے کہ آپ ہمیشہ محسن اور نیکوکار رہیں۔ والسلام

مکتوب ۱۳۰

اللہ مفتح الابواب

ملک الوزراء صاحبِ القاب زیاد، نے جب فرمایا کہ:

"میری عنایت تمہارے لئے مخصوص ہے اور دشمنوں کے مکر و حسد سے آسودہ خاطر رہو"۔

تو مجھے ان الطاف سے مکمل فراغت دل اور جمعیت خاطر حاصل ہو گئی۔ واجب ہو گیا کہ محترم صدر اعظم کا شکریہ ادا کروں اور ان کے اقبال و دولت کے دعا و ثنا میں مشغول ہو جاؤں۔

میں جلوت و خلوت اور نمازوں میں دعا گو رہا ہوں۔ اکثر اوقات چاشت سے رات تک مراقبے میں رہا ہوں اور دوسری نمازوں اور نوافل میں بھی مناجات کرتا رہا۔ مگر یہ دو تین "لقمہ پرست" حاسد باتیں بناتے رہتے ہیں۔ انہیں راہِ حق کی لذت و حلاوت کی کوئی خبر نہیں۔ اور وہ دوسروں کو اپنے جیسا جانتے ہیں اور دشمنی اور کینے سے باز نہیں آتے۔ وہ یہ تو بتائیں کہ ایک اہل اللہ کا آدھا یا چوتھائی کام وہ سب کر سکتے ہیں؟۔ راقم السطور کسی کا ملازم درگاہ نہیں۔ اسے دنیوی جہات سے واسطہ نہیں کہ:

"هو معكم اين ما كنتم"[1]

پنجگانہ نماز اور ۲۴ وظائف ادا کرتا ہوں اور بس۔ مگر یہ دس دس اور پانچ پانچ کے گروہ خدا پرستی کے لئے نہیں، خدا پرستی کی راہ سے دوسروں کو روکنے کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ لیکن:

"افحسب الذين كفروا ان يتخذوا عبادى من دونى اولياء"[2]

خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

"کہ یہ لوگ میرے بندوں کو دھوکہ اور فریب دیتے ہیں کوشاں ہیں، اور اپنی
ہم نشینی سے انہیں ملوّث اور خراب کر رہے ہیں، مگر ابدی کامیابی کے
میرے فریفتگان کو یہ اپنا فریفتہ کیسے بنائیں گے ؟"۔

بہر حال میرا مقصد دوستوں کا اتحاد اور نیک کاموں میں ان کا تعاون حاصل کرنا ہے ؎

کہ چنین گفتہ اند ہشیاران　　خانہ را باد و راہ را باران

راستہ جس قدر پُر خطر ہو، اسی قدر جمعیت اور ہمراہیوں کی زیادہ تعداد کی ضرورت پڑتی ہے۔ مثلاً حج پر جانے کے لئے صحرا و بادیہ کے خوفناک راستے سے گزرنا پڑتا ہے اور بڑے کاروان اور امیر حج کی ہمراہی ضروری ہے تاکہ عازمینِ حج سلامتی اور نظم و نسق سے برخوردار رہیں۔ جب خانہ خدا تک جانے کے لئے قافلے اور ہمراہیوں نیز امیر حج کی ضرورت ہے، اور وہاں کے راستے میں اس قدر مشکلات اور بادیہ و صحرا ہیں، تو دوسرا کون سا سفر اور کام ہے جس میں احباب اور ہمراہیوں کی ضرورت نہ پڑے گی ؟۔ اسی لئے جو پیغامبر بھی آیا، اس نے مخلوق کو پیغامِ حق دیا اور اپنے ہم خیالوں اور ہم عقیدہ لوگوں کی ایک جماعت پیدا کرنے کی کوشش کی۔ نبی اکرمؐ کو خطاب ہوا:۔

"یایھا المدثر قم فانذر"[۳]

آپؐ نے ان ہی مقاصد کی تکمیل کے لئے قلعے فتح کئے، لشکر کشیاں کیں اور مکّہ و مدینہ کو حصار بنائے رکھا۔ انہیں جوع الارضی تھی نہ ہوس ملک۔ وسعتِ افلاک، وسعتِ زمین سے کہیں بیشتر ہے۔ ان وسعتوں کی کئی بار انہیں پیش کش کی گئیں مگر آپ ان سے بے نیاز تھے۔ "ما زاغ البصر"[۴] کے مصداق کو سلطنتِ کونین سے کیا واسطہ تھا؟ بہر حال جو کوئی طمع و آز کا گھر بنائے، اور گوشہ عافیت طلب کرے اور قبر میں جانے تک خوش گذرانی میں لگا رہے، اور جو کوئی کارِ خیر اور اہل خیر کا گھر بنائے، دوسروں کی مدد کرے، زادِ آخرت کے جمع کرنے میں مصروف ہو ان دونوں میں واضح فرق ہے۔ آپ کے ملالِ خاطر کا خوف نہ ہوتا، تو ان امور کی مزید وضاحت کی جاتی اور مثالیں لائی جاتیں۔

یہ بھی صدر اعظم کے حسن اخلاق اور خوش خوئی کے اعتماد و یقین پر لکھا گیا کیونکہ معلوم ہے کہ وہ اہل حق کی باتیں سن کر خرسند و خوشنود ہوتے ہیں۔ دعا ہے کہ وہ ہمیشہ اہل حق کے معاون و مربّی رہیں۔ والسلام۔

مکتوب ۱۳۱

اللہ مفتح الابواب۔

ملک الامرا والخواص، اتابک اعظم، پدر سلاطین، اسلام اور مسلمانوں کے فریادرس پر اللہ کی رحمت اور فضل خداوندی کی بارش جاری رہے اور ان کا مرتبہ عالی محفوظ و ممنون رہے۔ دعا ہے کہ ان کے مبارک افکار و تدابیر خدائے تعالیٰ کے چراغ ہدایت اور شمع ارشاد کی روشنی میں پھلیں پھولیں تاکہ ان کا انجام بھی مسعود و مبارک ہو۔ راقم کا سلام و دعا قبول ہو اور مکاتیب کی زحمت کی معذرت بھی قبول کریں۔ ان شاء اللہ آپ کی مساعی کریمانہ کے ایسے ثمرات عنقریب اقبال و دولت پر ظاہر ہونا شروع ہوں گے جنہیں "لا مقطوعة ولا ممنوعة" کہنا چاہیے۔

جناب کی رکاب مبارک ابھی انگورہ کے سفر سے نہ لوٹی تھی کہ راقم نے یہ نوید سنی کہ آپ نے شمس الدین یوتاش مرحوم کی بیٹی کے ساتھ نکاح کرنے کا ارادہ ظاہر کیا ہے۔ یوتاش مرحوم (اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ان کی مغفرت فرمائے) میرے عزیز اور مرید تھے، اس لئے میں اس خبر سے بے حد خوش ہوا۔ ان کے آباؤ اجداد عادل حکمران رہے ہیں۔ آنسہ اچھی اوصاف والی ہیں اور ان میں عفت و پاک دامنی، خدا ترسی، بلند ہمتی، وفاداری، نیک نامی اور دانشمندی کے اوصاف زیادہ نمایاں ہیں۔ جو کوئی از روئے حسد اِن باتوں کے خلاف کہے، اسے جاننا چاہیے کہ کتے کے منہ ڈالنے سے سمندر کا پانی ناپاک نہیں ہوتا۔ بات واضح ہے کہ حاسد اپنی کمینگی کے ظاہر کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے۔ انہوں نے معصوم انبیاء علیہ السلام پر کیا کیا الزامات نہ لگائے مگر آسمان کا تھوکا ہوا اپنے سر پر آتا ہے، اس لئے ان کی بہتان تراشی نے ان کا ہی نقصان کیا۔ حاسد و حاقد خدائے ذوالجلال پر بھی افترا باندھتے رہے اور بندوں کو

خالق سے بدگمان کرنے رہے ہے ۔ میں ان کی دو قسموں کی وضاحت کر دوں۔ ایک بنی آدم میں سے ہیں جن کی زبان سے آگ برس رہی ہے اور دوسرے نامرئی شیاطین جو "وسواس الخناس الذی یوسوس فی صدور الناس" کہے جاتے ہیں ان دونوں گروہوں کا مدعا یہ ہے کہ دوستانِ دینی کو ایک دوسرے سے بدظن کریں۔ خدارا ملک الامرا ان کی فتنہ پردازی سے متاثر نہ ہوں اور دعا ہے کہ وہ ان اندرونی اور بیرونی، نامرئی اور مرئی فتنہ پردازوں سے محفوظ و مامون رہیں۔ بہرحال میں نے چونکہ سنا کہ نکاح ہونے میں ابھی تک تاخیر ہو رہی ہے، اس لئے میں ملولِ خاطر ہوا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

"نیک کام میں تاخیر مستحسن نہیں"

اس لئے کہ تاخیر میں مصیبتیں پنہاں ہیں۔ اس خبر کی تحقیق کرنے کے ضمن میں کہ تاخیر کیوں ہوئی، ملک المشائخ والابدال، صاحب ورع وتقویٰ، فخر زہاد وعباد، جنید عصر حسام الملۃ والدین (اللہ تعالیٰ ان کی برکات کو دوام دے) آپ کے ہاں آ رہے ہیں میں بھی آنا چاہتا تھا مگر آپ میری خاطر داری میں بہت تردد کرتے ہیں، اس لئے میں نہیں چاہتا تھا کہ آپ تواضع اور دین داری کے مطابق میرے استقبال کے لئے قدم رنجہ فرمائیں۔ اور یہ ایک بے ادبی بھی ہے۔ مگر ضروری کام کی خاطر بلاوا آئے تو میں فوراً اور بے اطلاع حاضر خدمت ہو جاؤں گا۔ ملک المشائخ کا کہا ہوا میرا کہا ہوا ہے، ان کی تواضع میری تواضع ہے اور ان کا عمل میرا عمل ہے۔ امید ہے کہ ملک الامرا اس معاملے اور دیگر امور کے بارے میں ملک المشائخ کے ارشادات سنیں گے اور انشاء اللہ ان ارشادات سے دونوں جہان کی سعادت مترشح ہوگی۔ آپ صدقات کے حساب اور نمازوں نیز مناجات وغیرہ کا ان ہی سے پوچھئے گا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

"جس کسی نے اللہ کے بندوں میں سے کسی بندے کی خدمت کی تو اللہ تعالیٰ اس کے ایک دن کی خدمت کو ایک سال کی عبادت کے برابر شمار

کرے گا ۔"

آپ کی یہ خدمت اور پند گیری ان شاء اللہ آپ کی مرادات کے حصول کا موجب بنے گی۔ دعا ہے کہ آپ ہمیشہ محسن اور نیکو کار رہوں اور توفیق الٰہی آپ کی حامی و ناصر ہو۔ آمین یارب العالمین۔

مکتوب ۱۳۲

اللہ مفتح الابواب

اتابک اعظم، عمدۃ السلطنۃ، عماد المملکۃ، پدر سلاطین، دنیا کے عدل گستر، پناہ مظلومین، مربّی فقرا و مساکین، فخر الدولۃ والدین پر ربانی رحمت کی بارش جاری رہے، ان کا مرتبہ عالی دائم رہے، ان کے دونوں جہاں اچھے ہوں، اقبال و دولت ان کے ساتھی ہوں اور خود اتابکِ اعظم ہر حال میں ملازم درگاہ باری رہیں۔ دعا ہے کہ حضرت محمدؐ اور آل محمدؐ کی برکت کے طفیل اتابکِ اعظم کے حامی نصرتِ خداوندی سے برخوردار ہوں اور اس کے دشمنوں اور بدخواہوں کو منہ کی کھانی پڑے۔

سلام و دعا عرضِ خدمت ہیں۔ آرزومندِ ملاقات رہا ہوں، اور ملاقات نہ ہو سکنے کی وجہ آپ کو معلوم ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ تقدیر ربانی ہماری آرزو کی حاکم ہے اور ہم اس کے محکوم ہیں۔ مگر بعض محکوم، محکوم ہونے کا اعتراف نہیں کرتے خواہ کبھی زبان سے ایسا کہہ بھی دیں۔ وہ پرندہ جو گرفتار دام ہو کر خود کو محکوم نہ جانے اسے کیا کہا جائے؟ پرندوں کا فضائے آزاد میں ترس و خوف اور ہے اور دام و قفس کا ترس و خوف اور۔ اللہ تعالیٰ جو ہر چیز کا حاکم مطلق ہے، مرغانِ ارواح کو قفسِ اجسام میں آرام و سکون دے اور انہیں اس حالت میں چین اور سکھ نصیب فرمائے کہ:

"انہ رؤف[1] بالعباد"

عرض ہے کہ قوام الدین میرا فرزند اور ارادت مند ہے۔ وہ محترم اور صاحب حسب و نسب اور خوش عقیدہ شخص ہے۔ (اللہ تعالیٰ اس کی مراد بر لائے)۔ وہ مدتوں آپ کی

خدمت میں رہا اور ملک الامراء اتابک اعظم کے احسانات کا شاکر و ذاکر رہا ہے۔ آپ کی مبارک رکاب اس طرف سے گزرنے سے قبل، بھی قوام الدین آپ کے انعام و اکرام کا ذکر محفل احباب میں کرتا رہا۔ وہ آپ کی عادل، مظلوم پرور اور غریب نواز ذات سے فضل و کرم کی امیدیں وابستہ کئے رہا ہے۔ اب اس کا وظیفہ بند ہو چکا، مگر اسے غم نہیں۔ وہ جانتا ہے کہ وظیفے کا در بند ہو گیا، تو ملک الامرا کی عنایاتِ خاص کا در کھلا ہوا ہے۔ وہ دیگر محتاجوں اور ہوا خواہوں کی طرح آپ سے بخشش کی امید لگائے ہوئے ہے کہ بقول معروف؛

"عادل بادشاہ کا عدل لوگوں کو خوش فصیل سال کی آمد سے بے نیاز کر دیتا ہے۔"

نبی اکرم ؐ نے فرمایا ہے کہ؛

"عادل اور مہربان بادشاہ کے ہوتے ہوئے لوگ قحط غلہ کی حالت سے بھی خائف نہیں ہوتے۔"

کیونکہ عادل بادشاہ کی رحمت سے انہیں وہ کچھ ملتا ہے جو زمین کی حاصل خیزی اور فراوانیِ غلہ سے کہیں زیادہ ہے۔ دعا ہے کہ آپ کے وجود کی صورت میں اللہ تعالیٰ مخلوق کو خیر و برکت سے نوازتا رہے۔

دوبارہ عرضِ خدمت ہے کہ عزیزم قوام الدین پر نظرِ عنایت فرمائیں۔ وہ خدمت بجا لا سکے گا، جو دوسرے خدام سے ممکن نہ ہو گی۔ پھر وہ سید المشائخ، یگانۂ عالم، امینِ قلوب، مخصوص اللہ فی الارض، حسام الحق والدین (اللہ تعالیٰ ان کے فضل و برکت کو دوام دے) کا رشتہ دار بھی ہے۔ اس کے بارے میں جو نیکی بھی آپ کریں گے، وہ مجھ پر احسان ہو گا، اور یہ احسان گزشتہ نیکیوں کی فہرست میں ان شاء اللہ شامل ہو گا۔ آخر میں اتنا مزید لکھ دوں کہ قوام الدین شرم کے مارے نہیں کہے گا، مگر اس نے کاروبار میں غیر معمولی نقصان اٹھایا ہے۔ دعا ہے کہ آپ ہمیشہ مظلوموں کے فریاد رس رہیں۔ آمین یا رب العالمین۔

مکتوب ۱۳۳

اللہ مفتح الابواب

اتابکِ اعظم، ملک الوزرا، امیر عالم، عادل زاہد، عابد، خداترس، رعیت پرور حلیم کریم، عاقبت اندیش، اسلام اور مسلمانوں کے قوت و بازو، فخرالدولۃ والدین کی خیرات اور نیکیاں مقبول و مبرور ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس کا مرتبہ بلند محفوظ رکھے، اور اس کا انجام اچھا کرے۔ دعا ہے کہ "من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالھا" کے دربار میں اس کی نیکیاں قبول ہوں اور اس کی عنایات سے دوسروں کی مشکلات دور ہو سکیں، ان کی راہنمائی سے استفادہ نہ کرنے والے جلد پچھتائیں گے کہ انہوں نے راہ راست کیوں اختیار نہ کیا اور غلط راستے کیوں اختیار کرتے رہے ہیں؟۔

سلام و آداب عرض کرتا ہوں۔ دوستوں کے ذریعے امیر دیندار کی ان خاص نیکیوں کا پتہ چلتا رہتا ہے جو راقم کے حق میں فرماتے ہیں۔ مجھے علم ہے کہ امیر دیندار کی مہربانیاں اور دل جوئیاں رضائے حق کی خاطر ہیں۔ دعا ہے کہ امیر کو دونوں جہان کی مرادیں میسر رہیں۔ راقم جہاں بھی ہو، خلوت اور نماز و مناجات میں امیر کے لئے دعائے خیر میں مشغول رہتا ہے۔

اس سے قبل فرزند ارادت مند عزیز، صدرالدین پر مہربانی کرنے کی التماس کر چکا ہوں۔ میرے اس زاہد، متقی اور با استعداد عزیز کو (اللہ تعالیٰ اس کے درجات بلند کرے) مامورین نے بلا تقصیر و جرم محبوس کر رکھا ہے۔ ایک مدت سے وہ شاہانہ رحم و کرم کا منتظر ہے۔ امید ہے کہ آپ اپنے جاہ و اقبال و امن و امان کے دوام اور آخرت کے زادِ راہ کی خاطر اس کا دل خوش کریں گے اور اسے اور مجھے ممنون کریں گے۔ اس شہر میں صدرالدین سے میرا عزیز تر کوئی دوسرا نہیں۔ اس پر جو مہربانی بھی آپ کریں گے، وہ مجھ پر احسان متصور ہو گی۔ میں محض اس عزیز کی سفارش کرنے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا مگر مفصل ملاقات نہ ہو سکی۔ میں نے اتنا کہا تھا کہ میرے

ان عزیزوں پر مرحمت کریں۔ امیر نے فرمایا:

"میں دیکھ کر بھانپ گیا کہ یہ لوگ آپ کے عزیز ہیں"۔

اگر امیر کا دل منور نہ ہوتا، تو اولیاء اللہ کی سی روشن ضمیری کیسے دکھاتے۔ امیر دیندار، فرشتہ صفت، اور درویش پرور پہ لاکھ لاکھ سلام کہ انہوں نے میرا اور میرے عزیزوں کا رابطہ بیان کر دیا۔ اب شیخِ کامل و بزرگوار، عالم عارف، جنید زمان، حسام الدین، ولی اللہ فی العالمین (اللہ تعالیٰ اس کی برکات کو دوام دے) حاضر خدمت ہو رہے ہیں۔ ان کے کہے ہوتے پر میری گواہی ثبت ہے بلکہ میں اللہ تعالیٰ کو گواہ بناتا ہوں کیونکہ میں کسی غرض یا لالچ سے بات نہیں کرتا بلکہ ملک الامرا کی سعادت اور نیکی نامی پیش نظر ہے اور عزیز مذکور کے بارے میں علم ہے کہ بے گناہ ہے۔ اس کے خلاف جو بھی بات کرے، از روئے حسد کرے گا۔ ملک الامرا اس وقت نائب حق ہے۔ اہل حق کے لئے ضروری ہے کہ نائبِ حق کے اچھے کاموں کی تعریف کریں اور اسے صورتحال سے آگاہ کریں۔ اولیائے حق کے بارے میں ملک الامرا کو احساس ہوگا کہ ان کے ساتھ احسان و نیکی کرنا واجب ہے کیونکہ وہ برگزیدگانِ حق میں سے ہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

"جس نے اولیاء اللہ میں سے کسی کو دیکھا، اس نے مجھے دیکھا اور جس نے اسے عزیز رکھا، اس نے مجھے عزیز رکھا اور جس نے اسے ذلیل و خوار کیا، اس نے مجھے ذلیل و خوار کیا۔"

یہ باتیں امیر الامرا کو یاد رہیں اور ان سے استفادہ کرنے کی خدا انہیں توفیق دے

"والسلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین" ؎

حرام دارم با مردمان سخن گفتن وچون حدیث تو آید سخن دراز کنم

(ترجمہ پہلے نقل ہو چکا۔)

"کہا جاتا ہے کہ جو کسی چیز سے محبت کرے، اس کا اکثر ذکر کرتا ہے۔ پیاسا، پانی کا ذکر کرتا ہے۔ اولیاء اللہ کے آبِ حیات کے ذکر کی تو اور ہی شان ہے۔ یہ اس

جان فزا اور ازلی و ابدی آبِ حیات، اولیاء اللہ کے ساتھ کبھی منقطع نہ ہوگا، اور جو لوگ اولیاء اللہ کے دامن سے وابستہ ہوں گے، وہ ان شاء اللہ ازلی و ابدی سعادت کو حاصل کرلیں گے۔ والسلام۔

مکتوب ۱۳۴

اللہ مفتح الابواب

صدر اعظم، ملک الوزرا، شہرہ آفاق، خوش اخلاق و سیرت، احسان گستر، معدن ایثار و ایقان، اقبال و دولت کے کعبہ، آمال، صاحب انعام و اکرام، مربی علما، مونس فقرا، بانی خیرات، پناہ مخلوق، فخر سلاطین، تاج الدولۃ والدین کی سعادت و اقبال کو اللہ تعالیٰ نظر بد سے بچائے، اس کے مرتبہ بلند کو اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے، اور حوادثِ زمانہ بے وفا سے وہ معدن رہے۔ دعا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آل محمدؐ اور قرآن مجید کی برکت سے ملک الوزرا کے دوست و خیر خواہ نصرت خداوندی سے برخوردار ہوں، اور اس کے دشمن و بدخواہ مغلوب و خائف ہو کر زندگی گزاریں۔

سلام و دعا واجب ہے اور اس کی ادائیگی میں مصروف رہنے کے علاوہ آنے جانے والے سے صدر اعظم کے بارے میں اچھی خبریں پوچھا کرتا ہوں۔ جب خوش انتظامی اور بدخواہوں کے مغلوب ہونے کا سنتا ہوں، تو بے حد خوشی حاصل ہوتی ہے، شکر خدا ادا کرتا ہوں کہ کہا گیا ہے کہ:

"شکر نعمتوں کو صید کرنا ہے اور شکر کا سن کر محسن مزید احسانات پر مائل ہوتا ہے۔"

ارشاد باری ہے:۔

"لئن شکرتم لازیدنکم"

دعا ہے کہ ملک الوزرا کی گزشتہ سعادتیں عود آئیں، اور وہ ہر حال اور ہر موسم میں خیرات اور نیکیوں کی راہ پر گامزن ہو اور وہ امور دنیا کے جملہ غموں اور صدموں کو غم آخرت

میں ضم کرلے کہ

"جس نے جملہ غموں کو ایک غم بنالیا، اللہ تعالیٰ اس کے سارے غموں میں اس کے لئے کافی ہے۔"

میرا ایک فرزند وارادت مند آپ کی خدمت میں حاضر ہو رہا ہے کہ میٹھے پانی کے چشمے پر لوگوں کا ہجوم رہا کرتا ہے۔ کوشش یہی ہوتی ہے کہ رقعوں اور خطوں کے ذریعے جناب کو تکلیف نہ دوں، لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے حسن اخلاق کو اور بادشاہانہ لطف و کرم کو قبلہ حاجات بنا رکھا ہے، پس مجبوری ظاہر ہے۔ نمازی کو قبلہ کا رُخ کرنا ہی پڑتا ہے۔ کہتے ہیں لوگوں نے مجنوں سے کہا کہ عشق سے توبہ کرو اور کعبہ شریف کا ایک حلقہ بنا کر وہاں دعا کرو کیونکہ وہاں کی دعا مستجاب ہوتی ہے۔ مجنوں نے کہا بہت خوب، جب میں حلقہ کعبہ میں کھڑا ہو کر دعا مانگوں تو تم لوگ بھی آمین کہو اور ہاتھ اٹھاؤ۔ اس نے کہا ؎

الیک اتوب یا رحمان جدا　　جنیت فقد تکاثرت الذنوب

والا عن ہوی لیلی و نہاری　　زیاد تھا فانی لا توب [۲]

شاعر کہتا ہے:۔

تو بہ من درست نیست خموش　　از من دل شکستہ دست بدار

چہ رنگھاست کہ آن شوخ چشم نامیزد　　کہ تا مگر دلم از مہر تو بپرہیزد

بعز عزّ خدا کہ بلاش نگریزم　　کہ ہیچ تشنہ ز آب حیات نگریزد [۱]

دعا ہے کہ ملک الوزرا کا پاک اعتقاد، اور اس کی صفائے ادراک جو "بلیغ ذو مرصوص" [۲] (سیسہ پلائی ہوئی دیوار) ہے، اللہ تعالیٰ کی توفیق و مدد سے ہر روز ترقی اور پائداری دکھائے، آمین یارب العالمین۔

"ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ" [۳]

کہتے ہیں کہ کسی کے بیٹے کو بھیڑیا لے اڑا۔ اس حالت پریشانی میں اس کے گھر میں ایک درویش آگیا اور روٹی مانگی۔ قحط اور کال کا سال تھا مگر اس شخص نے تنور کی ایک

پوری گرم روٹی اس درویش کے حوالے کی اور اس کے بعد جنگل کی راہ لی۔ اسے اندیشہ تھا کہ بھیڑیا اس کے بیٹے کو کھا گیا ہو گا لیکن اس نے تلاش میں نکلا کہ اگر اس کے کچھ اعضا اور ہڈیاں ہی مل جائیں، تو انہیں دفن کر دے اور بیٹے کی قبر بنائے اور اس کے بعد نوحہ و فغان کرے گا۔ لیکن آگے آکر کیا دیکھتا ہے کہ اس کا بیٹا صحیح و سلامت صورت میں پہاڑی سے نیچے اتر رہا ہے۔ اس شخص نے از راہ تعجب ایک نعرہ لگایا اور گر کر بے ہوش ہو گیا۔ باپ بے ہوش پڑا تھا اور بیٹا اس کے پاؤں کی مالش کر کے اسے ہوش میں لانے کی کوشش کر رہا تھا۔ آخر وہ ہوش میں آگیا اور بیٹے سے حال پوچھنے لگا۔

بیٹا بولا:۔ بھیڑیا مجھے اسی طرح صحیح و سلامت راستے پر چھوڑ گیا اور بزبانِ حال بولا:۔

"ایک ایک لقمہ"

اس کے بعد وہ پلٹ گیا۔

خلاصہ یہ کہ راہِ دین کی ذرّہ برابر نیکی ضائع نہیں ہوتی۔ مبارک ہے وہ شخص جو نیکی کرے اور اس کے صلے سے ناامید نہ ہو۔ امیر دیندار ملک الوزرا کا یہی حال ہے کہ وہ ہر حال میں نیکی و خیر کے کاموں میں مصروف و مشغول ہیں۔ والسّلام۔

مکتوب ۱۳۵

اللہ مفتح الابواب۔

دنیا کے ملک الامرا، اکابر کے کعبہ، نظام الملک عصر، نادرِ زمان، پناہِ مخلوق، منبع خلائق، صاحب دو دولت و سعادت، کاملِ عقل و علم دین، ضعفا و مساکین کے فریاد رس، بحر ذخار، خزانہ فاخر، معین الدولۃ والحق امیر پروانہ بک، ارکانِ اسلام کو آباد کرنے والے اور مسلمانوں کے ناصر کے عزم پختہ کی مدد سے اہل اسلام کے لشکر فتح مند ہیں اللہ تعالیٰ اسے حوادث زمانہ سے محفوظ رکھے، دشمنوں پر اسے فتح و نصرت دے اور اس کی ایسی مدد فرمائے کہ آخر زمانہ تک اس کی سلطنت قائم و دائم رہے اور اس کے عدل و احسان، حسن اخلاق و انتظام سے اہل فلک خوش ہوں اور اہلِ زمین خوش و خورسند ہوں۔

آمین یارب العالمین ۔ ؎

لازلت فی دولۃ عمت ماسنہا　　بین الانام و فی دین یا خلل

دعا و ثنا کے تحفے جو خلوت سحر گاہی کے بوستانِ نو میں تیار ہوتے، اور بہار سینہ کی زمین میں پروان چڑھتے اور خزان "یوسوس فی صدور الناس" کی بادِ صرصر سے محفوظ ہیں، دلِ سبک سیر کے قاصد کے ہاتھ روانہ کرتا ہوں کہ یہ قاصد غار و کوہ و بحر میں رکا نہیں جا سکتا اور اسے زادِ راہ اور سواری اور حفاظت کے لوازمات کی ضرورت نہیں اور فوراً دور دراز اور فلک آسا بلند مقامات پر بھی جا پہنچتا ہے ؎

مردان سفر کنند در آفاق ہمچو دل　　فی بستہ منازل و پالان اشتر ند

ہمارے دل کا سایہ جس کسی پر پڑ جاتے وہ تاب آفتاب سے بے نیاز ہو جاتا ہے اسے عقابِ حوادث کے پنجے گزند نہیں پہنچا سکتے، مگر صاحب دل جس کسی سے اعراض کرے اور ناراض ہو، وہ بے شک مغضوبِ باری ہوتا ہے کیونکہ اللہ جل جلالہ نے بہشت و دوزخ کو بھی بالترتیب دل کے لطف و قہر سے بنایا ہے۔ ایک حدیث قدسی ہے:

کل جزو پر اور اصل: فرع پر ہمیشہ غالب رہتی ہے ؎

بہشت و دوزخت با تست در باطن نگر تا تو　　سقر ہا در جگر یابی جناں ہا را بہ جناں بینی

(ترجمہ پہلے نقل ہو چکا۔)

اس عصر میں جو ذات اہل دل. کی حب سے مخصوص ہے وہ یوسف زمانہ اور دین و دولت کا سلیمان عصر ہے (اللہ تعالیٰ روح القدس کے ذریعے اس کی مدد کرے اور اس کے شان و مرتبے کو دوام دے)۔ اس وجود عزیز کے مدائح اور اوصاف، عقل بیان نہیں کر سکتی اس لئے اس قول کے مطابق کہ اس کے مدائح کا احاطہ نہیں ہو سکتا" ولو جئنا بمثلہ مددا" میں اسی مختصر پر اکتفا کرتا ہوں ؎

عدوک مذموم بکل لسان　　وان کان من اسمائک القمران

ترجمہ:۔ تیرا دشمن ہر زبان میں قابلِ مذمت ہے خواہ تیرے دشمنوں میں قسمت کے ستارے ہی ہوں۔

الحمدللہ کہ رکابِ ہمایوں سفر سے بخیر و خوبی پلٹ آئی اور اہلِ اسلام آپ کی مراجعت سے خوش ہوئے۔ اور آپ نے عدل و انصاف کے جاروب سے وہاں کے فتنہ و فساد اور آشوب و ہنگامے کو صاف اور ختم کر دیا ہے ؎

ملکی کہ پریشان شد از شومیٔ شیطان شد　　باز آن سلیمان شد تا باد چنین باد ا

(ترجمہ پہلے نقل ہو چکا۔)

مکتوب ۱۳۶

اللہ مفتح الابواب۔

صدر اعظم، وزیر گرامی، نیکی گستر، حاتم زمانہ، معدن عدل و کرم، بحر مکارم و اخلاق آصف زمانہ، نظام الملک عصر، فخر الحق والدولۃ والدین، اور پدر سلاطین کے رتبہ بلند سے مسند ایوان و دیوان مزین رہیں۔ اللہ تعالیٰ اسے عمر ابدی اور توفیق سرمدی سے بہرہ مند کرے اور دولت کاملہ و حکمت شاملہ سے اس کے خاطر و دل کو مشرف و مکرم رکھے اس کے احسان و اکرام کے آبِ شیریں کے زمزم سے دوسروں کو آب زلال میسر رہے اور حضرت محمدؐ اور آل محمدؐ کی برکت کے توسط سے اس کا چہرہ بے غبار و کدورت رہے۔ آپ عدل و مہربانی اور احسان و کرم کے ذریعے بے شک فخر امم ہیں۔ زبان سے ہی نہیں بلکہ عالم دل و جان سے اس زوال ناپذیر منبع دولت و دین کے لئے سلام و آداب کے بے پایاں تحفے ارسال خدمت ہیں۔ دعا ہے کہ جلوت و خلوت میں ہر جگہ وہ ترقی و عظمت کے مدارج طے کرتا رہے۔ ایک مسلمان کی حقیقی رفعت و عظمت اس امر میں پوشیدہ ہے کہ وہ دین اور اہل یقین کی خاطر کیا کچھ کر رہا ہے۔ کامیابی اس میں مضمر ہے کہ افعال و اقوال کی زمین میں خیر و طاعت کے بیج بوتے جائیں، اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ ہم خیال و ہم عقیدہ دوستوں کے تعاون سے برخوردار ہوا جائے۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا ہے:

"مسلمانو، علماء کی عظمت کرو اور فقراء سے میل جول رکھو۔"

جو اس ارشاد پر عمل نہ کرے وہ حاصلِ حیات کو جمع کرتے وقت خجل ہو گا اور ندامت

کی انگلیاں دانتوں میں دباتے گا کہ،

"یٰویلتیٰ لیتنی لم اتخذ فلانا خلیلا"[1]

الحمد للہ کہ صدر اعظم کا وجود گرامی اعلیٰ اوصاف و اخلاق سے مزین ہے اور بجا طور پر وہ مستحق تعریف و توصیف ہے کہ اس نے دنیا میں دین پروری اور ضعیف نوازی کی بساط بچھا رکھی ہے۔ اگتا تو ہر بیج ہے، مگر قابل مبارکباد وہ ہے جو خیر و نیکی کا بیج بوتے۔ والسلام۔

مکتوب ۱۳۷

اللہ مفتح الابواب

ملکہ جہاں، رفیع القدر، وسیع القلب، حلیم، کریم، اپنے پروردگار کے دیدار کی مشتاق، عالی ہمت، عاقبت اندیش، خدا ترس، دین پرور، فاطمہ عصر، خدیجہ زمان، اور مریم دوراں کے حرم کی حرمت سے قصر دین روحانیوں کی مسجد اور آسمانیوں کے قلعے کی طرح بمنحنیق حوادث کے آسیب و صدمے سے ابدالآباد تک معون و محفوظ رہے آمین یارب العالمین۔

مکتوب ۱۳۸

اللہ مفتح الابواب

اللہ تعالیٰ جس کے حکم سے آفتاب کا نور کام کر رہا ہے، اور مشرق و مغرب روشن ہو رہے ہیں وہی حالات کے بدلنے والا اور عزت و ذلت دینے والا ہے کہ،

"تلک الایام نداولھا بین الناس"[1]

اور

"وتعز من تشاء و تذل من تشاء"[2]

دعا ہے کہ امیر بزرگوار سپہ و سالار اعظم محترم مجاہد اللہ کی حمایت و نصرت سے بہرہ مند صاحب حسن و حسب و نسب سخاوت اور بخشش کی کان، قتلغ بک پروانہ، امیر عالی ہمت خدا ترس، درویش پرور، دین دار (اللہ تعالیٰ اس کے مقام بلند کو دوام دے)

کی شمشیر ذوالفقار دشمنان دین کے لئے مصیبت ہے اور دینِ محمدی ؐ پر عمل کرنے والوں کے لئے عزت کا باعث بنی رہے تاکہ یہ دین دوسرے دینوں پر غالب آجائے کہ:

"لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون"[۳]

دعا ہے کہ امیر کی رکاب ہمایوں مستقل مزاجی، ہمت اور بہادری سے جہاد و قتال کی تمام کارروائیوں میں کامیاب رہے۔

آپ کا کرم نامہ ملا اور ہزاروں مسرتیں حاصل ہوئیں آپ کے دیدار مبارک کے لئے میں ایسے مشتاق ہوں جیسے مریض صحت کے لئے۔ مچھلی پانی کے لئے اور عاشق ملاقات کے لئے بے چین ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ بچھڑے ہوئے ملانے والا، بوسیدہ ہڈیوں کو جان و توانائی دینے والا ہے" ایحسب الانسان الن نجمع عظامہ"[۴] ملاقات کی جلد از جلد کوئی صورت نکالے اللہ تعالیٰ کی یہ شان ہے کہ وہ جس چیز کو چاہتا ہے ظاہر کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے پوشیدہ رکھتا ہے کہ:

"انا نحن نحی الموتی"[۵]

وہ خزانہ ہ باری کے ظاہر ہونے والی بات معروف ہے۔ وہ محبت و وفا کے ایک ذرہ کو اپنی ہمت سے کوہ قاف بنا دیتا ہے اور اس ذرہ خیر کے صاحب کو دنیا بھر پر چھا جانے والا مرغ بناتا ہے اور کوہ قاف کی نزدیکی میں پہنچا ڈالتا ہے جس کسی نے اپنے پوشیدہ مرض کے اور اپنی سیرت کی خامی کے زہر اور کفر و نفاق کو دوسروں کے لئے چھپا رکھا ہو، ان کی تلخی سے ایک دن وہ خود دوچار ہوتا ہے کہ:

"کلا اذا بلغت التراقی"[۶]

(دیکھو جب روح گلے تک جا پہنچے)۔

تاکہ دنیا والے جان لیں کہ اللہ تعالیٰ نہ کسی کی ذرہ برابر نیکی سے غافل ہے اور نہ ہی کسی، روش سے بے خبر ہے۔ فرماتا ہے کہ ہم نے لوگوں کو مہلت دے رکھی ہے کہ اس میں مخلص اور نیکو کار اپنے اعمال انجام دیں اور مغرور اور بدکار تمام بے انصافیاں

کرڈالیں اور اس کے بعد ان کاموں سے پردہ اٹھایا جائے۔ یہ وہ موقع ہوگا کہ نیکو کاروں کو ان کے کاموں کا خوش نما چہرہ نظر آئے گا اور بدکاروں کو ان کے بُرے اعمال کا خوف ناک روپ نظر آنے لگے گا، اور اپنے کرتوتوں کا ایسا عذاب ملے گا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے جملہ دوستوں اور خیر خواہوں کو اس دنیا اور آنے والی دنیا میں کامیاب و خوش خرم رکھے۔ والسلام۔

مکتوب ۱۳۹

اللہ مفتح الابواب

امیر بزرگوار، صاحب حسب و نسب، عالم عادل، سپہ سالار، شیر غار، صاحب دوشرف، بدر الملۃ والدین، اسلام اور مسلمانوں کی روشنی کو دعا ہے کہ غیر معمولی اقبال و سعادت میسر ہوں، اس کا مقام عالی برقرار رہے اور حضرت محمدؐ نیز آلِ محمدؐ کے طفیل اس کی جملہ مشکلات آسان ہوں اور ہر حال میں اسے اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت حاصل رہے۔

محبت بھرا اسلام و دعا پیش خدمت ہے اور یقین جانیں کہ آپ سے ملاقات کرنے کا شوق دل میں کروٹیں لے رہا ہے۔ آباؤ اجداد کی دوستی، بیٹیوں اور فرزندوں کی دوستی کا موجب بنتی ہے آپ شہید محترم صدر بزرگوار اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کرے کی عزیز یادگار ہیں دعا ہے کہ یہ یادگار سالہا سال تک روح زمین پر باقی رہے اور قیامت تک آپ کو نیک کاموں کے انجام دینے کی سعادت ملی رہے۔

حامل خط فلان الدین (اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری کرے) نے آپ کی معذرت کے دوران کا بڑا اچھا ذکر کیا ہے جو احسانات اس سے آپ نے گزشتہ زمانے میں کئے ان کا وہ ممنون ہے لیکن آج وہ دوبارہ ملازمت کرنے کے لئے بے چین ہے۔ مجھے امید ہے کہ جس طرح آپ نے اس کی پہلے مدد کی اسی طرح دوبارہ اسے نوازنے کی کوئی سبیل نکالیں گے۔ کہتے ہیں کہ نیکی کو انجام تک پہنچانا اس کے شروع کرنے سے زیادہ اہم ہے اور نیکی کو مکمل کرنے کے راستے میں آنے والی ہر رکاوٹ

کو دور کرنا چاہیے۔ پہلی رات کا چاند بڑا خوب صورت اور مبارک ہوتا ہے لوگ اس کو انگلی سے اشارہ کر کے دیکھتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں اور اس کے مطابق نئے مہینے کا حساب و کتاب کرتے ہیں لیکن ماہ کامل کے حسن کی اور ہی بات ہے اور وہ ہزار ہلال پر بھاری ہے نیکی کو شروع کرنے اور اس کو پورا کرنے کی بھی یہی مثال ہے۔ نیکی اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول و مبرور ہے۔ لیکن اس کا تکمیل تک پہنچانا بہت بڑی اور قابلِ قدر نیکی ہے۔ ایک دن آئے گا جس میں ہاتھ کا دیا ہوا اور مخلص دوستی کام آئے گی۔ اس دن سورج چاند اور دیگر چراغوں کی روشنی ہوگی البتہ نیک عمل کی روشنی سامنے آئے گی۔ اس حالت میں "یقول الانسان یومئذ این المفر" اور "ربنا اتمم لنا نورنا" کی صدائیں اٹھیں گی۔

مجھے قوی امید ہے کہ آپ میری سفارش کو قبول کریں گے اس سے آپ کو بہت زیادہ ثواب ملے گا، اور میری ذات پر آپ کا بہت بڑا احسان ہوگا۔ دعا ہے کہ آپ ہمیشہ نیک کام انجام دیتے رہیں۔ والسلام۔

مکتوب ۱۴۰

اللہ مفتح الابواب

امیر سلام و دعا قبول کرے اور یقین جانے کہ اس کے اقبال و دولت کے لئے دعا گو رہنا ہمارا ورد و وظیفہ ہے۔ ملک الوزرا کی بندہ نوازی اور کمزوری پروری کی کیا تعریف کروں۔ عیاں راچہ بیان؛ حقیقت یہ ہے کہ اللہ اور اس کی رضا کی خاطر کام کرنے والے مشکلات، مصروفیات اور سرد دلوں سے اکتاتے ہیں اور نہ حرفِ شکایت زبان پر لاتے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ان مساعی اور جان کاہی کی پوری پوری جزا دے اور آپ کا نام نامی معروف تر ہو۔

عرض ہے کہ اس خط کا لانے والا میری آنکھوں کی ٹھنڈک اور میرا با استعداد ارادت مند فرزند صدرالدین ہے جو جنید زمان، بایزید عصر شیخ حسام الدین چلپی کا بھی فرزند اور ارادت مند بھی ہے۔

اس نے خلوت اختیار کر رکھی ہے اور دنیوی کاموں اور عہدوں سے منہ موڑ رکھا ہے وہ بڑے اخلاص سے گزشتہ صوفیا کی طرح آپ کے اقبال و دولت کے دوام کی دعا مانگتا رہتا ہے۔ آپ اتفاق کریں گے کہ صدر الدین علم دین کے حاصل کرنے میں لگا ہوا ہے اور طالب علم کا گزارا روزینے اور مالی مدد کے بغیر بڑا مشکل ہے آج الحمدللہ چھوٹے بڑے سب نیازمند امیر کے احسان کی پناہ میں آرام کر رہے ہیں۔ التماس ہے کہ آپ کا سایہ صدر الدین کے سر بھی آئے اور وہ بھی آپ کی مدد سے بہرہ مند ہو تھوڑا سا کھانے پینے کا خرچ جو اسے مل رہا ہے وہ ناکافی ہے مگر آپ اگر اسے ناکافی وظیفہ بھی دیں گے تو اس کے لئے کافی ہوگا کیونکہ آپ کے ہاں بخشش کی کمی کی کوئی بات نہیں ہے اور بڑے لوگوں کی بخشش اور خیرات قبول کرنا فخر کی بات ہے دعا ہے کہ آپ کا کرم اور بخشش اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے لوگوں کی حاجت پوری کرنے والا اور روزی دینے والا ہو۔ والسلام۔

مکتوب ۱۴۱

اللہ مفتح الابواب

مشکلات کا حل کرنے والا خدا ہی ہے کہ:

"لہ مقالید السموٰت والارض"

(آسمانوں اور زمین کی چابیاں اسی کی ہیں)۔

فرزند مخلص، فخر امرا و خواص، صاحب حسب و نسب، غار شیر، سپاہ سالار، مجاہد راہ خدا، سعد الدولۃ والدین (اللہ تعالیٰ اس کا مرتبہ بلند باقی رکھے) کا خط ملا اور دل مسرور ہوا۔ انتظارِ ملاقات میں دن کاٹ رہے ہیں۔ آپ اور آپ کے باپ دادا کی دین داری اور بندہ نوازی قابلِ رشک رہی ہے آپ متوجہ ہیں کہ:

"زمین والوں پر رحم کر تاکہ آسمان والا تم پر رحم کرے"

آپ کی یہ نیک سرشت دونوں جہاں کی سعادت کی دلیل ہے کہ آپ کمزوروں پر رحم کرتے ہیں، دوسروں کے بڑے عیوب کو معمولی جانتے ہیں اور اپنے ماتحتوں کی معمولی

خدمت اور وفا شعاری کی دل و جان سے قدر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔ والسلام۔

مکتوب ۱۴۲

اللہ مفتح الابواب

امیر بزرگوار، ملک نواب، نظام الملک، دو سلطنتوں کے حامل، عدل و احسان کی صفت سے متصف (اللہ تعالیٰ اس کا مرتبہ بلند باقی رکھے) کی نیکی اور خیرات کو خدا قبول فرمائے۔ حدیث قدسی ہے کہ:

"تم میں سے ہر ایک چرواہا ہے اور ہر ایک کو اس کے گلے کے بارے میں باز پرس ہوگی"

مقام مسرت ہے کہ امیر موصوف رعیت نوازی پر کمر ہمت باندھے ہوتے ہے۔ چرواہے کی صحرا نشینی اور زحمت کشی گلے کی حفاظت اور اس کی فلاح کی خاطر ہوتی ہے آپ بھی اپنے لوگوں کی فلاح و سلامتی کی خاطر کوشاں ہیں۔ دعا ہے کہ یہ مساعی مقبول ہوں اور اہلِ کشور امن و امان سے برخوردار ہوں۔ آمین۔ والسلام۔

مکتوب ۱۴۳

اللہ مفتح الابواب

صدر اعظم، صدر زادہ، امیر بزرگوار، عالم، عادل، بلند ہمت، خدا شناس، عاقبت اندیش، بدر الدولۃ والدین کا دربار کمزوروں اور حاجت مندوں کی پناہ گاہ بنی رہے اور اہل احتیاج اس سدِ محکم کے سایے سے بہرہ مند رہیں۔

راقم کا مخلصانہ اور محبانہ سلام و دعا قبول ہو۔ کہتے ہیں کہ باپ و دادا کی دوستی اور سچائی اور ان کی اولاد کی سچائی اور دوستی بنتی ہے کیونکہ دوستی اور دشمنی کے وراثتی اثرات ہوتے ہیں۔ مجھے آپ سے ملنے کا بڑا اشوق ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ملاقات کی کوئی صورت نکالے۔

آپ کی اچھی سیرت و صورت دنیا والوں میں ہی محبوب نہیں وہ آخرت کی

نیک نامی اور سعادت کا ذریعہ بھی بنی ہوتی ہے اکثر سنتا رہتا ہوں کہ آپ اللہ کے حکم کی تعظیم بجا لاتے ہیں اور خدا کی مخلوق سے مہربانی اور نرمی کا برتاؤ کرتے ہیں۔ نیکی چھپی نہیں رہ سکتی۔

[1] "انہ ان تک فی صخرۃ فتکن فی الارض او فی السماء یات بہا اللہ"

اور

[2] "ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ وان تک حسنۃ یضاعفھا ویوت من لدنہ اجرا عظیما۔"

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اچھے کام کرنے اور دوسروں کی مدد کرنے کی مزید توفیق دے۔

یہ خط اور سلام و دعا لانے والا میرا عزیز فرزند اور ارادت مند تاج الدین آج آپ کے دربار کا رخ کر رہا ہے جو حاجت مندوں کی امیدوں کا کعبہ ہے۔ اس کی التماس ہے کہ اسے کوئی خدمت اور ملازمت مل جائے اور راقم سے سفارش کرنے کی خواہش کر رہا ہے۔ کتنے آنے جانے والے آپ کے لطف و کرم سے فیض یاب ہو رہے ہیں۔ التماس ہے کہ اپنی خوش اخلاقی، اچھی سیرت، غریب نوازی اور ضعیف پروری کے اوصاف سے کام لیتے ہوئے آپ تاج الدین کی بھی مدد کریں گے۔ یہ بہت ثواب کا کام ہے اور آپ کی نیک نامی کا سبب بھی بنے گا حدیث شریف میں ہے،

"جو زمین پر ہیں ان پر رحم کرو تاکہ آسمان والا تم پر رحم کرے۔"

خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے:

[3] "من ذالذی یقرض اللہ قرضا حسنا فیضاعفہ لہ" ؎

مقصود ز عالم آدم آمد　　مقصود ز آدم آن دم آمد

(ترجمہ پہلے نقل ہو چکا۔)

اس دنیا کے بازار کا مقصد یہی نہیں کہ چیزوں کو دیکھ لیا جائے یہاں جان و مال خرچ کر کے تجارت کرنی پڑتی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

"ھل ادلکم علی تجارۃ تنجیکم"[۴]

اس تجارت میں وہ مقام آتا ہے جس میں جان و مال اللہ کے حوالے کرنے پڑتے ہیں۔

تاج الدین کی مدد مجھ پر احسان ہوگا اور یہ نیکی آپ کی سابقہ نیکیوں کی فہرست میں شامل رہے گی۔ امید ہے کہ آپ پوری سعی و استقامت سے تاج الدین کی مدد کریں گے کہ:

"ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا"[۵]

وہ ہر مشکل میں غالب اور کامیاب رہتے ہیں۔ دعا ہے کہ آپ اور آپ کے مجتوں کی کوششیں ہمیشہ کامیاب و کامران ہوں۔ آمین یارب العالمین۔

مکتوب ۱۴۴ بنام سلطان احمد

اللہ مفتح الابواب

اپنے شاہزادے، اپنے اور دنیا بھر کے روشنیٔ دل و دیدہ کو اس بیٹی کے بارے میں نصیحت کر رہا ہوں جو اس کے حبالہ نکاح میں ہے کہ:

"وکفلھا زکریا"[۱]

وہ امتحان عظیم کی خاطر تمہارے حوالے ہے۔ امید ہے کہ تم اختلافات کے بہانوں کی آگ پر پانی ڈال دو گے، تعلقات کے بارے میں ایک لمحے کے لئے بھی غلط اقدام نہ کرو گے اور وظیفہ ازدواجی کے ضمن میں کوئی ایسی حرکت نہ کرو گے جس سے تمہاری زوجہ کو کوئی دکھ پہنچے یا تمہیں بے وفا جانے یا تمہارے خاندان کی اصالت اور پاکیزگی یا تمہاری جوانمردی اور صبر و استقامت کے بارے میں کوئی بات کہے ؎

بچہ بطہ اگرچہ دینہ بود آب دریاش تا بہ سینہ بود[۲]

لیکن ارواحِ الٰہی کے گھات میں لگے رہنے، گواہوں اور شہادت میں طلب کئے جانے والوں سے ڈرو جو ان بزرگوں کی اولاد کے ناظر ہیں کہ:

"الحقنا بھم ذریاتھم"[۳]

تمہیں خدا کا واسطہ[۴] ہے کہ اپنے باپ کی، اپنے خاندان کی اور اپنی ابدی نیک نامی کی خاطر اپنی زوجہ محترمہ کے سارے خاندان کا احترام کرو، ہر دن کو شادی کا پہلا دن اور ہر رات کو شب جمعہ[۵] و زفاف جانو اور اپنی زوجہ کے دل و جان کو صید کرنے کی کوشش کرو۔ یہ نہ جانو کہ تمہاری زوجہ اب صید و شکار ہے اور اسے صید کرنے اور مٹھی میں لے آنے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ ظاہر بینوں کی روش ہے کہ:

"یعلمون ظاھرا[۶] من الحیوۃ الدنیا"

بیوی وہ عنصر نہیں کہ اسے صید و شکار جانا جائے۔ اللہ تعالیٰ کی عنایت ازلی کا مخلوق میں تصرف شوہر کے زوجہ پر تصرف سے اتنا زیادہ ہے کہ کائنات کے در و دیوار اسی تصرف سے منور و معطر ہیں اور سورہ یٰسین میں ان جمادات کی قسم ہے جن پر کبھی بعض مقدس انسانوں کے قدم پڑے تھے۔ حدیث قدسی میں ہے کہ نبی اکرم ؐ نے حضرت علی رضؓ سے پوچھا:

"اگر تم میرے جگر کو زمین پر چلتے دیکھو تو کیا کرو گے؟"

حضرت علی رضؓ نے جواب دینے سے معذوری ظاہر کی مگر پھر دبی زبان سے بولے،

"میں اسے چشم و دل کی متاع بناؤں گا۔"

نبی اکرم ؐ نے فرمایا:

"فاطمہ رضؓ اور اس کی اولاد میرے جگر گوشے ہیں جو زمین پر چلتے ہیں۔"

پس تم بھی یاد رکھو کہ اس ایک صالحہ خاتون کے دل کو آزار دینا صدہا بلکہ ہزارہا دلوں کو آزار دینے کے برابر ہے ؎

برخاستن از جان و جہان مشکل نیست — مشکل از سر کوی تو برخاستن است

ماذا الفراق فراق الوامق الکمد — ہذا الفراق فراق الروح والجسد

من خود دانم کز تو خطائی ناید — لیکن دل عاشقان بد اندیش بود

(ترجمہ پہلے نقل ہو چکا۔)

میری اس نصیحت و وصیت کو لکھ لیں، اسے محفوظ رکھیں اور کسی سے اس کا

ذکر نہ کریں۔

"واللہ اعلم بالصواب"

مکتوب ۱۴۵ شیخ صلاح الدین زرکوب کی مزاج پرسی

اللہ مفتح الابواب

خداوند دل اور خداوند اہل دل، قطب الکونین شیخ صلاح الدین مد اللہ ظلہ کی یاد آرہی ہے کہ اب کیسے ہوں گے؟ وہ اپنے ناخنوں کی تکلیف کی شکایت فرما رہے تھے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں آرام و سکون دے، اور ان کے توسط سے جملہ مومنوں کو بھی آرام و آسائش دے ؎

ای سرورِ دان بادخزانت مرساد — ای چشم جہان چشم بدانت مرساد
ای آنکہ تو جانِ آسمانی و زمین — جز رحمت و جز راحت جانت مرساد
خبرت بان ممرضی قد مرضا — استأهل ان اکون عنه عوضا
السائک الهٰی ان یکون المرضا — "بردا" و سلاما" "ونعیما" و رضا
رنج تن دور از تو ای تو راحت جانہای ما — چشم بد دور از تو ای تو دیدہ بینای ما
صحت تو صحت جان و جہانہاست ای قمر — صحت جسم تو بادا ای قمر سیمای ما
عافیت بادا تنت رای تن تو جان صفت — کم مبادا سایہ لطف تو از بالای ما
گلشن رخسار تو سرسبز بادا تا ابد — کان چرا گاہ دلست و سبزہ و صحرای ما
رنج تو بر جان ما بادا مبادا بر تنت — تا بود آن رنج تو چون عقل جان آرای ما ۲

والسلام

قرآن مجید کی آیات کی فہرست

سورتوں کی ترتیب سے

نمبر شمار سورہ	آیت شمارہ اور متعلقہ متن	حوالہ مکتوب
۱ الفاتحہ	۳،۱ الحمد لله رب العالمين - - مالك يوم الدين	۱۱۷،۱۲۰
۲ البقرہ	۲۰ يكاد البرق - ان الله على كل شىء قدير	۳۸
	۳۰ واذ قال ربك للملئكة انى جاعل فى الارض خليفة	۲۸
	۳۴ واذ قلنا للملئكة اسجدو الادم	۴۴
	۸۷ ولقد اٰتينا موسى الكتب وقفينا من بعده بالرسل	۷۲
	۱۱۰ - - وما تقدموا لانفسكم من خير تجدوه عند الله ط	۶۹
	۱۲۲ يا بنى اسرايل اذكروا نعمتى التى انعمت عليكم	۹۱
	۱۴۴ ولكن لا تفقهون تسبيحهم	۸
	۱۵۰ ومن حيث خرجت فول وجهك شطر المسجد الحرام	۳۶
	۱۹۷ - - وما تفعلوا من خير يعلمه الله ط وتزودوا - - -	۱۵
	۲۰۷ ومن الناس من يشرى نفسه ابتغاء مرضات الله ط	۸۱
	۲۱۲ - - - والله يرزق من يشاء بغير حساب	۳
	۲۱۶ وعسىٰ ان تكرهوا شيا وهو خير لكم ج وعسىٰ - -	۷

نمبر شمار سورہ	آیت شمارہ اور متعلقہ متن	حوالہ مکتوب
۲۔ البقرہ	۲۴۵ من ذا الذی یقرض اللہ قرضا حسنا فیضعفہ لہ ۔۔۔	۳، ۱۰۵
	۲۵۵ اللہ لا الہ الا ھو ج الحی القیوم ج ۔۔۔ وھو العلی العظیم	۵۱
	۲۵۶ ۔۔۔ فمن یکفر بالطاغوت ویؤمن باللہ فقد استمسک بالعروۃ الوثقیٰ ج	۳۱
	۲۶۰ واذ قال ابراھیم رب ارنی کیف تحیی الموتیٰ ط	۱۵
	۲۶۱ مثل الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ کمثل حبۃ	۸
	۲۶۹ یؤتی الحکمۃ من یشاء ج ومن یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا ط	۱۱۹
	۲۷۳ للفقراء الذین احصروا فی سبیل اللہ لا یستطیعون ضربا فی الارض ز	۶۱
۳۔ آل عمران	۱۷ الصبرین والصدقین والقنتین والمنفقین	۲۸
	۱۹ نغمہ قائم	۹۷
	۲۶ قل اللھم ملک الملک تؤتی الملک من تشاء وتنزع الملک	۱۳۸
	۳۳ ان اللہ اصطفیٰ ادم ونوحا وال ابراھیم وال عمران	۱۳۸
	۳۴ ذریۃ بعضھا من بعض ط واللہ سمیع علیم	۱۱۴
	۳۷ فتقبلھا ربھا ۔ وکفلھا زکریا ط	۶، ۱۴۴
	۴۰ قال رب ۔۔۔ قال کذالک اللہ یفعل ما یشاء	۹۰
	۵۲ فلما احس عیسیٰ منھم الکفر قال من انصاری الی اللہ ط	۷۴
	۱۳۵ والذین اذا فعلوا فاحشۃ ۔ ومن یغفر الذنوب الا اللہ وقف	۱۲۲
	۱۳۴ الذین ینفقون ۔ والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس ط	۷
	۱۴۰ وتلک الایام نداولھا بین الناس ج ولیعلم اللہ الذین اٰمنوا ۔۔	۱۳۸
	۱۴۴ وما محمد الا رسول ج ۔۔ ومن ینقلب علی عقبیہ ۔۔۔	۶۶
	۱۶۰ ان ینصرکم اللہ فلا	۴۹
	۱۹۱ الذین یذکرون اللہ ۔۔۔ ربنا ما خلقت ھذا باطلا ج ۔۔۔	۴۹

نمبر شمار سورہ	آیت شمارہ اور متعلقہ متن	حوالہ مکتوب
۴۔ النساء ۴۰	وان تك حسنة يضٰعفها	۶
۷۰	وكفىٰ بالله عليما	۱۲
۷۷	قل متاع الدنيا قليل ج والاخرة	۴۳
۵۔ المائدة ۱	يايها الذين امنوا اوفوا بالعقود ط	۲۰
۳۲	احياء الناس جميعا	۷
۵۴	فسوف ياتى الله بقوم يحبهم و يحبونه ه	۶
۸	ولا يجرمنكم شنان قوم على الا تعدلوا	۶۵
۶۔ الانعام ۱۲	كتب على نفسه الرحمة	۶۹
۴۳	وزين لهم الشيطن ما كانوا يعملون	۱۱۹
۵۲	ولا تطرد الذين يدعون ربهم بالغدوة والعشى ...	۶۱
۵۹	وعنده مفاتح الغيب لا يعلمها الا هو ط	۸
۹۱	اولئك الذين هدى الله فبهد لهم اقتده ط	۵۸
۱۲۵	الله اعلم حيث يجعل رسلته ط	۶۶
۱۶۰	ان الذين فرقوا دينهم وكانوا شيعا لست منهم فى شىء	۴۵
۱۶۱	... من جاء بالحسنة فله عشر امثالها ج	۱
۷۔ الاعراف ۔ ۱۰	ولقد مكنكم فى الارض ۔ قليلا ما تشكرون	
۲۳	قالا ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا	۹، ۶۸
۵۵	ادعوا ربكم تضرعا وخفية ط	۱۲۰
۱۰۸	ونزع يده فاذا هى بيضاء للنظرين	
۱۲۸	والعاقبة للمتقين	۴۵
۱۸۸	قل لا املك لنفسى نفعا ولا ضرا الا ماشاء الله	۱۱۴
۲۰۱	اذا مسهم طٰئف من الشيطن	۱۰۴

نمبر شمار سورہ	آیت شمارہ اور متعلقہ متن	حوالہ مکتوب
۸ الانفال۔۴۲	لیقضی اللہ امرا ما کان مفعولا	۸
۶۳	والف بین قلوبھم لو انفقت ما فی الارض جمیعاً ما۔	
۶۴	یاایھا النبی حسبک اللہ ومن اتبعک من المومنین	۷۴
۹۔التوبۃ۔۲۲	خلدین فیھا ابدا ط ان اللہ عندہ اجر عظیم	۱۳۸
۳۴	والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا۔۔۔	
۵۴	وما منعھم	۷۲
۹۸	ومن الاعراب ۔۔۔ علیھم دائرۃ السوء ۔۔۔	۱۱۴
۱۰۴	ان اللہ یقبل التوبۃ عن عبادہ	۹۹
۱۰۔یونس۔۲۶	واللہ یضاعف لمن یشاء	۳۶
۱۰۴	قل یاایھا الناس ۔۔۔ وامرت ان اکون من المومنین	۴۵
۱۱۔ھود۔ ۳	ویوت کل ذی فضل فضلہ ط وان تولوا فانی اخاف۔۔۔	۹۱
۳۵	ان المومنین اخوہ	۷۳
۴۱	وقال ارکبوا فیھا بسم اللہ مجرھا ومرسھا ط	۶۸
۴۲	وھی تجری بھم فی موج کالجبال	۶۸
۴۶	قال ینوح انہ ۔۔ فلا تسئلن ما لیس لک بہ علم ط	
۸۰	قال لو ان لی بکم قوۃ او اوی الی رکن شدید	۱۰۱
۱۲۔یوسف۔۶	ان ربک علیم حکیم	
۹	وتکونوا من بعدہ قوما صلحین	۱۱۳
۲۱	واللہ غالب علیٰ امرہ	۱۱۰،۹۰
۶۴	فاللہ خیر حفظا ص وھو ارحم الرحمین	۵۲،۱۷
۸۷	ولا تایسوا من روح اللہ ط انہ لا ییئس من روح اللہ ۔۔۔	۱۲۱
۹۳	فالقوہ علی وجھہ ابی یات بصیرا ج ۔۔۔	۱۰۱

نمبر شمار سورہ	آیت شمارہ اور متعلقہ متن	حوالہ مکتوب
	۹۴ قال ابوھم انی لاجد ریح یوسف لولا ان تفندون ۔۔۔	۱۰۱
	۱۰۰ ان ربی لطیف لما یشاء انہ ھو العلیم الحکیم	۳۸
۱۳۔الرعد۔۱۱	لہ معقبات ۔۔۔	۲۲
	۲۹ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم واذا اراد اللہ بقوم سوء	۲۵
	۲۹ طوبی لھم وحسن ماب	۱۱۴
	۱۷ واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض	۵۰
۱۴۔ابراہیم۔۷	واذ تاذن ربکم لئن شکرتم لازیدنکم	۴۵، ۱۳۴
	۴۷ فلا تحسبن اللہ مخلف وعدہ رسلہ ان اللہ عزیز ذوانتقام	۳۸
۱۵۔حجر۔۹	ان نحن نزلنا الذکر وان لہ لحافظون	۱۰۲
	۴۷ ونزعنا ما فی صدورھم من غل اخوانا سرر متقابلین ۔	۹، اور کئی دوسرے
	۵۶ قال ومن یقنط من رحمۃ ربہ الا الضالون	۱۰۱
۱۶۔نحل۔۴۰	انما قولنا لشیء اذا اردنا ان نقول لہ کن فیکون	۳
	۱۲۸ ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون	۲۴
۱۷۔بنی اسرائیل۔۷	ان احسنتم احسنتم لانفسکم	۹۶
	۱۲ فمحونا آیۃ الیل وجعلنا آیۃ النھار مبصرۃ	۴۰
	۲۵ ربکم اعلم بما انفسکم	۱۱۷
	۴۴ وان من شیء الا یسبح بحمدہ ولکن لا ۔۔۔	۸
۱۸۔کہف۔۳۰	ان الذین آمنوا وعملوا الصلحت انا لا نضیع اجر	۹
	۱۰۲ افحسب الذین کفروا ان یتخذوا عبادی من دونی اولیاء	۱۳۰
	۱۰۹ قل لو کان البحر مدادا لکلمت ربی لنفد البحر ۔۔۔	۳، ۶۷
۱۹۔مریم۔۶	یرثنی ویرث من آل یعقوب واجعلہ رب رضیاً	۱۱۷
	۲۵ وھزی الیک بجذع النخلۃ تسقط علیک ۔۔۔	۴۴، ۸۷، ۱۱۶

نمبر شمار سورہ	آیت شمارہ اور متعلقہ متن	حوالہ مکتوب
	۲۸ یاخت ھرون ما کان ابوک امرا سوءٍ ----	۶۰
	۳۲ والسلٰم علی یومٍ ولد... السلم علی یوم یموت	۴۱
	۶۴ وما کان ربک نسیا	۴۲
۲۰ طٰہٰ	۱۳ انا واللیل یسبح اطراف النھار	۲۱
	۵۵ منھا خلقنکم وفیھا نعیدکم ومنھا---	۵۲
۲۱ الانبیاء	۱۲ فلما احسوا باسنا اذا ھم منھا یرکضون	
	۳۷ خلق الانسان من عجل ط ساوریکم اٰیٰتی---	۱۱۳
	۸۳ وایوب اذ نادی ربہ انی مسنی الضر	
۲۲ الحج	۱۶ وان اللہ یھدی	
۲۳ المؤمنون	۶ فانھم غیر ملومین	۶۹، ۷۱
	۳۲ افلا تتقون	
۲۴ النور	۲۶ الخبیث للخبیثین ---لھم مغفرۃ ورزق کریم	۷۲
	۳۵ اللہ نور السموٰت والارض ط--نور علی نور---	۸۰
	۳۷ رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ---	
	۳۸ واللہ یرزق من یشا بغیر حساب	۳۵
۲۵ الفرقان	۱۹ فقد کذبوکم بما تقولون فما تستطیعون صرفاً ولا نصراً ج	
	۲۴ اصحب الجنۃ یومئذ خیرٌ مستقرا واحسن مقیلا	
	۲۸ یٰویلتی لیتنی لم اتخذ فلانا خلیلا	۱۳۶
۲۶ الشعراء	۱۰ واذ نادی ربک موسی ان ائت القوم الظلمین	
	۸۰ واذا مرضت فھو یشفین	۱۲
	۸۴ واجعل لی لسان صدقٍ فی الاٰخرین	۲۶
	۸۸ یوم لا ینفع مال ولا بنون	۶۷

نمبر شمار سورہ	آیت شمارہ اور متعلقہ متن	حوالہ مکتوب
	۱۰۱ ولا صدیق حمیم	۷۴
	۲۱۴ وانذر عشیرتک الاقربین	۶۷
۲۷ النمل	۱۶ علمنا منطق الطیر	۸
	۴۰ اٰتیک بہ قبل ان یرتد الیک طرفک	۳
	۴۰ ومن شکر فانما یشکر لنفسہٖ	
۲۸۔القصص	۸۴ من جاء بالحسنۃ فلہ خیر منہا ج ومن جاء بالسیئۃ ۔۔۔	۱۲۳
۲۹۔العنکبوت	۱۳ ولیحملن اثقالہم واثقالا مع اثقالہم ز ۔۔۔۔	
	۵۶ یعبادی الذین اٰمنوا ان ارضی واسعۃٌ ۔۔۔	۴۳
۳۰ الروم	۷ یعلمون ظاہرا من الحیوۃ الدنیا وہم عن الاخرۃ ہم غفلون	۶
	۳۰ انا لا نضیع اجر من احسن	۹۰
	۶۰ فاصبر ان وعد اللہ حق ولا یستخفنک ۔۔۔	
۳۱ لقمٰن	۱۴ ان اشکر لی ولوالدیک ط	۶۷
	۱۶ ان اللہ لطیف خبیر	۹۱
	۲۸ ما خلقکم ولا بعثکم الا کنفسٍ واحدۃ ط	۸
۳۲	۱۶ تتجافی جنوبہم عن المضاجع یدعون ربہم	۹۹
۳۳ الاحزاب	۱۹ وکان ذلک علی اللہ یسیرا	(اور کئی دوسری میں)
	۳۰ یانساء النبی من یات منکن	۴۸
	۳۳ واللہ احق ان تخشاہ	۷۱
۳۴۔سبا	۱۳ وقلیل من عبادی الشکور	۵۸
	۲۶ قل یجمع بیننا	۴
	۳۶ قل ان ربی یبسط الرزق لمن یشاءُ ویقدر	
	۵۰ انہ سمیع قریب	۲۰

نمبر شمار سورہ	آیت شمارہ اور متعلقہ متن	حوالہ مکتوب
۳۵ فاطر	۱ یزید فی الخلق ما یشاء	۳۵
۳۶ یٰسین	۸ انا جعلنا فی اعناقھم اغلٰلاً	۳
	۱۲ ان نحن نحی الموتٰی	۱۳۸
	۱۷ وما علینا الا البلاغ المبین	۴۲
	۲۶ قال یٰلیت قومی یعلمون بما غفر لی ربی	۶
	۳۲ وان کل لما جمیع لدینا محضرون	۱۰۱
	۴۷ قال الذین کفروا للذین اٰمنوا انطعم من لو یشاء اللہ اطعمہ ط	۲
	۵۸ سلامٌ قف قولاً من رب رحیم	۵۰
۳۸ صٓ	۷۲ فاذا سویتہ ونفخت فیہ من روحی	۹۵
۳۹ الزمر	۲۲ افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام	۴۲
	۶۳ لہ مقالید السمٰوٰت والارض ط	۹۰
۴۰ المؤمن	۳ غافر الذنب ۔ الیہ المصیر	۸۰
۴۱ حٰمٓ السجدۃ	۱۰ واجعل فیھا رواسی من فوقھا	۷۹
	۳۰ ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا	۴۴
	۳۵ وما یلقّٰھا الا الذین صبروا ج وما یلقّٰھا	۱۱۱
	۳۹ ومن اٰیتہٖ ۔ انہ علی کل شیءٍ قدیر	۳
۴۲ الشوریٰ	۸ ولو شاء اللہ لجعلھم امۃ واحدۃ ولکن	۱۳
	۲۰ من کان یرید حرث الاخرۃ نزد لہ فی حرثہ	۳۱
۴۳ الزخرف	۶۷ الاخلاّء یومئذٍ بعضھم لبعض عدو الا المتقین	۳۸
۴۴ الدخان	۸ لا الہ الا ھو یحی ویمیت	۱۱
	۳۲ ولقد اخترنٰھم علی علم علی العالمین	۷۶

نمبر شمار سورہ	آیت شمارہ اور متعلقہ متن	حوالہ مکتوب
۴۷ محمد	۷ یاایھا الذین اٰمنوا ان تنصروا اللہ ینصرکم	۲۲، ۱۷
۴۸ الفتح	۲۷ --- محلقین رؤوسکم ومقصرین لا تخافون	۵۲
	۲۹ سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود --- کزرع اخرج شطاہ	۳، ۹۷
۴۹ الحجرات	۱۰ انما المومنون اخوۃ فاصلحوا بین اخویکم	۷۳
	۱۲ ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب ---	۱۱۶
۵۰ قٓ	۲۲ لقد کنت فی غفلۃ من ھذا فکشفنا --- فبصرک الیوم الحدید	۲۱
	۵۴ ذلک فضل اللہ یوتیہ	۴۳
۵۱ الذاریات	۱۷ کانوا قلیلا من اللیل ما یھجعون	۱۸
	۱۸ وبالاسحار ھم یستغفرون	۱۸، ۹۵
	۵۶ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون	۱۷
۵۲ الطور	۲۱ والذین اٰمنوا واتبعتھم ذریتھم بایمان الحقنا بھم ذریتھم	۶، ۱۸
۵۳ النجم	۱۷ ماذاغ البصر وما طغیٰ	۴۵، ۱۳۰
	۲۱ الکم الذکر ولہ الانثیٰ	۴۶
	۴۲ وان الیٰ ربک المنتھیٰ	۴، ۱۲۷
۵۴ القمر	۹ فکذبوا عبدنا	۴۱
	۵۵ فی مقعد صدقٍ عند ملیک مقتدر	۴۹
۵۵ الرحمٰن	۱-۲ الرحمن - علم القرآن	۱۲۷
	۶۰ ھل جزاء الاحسان الا الاحسان	۵۱
	۵۴ متکئین علی فرشٍ بطائنھا من استبرق	۵۲
۵۶ الواقعہ	۳۳ لا مقطوعۃ ولا ممنوعۃ	۱۳۰
	۴ وھو معکم اینما کنتم	۱۳۱

نمبر شمار سورہ	آیت شمارہ اور متعلقہ متن	حوالہ مکتوب
۵۷ الحدید	۶ وھو علیم بذات الصدور	۳
	۱۱ من ذالذی یقرض اللہ قرضا حسنا فیضعفہ لہ	۴
۵۸ الحشر		
	۷ الم تر ان اللہ یعلم ما فی السموات وما فی الارض ط	۱۲۴، ۹۷
	۲۲ --- رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ ط اولئک حزب اللہ ط	۳
۶۱ الصف	۴ ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفا کانھم بنیان مرصوص	۲۲
	ھل ادلکم علی تجارۃ	
۶۳۔ المنٰفقون	۷ و للہ خزآئن السمٰوٰت والارض	۲
۶۵ الطلاق	۳ ویرزقہ من حیث لا یحتسب ط ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ ط	۱۱۶، ۱
۶۶ التحریم	۳ قال نبانی العلیم الخبیر	۳۷
	۸ یاایھا الذین اٰمنوا توبوا الی اللہ توبۃ النصوحا ط	۱۴۱، ۴۴، ۲۲
۷۰ المعارج	۴ وکفیٰ باللہ شھیدا	۳
	۲۳ الذین ھم علیٰ صلاتھم دائمون	۱۸
۷۴ المدثر	۲،۱ یاایھا المدثر ۝ قم فانذر	۱۳۱
	۵۶ وما یذکرون الا ان یشاء اللہ	۷۶
۷۵ القیٰمۃ	۳ ایحسب الانسان الن نجمع عظامہ	۱۳۸
	۱۰ یقول الانسان یومئذ این المفر	۱۴۰
	۲۶ کلا اذا بلغت التراقی	۱۳۸
۷۶ الدھر	۶ عینا یشرب بھا عباد اللہ یفجرونھا تفجیرا	۵۲
	۱۳ شمسا ولا زمھریرا	۳۹
	۹ انما نطعمکم لوجہ اللہ لا نرید منکم جزاء ولا شکورا	۱۵
	۱۹ والباقیات الصالحات	۲۱
	۳۰ وما تشاءون الا ان یشاء اللہ ط ان اللہ کان علیما حکیما	

نمبر شمار سورہ	آیت شمارہ اور متعلقہ متن	حوالہ مکتوب
۷۷	۱ والمرسلات عرفا	
۷۹ النّٰزِعٰت	۱۳ فانما ھی زجرۃ واحدۃ	۲۷
۸۰ عَبَسَ	۳۸ وجوہ یومئذ مسفرۃ	۱۲
	۳۹ ضاحکۃ مستبشرۃ	۱۲
۸۴ الانشقاق	۴ والقت مافیھا وتخلت	۱۲۷
۸۶ الطّارق	۴ یوم تبلی السرآئر	۷۱
۸۷ الاعلیٰ	۸ وینسرک للیسریٰ	۲۲
۸۹ الفجر	۲۸ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ	۵۲
	۲۹ فادخلی فی عبدی	۵۲
۹۲ الیّل	۷ فسینسرہ للیسریٰ	۱۸
	۱۹ وما لاحد عندہ من نعمۃ تجزٰی	۹
	۲۱ ولسوف یرضی	۹
۹۳ الضّحیٰ	۴ وللاٰخرۃ خیرٌ لک من الاولیٰ ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ	۱۰۲
	۵	۱۰۲
	۶ الم یجدک یتیماً فاٰوی	۱۰۱
	۹ فاما الیتیم فلا تقھر	۱۷
	۱۰ واما السائل فلا تنھر	۱۷
	۱۱ واما بنعمۃ ربک فحدث	۱۰۴
۹۴ الانشرح	۴ ورفعنا لک ذکرک	
۹۶	۱۶ سنسمسہ علی الخرطوم	۶۸
۹۸ الزلزال	۷ ان الذین اٰمنوا وعملوا الصلحٰت اولٰئک ھم خیر البریۃ	۱۱۳

نمبر شمار سورہ	آیت شمارہ اور متعلقہ متن	حوالہ مکتوب
۱۰۰۔ العٰدیٰت	۱ تا ۳ والعدیت ضبحاً فالموریٰت قدحاً فالمغیرٰت صبحا	۴۸
۱۰۸ الکوثر	۱ انا اعطینک الکوثر	۱۰۲
۱۱۴۔ الناس	۵،۶ الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنۃ والناس	۱۱۶، ۱۳۲

تعلیقات مکتوب الیہم

حروفِ تہجی کے اعتبار سے مکتوب الیہم کا مختصر تعارف!

اخی محمد :۔ مناقب العارفین افلاکی میں غالباً اسے ہی اخی محمد سعیدی کہا گیا ہے مولانائے روم کا ایک مرید اور ہم نشین۔ (مکتوب ۹۶، ۹۸)۔

اخی کہرتاش، امیر بدر الدین (زردار)۔ مناقب العارفین اور استاد بدیع الزمان فروزانفر کے "رسالہ" میں اس کا ذکر موجود ہے (م تقریباً ۶۶۶ھ)۔ ایک معاصر امیر شخص اور رومی کا ارادت مند تھا۔ تاریخ ابن بی بی کی رو سے امرائے سلجوقی میں سے تھا (مکتوب ۱۰۶) خط میں امیر موصوف کی بنا کردہ خانقاہ کی تولیت کا ذکر ہے۔ نیز دیکھیں مکاتیب ۱۳۹، ۱۴۳۔

اختیار الدین (امام)

اس کا ذکر مناقب العارفین اور فریدون سپہ سالار کے رسالہ میں موجود ہے۔ رومی کا ایک مرید تھا۔ فقیہہ شمار ہوتا تھا۔ وہ مولانائے رومی کی وفات کے وقت زندہ تھا۔ (مکتوب ۶۱)

اکمل الدین طبیب

(مکاتیب ۱۴، ۹۱، ۱۲۰)۔ اس کے بارے میں "فیہ ما فیہ" (مطبوعہ تہران میں ۲۰۹) میں بھی ذکر ہے۔ ملک الامرا پروانہ بک اور دیگر امرائے سلجوقی کا طبیب رہا۔ اور مولانائے روم نے بھی طبی مشورے اسی سے کئے ہیں۔ وہ رومی کا مرید تھا۔

امیر عالم مظفر الدین (چلپی عالم)

دیکھیں مکتوب ۳۱، ۵۲، ۹۵، ۱۲۰۔ رومی کا بیٹا تھا (م ۶۷۶ھ) جو سلطانِ وقت کا خزانہ دار رہا ہے۔ خط ۱۱۶ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حسام الدین چلپی سے مغاقشہ کرتا رہا ہے۔ مگر خط ۵۲ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تارکِ دنیا ہو گیا تھا۔ وہ رومی کی دوسری بیوی کرا خاتون قونوی کے بطن سے تھا اور اس کی بہن ملک خاتون تھی (م

۶۰۳ھ)۔ گرا خاتون ۶۹۱ھ میں فوت ہوئی تھیں۔

امیر اکدشان سیواس

(مکتوب ۹۲، ۹۶) سیواس کے کسی فوجی یا دیوانی افسر کا نام معلوم ہوتا ہے۔ اکداشان ترکوں کا ایک قبیلہ تھا۔

امین الدین میکائیل

(مکتوب ۵۸)۔ مناقب العارفین اور مسامرۃ الاخبار میں اس کا ذکر ہے۔ رومی کا مرید اور سلاطین سلجوقی کا ایک امیر اور وزیر رہا ہے۔ نیز ملاحظہ ہو تاریخ ابن بی بی اور فیہ ما فیہ۔ ظالم منگولوں کے خلاف وہ کئی مہموں میں کامیاب رہا ہے۔

اینانج شجاع الدین

رومی کا مرید جو لر قبیلے کی سلطنت کا بانی بنا۔ ملاحظہ ہو تاریخ گزیدہ از حمداللہ مستوفی۔ (مکتوف ۲۰)

بہاء الدین ملک السواحل

(مکتوب ۱۱۰) مسامرۃ الاخبار اور تاریخ ابن بی بی جلد ۴ کے مطابق قونیہ کا بااثر امیر تھا سلطان رکن الدین قلیج ارسلان کا معتمد تھا (م ۶۷۶ھ)

بہاء الدین محمد (سلطان ولد)

رومی کا فرزند اکبر (۶۲۳ - ۷۱۲ھ) رومی کی دو بیویوں سے چار اولادیں تھیں۔ دو کا ذکر اوپر امیر عالم مظفر الدین (چلپی عالم) کے عنوان کے تحت گزر چکا تھا۔ پہلی بیوی گوہر خاتون سے مولانا سے روم کے دو بیٹے بہاء الدین محمد (سلطان ولد) اور علاؤ الدین محمد تھے۔ سلطان ولد رومی کا خلف ارشد تھا۔ اس نے علم و فضل اور شعر و عرفان میں نام پیدا کیا۔ ان کی ۴ کتابیں، دیوانِ غزلیات، ولد نامہ (ابتدا نامہ)، رباب نامہ اور معارف مشہور ہیں۔ پہلی تین کتب فارسی شعر میں ہیں اور چوتھی شعر و نثر میں مخلوط۔

سلطان ولد کے نام رومی کے دو ایک جیسے مکتوب ملتے ہیں (۶، ۱۴۴)

مگر پہلے ہیں کچھ مطالب غالباً کسی دوسرے خط کے گڈمڈ ہو گئے۔ اسی ضمن میں خط نمبر ۵۴ ہے جو سلطان ولد کی زوجہ (رومی کی بہو) فاطمہ خاتون دختر شیخ صلاح الدین زرکوب کے نام ہے۔ ان خطوط سے واضح ہے کہ رومی اپنے بیٹے اور بہو کی ناچاقی سے بے حد ناراحت تھے اور انہیں صلح و محبت کی دعوت دیتے ہیں۔ یہ صلح عمل پذیر ہو گئی تھی اور دونوں کے ہاں ۶۷۰ھ میں جلال الدین عارف چلپی فریدون نام کا بیٹا بھی تولد ہوا تھا یہی بیٹا (سلطان ولد کے ۳ مزید بیٹے اور ایک بیٹی تھی) ۷۱۲ھ میں باپ کا خلیفہ مجاز بنا اور ۷۱۹ھ میں انتقال کیا۔ اس کے تولد پر رومی نے ایک غزل کہی تھی جس کا مطلع یوں ہے:

مبارک باد بر ما این فریدون کہ گردد پادشاہِ دین، فریدون

رومی کا مکتوب ۶۲ سلطان ولد اور اس کے بعد علاؤ الدین کے نام ہے۔

تاج الدین مقرّ

مکتوب ۱۲ اور ۶۴ میں مذکور بہاء الدین رومی کا ایک مرید اور کاتب تھا۔

(مکاتیب ۲۲، ۵۶، ۵۷، ۷۳، ۸۶، ۹۶، ۹۸، ۱۱۷، ۱۳۴) منطقہ روم کا ایک مخیر امیر، جو سلاطین و امرا کا مشیر اور مستشار تھا۔ وہ رومی کا مرید تھا۔ دیکھیں تاریخ ابن بی بی، مسامرۃ الاخبار اور مناقب العارفین۔ وہ مولانائے روم کو تحائف اور مالی مدد ارسال کرتا تھا۔

مکتوب ۱۴۳ میں مذکور تاج الدین مولانائے روم کا مرید اور ایک مدرس تھا۔ (مناقب العارفین)

تاج الدین قاضی

(مکتوب ۳۳) قراحصار کا قاضی تھا اور علمائے جید میں تھا۔

جلال الدین امام (درکانی قاضی اماسیہ؟)

مکتوب ۱۰۵۔ مولانائے روم کے احباب اور مریدوں میں سے تھا۔ وہ ایک شیریں بیان واعظ تھا۔

جلال الدین قراطای

مکتوب ۲۳، ۸۱ ۔ سلاجقہ روم کا ایک امیر۔ دیکھیں مسامرۃ الاخبار اور تاریخ ابن بی بی ۔ مولانا ئے روم کے عزیز مریدین اور احباب میں سے تھا ۔

حسام الدین

مکاتیب میں ایک تو حسام الدین چلپی کا ذکر ملتا ہے جو رومی اور سلطان ولد کے مصاحب اور خلیفہ تھے (م ۶۸۳ھ) اور دوسرے حسام الدین امام کا (۴، ۷، ۶، ۷۷، ۷۸، ۹۲، ۱۱۶) ۔ پہلے معروف شیخ تھے اور دوسرے رومی کے کوئی مرید اور خدمت گزار ۔

خرم چاوش نجم الدین

مکتوب ۱۰ ۔ اس کا ذکر فیہ مافیہ میں بھی ہے ۔ رومی کا ایک مرید تھا ۔

خواجہ ابوبکر

مکتوب ۶۰ ۔ اتنا معلوم ہوسکا کہ رومی کا ایک مرید تھا ۔

خواجہ جہاں

مکتوب ۷۲ ۔ امرائے قونیہ میں سے تھا ۔ "خواجہ جہاں" نام کے ایک گاؤں واقع قونیہ میں اس کا مزار موجود ہے ۔ رومی نے اسے یہ مسجّع اور مقفیٰ خط لکھا ہے ان تمام مکتوبات میں یہ منفرد خط ہے ۔

خواجہ تاج الدین

نامعلوم تاج الدین خراسانی (ایک مخیر امام) مراد ہے یا تاج الدین خسرو جو ایک مدرس تھا ۔ یہ دونوں رومی کے مرید تھے ۔

سراج الدین امام

مثنوی خواں کے طور پر معروف ہے اور مولانا کا مرید تھا ۔ (مکتوب ۳، ۱۱۵)

سیف الدین امیر

مکتوب ۲۴، ۱۰۹ ۔ امیر جلال الدین قراطائی کا بھائی تھا ۔ اسی امیر کے بھائی کمال الدین

کے نام بھی رومی کا مکتوب ملتا ہے (۴۰)۔ لیکن مکتوب ۱۶ اور ۴۷ میں سیف الدین رومی کا کوئی دوسرا مرید معلوم ہوتا ہے۔

سید شرف الدین

مکتوب ۳۷۔ مناقب العارفین اور مسامرۃ الاخبار میں دو سید شرف الدین مذکور ہیں۔ ایک شاعر ہے با تخلص حمزہ۔ یہاں نامعلوم کون مراد ہے؟

شرف الدین

مکتوب ۶۲۔ مولانائے روم کا خسر (کرا خاتون کا باپ)۔ اس خط میں مولانائے روم اپنے بیٹوں سلطان ولد اور علاء الدین کو نصیحت کرتے ہیں کہ اپنے نانا (خواجہ شرف الدین لالای سمرقندی) کی خدمت کریں اور ان کا احترام خاص بجا لائیں۔

شمس الدین

اس نام کے کئی اشخاص ان مکاتیب میں مذکور ہیں۔ ایک مولانا کا خدمت گزار تھا۔ (مکتوب ۹۲ دیکھئے مناقب العارفین) دوسرا (ماردینی) ایک معاصر عالم تھا اور مولانائے روم کا ارادت مند (مکتوب ۹۱)۔ مناقب العارفین اور رسالہ سپہ سالار سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ پہلے مولانائے موصوف کا مخالف تھا، خصوصاً ان کے وجد و سماع کا، لیکن بعد میں ان کی کرامات دیکھ کر ایک شیفتہ مرید بن گیا۔

شمس الدین یوناش، امرائے روم میں سے تھا اور رومی کا سفارشی خط اسی کے نام ہے۔

شہاب الدین

مکتوب ۲۶۔ رومی کا داماد (ملکہ خاتون کا شوہر)

صدر الدین

دو صدر الدین مکاتیب میں مذکور ملتے ہیں۔ ایک حسام الدین چلپی کا فرزند تھا اور دوسرا ایک معاصر عالم و فاضل شخص جو رومی کا مرید بن گیا تھا۔ دیکھیں مناقب العارفین

میں اس کا ذکر۔ پہلے کا کئی خطوط میں ذکر ہے اور دوسرے کا نمبر ۴۷ میں۔

صلاح الدین

صلاح الدین بھی دو ہیں۔ ایک زرکوب قونوی (م ۶۵۷ھ) سلطان ولد کا خسر جن کا رومی بہت احترام کرتے تھے (دیکھئے استاد بدیع الزمان فروزانفر کا رسالہ) اور یہاں ان کے نام سب سے آخری خط ہے۔ دوسرے صلاح الدین ملطی (مکتوب ۴ اور ۴۶) ہیں جو ایک فاضل شخص اور رومی کے مرید تھے۔ بعد میں وہ رومی کے پوتے جلال الدین عارف چلپی کے استاد بھی ہوئے۔ مناقب العارفین میں انہیں بہت بڑا نحو دان سیبویہ کہا گیا ہے۔ یاد رہے کہ سیبویہ (م ۱۷۰ھ) عربی ادب کا عظیم نحوی تھا۔

ضیاء الدین امیر

مکتوب ۳۷۔ مولانائے روم کا معاصر شیخ خانقاہ۔ وہ شاعر بھی تھا۔ دیکھئے مناقب العارفین۔

ظہیر الدین امیر

مکتوب ۵۔ معاصر سلاجقہ سلاطین روم کے ایک عہدہ دار۔

عز الدین قاضی

اس نام کے کئی معاصر قضاۃ اور امرا ہوئے ہیں لیکن رومی کے مخاطب (مکتوب ۶۹، ۷۱) بظاہر کوئی وزیر تھے۔

علم الدین قیصر

مکتوب ۲۱، ۱۲۲۔ تاریخ ابن بی بی میں اس کا ذکر ہے۔ سلاجقہ روم کے ایک امیر اور فوجی جرنیل۔

فخر آل داؤد

یہ لقب کئی خطوط (۶، ۳۸ وغیرہ) میں ملتا ہے۔ بظاہر فخر الدین بہرام شاہ کے اخلاف میں سے کوئی امیر تھا جس کی رومی سے قلبی دوستی تھی۔ دیکھئے استاد فروزانفر

کا رسالہ

فخر الدین ارسلان غمش

مکتوب ۱۹۔ قونیہ کا ایک امیر جو سلاجقہ روم کے ہاں کئی ممتاز عہدوں پر فائز رہا اور رومی کا مرید تھا۔

خط نمبر ۴۹ میں مذکور فخر الدین، شیخ حسام الدین چلپی کا بہنوئی تھا۔

اسی طرح فخر الدین صاحب آقا علی (مکاتیب ۳۶، ۸۵، ۱۰۶، ۱۳۲) بھی سلاجقہ روم کے ایک بڑے عہدہ دار تھے اور ۶۶۳ سے ۶۸۴ھ تک معین الدین پروانہ بک کے شریک کار رہے۔ رومی سے انہیں غیر معمولی ارادت رہی ہے۔

فخر النخواتین

مکتوب ۴۵۔ بظاہر امیر رکن الدین قلیج ارسلان کی زوجہ مراد ہے۔

قوام الدین

مکتوب ۱۳۶۔ شیخ حسام الدین چلپی کا کوئی قرابت دار تھا۔

کریم الدین محمود

مکتوب ۴۹۔ بظاہر کریم الدین بکتمر (م ۶۹۰ھ)، طریقت رومی (فرقہ مولویہ) کا پیشوا مراد ہے۔ وہ رومی کے نزدیک کے مریدین اور خلفا میں سے تھا۔

کمال الدین

مکتوب ۱۷۔ اعیانِ قونیہ میں سے تھا۔

مجد الدین امیر

(مکاتیب شمارہ ۸، ۹، ۱۷، ۵۲، ۱۱۹) مجد الدین محمد نام تھا اور سلاجقہ روم کے امرا میں سے تھا۔ مناقب العارفین اور فریدون سپہ سالار کے "رسالہ" سے اس کی رومی سے قربت اور ارادت ظاہر ہوتی ہے۔

مستوفی الممالک

مکتوب ۱۲۴۔ امیر جلال الدین رومی، امیر قونیہ کا لقب ہے۔

معین الدین پروانہ

رومی کے اکثر خطوط اسی امیر کے نام ہیں۔ وہ سلاجقہ کا معروف وزیر تھا (م ۶۸۵ھ) اور اپنی سخاوت، بخشش اور لیاقت کی بنا پر اس کا بے حد شہرہ رہا ہے۔ اس کے حالات استاد فروزانفر نے بھی اپنے رسالہ میں لکھ دیئے ہیں۔

نجم الدین امیر سپہ سالار

مکتوب ۱۱۔ سلاجقہ روم کے خواص میں سے تھا۔

نظام الدین

رومی نے کوئی درجن بھر خطوط میں اس کی مدد کی سفارش کی ہے۔ وہ ایک خطاط تھا، اور شیخ صلاح الدین زرکوب کا داماد بھی۔ سلطان ولد ابن رومی اور وہ ہم زلف تھے۔ نظام الدین کی شیخ حسام الدین چلپی سے بھی رشتہ داری تھی (مکتوب ۳۱)۔

نور الدین

دو نور الدین مذکور ہیں۔ مکتوب ۳۹ میں رومی کا ایک رشتہ دار ہے اور ۲۳ اور ۲۵ نمبر کے خطوط میں نور الدین امیر (جبرئیل) مراد ہے جو مسامرۃ الاخبار کے بموجب امرائے سلجوقی میں سے تھا اور کئی سلاجقہ روم کی سلطنت کے دوران عہدہ ہائے جلیلہ پر فائز رہا ہے۔

ترجمہ مجالسِ سبعہ

(خطبات)

مجلس یکم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً مصلّیاً :

سب تعریف خدا کے لئے ہے جو بغیر کسی آلے کے عالم کا بنانے والا ہے۔ وہ عرفِ عام کے ہر خطرے، گفتار، حالت اور صفت سے منزّہ ہے۔ سلطنتِ جہاں کی حکمرانی اسی کے سزاوار ہے اور کوئی نہیں جو اس کا راستہ روک سکے۔ اس کا حکم و فرمان ہیبت سے منصور ہے۔ اس کی وحدانیت دلیلوں سے واضح ہے اور نظرِ عقل اسے دیکھ لیتی ہے۔ اس کا ارادہ، قدرت تمام مخلوق پر غالب ہے اور اس کی قضا و قدر ہر شے کے مخالف و موافق پہلو پر محیط ہے۔ وہی کوشش و کار کی ہمت دیتا ہے، وہی اسے انجام تک پہنچاتا ہے، وہی حالات درست فرماتا ہے اور راز پر سے شک و شبہ کے پردے اٹھاتا ہے تاکہ اس کا جلال دیکھا جا سکے۔ اس کے منکر و مخالف کے اعمال ضائع جاتے ہیں، اور وہ حیرت و جہالت کی پست وادیوں میں بھٹکتا رہتا ہے۔ مگر اس پر ایمان و اعتماد رکھنے والا شخص جملہ اعلیٰ اوصاف سے متصف رہتا ہے اور خدا راہِ معرفت کو اس پر آسان فرماتا ہے۔

درود و سلام ہو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جنہیں خدا نے ایک منشور عَلَم اور شمشیرِ معروف کے ساتھ بھیجا۔ وہ اس لئے آئے کہ لوگوں کو ہلاکت خیز بھنوروں اور ہولناک تاریکیوں سے بچائیں اور اپنے بدرِ کامل کی روشنی میں سب کو محفوظ و مأمون مقامات تک لے جائیں۔ وہ ایک شافی اور صحت بخش کتاب کا نسخہ لائے۔ جس نے لوگوں کو نور و سرور سے مالا مال کر دیا۔

ارشاد باری ہے:۔

"یاایھاالناس قد جاءتکم موعظۃ[1] من ربکم وشفاء لمافی الصدور"

(اے انسانو، تمہارے پاس پروردگار کی طرف سے نصیحت اور دلوں کی شفا آئی ہے)۔

خدا نے نبی اکرمؐ کو انسانوں کے پاس اس وقت بھیجا جب وہ باطل سے لو لگائے ہوئے تھے۔ وہ اندھے تھے دیکھتے نہ تھے۔ بہرے تھے سنتے نہ تھے گونگے تھے کہ حق بولتے نہ تھے۔ آپؐ نے انہیں متنبہ کیا کہ کیا ایسی چیزوں کی پوجا کرتے ہو جو کچھ تخلیق نہیں کر سکتیں بلکہ خود مخلوق ہیں[2]۔ تکذیب کرنے والے آپ کو جھٹلاتے رہے اور باسعادت آپ کی تصدیق کرتے رہے۔ نبی اکرمؐ، آپ کی آلؑ اور اصحابؓ پر فراواں درود و سلام ہوں، خصوصاً حضرت ابوبکر صدیق تقی پر، حضرت عثمان ذی النورین زکی پر اور حضرت علی مرتضیٰ وفی پر، نیز جملہ مہاجرین اور انصار پر۔

دعا و مناجات

خدایا، اپنی رحمت کے پانی سے ہماری آتشِ حرص کو بجھا دے۔ بادشاہ، عاشقوں اور مشتاقوں کے دیدہ و دل کو انوارِ معرفت اور اسرارِ وحدت سے منور کر دے۔ خدایا ہمارے ان داہائے امید میں جو وسعتِ صحرا میں پھیلائے گئے، سعادت و شرف بھرے شکار بھر دے۔ خدایا، دلِ جلے آہ سحر کرنے والوں کی پکار کو شرفِ قبولیت بخش اور ہجر و فراق کے دودِ دل نکالنے والوں کو وصالِ عطر کی خوشبو سے مستفید کر خدایا، ہماری قیل و قال اور گفت و شنود کو:

"لیوفیھم اجورھم"[3]

(تاکہ انہیں ان کا اجر پورے کا پورا دے)

کے بمصداق بنا۔ ہماری قال کو نمونۂ حال بنا اور ہمیں دونوں جہاں کی مشکل گھاٹیوں میں محفوظ رکھ۔ خدایا، جو ہمارے دشمن چاہیں، اس سے ہمیں دور رکھ، اور جو ہمارے دوستوں کی خواہش ہو، اس سے ہمیں بہرہ دے۔ خداوندا، اعمال کے نتائج کی

تجھے ہی خبر ہے اور ہر چیز کا خزانہ بھی تیرے ہی پاس ہے۔ ہم تجھ سے بہتر اور آسان امور کی التماس کرتے ہیں۔ (آمین)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بشیر و نذیر، سید المرسلینؐ، خاتم النبیین، زمین و آسمان کے چراغ ہدایت اور افصح الانبیاء تھے، فرمایا:

"میری امت کے فساد و خرابی کے زمانے میں کساد آئے گا مگر اس زمانے میں جو میری سنت کو مضبوطی سے پکڑے گا، اسے ایک ہزار شہیدوں کا ثواب ملے گا۔"

نبی اکرمؐ نے جو عرب و عجم میں سب سے "فصیح" لعرکؔ "کے تاج خلعت والے، سارے عالم انسانی کے پیشوا، قیامت کے دن اہل ایمان کو اپنے علم کے نیچے جمع کرنے والے اور فقر پر فخر کرنے والے ہیں، کس قدر واضح یہ نکتہ سمجھایا ہے۔ فرمایا:

"میری امت میں کساد و کمی اس کے فساد و خرابی کے موقعہ پر ہو گی۔"

فرمایا:

"جس طرح میری امت کو حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کی امتوں پر فضیلت ملی یوں میری امت پر کسی دوسری کو فضیلت نہ ملے گی۔ اب کوئی نبی نہ آئے گا جو اپنی امت کو میری امت پر فضیلت دلوانے لگے، سلسلہ نبوت ختم ہو چکا اب میرے دین کو کاسد و منسوخ کرنے والا کوئی نہیں۔ لوگوں نے عرض کیا:

"پھر آپ کی امت میں کساد اور بے رونقی کیسے آئے گی؟"

فرمایا:

"میری امت میں جب فساد اور خرابی آئے گی، خلعتِ تقویٰ سے جب روگردانی ہو گی اور اطلسِ تقویٰ کو جسے خدا نے:

"ولباس التقویٰ ذلک خیر"

(اور تقویٰ کا لباس ہی اچھا ہے)

قرار دیا، ہیچ سمجھا جانے لگے گا، اور معصیت و گناہ کا دھواں اس اطلسِ افلاکی اور

خلعتِ محمدیؐ کو سیاہ و تاریک کرنے لگے گا۔ تو امت محمدیؐ کساد اور بے برکتی سے دوچار ہوگی۔"

لوگوں نے عرض کیا کہ اس حالت میں ظاہر ہے کہ اللہ کے لئے جان لڑانے والا کوئی نہ ہوگا جو:

"ان اللہ اشتریٰ من المؤمنین انفسھم"

(بے شک اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں خرید لی ہیں)

کا مصداق بنے اور نہ اپنے اعمال کا پورا پورا بدلہ مانگنے والے بھی نہ ہوں گے:

"لیوفیھم اجورھم"

(تاکہ خدا انہیں پورا پورا اجر دے) ؎

مثلت ہست در سرای غرور — مثل یخ فروش نیشا بود
در تموز آن یخک نہادہ بہ پیش — کس خریدارنی داد درویش
یخ گداز ان شدہ ز گرمی مرد — دلِ درد ناکش و دم سرد
این ہمی گفت واشک می بارید — کہ "مالم نماند و کس نخرید"

اس وقت جب امت مسلمہ کے تاب معصیت سے ان کی یخِ وجود پگھلنا شروع ہو جائے گی تو یخ فروش کیا کریں گے اور اپنے کاروبار کو کس طرح سرو سامان دیں گے؟ خلاصہ اس وقت اسلام اور مسلمانوں کا کیا بنے گا؟ نبی اکرمؐ نے فرمایا:

"اس وقت مبارک ہیں وہ لوگ جو میری سنت کا دامن مضبوطی سے پکڑیں گے۔"

ہر کس کہ بکار خویش سرگشتہ شود — آن بہ باشد کہ بر سر رشتہ شود

میری سنت یہ ہے کہ جب لوگ غلط کاری کر چکیں اور خارستانِ معصیت میں پاؤں زخمی کر بیٹھیں، تو اس وقت توبہ کریں اور پچھتائیں اور غلط راہ روی پر اصرار نہ کریں کیونکہ غلط کام پر اصرار کرنے والا بدبخت ہوتا ہے ؎

ہر کہ در کار ہا ستیزہ کند — دور ہفت آسیاش ریزہ کند

لوگوں کو جب تکلیف پر تکلیف پہنچے گی، تو انہیں اپنے گم گشتہ راہ ہونے کا احساس ہوگا۔ آگے پیچھے دیکھیں گے اور راہ راست کی تلاش کریں گے اور کامیاب ہوں گے۔ میں نے اس بیابانِ دنیا میں لوگوں کو یوں ہی نہیں چھوڑا۔ یہاں ہر کام میں میرے آثار قدم موجود ہیں اور ان آثار قدم کو ہی سنّت کہا جاتا ہے۔ لوگوں کو چاہیے کہ میری سنت تلاش کریں اور اس کام میں صیادوں کی روش اپنائیں جو وہ اپنے شکار کی تلاش میں اختیار کرتے ہیں۔ مگر مبادا برف کے نقوش کے پیچھے جانے والے صیادوں کی روش اپناؤ کہ برف پگھل جائے گی اور انہیں شکار کی خبر نہ رہے گی۔ لوگ جب میری سنت پر چلیں گے تو معصیت و گناہ سے منہ موڑ لیں گے اور گلستانِ مراد کا رُخ کریں گے۔ یہ لوگ مملکتِ سرمدی کے بادشاہ ہوں گے اور شہدا و صلحا کے ندیم و جلیس ؛

فاولئک مع الذی انعم اللہ من النبیین[۷] والصدیقین والشہداء والصالحین

(یہ لوگ نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین کے ساتھ ہوں گے)۔

بلکہ زمانہ فساد میں میری سنت پر عمل کرنے والا ہزار شہیدوں کے ثواب کی فضیلت پائے گا۔ لوگوں نے پوچھا ؛

"یارسولؐ اللہ، سنت کا عامل، ہزار شہیدوں کا ثواب کیسے پائے گا؟"

فرمایا ؛

"وہ ایک عامل ہے اور شہید بھی ایک اعلیٰ عامل ہے اور ترازوئے عمل تو برابر ہی رہتی ہے کہ:

"وان لیس[۸] للانسان الا ما سعی"

(اور بے شک انسان کے لئے وہی کچھ ہے جس کے لئے اس نے کوشش کی ہو)۔

آپ جانتے ہیں کہ کن اعمال سے ترازوئے عمل سنگین ہوتی ہے اور

"فاما من ثقلت موازینہ[۹] فھو فی عیشۃ راضیۃ"

(پس جس کے ترازو کا پلڑا بھاری ہوا وہ عیش و آرام میں راضی رہے گا)۔

آپ اپنے مزدورانِ امت کے کام سے آگاہ ہیں کہ کس نے دس دن کدال چلائی، کس نے پانچ دن اور کس نے صرف ایک دن۔ پھر یہ کہ فلاں نے کتنے گھنٹے اور کس نے کس طرح کام کیا، آپ کو سب معلوم ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ کس نے کتنا سوت کاتا اور کتنے لباس بنائے کہ:

"انی اعلم[۱۱] ما لا تعلمون"

(بے شک میں جانتا ہوں جو آپ نہیں جانتے)۔

ارشادِ خداوندی ہے:

"وما یعزب عن ربك[۱۱] من مثقال ذرة فی الارض ولا فی السماء"

(تیرے پروردگار سے ذرہ برابر چیز زمین میں چھپی رہتی ہے نہ آسمان میں)۔

سیاہ پتھر کے دل میں موجود کالی چیونٹی کی حرکت کی اسے خبر ہے۔ وہ اس کی بھاگ دوڑ دیکھ رہا ہے۔ اسے خبر ہے کہ شبِ تاریک میں وہ چیونٹی آہستہ چل رہی ہے یا تیز یا درمیانی رفتار سے۔ وہ جانتا ہے کہ وہ دانہ کی تلاش میں ہے یا خانہ کی۔ وہ خدا اپنے بندوں کے کام سے کس طرح بے نیاز رہ سکتا ہے؟۔ اسے بندوں کی محنت و کوشش کا علم ہے۔ اسے گناہ گاروں کی حسرت و آہ اور ان کے اشکِ ندامت کی خبر ہے۔ اسے عارفوں کے خون چکاں قطرہ ہائے اشک کی خبر ہے اور سحرگاہ میں تسبیح و تمجید کرنے والوں کے انفاس کی بھی۔ اسے سالکانِ راہِ حق کے مراحل سلوک کا علم ہے اور:

"فی مقعد صدق عند[۱۲] ملیك مقتدر"

(مقام صدق میں مالک مختار کے پاس)

وہ جو کچھ بھی کرتے ہیں، خدا کو اس سب کا ذرہ ذرہ علم ہے۔ وہ جانتا ہے کہ سالک کہاں رقص کناں ہیں اور ترانہ خواں۔ شعر ہے

ماشب روان کہ در شبِ خلوت سفر کنیم در تاج خسروان بحقارت نظر کنیم ؎

راہِ زندگی میں چلتے رہو۔ جان و بدن، پیدل اور بحالت سواری ہونے کی پرواہ نہ کرو۔ راہ توکل پر مضبوطی اختیار رکھو اور مالک جزو و کل کو نہ بھلاؤ۔ اس نے اپنی جملہ مخلوق کا حساب کر رکھا ہے اور اسے جملہ حوادث کا علم ہے کہ:

"نکتب ما قدموا و آثارھم" [۱۳]

(جو لوگوں کے آگے اور پیچھے ہے ہم اس کو لکھ لیتے ہیں)

اسی کی شان ہے جب اس نے لکھ رکھا ہے تو اس میں دم و قدم، دوست و احباب اور جملہ واقعات مندرج ہیں۔ ایسے باخبر اور عادل سے کس طرح ممکن ہے کہ کسی کی نیکی یا برائی بھلا دے یا کسی کو اس کی محنت کا کم یا زیادہ معاوضہ دے۔ یا رسولؐ اللہ ہماری گرہ کشائی فرمائیں کہ ایک عامل کو دوسرے عامل کے برابر انعام کیوں نہ ملے۔ اے رحمۃ العالمینؐ، آپ ہی اہل زمین و آسمان کے مشکل کشا ہیں۔ آج بھی آپ مشکل حل کریں گے اور آئندہ بھی، بتائیے کہ سنت کے حامل کو ہزار شہید کا ثواب ملنے کا مسئلہ کیا ہے ؎

اگر مرد حقیقت راہ دین عالم نشانستی	ہمہ رمز الٰہی را بخاطر ترجمانستی
اگر مرغانِ صحرا را بآن عالم رہی بودی	زپر و بال ہر مرغی ہمہ مشکل غیانستی
مسلم نیست ہر کس را کہ در بازار عشق آید	وگرنہ زیر ہر سنگی ہزاران کاروانستی

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بارگاہِ حقیقت کے ترجمان، عرب و عجم میں سب سے فصیح، علم و حکمت اور کرم و بخشش کے معدن، شاہنشاہ بے طبل و علم سلطان موجودات اور سرور کائنات ہیں، فرمایا:

"دوستو اور عزیزو، اگر دریاؤں میں سیلاب آجائے، دریا ایک دوسرے سے متحد ہو کر سمندروں میں مل جائیں اور سمندر بھی طغیان خیز ہو کر کوہ و زمین پر چھا جائیں، تو یہ اتنی تعجب انگیز بات نہیں کہ ان سے:

"ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ" [۱۴]

(اپنے پروردگار کی طرف خوش و خوشحال لوٹ جا)
کی صدا بلند ہونے لگے۔"

اس سے زیادہ تعجب انگیز اور عجیب و غریب بات یہ ہوگی کہ کوہ و وادی میں بکھرے ہوئے ذرے آفتاب کی طرف بھاگ کھڑے ہوں یا زمین کے گوشے گوشے میں الگ تھلگ پڑے ہوئے پانی کے قطرات اپنی اصل "بحر" کی طرف دوڑ کھڑے ہوں۔ ذرے کا آفتاب سے اور قطرے کا بحر سے تعلق واضح ہے مگر ان کی بے تحاشا دوڑ میں لاتعداد رکاوٹیں حائل ہیں۔ اب قطرے کو کہو کہ اپنی اصل کی طرف مستقیم طور پر بھاگ نکلے یا ذرے کو کہو کہ آفتاب کا رخ کرے۔ تو وہ اپنی بے بسی اور غیر مستقیم راہوں کا ذکر کریں گے۔ مگر یہ ذرے اور قطرے سب کے سب کس نے اٹھا لئے اور دریائے بے پایاں اور نیر عالم تاب سے کو کس نے لگائی کہ:

"وحملها الانسان انه كان ظلوما جهولا"[15]

(اور اس امانت کو انسان نے اٹھا لیا۔ بے شک وہ بڑا ظالم اور جاہل ہے)۔

بیابانِ جہاں میں سیل لرزہ براندام ہیں، زمین و افلاک خوف زدہ ہیں اور کوہ ڈر کے مارے ذرہ وار ہوئے جا رہے ہیں اور کوئی امانت کے قریب نہیں آتا مگر انسان نے اسے اٹھا ہی لیا؛

"انا عرضنا الامانة على السموات والارض والجبال فابين ان يحملنها و اشفقن منها"[16]

بہرحال، امانت الٰہی کو اٹھانے سے زمین و افلاک اور پہاڑوں کے دل دہل گئے مگر انسان نے جو ایک ذرہ یا قطرہ ہے اس امانت کو کندھا دے دیا ؎

تو مرا دل دہ و دلیری بین روبہ خویش خوان و شیری بین

میں کمزور و ضعیف انسان ہوں، میری قوتیں اور توانائیاں محدود ہیں مگر جب خدا نے مجھے

"ولقد کرمنا بنی ادم"[۱۷]

(اور بے شک میں نے اولادِ آدم پر بخشش کی)

کے خطاب سے نواز دیا، تو اب میں کمزور ہوں نہ ضعیف اور میری توانائیاں بھی محدود نہیں ہیں بلکہ میں پورے جہاں کا چارہ گر اور اس کے مسائل کا حل کرنے والا ہوں ؎

چون زتیر تو پر کنم ترکش　　کمر کوہ قاف گیرم و کشش ؎

میں جب اپنے آپ کو دیکھتا ہوں تو واقعی ضعف و ناتوانی نے مجھے محصور کر رکھا ہوتا ہے لیکن جب میں عنایت خداوندی کی طرف دیکھتا ہوں کہ :

"وجوہ یومئذ ناضرۃ الی ربھا ناظرہ"[۱۸]

(کچھ چہرے اس دن تر و تازہ ہوں گے اپنے پروردگار کی طرف دیکھ رہے ہوں گے)

تو میں کاہے کا کمزور و ناتوان ہوں ؟ میں انسان ہوں، عنایت خدائی سے برخوردار ہوں اور جملہ مسائل و معاملات کا میں چارہ گر اور حل کرنے والا ہوں ؎

چو آمد روی مہ رویم کہ باشد مہ کہ باشم من ؟
کہ من خود آن زمان ہستم کہ من بی خویشتن باشم
مرا گر مایہ این بینی بدان کآن مایہ او باشد
وُرا گر سایہ بینی بدان کآن سایہ من باشم
چو او با من سخن گوید چو یوسفؑ وقت "لا" باشم
چو من با او سخن گویم چو موسیٰؑ وقت "لن" باشم
سخن پیدا و پنہان است و او آن دوست می دارد
کہ او با من سخن گوید من آنجا چون سخن باشم ح

نبی اکرمؐ کی حدیث کے معانی کی تحقیق پر دوبارہ سرِ مطلب آتے ہیں۔

اس حدیث کا "دیگر سخنانِ حکمت کی مانند" ایک راز اور مغز ہے۔ مبارک ہے وہ شخص جو راز اور مغزِ سخن سے بہرہ یاب ہو۔ اے برادر، جس قدر تم اپنی طلب میں

پوست اور چھلکے سے باہر نکلو گے، اسی قدر معانی بھی چھلکے سے باہر نکلیں گے اور تم مغز سے قریب ہو گے۔ اسی طرح تم دوسرا یا تیسرا چھلکا اتارو گے تو مغز سے لذت یاب ہو سکو گے ؎

اگر یگانہ شوی با تو دل یگانہ کنم　　دل از ھوا ز مہر کسان کرا ز کنم [طہ]

اسی طرح اگر تم حرص و شہوت کے چھلکے چڑھانے لگو، تو مغز معنی پھر پوشیدہ ہو جائے گا۔ عروس حکمت کو بے نقاب دیکھنے کے لئے ضروری ہے کہ تم بھی بے حجاب بنو۔ ورنہ تم مغز معنی تلاش کرو گے اور مغز معنی، پوست و قشر کے اندر سے فریاد کرے گا کہ میں ابھی یہاں ہوں، تم پہلے خود بے نقاب ہو جاؤ کہ میں بھی بے حجاب بنوں ؎

دلدار چنان مشوش آمد کہ مپرس　　ہجرانش چنان پر آتش آمد کہ مپرس
گفتم کہ مکن گفت مکن تا نکنم　　وین یک سخنم چنان خوش آمد کہ مپرس [ی]

ایک دن حضرت سلیمان علیہ السلام ؎

"وسخرنا لہ الریح" [۱۹]

(اور ہم نے اس کے لئے ہوا مسخر کر رکھی تھی)

کے تخت پر بیٹھے ہوتے تھے۔ جملہ پرندے آپ کی بارگاہ پر جمع تھے کہ دیکھیں تخت کب نظر آتے کہ اس تخت کی شان ؎

"غدوھا شھر ورواحھا شھر" [۲۰]

تھی۔ اس حالت میں حضرت سلیمان ؑ کو کوئی ایسا خیال گزرا جو شکر نعمت کے شایانِ شان نہ تھا۔ آپ کا تاج ٹیڑھا ہو گیا۔ جتنی بھی کوشش کرتے تاج ٹیڑھا ہی رہا اور سیدھا نہ ہو سکا۔ فرمایا:

اے تاج سیدھا ہو جا۔

اس وقت تاج بول پڑا:

اے حضرت سلیمان ؑ، آپ سیدھے ہو جائیں کہ میں بھی سیدھا ہوں گا۔

حضرت سلیمان فوراً سجدہ ریز ہو گئے اور

"ربنا ظلمنا انفسنا"[۲۱]

پڑھنے لگے۔ تاج فی الفور اور ان کی کوشش کے بغیر سیدھا ہو گیا۔ حضرت سلیمانؑ اس وقت تاج کو ٹیڑھا کرتے مگر وہ سیدھا بیٹھتا۔ میرے عزیزو، تمہارا تاج تمہارا ذوق و وجدان ہے۔ آپ کا ذوق و وجدان خراب ہو جائے، تو تاجِ وجود ٹیڑھا ہو جائے گا۔ شعر ؎

ذوقی ز خلق آید زان ہستی تن زاید
ذوقی کہ ز حق آید زاید دل و جان ای جان کے[۲]

اے سلیمانِ وقت! عقلی اور روحانی جن و پری تیرے تصرّف میں ہیں۔ مگر نفسانی اور شیطانی قوتوں نے بھی تیرے تخت کا محاصرہ کر رکھا ہے۔ اس طرف بھی توجہ کر ؎

گر دِ رخت صف زدہ لشکر دیو و پری — ملک سلیمانؑ ترا ست گم مکن انگشتری
صلح جداکن ز جنگ زانک نہ نیکو بود — کارگہ شیشہ گر زدست گہ گاز ری لے

تیری دکانِ وجود میں طاعت و ذوق کا شیشہ گر بیٹھے گا یا ہوئی و ہوس اور شہوت کا دھوبی۔ شیشہ گر دس دن میں جو شیشہ تیار کرے گا، دھوبی اپنی رشتِ شوق کے زدوکوب سے، دکان کو لرزہ خیز کر کے، اسے ایک دن میں توڑ ڈالے گا کہ:

"ان تحبط اعمالکم وانتم لاتشعرون"[۲۲]

(یہ کہ تمہارے اعمال ضائع کر دیئے جائیں اور تمہیں خبر تک نہ ہو)۔

اے سلیمانِ وقت، جب تو تاجِ ذوق کو اپنی سرِ روح پر نہ دیکھے گا تو ملول خاطر اور پریشان ہو گا۔ تو پکارے گا کہ میرے ذوق کہاں ہو؟ اور اے شوقِ محبت کس حجاب میں ہو؟۔ تو تاجِ اخلاص کو جتنی کوشش سے سر پر سیدھا کرے گا، جب تک تیرا وجود پُر اخلاص اور درست نہ ہو، وہ ٹیڑھا ہی رہے گا تاج بزبانِ حال یہی کہے گا کہ تو سیدھا ہو تو میں سیدھا ہوں:

"ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم"[۲۳]

(بے شک اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک اس کے افراد خود اپنی حالت نہ بدلیں)

میں یہی حکمت مضمر ہے۔ اللہ جل جلالہ فرماتا ہے کہ:

"میں بے شک بخشش کار اور وہاب ہوں، لیکن اپنی مخلوق کو دی ہوئی نعمت میں اس وقت تک تبدیلی نہیں کرتا جب تک وہ اپنی استعداد لیاقت اور ذوق میں تبدیلی نہ دکھائیں۔"

حدیث شریف کی بات وہیں رہ گئی اور یہ بات خاتم پذیر ہو بھی نہیں سکتی کہ

"قل لو کان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثلہ مددا"[۲۴]

(کہہ دے کہ اگر خدا کی باتوں کے لئے سمندر سیاہی بن جائیں، تو خدا کی باتیں ختم ہونے سے قبل یہ سمندر تمام ہو جائیں گے خواہ ایسے ہی مزید سمندروں کو بھی لا موجود کیا جائے)۔

لیکن بات حدیث کے اس حصّے سے مربوط رہ گئی کہ فساد امت کے دوران جو سنتِ رسولؐ کا دامن مضبوطی سے پکڑے گا، کامیابی اسی کی ہے۔ عاقل کے لئے اشارہ کافی ہے اور وہ اس سخن عمیق کی تہ تک پہنچ سکتا ہے۔ یہ بات اس حدیث سے مربوط ہے کہ:

"الاسلام بدا غریبا وسیعود غریبا"

(اسلام کی ابتداء غربت میں ہوئی اور وہ غریب و مسافر ہی رہے گا)۔

امت مسلمہ کے افراد ذروں اور قطروں کے سے ہیں اور ان کا وجود سنت رسولؐ سے ہی وابستہ ہے۔ قطرے عالم آب و گل کو رونق دیتے ہیں، نباتات کا باعث وجود بنتے ہیں۔ ان کے اتصال سے بارش ہے، ہریالی ہے اور سیلاب بھی۔

"والسابقون السابقون"[۲۵]

کے قطرات نے اپنا سیل آسا زور دکھایا ہے۔ اب بھی یہ قطرے اور ذرے اپنی

قوت کا مظاہرہ کر سکتے ہیں مگر ان کا نقطہ ارتکاز سنت و نبوت کا وجود ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں خدا نے فرمایا:

"ان ابراھیم کان امۃ"[۲۶]

(بے شک ابراہیمؑ ایک امت تھا)۔

یعنی ابراہیمؑ کی قوت اور برکت کا کیا پوچھتے ہو؟ وہ بذاتِ خود ایک امت تھا وہ بادشاہ تھا، لشکر تھا، قطرہ تھا، سیل تھا اور سب کچھ تھا۔ دوسری ہزاروں امتیں ہوں، مگر ابراہیمؑ تن تنہا ایک امت تھا۔ وہ ایک ہو کر ایک ہزار بلکہ کئی ہزار کے برابر تھا ؎

کشتیٔ وجودِ مردِ دانا عجب است — افتادہ بہ چاہ مردِ دانا عجب است
کشتی کہ بہ دریا بود آں نیست عجب — دریک کشتی ہزار دریا عجب است

گر نسیم یوسفمؑ پیدا شود — ہر کہ نابینا بود بینا شود
ای دل از دریا چرا تنہا شدی — وز چنین دریا کسی تنہا شود؟
ماہی کز بحر در خشکی فتاد — می تپد تا زود تر آنجا شود
گر کسی گوید کہ پیش بحر عشق — دل چرا شوریدہ و شیدا شود
تو جوابش دہ کہ اندر شوق بحر — قطرہ بی آثار و ناپیدا شود
ہم جوابش دہ کہ اندر آفتاب — ذرہ سرگردان و ناپروا شود کمے

نبی اکرمؐ اسی طرح بلکہ اس سے زیادہ امت اور امت کے اتحاد کا موجب ہیں میرے عزیز، قطرہ، روح وہ ہے جو بحر سے جدا ہے مگر اسے اس کی یاد نہیں آتی۔ وہ پتے سے چمٹتا ہے، مٹی سے متصل ہوتا ہے مگر یہ کوئی بے ادبی نہیں کیونکہ وہ سونے چاندی کے زنجیروں میں مقید ہے۔ وہ پابند عشق ہے اور عشق کی زنجیریں مقید کو کوئی دوسری زنجیر نظر ہی نہیں آتی۔ نصیحت اس پر کارگر نہیں ہو سکتی۔ اس کی بند زنجیر پر نصیحت کا اثر نہیں۔ عشق نے اسے اس قدر متاثر کر رکھا ہے کہ عشق کے

علاوہ وہاں سرسوزن ایسی چیز کا بھی گزر نہیں ہو سکتا۔ عشق، دشمنِ نصیحت ہے۔ وہ زنگی ہے جو آئینے کا دشمن ہوتا ہے۔ عاشقوں کو زنگی و حبشی جانیے اور واعظوں کو آئینہ رو۔ دونوں کا نباہ کیسے ہو؟

"واتبعناھم فی ھذہ الدنیا لعنۃ ویوم القیمۃ ھم من المقبوحین"[۲۷]

لیکن زنگبار کے علاقے میں زنگیوں اور حبشیوں کی بدصورتی اور سیاہی کا کیوں چرچا نہیں ہوتا؟ جواب سادہ ہے کہ وہاں کے مرد و زن ایک جیسے ہیں۔ زنگبار سے باہر جاتے ہیں تو ترکوں اور رومیوں کے مقابلے میں ان کی سیاہ چہرگی کی قلعی کھلتی ہے۔ ان حسن خیزوں کو دیکھ کر وہ سوچتے ہیں کہ یہ عرش بریں کے فرشتے ہیں۔ وہاں انہیں اپنی سیاہی اور زشت روئی کا احساس ہوتا ہے۔ اپنی بدگلی پر بے سود آنسو بہاتے ہیں اور آئینے کے دشمن بن جاتے ہیں ؎

زنگیئی یافت آئینہ در راہ — اندرو رنجولیش کرد نگاہ
بینی نجخ دید و روئی زشت — چشم چون آتش و رخ از انگشت
چون بر دعیبش آئینہ ننہفت — بر زمینش زد آن زمان و بگفت
کآنکہ این زشت را خداوند ست — بہر نیکیش را نیفگند ست
گر چو من خوش نگار بودی این — کی درین راہ خوار بودی این [۲۸]

لیکن زنگی کے رنگ کی سیاہی سے کوئی زنگی اور حبشی نہیں ہو جاتا۔ اگر کسی ترک یا رومی بچے کو غلام بنا کر زنگبار لے جائیں اور زنگیوں ایسی سیاہی اس کے چہرے پر مل دیں، تو یہ عارضی رنگ ہو گا۔ وہ آئینہ دیکھے تو سیاہی کے نیچے سے اپنی اصل سفیدی جھنتا دیکھے گا۔ وہ سیاہی دیکھے گا مگر اپنی سفیدی اور زیبا روئی سے بے خبر نہ ہو گا۔ نکتہ یہ ہے کہ سیاہی اور سفیدی باہم دست و گریبان کی طرح ہیں اور ایک دوسرے سے متصادم ہیں کہ:

"لا اقسم بیوم القیمۃ ولا اقسم بالنفس اللوامۃ"[۲۹]

سفید رنگ کا لڑکا چہرے پر سیاہی مل کر زنگیوں میں جا پہنچا، مگر بیگانہ وار ہی رہا۔

پس سفید اور سیاہ رنگ آمیزی سے بھی بیگانے ہی رہے۔ مگر کسی سیاہ چہرہ لڑکی نے اسے پھانس لیا ہوتا تو یہ صورت نہ رہتی کہ:

"ان من ازواجکم واولادکم عدوا لکم" [۲۹]

سیاہ رنگ لڑکیوں نے کتنے سرخ روؤں کو سیاہ نام کر دیا۔ ان کی ہم نشینی وبالِ جان ہے۔ ان کا رنگِ دشمنی پکا ہے۔ ان سے جلد جدائی نہ ہو تو آدمی ان کے رنگ میں ہی رنگ جاتا ہے۔ میرے عزیز، بدنامی، زشت روئی اور تہمت کے رنگ سے دور بھاگو ورنہ عادت کو فطرت ثانی کہا گیا ہے مبادا تمہارے سفید چہرے اور سیاہ خالوں میں امتیاز نہ رہے اور تم سیاہی میں گھر کر رہ جاؤ کہ:

"واحاطت به خطیئته فاولئک اصحاب النار" [۳۰]

بدنامی اور رسوائی کی سیاہی امٹ ہے کہ آیت:

"یوم تبیض وجوه وتسود وجوه" [۳۱]

مقصد یہ کہ بعض افراد کے چہرے اور دل کی سیاہی عارضی ہے، لیکن بعض کی ایسی پختہ کہ قیامت کے دن کا آبِ طہور بھی اسے صاف نہ کر سکے گا۔ لوگوں کی عادت ہے کہ نیند سے اٹھ کر ہاتھ منہ دھوتے ہیں اور خمارِ خواب کو دور کرتے ہیں۔ موت کے بعد کے طویل خواب سے اٹھ کر بھی:

"فاغسلوا وجوهکم" [۳۲]

پر عمل کریں گے۔ ہاتھ منہ دھوتے ہی ترک، رومی اور دیگر گروہِ افراد اپنی عارضی سیاہی مٹا ڈالیں گے اور اصلی آب و تاب سے بہرہ مند ہوں گے مگر زنگی جس قدر بھی ہاتھ منہ دھوئیں گے، ان کا اصل سیاہ رنگ ہی نمایاں ہوگا۔ ان کو پانی کی ندی اور نہر میں ڈال کر بھی نکالو، رنگ وہی رہے گا:

"یوم تبیض وجوه وتسود وجوه" [۳۳]

میں اسی کا بیان ہے۔ میرے عزیز، مبادا تو گندم نما جو فروشوں کے ہاتھ آجائے اور اپنی عجوزہ کو حسینہ جاننے لگے اور رنگِ زشت کی عادت ڈال کر اسے پسند کرنے لگے

تجھے تنبیہ کرتا ہوں کہ اپنے رنگِ بد کو چھپانے کی خاطر آئینہ الٰہی کے دشمن نہ بنو اور اپنی خفّاش کی سی کور بینی کی بنا پر آفتابِ ضیا پاش سے عداوت مول نہ لو۔

ابیات ؎

بس روشن است روز و لیک از شعاع روز
بی روزی اند از آنکہ ہمہ بستہ روز نند
از خوی زِشت دشمن آن خوی خاطرند
وز درد چشم دشمن خورشید روشنند [۳۳]

کسی ترک یا رومی بچے کی مثال پر غور کرو۔ وہ باپ کو کہہ سکتا ہے کہ اسے منہ دھونے کا کیوں کہتا ہے؟ اگر سیاہ رو ہونا بُرا ہے تو زنگی سیاہ روتی کے باوجود خوش و خرم کیوں نظر آتے ہیں؟۔ ہم چہرے پر جب غازہ وغیرہ ملتے ہیں، تو وہ ہم پر ہنستے کیوں ہیں؟۔ مگر باپ کہے گا کہ تم اپنا کام کرو۔ اس چاند جیسے چہرے کو ازل و ابد کے بادشاہ کے حضور جانے کے لئے چمکاؤ کیونکہ حدیث قدسی کی رو سے:

"اللہ جمیل ہے اور جمال و زیبائی کو پسند فرماتا ہے۔"

زنگی و حبشی یوں سمجھو کہ اپنے ہی چہرہ زشت کا تمسخر کر رہے ہیں کہ:

"ان الذین اجرموا کانوا من الذین اٰمنوا یضحکون" [۳۴]

برکات بسم اللہ [۳۵]

آیئے ہم سب افضل القرا فلان الدین کے ساتھ مل کر دل و جان سے "الرحمٰن" کا ورد کریں۔ یہ صفتِ خدا "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" میں وارد ہوئی ہے۔ جس کسی کو "الرحمٰن" کی حلاوت مِل جائے، اس کے لئے بالائے عرش سے زیر فرش کی دیگر چیزیں پریشہ سے بھی کم اہمیت رکھیں گے۔ جسے اس صفاتی نام کا جمال نصیب ہو، اس کے لئے دیگر اشیاء کا رنگ و بو اور ان کا حسن و زیبائی قابلِ توجہ نہیں رہتا۔ جس پر اس نام کے نیّر عالمتاب کی شعاعیں پڑ جائیں، اس کے کنگروں کے انوار پادشاہانِ عالم کے محلّات کے لئے باعثِ رشک ہوتے ہیں۔ جو کوئی اس نام کا حلقہ بگوش ہو گیا

وہ دنیا و عقبیٰ سے بے نیاز ہوگیا۔ جو خوش بخت شخص اس چشمہ شیریں کے پانی سے فیض یاب ہوا، اس کی نظر میں دنیا کی دیگر نعمتیں ہیچ ہوگئیں۔ شرحِ صدر اسی کا مقدر ہے۔ آفتابِ سعادت و اقبال کا طلوع ہونا اور اس سے سینے کا منور ہونا شرح صدر ہے:

"افمن شرح اللہ صدرہ" [۳۶]

میں یہی کہا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ مومن پسندیدہ اور مقصودِ نظر ہے جسے اس نے انتخاب کیا۔ وہ جہل، پستی اور بداخلاقی سے منزّہ ہے۔ وہ خاک سے عرش کی بلندی پر آ پہنچا ہے۔ وہ عبادت اور طاعت کے لئے آمادہ ہے۔

"اللہ تعالیٰ کا شرح صدر" فرمانا یہی ہے کہ صاحب شرح صدر جملہ اوصاف حمیدہ سے مزیّن ہو۔ عزیزو، شرح صدر کی یہ تشریح میں نے خود کی ہے۔ میں نے کسی جبرئیلؑ یا میکائیلؑ کی بات نقل نہیں کی۔ تم بھی غور کیا کرو اور متاعِ دل کی قدر کرو۔ "دل" تمہارے سینے میں بھی ہے۔ اسے آمادہ کرو کہ اللہ تعالیٰ اس کی شرح اور کشائش فرمائے۔ سینہ، بے کینہ، حرم کعبہ کی طرح محترم ہے۔ حدیث قدسی ہے کہ:

"بہترین اعمال میانہ روی کے ہیں"۔

"دل" بھی درمیان ہونے کی ایک مثال ہے۔ وہ پاسبانِ بدن ہی نہیں، اہداف و مقاصد کا بھی پاسبان ہے۔ اس "صدر سینہ" کی اہمیت جان کر آیت کے اگلے حصے پر غور کرو۔ خدائے تعالیٰ نے؟

"افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام" [۳۷]

فرمایا ہے۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ اس آیت میں "اسلام" کے ساتھ "تملیکی ل" آیا ہے۔ یعنی اسلام کے علاوہ "دل" جن علوم و فنون اور اہداف و مقاصد کی طرف متوجہ ہوتا ہے، وہ عارضی نوعیت کے ہیں۔ حقیقت "دل" اسلام ہی ہے۔ شادی کے موقع پر اہتمام دلہن کے لانے کا ہی ہوتا ہے، مگر غلام، کنیزوں اور بوڑھوں وغیرہ کا ہجوم

اسی اہتمام سے منسلک ہو جاتا ہے۔

"بسم اللہ" وہ کلمہ مبارک ہے جس کی برکت سے حضرت موسیٰؑ بن عمران نے فرعون کے لاکھوں جنگجو، شمشیر زن اور نیزہ باز سپاہیوں پر فتح حاصل کی۔ اسی کی برکت سے انہوں نے بنی اسرائیل کے ۱۲ قبیلوں کے لئے ۱۲ چشمے نکلوا دیئے اور دریا کے پانی کو خشک کروایا تاکہ بنی اسرائیل بآسانی اس سے گزر جائیں۔ اسی کی میمنت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن مریمؑ کے بلاوے پر ایک مردہ منکر و نکیر کے سوال و جواب کی حالت میں قبر سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ تم نے یہ قصہ سنا ہو گا کہ حضرت عیسیٰؑ نے ایک مردے کو اُٹھنے کا کہا اور وہ سفید موشخص کفن سے سر باہر نکال کر اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ تم کیا اس واقعہ کے منکر ہو؟۔

حضرت عیسیٰؑ کے معبد کے باہر ہر دن لنگڑے، اندھے اور طرح طرح کے مریض جمع ہوتے تھے۔ آپ اوراد سے فارغ ہو کر باہر آتے تو ان پر "بسم اللہ" کا دم کرتے اور وہ سب ٹھیک ٹھاک ہو کر اپنے اپنے گھروں کو چل دیتے۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم چودھویں کے چاند کی ایک رات کو حرم کعبہ کا طواف کر رہے تھے۔ اس وقت مکہ مکرمہ میں سخت گرمی پڑ رہی تھی اور لوگ باہر گھوم رہے تھے۔ ان میں ابوجہل بھی تھا۔ نبی اکرمؐ کو دیکھ کر چراغ پا ہو گیا۔ کہنے لگا کہ نا معلوم اب یہ ساحر کیا چال چلنے کی فکر میں ہے۔ غصے کے مارے اس کے منہ سے جھاگ نکل رہا تھا مگر نبی اکرمؐ نے نہایت انکسار سے فرمایا:۔

"مجھے سحر و مکر سے کیا واسطہ؟ میں آیا ہوں کہ مخلوق خدا کو تجھ جیسے گمراہوں سے نجات دوں۔"

ابوجہل بولا:

اگر تو ساحر نہیں تو بتا دے کہ میری مٹھی میں کیا ہے اور سحر کے بغیر تو یہ کیسے جانے گا؟

اس نے مٹھی میں کنکریاں رکھی ہوئی تھیں۔ اس وقت جبرئیلؑ آئے اور نبی اکرمؐ

کو خدا کا سلام پہنچایا کہ:

"اسلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" ۳۷ھ

حضرت جبرئیلؑ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہا:

"خدا فرماتا ہے کہ ساحر کے نام سے تو غمگین نہ ہو۔ ہمارے ہاں تیرا نام سب سے پسندیدہ اور ستودہ ہے۔"

لوگوں سے ان کے فہم کے مطابق گفتگو کرو۔ نام میں کیا رکھا ہے؟ حقیقی نام وہ ہے جو خدا دے۔ آقا غلام کو جس نام سے پکارے، وہ محمود اور پسندیدہ ہے ہاں رضائے آقا اہم ہے۔ اس استفسار کرنے والے کو خبر نہیں کہ اس کا مقام دوزخ ہے۔ "بسم اللہ" کہہ کر اس سے پوچھ کہ تیری مٹھی میں بند چیز کا میں بتادوں یا وہ چیز خود بتادے کہ کیا ہے؟

ابوجہل یہ سن کر بولا:

"بہتر ہوگا کہ اگر میری مٹھی میں بند چیز خود بول اٹھے۔ یہ تو ایک بڑی بات ہوگی۔"

سنگریزوں اور کنکریوں نے اعلان کیا اور آواز دی کہ:

"لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ"

یہ حال دیکھ کر کئی کافر مسلمان ہو گئے مگر ابوجہل غصے سے لال پیلا ہو گیا اور سنگریزوں کو مٹھی سے باہر نکال کر دور پھینکا۔ بولا:

"لات اور عزّیٰ کی قسم، یہ بھی جادو ہی ہے اور اس شخص میں سحر و جادو ہی دیکھتا رہا ہوں۔"

کہتے ہیں ابوجہل کے بعض دوستوں نے اسے بتایا کہ جادو کا اثر زمین تک محدود ہے اور فضائے آسمان تک اس کا گزر ممکن نہیں۔ پس ابوجہل نے نبی اکرمؐ سے کہا:

"اس ماہِ کامل میں شگاف ڈال دے تو مانوں گا۔ آسمان پر تو تیرے

جادو کا اثر نہ ہو سکے گا۔"

حضرت جبرئیلؑ نے نبی اکرمؐ سے کہا:

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" کا ورد جاری رکھیں۔ اس اسم قدیم کا ذکر جاری رہے تو کوئی بات ناممکن نہیں۔"

آپؐ نے ایسے ہی کیا اور چاند کی طرف رخ فرمایا۔ دیکھتے ہی دیکھتے آدھا چاند آپ کے داہنیں ہاتھ کی انگشت کی طرف ہوا آدھا بائیں ہاتھ کی انگشت کی طرف۔ جبرئیلؑ امین نے آپؐ کو دونوں انگلیوں سے اسی طرح اشارہ کرنے کا بھی کہا تھا اور:

"اقتربت الساعۃ وانشق القمر" ۳۸ھ

اس واقعہ کے رونما ہونے پر انسانوں اور حیوانوں پر عجیب ہیبت طاری ہو گئی تھی۔ انسان دعائیں کر رہے تھے کہ خدایا چاند کے پھٹنے سے اہل زمین مبتلائے مصیبت نہ ہوں اور اس کی پرانی حالت بحال ہو جائے۔ نبی اکرمؐ نے خدا کے حکم سے "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" کہہ کر اپنی ان مبارک انگلیوں سے دوبارہ اشارہ فرمایا اور چاند کما کان ہو گیا۔ اس دفعہ مزید لوگوں نے ایمان قبول کیا مگر ابوجہل کے غیظ و غضب اور کفر و کینہ میں اضافہ ہی ہوا۔ بولا:

"یہ ہماری چشم بندی تھی۔ اگر چاند دونیم ہوا ہوتا تو دوسرے مقامات کے لوگ بھی اسے ایسا دیکھ سکتے تھے۔"

لیکن بعد میں دنیا بھر کے ممالک سے قافلوں اور نامہ و پیغام کے ذریعے معلوم ہو گیا کہ چاند کا دونیم ہونا سب نے دیکھا تھا۔

"فاطر السمٰوات" ۳۹ھ

نے سورج اور چاند کو دو شمعیں بنا رکھا ہے تاکہ دنیا کی تاریکی کا ازالہ ہوتا رہے:

"وجعلنا الشمس ۴۰ھ ضیاء والقمر نورا"

اور کسی ایک کا دونیم کرنا اس کے لیے کیا مشکل ہے؟ لوگ کہتے تھے کہ:

"دنیا کا عجیب ترین واقعہ پیش آیا ہے۔ باپ دادا کی کوئی روایت بھی

ہم تک نہیں پہنچی کہ ایسا واقعہ اس سے قبل ہوا تھا۔ دنیا کے کسی حصے میں بھی ایسا واقعہ عمل پذیر ہونے کی اس سے قبل کی ہمیں اطلاع نہیں ملی۔"

مگر ابوجہل اور اس کے ہم مسلک کفار انکار اور ہٹ دھرمی پر قائم رہے کہ:

"واما الذین کفروا فی قلوبھم مرض فزادتھم رجسا الی رجسھم"[۴۱]

البتہ اہل ایمان کو اس واقعہ نے ایک نیا جوش اور ولولہ دیا اور ان کا ایمان و ایقان مستحکم تر ہو گیا۔ اشعار ؎

مہ نور می فشاند و سگ بانگ می زند
مہ را چہ جرم خاصیتِ سگ چنان بود
از ماہ فخر آرد ارکانِ آسمان
خود کیست آن سگی کہ بہ خاکِ زمین بود [۴۲]

ایک آیت کی تفسیر[۴۲]

ملک الفقرا کے دسترخوان سے،

"ربی الاعلیٰ"[۴۳]

کے کلام کی حلاوت ملی کہ:

"قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لا تقنطوا من رحمتہ اللہ"[۴۴]

اسی کلام کی توضیح عرض کر دوں۔

اللہ تعالیٰ جو دانائے جز و کل، حکیم مطلق، قادر نہائی، مالکِ ملک اور پادشاہ عالمین ہے، مردہ دل انسانوں کو معنوی طور پر زندہ کرنے اور انہیں عہد بندگی یاد دلانے کی خاطر "یا عبادی" (اے میرے بندو) کے کلمات سے یاد فرماتا ہے۔ فرماتا ہے:

کہ اے محمدؐ، تیرا حال اور قال ایک ہے اور تیرے قال کا جلال مجھ سے ہے ؎

حکما را بود بخوانِ جلال لقمہ و نطق و سحر ہر سہ حلال ف ے

اے محمدؐ کہ تیرا حال، تیرے قال سے بہتر ہے، ان لوگوں کو "عبادی" پکار ان سے کہہ کہ اے راہ راست سے دور جا پڑنے والو، شیطان کے وساوس کے اسیرو، اور گم گشتہ کاروان کی طرح حیرانو، اپنی اصلی راہ دیکھو اور راہ راست کو کج مج نہ کرو۔ تم گم گشتہ کارواں میں شامل نہ ہو۔ اس بانگِ درا اور صدائے جرس پر کان رکھو جو تمہیں صحیح راستے پر چلنے والوں کی طرف سے سنائی دے رہی ہے۔ غولِ بیابانی اور راہزنوں کی صدا سے آگاہ رہو مبادا گمراہی کے بیابان میں ہی تلف ہو جاؤ۔ غول کی صدا پر فتنہ ہے۔ کئی کاروان اس صدا کے فریفتہ ہوتے ہیں اور صدا دینے والے کو اپنا ناصح مشفق جانتے ہیں لیکن اس صدا کے درپے جانے میں انہیں حیرت اور اذیت سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ کافی آگے چل کر جب گم گشتہ راہ کاروان واپس ہونے لگتا ہے تو راہزن اس پر آ جھپٹتے ہیں۔ ان راہزنانِ انس و جن میں گھرے ہوئے اہل کارواں کی عجب حالت ہوتی ہے۔ کوئی غم خوار نما آوازوں کو سن کر آگے بڑھنا چاہتے ہیں۔ دوسرے کہتے ہیں کہ اگر کوئی غم خوار رہنما ہوتا، تو خالی صدا تیں کیوں دیتا، اب تک نظر آ گیا ہوتا اور ہمیں بھٹکنے سے باز رکھتا۔ لیکن ایک تیرا گروہ کہتا ہے کہ اب جاتے ماندن ہے اور نہ پائے رفتن۔ وہ اپنے گم گشتہ راہ ہونے کا اعتراف کر کے خدائے تعالیٰ سے استعانت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ:

"ربنا ظلمنا" ف ۵

اپنی گمراہی کو وہ خود ظلم قرار دیتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کی ندامت قبول ہوتی ہے۔ فرشتہ وحی نے جو نبی معصوم کو

"الذین اسرفوا"

کے کلمات سے ایک خاص گروہِ افراد کی طرف اشارہ کیا، وہ ایسے ہی لوگ ہیں جو کاروانِ زلیست میں بھٹک گئے مگر انہیں اپنے بھٹکنے کا اعتراف بھی ہے۔

رب العزت فرماتا ہے کہ اے اپنے آپ پر زیادتی کرنے والو اور راہِ ہدایت سے دور جا پڑنے والو، باقی رہ جانے والی فرصتِ حیات کی قدر کرو۔ گندم کے کھلیان فضول خرچ کر ڈالو اور رقم بے تحاشا اڑا دو، تو یہ چیزیں پھر بھی ہاتھ لگ سکتی ہیں مگر متاعِ حیات کا اسراف اور وقتِ عزیز کا اتلاف حماقت اور نادانی ہے۔ عمرِ عزیز کا ایک لمحہ لاکھوں دینار ادا کر کے بھی کہاں مِل سکتا ہے؛ قول معروف ہے کہ :

"وقت کے ساتھ یاقوت خریدے جا سکتے ہیں مگر یاقوتوں کے ساتھ وقت نہیں خریدا جا سکتا۔"

فرصتِ حیات میسّر ہو تو یاقوت اور موتی خریدنا آسان ہے مگر لاکھوں یاقوت اور مروارید مہلتِ زندگی میں ایک آن کا بھی اضافہ نہیں کر سکتے ؎

بزر سخریدہ ای جان را از آن قدرش نمی دانی
کہ ہندو قدر نشناسد متاعِ رایگانی را [۵۷]

فرمایا :

"علی انفسھم"

یعنی ان گناہ گاروں نے گناہ اور گمراہی کے ذریعے ظلم تو اپنے آپ پر کیا، مگر اس حسن ظن میں ہیں کہ وہ محفوظ و مامون ہیں اور ظلم دوسروں پر ہوا ہے۔ انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ دوسروں پر کیا ہوا ظلم اپنے اوپر پلٹتا ہے۔ کتنی نادانی ہے کہ انہوں نے اپنی دکان کو آگ لگائی اور اپنی متاع جلائی مگر خوش ہیں کہ دشمنوں کی دکان اور ان کا سامان جلا ہے۔ انہیں خبر نہیں کہ :

"چاہ کن راچاہ در پیش است"

ظالم کہ کباب از دل درویش خورد چون در نگری زپہلوئِ خویش خورد [۵۸]

حکایت

کہتے ہیں کہ ایک قصاب نے ایک طفل محرّر رکھا ہوا تھا اور گوشت ادھار پر

Allahabad Dayanand Anglo Vedic (PG) College Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بیچا کرتا تھا۔ وہ اس بچے کو بتایا کرتا تھا کہ فلاں نے اتنا گوشت لیا اور فلاں کے ذمے اتنی رقم بن گئی، اور بچہ لکھ دیتا تھا۔ ایک دن ایک مردار خوار پرندہ آ جھپٹا اور گوشت کا ایک ٹکڑا لے اڑا۔ قصاب نے حسبِ عادت بچے سے کہا کہ اندازاً پاؤ بھر گوشت فلاں مردار خوار پرندے کے حساب میں لکھ دو۔ دوسرے دن پرندے نے پھر حملہ کیا مگر قصاب نے اس کا بندوبست کر رکھا تھا۔ پرندہ اسیر ہو گیا اور قصاب نے اس کا سر کاٹ کر اسے گوشت لٹکانے والی لکڑی پر ڈال دیا تاکہ دوسرے مردار خوار پرندوں کو عبرت اور ہیبت ہو۔ حساب لکھنے والا لڑکا بولا:

"استاد، پرندے کے نام آپ کا حساب لکھا ہوا ہے مگر اب بتایئے کہ آپ کے نام اس پرندے کا کتنا حساب لکھوں؟"

"اسرفوا علی انفسھم"

کا کیا عمدہ نکتہ تھا۔ قصاب اس پر تڑپ اٹھا کہ اگر سر کے بدلے سر طلب کیا گیا تو کیا کرے گا؟

شہادت حمزہؓ

آیت مبارکہ میں آگے ارشاد ہے کہ:

"لاتقنطوا"

مقصد یہ کہ بحرِ معاصی میں غرقاب ہونے کے باوجود مایوسی کی کوئی بات نہیں بعض مفسرین نے کہا ہے کہ یہ آیت حضرت حمزہؓ کے قاتل وحشی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ حضرت حمزہؓ اسلام لانے سے قبل شیرِ غار تھے اور اسلام لا کر اللہ کے شیر بن گئے۔ آپ غزا و جہاد میں زرہ نہ پہنتے۔ لوگ کہتے:

"آپ جوانی کی انتہائی توانائی میں زرہ پہنتے تھے، اب کیوں ترک کر دی؟ پہلے آپ خود پہنتے تھے۔ اب وہ بھی چھوڑ دیا۔ اے شیرِ عرب، یہ عریاں جنگ آزمائی کیسی ہے؟"

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:

"اسلام سے قبل کی میری دلیری شیر کی سی طبیعی دلیری تھی۔ اس دلیری میں حیات وممات کا خیال نہ تھا۔ وہ میری سرشت تھی۔ اس میں جنگجویانہ حلاوت ملتی تھی۔ یہ ایسی حلاوت تھی جیسی پروانے کو شمع پر جلتے ہوئے ملتی ہے مگر اس میں خوفِ ہلاکت بھی مضمر ہوتا ہے۔ پروانے کو نورابراہیمیؑ میسر نہیں کہ اللہ تعالیٰ پر توکل رکھے۔ پیاسا شخص پانی کے لئے کس طرح بے تاب ہوتا ہے؟۔ وہ پانی کے حصول کے لئے موت کو بھی خاطر میں نہیں لائے گا۔ میں بھی دو روز قبل از اسلام میں شجاعت اور جنگجوئی کے لئے پروانہ تھا یا پیاسا۔ میری جنگ آزمائی از روئے سرشت تھی اور اس میں احتیاطات کیا کرتا تھا۔ اب میں نورِ ایمان سے بہرہ مند ہوں اور میری ظلمتِ سرشت مغلوب ہے۔ مجھے اب یقین ہے کہ موت کے بعد ایک اور خاتمہ ناپذیر زندگی ہے۔ شہادت پانے والوں کی ارواح کے مراتبِ بلند کا جان کر موت سے خوف کیسا اور آدابِ حرب کی پابندی کیسی؟۔

ارشادِ خداوندی ہے:

"ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم"[۴۷]

ارواحِ شہداء کے بارے میں فرماتا ہے:

"یرزقون فرحین"[۴۸]

یعنی وہ ارواح بے معدہ وشکم، بے تن وبے دندان اور بے حرکتِ لب کھاتے پیتے اور کیف کرتے ہیں۔ ارواحِ مجرّد کے خورد وخواب کی عیش کیسے میسر ہوگی؟۔ نا امیدی کی قبور میں پڑنے والو، تمہیں اس خورد وخواب کی کیا خبر ہے؟۔ قبرِ تنگ میں گرفتار ہونے والوں کو طیرانِ ارواح کا کیا علم ہے؟۔ اندھی قبر! تو شہداء کو گھور گھور کر کیا دیکھ رہی ہے؟ انہیں موت کا ہاتھ نہیں چھو سکتا۔ تو کافروں کو دیکھتی رہ جو

"واذا متنا وکنا ترابا ذلک رجع بعید"[۴۸]

کا ورد کیا کرتے تھے۔ قبر کو اپنی منزل نہائی جاننے والے کی سکت کیا ہے؟ اس کا قبلہ، نظر قبر ہی ہے۔ لیکن شہادت اور جانِ پاک (روح مطہر) پر توجہ رکھنے والے کو وحشتِ قبر کا کوئی خدشہ نہیں ہے ؎

آدمی دیدست باقی گوشت و پوست
ہر چہ چشمش دیدہ است، آن خیر اوست [۴۹]

یہ مطمح نظر کا فرق ہے کہ آدمی خود کو پاک جانے یا ناپاک خاکی خیال کرے یا غیر خاکی۔ باتیں حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب کی ہو رہی تھیں اور بیچ میں جملہ ہائے معترضہ آ گئے۔ اپنے جواب میں آپ نے فرمایا:

"میں اسلام لانے سے قبل زرہ اس لئے پہنتا تھا کہ میرا رخ موت، زخمی ہونے اور دوسروں کو زخمی کرنے کی طرف تھا۔ مجھے موت کی طرف بے زرہ جانے کی راہنمائی نہ ملی تھی۔ اب نورِ ایمان نے مجھے یہ راہنمائی دی اور میں جنگ و غزا میں جاتے وقت موت اور زخموں کو نہیں بلکہ زندگی کو سامنے رکھتا ہوں۔"

سوی آن حضرت بنا شد، ہیچ دل با آرزو
با چنین گل رخ نخسپد، ہیچ کس با پیرہن

وحشی ایک عجمی بزرگ زادی[۵۰] کا غلام تھا۔ اس عورت کا ایک عزیز حضرت حمزہؓ کا مقابلہ کرتا ہوا میدانِ جنگ میں کام آیا تھا، اس لئے اسے آپ سے دشمنی تھی۔ اس نے وحشی کو کہا کہ اگر وہ جناب حمزہؓ کو قتل کر دے تو اسے آزاد کر دے گی اور کافی مال و منال بھی دے گی۔ حضرت حمزہؓ کے کئی اور دشمن بھی تھے۔ وہ بھی وحشی کو ان کے قتل پر اکسا رہے تھے۔ کوئی کہتا تھا کہ اسے گھوڑا انعام دے گا۔ کوئی کنیز کا لالچ دے رہا تھا۔ مال و دولت جادوگروں کی طرح انسانوں کی آنکھیں بند کر دیتے ہیں۔ لالچ اور رشوت آدمی کو ایسا اندھا کر دیتے ہیں کہ اسے روزِ روشن میں ظالم اور مظلوم کی شناخت نہیں ہو سکتی۔ حضرت علیؓ نے اسی لئے اپنے ایک

خطبے میں فرمایا ہے کہ :

"اس دھوکہ دینے والی مکّار، حیلہ ساز اور زرق برق دنیا سے بچو۔"

رابعہؒ بصری کے بارے میں ایک حکایت مشہور ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک دن ان کے خادم نے کھانے کے وقت انہیں دو درہم دیے۔ انہوں نے ایک دائیں ہاتھ میں رکھ لیا اور دوسرا بائیں میں۔ لوگوں نے کھانے کا کہا تو کہنے لگیں :

"ہاتھ دونوں مشغول ہو گئے، کیسے کھاؤں؟"

لوگوں نے کہا:

"ایک ہاتھ میں درہم رکھیے دوسرے سے کھایئے۔"

بولیں :

"معاذ اللہ، ان دو جادوگروں کو ایک ساتھ کر دوں؟ یہ دونوں مل جائیں تو فتنہ برپا کر دیں گے۔ ان کی جدائی بہتر ہے ورنہ یہ دوسروں کے درمیان جدائی ڈالیں گے۔"

"فیتعلمون منهما ما یفرقون به بین المرء وزوجه"[۱۵۱]

اہلِ ظاہر اپنی تفسیروں میں لکھتے ہیں کہ یہ جادوگر مرد و زن کے درمیان جدائی ڈالتے تھے مگر اہل باطن کے نزدیک یہ روح و جسم کی جدائی تھی۔ روح قدیم ہے اور اس کا اپنا "مقصد صدق" ہے۔ اسے وہاں سے جدا کرنا کتنا المناک کام ہے ؎

آن طاق کہ نیست جفتش اندر آفاق　　با بندہ بباخت جفت و لحاقی بوفاق

پس گفت مرا کہ طاق خواہی یا جفت　　گفتم با تو جفت و از ہمہ عالم لحاق[۱۵۲]

ملاقات اور اتصال سے دو، تین، چار یا زیادہ چیزیں تولید ہوتی ہیں مگر ایک دوسری ملاقات تولید کی خاطر نہیں وحدت کے لئے ہے۔ مثلاً روح بدن کے ساتھ ملتی ہے تو سارے اجزائے بدن ایک وحدت کے طور پر کام کرتے ہیں، اور روح کی جدائی کے بعد یہ سب بے کار ہو جاتے ہیں۔ اب آنکھ آنکھ نہ رہی اور

کان کان نہ رہا اور سب اجزائے متحد، متفرق ہو کر بے کار ہو گئے۔ ایک روح نے سب کو متحد کر رکھا تھا وہ گئی اور یہ بھی رخصت ہوتے۔

غرض وحشی مال و دولت پر فریفتہ ہو گیا اور حضرت حمزہ رضؓ کو قتل کرنے کا اس نے مصمم ارادہ کر لیا۔

وحشی حضرت حمزہ رضؓ کو قتل کرنے کے موقع کی تلاش میں تھا۔ غزوہ احد کے دوران مسلمانوں نے پہلے مرحلے میں کفار کو مار بھگایا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت تیر اندازوں کو مامور کیا تھا کہ کفار کی مکمل پسپائی تک وہ حساس مقاماتِ جنگ کی نگرانی کریں کہ کفار کہیں دوبارہ حملہ نہ کر دیں۔ مگر مسلمان جنگ کے فوراً بعد کفار کے اونٹوں، خچروں، غلاموں اور دیگر اموال غنائم کو تقسیم کرنے لگے۔ تیر اندازوں نے سوچا کہ وہ بھی اس تقسیم میں شرکت کریں۔ ان میں سے بعض کہہ رہے تھے کہ اموال غنائم کی تقسیم جنگ کے خاتمے کا اعلان ہے۔ اب پہرہ داری کس لئے کریں؟۔ لیکن ایک گروہ کے خیالات اس کے برعکس تھے۔ مگر آخر کار جملہ تیر انداز اور پہرہ دار مالِ غنیمت لینے آ حاضر ہوتے۔ ابوسفیان اور اس کا لشکر گھات میں تھے۔ سپہ سالار خالد بن ولید تھے۔ اس نے مسلمانوں کو غافل پا کر حملہ کر دیا۔ صحابہ کرام رضؓ میں ایک شخصیت، حضرت مصعب رضؓ جو جنگ احد میں شہید ہوتے تھے، نبی اکرم ﷺ سے بہت مشابہ تھی۔ وہ ہتھیار پہن کر جب سوار ہوتے، تو پیغامبر اسلام کے بہت مشابہ ہوتے وہ اس حملے میں شہید ہو گئے۔ مگر کتنے تھے جو ان کو دیکھ کر سوچتے کہ خاکم بدہن، نبی اکرم ﷺ حملہ کفار کا نشانہ بنے ہیں۔ یہ منظر دیکھنے والے راہِ گریز اختیار کرتے تھے۔

نبی اکرم ﷺ انہیں پے در پے صدا بھی دے رہے تھے مگر اس وقت کا منظر کچھ اور ہی تھا:

"اذ تصعدون ولا تلوون علی احد والرسول یدعوکم فی اخراکم" ۹۳

روایت ہے کہ اس وقت لوگوں نے حضرت عمر رضؓ کو دیکھا کہ وہ ہتھیار پھینکے ہوئے بیٹھے ہیں۔ بعض صحابہ رضؓ نے کہا:

"آپ لڑتے یا راہِ گریز اختیار کرتے۔ یہ بیٹھنا کیسا؟"

فرمایا:

"جس ہستی کے لئے میں کرّ و فرّ کرتا تھا، اس کا انجام دیکھ لیا۔ اب کس کیلئے لڑوں یا بھاگوں؟"

حضرت حمزہ رض کا حال مگر دوسرا تھا وہ ایک شیرِ ژیان کی طرح لشکرِ کفار سے نبرد آزما تھے اور کفار کے جنگجوؤں کو دو نیم کرتے جا رہے تھے۔ کفار قسمیں کھا رہے تھے کہ اس شخص کا کام ضرور تمام کریں گے مگر مقابلہ کرنے کی کسی میں بھی ہمت نہ تھی۔ وحشی تاک رہا تھا مگر سامنے کیسے آتا؟۔ وہاں تو کفار کے سروں کے انبار تھے حضرت حمزہ رض کی پشت کی طرف ایک پتھر کے نیچے وہ بدبخت چھپا اور موقع پاتے ہی پیچھے سے ان پر حملہ کیا۔ حضرت حمزہ رض بے ذرہ تو تھے ہی۔ نیزہ ان کے بدن میں پیوست ہو گیا۔ انہوں نے نیزہ کھینچ کر نکال لیا اور وحشی کا کچھ تعاقب بھی کیا، مگر خون زیادہ بہہ چکا تھا اس لئے بے رمق ہو گئے۔ اس حالت میں آپ نے تین بار فرمایا:

"الحمد للہ کہ دینِ اسلام پر ہوں۔"

پھر وحشی کی سمت رُخ کر کے فرمایا:

"ہمارے لئے ہمارا دین اور تمہارے لئے تمہاری دنیا اور دینار کہ"

"نحن قسمنا بینھم"[۵۴]

فرمایا:

"ہمیں اپنے نصیب پر بے حد خوشی ہے۔"

غرض اس طرح آپ نے جان، جان آفرین کے حوالہ کر دی۔

"انا للہ وانا الیہ راجعون"[۵۵]

نبی اکرم ص کو جنگِ احد میں پنڈلی مبارک پر زخم آیا اور آپ کے دندان مبارک بھی شہید ہوئے تھے۔ انہیں کئی صحابہ رض کے شہید ہو جانے کا بھی رنج تھا مگر حضرت

حمزہ رضؓ کی شہادت پر آپؐ نے دیگر تمام رنج بھلا دیے۔ آپؐ نے حضرت حمزہ رضؓ کا سر اپنی گود میں رکھا اور آپ کے چہرے کو گرد و غبار سے صاف کر کے فرمایا:

"خدا کی قسم میں اس کے بدلے کفار کے بے حد و حساب اشخاص قتل کراؤں گا۔"

مگر بعد میں ایک وحی کے ذریعے نبی اکرمؐ کو انتقامی کارروائی سے منع کیا گیا کیونکہ ان کا کام عفو و درگزر اور رأفت و رحمت تھا۔

کہتے ہیں شہدائے احد کے اعزّہ و اقارب گریہ و زاری کر رہے تھے مگر حضرت حمزہ رضؓ پر رونے والا کوئی نہ تھا۔ رسول اللہؐ نے فرمایا:

"میرے چچا، لوگوں کو تجھ پر بھی رونا چاہیے تھا۔ تو گریہ و زاری کا زیادہ مستحق ہے۔"

یہ کہہ کر آپؐ نے رونا شروع کر دیا اور اسی طرح مسجد النبیؐ میں آئے۔ اتنے میں مسجد النبیؐ کے باہر کچھ عورتیں جمع ہو گئیں اور انہوں نے حضرت حمزہ رضؓ کے لئے رونا شروع کر دیا۔ اس وقت نبی اکرمؐ نے شہداء کے لئے دعا فرمائی۔ کہتے ہیں کہ آپؐ نے ہر شہید کی ایک ایک بار نماز جنازہ پڑھائی مگر حضرت حمزہ رضؓ کی نماز جنازہ ستر بار پڑھی گئی۔ وحشی کو اس صورت حال کا علم ہوا تو اسے امید نجات بالکل نہ رہی۔

کہتے ہیں کہ وحشی اپنی حرکت پر بے حد روتا تھا۔ کہتا تھا کہ:

"ابلیس اور اولادِ ابلیس کی توبہ تو شاید قبول ہو جاتے مگر میری توبہ قبول نہیں ہو سکتی۔ میں نے خیر البشرؐ اور افضل از ملائکہ مقرّب کو اس قدر رنجیدہ خاطر کر دیا ہے۔ میری بخشش کیسے ہو گی؟ مجھے حضرت نوحؑ کے دس گنا عمر ملے اور اس میں حضرت ایوبؑ کا سا صابر بھی رہوں، تو بھی میری توبہ قبول نہ ہو گی اور میرا یہ گناہ نا بخشودہ ہی رہے گا۔"

وحشی مکہ میں تھا۔ کہتے ہیں کہ وہ اس دکھ کی بنا پر دوسرے سے تعزیت کرنے ہو یا کسی شخص کی وفات پر اس قدر روتا اور شیون کرتا کہ عورتیں اکٹھا جاتیں اور اسے

چپ ہو جانے کا کہتیں۔ وہ کہتا:

"میں نے ایک ایسا کام کیا ہے جو روئے زمین کے ماتموں اور تعزیتوں سے زیادہ المناک ہے اور ناقابلِ توبہ و بخشش ہے۔"

کہتے ہیں کہ وحشی کی ندامت اور گریہ و زاری دور دور تک لوگوں کو معلوم تھی بعد میں یہ آیت نازل ہوئی کہ:

۵۶
"ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذلک لمن یشاء"

یعنی خدائے بے فرزند و زن اور بے کفو و عدیل کا اگر کوئی کسی دوسرے کو شریک و سہیم بناتے تو یہ ناقابلِ معافی ہے مگر بقیہ گناہ صادقانہ توبہ سے معاف ہو سکتے ہیں۔ بعض مسلمانوں کے ذریعے وحشی کو اس آیت کا علم ہوا اور وہ نہایت رقت سے زار و قطار روتا ہوا توبہ کرنے لگا۔ اس موقع پر مقامِ ازل کے دریائے رحمت و مغفرت نے جوش مارا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل فرمائی جو زیرِ بحث ہے کہ:

قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا۔"

ارشادِ باری ہے کہ:

اے میرے سوختہ دل و جان، زندانِ ندامت کے اسیر اور آتشِ پشیمانی کے سوزاں بندو! میری رحمت سے نومید نہ ہونا۔ میرے عفو و بخشش کی کوئی انتہا نہیں کہ:

"ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا"

اوپر منقول آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ شرک کے علاوہ تمام گناہ قابلِ توبہ و بخشش ہیں اور زیرِ بحث آیت میں بھی یہی نوید دی گئی ہے۔ اس نوید سے وحشی ایسے گناہ گاروں کو تقویتِ خاطر ہوئی۔ وحشی سوچتا تھا کہ وہ ستر آگ بھری خندقوں کے نیچے جائے گا۔ اس کا گناہ ایسا دھماکہ خیز بلکہ گندھک کے ذخیرے

کا ساتھا کہ ذرا سی آگ سے وہ شعلہ ور ہو سکتا تھا ؎

باخودی از اثیر چون گزری ؟ ہیزمی، از سعیر چون گزری ؟ ف

مگر اللہ تعالیٰ کے الطاف عمیم اور اس کے دریائے رحمت کی امواج بھی بے حد و حساب ہیں۔ وہ حضرت ابراہیمؑ پر ہی آتشِ سوزاں کو گلزار نہیں کرتا اور اس میں ہی گل، شگوفے، یاسمین اور ریحان نہیں اگاتا، نادم اور توبہ گر گناہ گاروں کے گناہوں کی آگ پر بھی پانی بھیجتا ہے کہ:

"اولئک یبدل اللہ سیاٰتھم حسنات" ؎

معشوق بسامان شد تا باد چنین بادا کفرش ہمہ ایمان شد تا باد چنین بادا

آں لب کہ ہمی زہر فشاندی ز تکبر آب لب شکر افشاں شد تا باد چنیں بادا

قصہ مختصر، وحشی نے جب سنا کہ ہر قسم کے گناہ بجز شرک قابل عفو ہیں، تو وہ نہایت بے صبری سے روتا دھوتا نبی اکرمؐ کی خدمت میں جا پہنچا اور نہایت رقت و سوز کے ساتھ طالبِ عفو ہوا ؎

گرمی بکشی بکش کہ در مذہب من از کشتن دوست زندگانی خیزد غ

بولا :

اے بہترین خلائق، اس بدترین خلائق کی طرف التفات کیجئے۔ آپ اولین اور آخرین انسانوں کے شفیع ہیں۔ آپ سلطانِ حقائق اور زبدۂ افلاک و زمین ہیں میں ایک گناہ کی سوزش سے مدتوں سے ناراحت اور پریشان ہوں۔ آپ سے ذکر کرتے خجالت مانع رہی مگر اب کس دوسرے کے در کا رخ کرتا؟۔ آپ مجھے رب لایزال کی رحمت کا سزاوار بنایئے ؎

در دولت تو سیہ نگیمی گر سود کند زیان ندارد ظ

میرے گناہ کو آپؐ ہی معاف کروا سکتے ہیں۔ اس ناقابلِ معافی گناہ کو بے پایاں رحمت والے کے دامن میں ہی پناہ مل سکتی ہے۔ حضرت عیسیٰؑ کے نفس سے مردے زندہ ہو سکتے ہیں، حضرت داؤدؑ کے ہاتھ میں لوہا موم ہو سکتا تھا، اور

حضرت سلیمانؑ کے لئے جن و شیطان اور ہوائیں مسخر تھیں، مگر آپ داؤدؑ، سلیمانؑ اور مسیحؑ کا بھی افتخار ہیں۔ مجھے اس پریشانی سے نجات دیجئے۔ مجھے وہ کلمہ شہادت پڑھوایئے جو پلید کو پاک بنانے والا اور عرش و کرسی سے بھی زیادہ محترم اور مکرّم ہے۔ مجھے اس کلمہ کی برکت سے ان لاکھوں پریشانیوں سے نجات دلوایئے۔

نبی اکرمؐ نے اسے کلمہ شہادت پڑھوایا:

"اشهدان لا اله الا الله واشهدان محمداً عبده ورسوله"

اس وقت وحشی کی حالت اس چوزے کی سی تھی جسے مرغی ایک ایک دانہ چگوا رہی ہو اور وہ ذوق و شوق کے ساتھ منہ کھولے چگنے میں مصروف ہو اور کوشش کر رہا ہو کہ کئی دانے ایک ساتھ چگ لے ؎

چون روبہ من شدی تو از شیر مترس　　چون دولت تو منم ز اژدہر مترس
از چرخ چو آن ماہ بتو ہمراہ است　　گر روز بہ گاہ ہست و اگر دیر مترس

بلکہ وحشی کی حالت پرندوں کے اس نوزاد بچوں کی سی تھی جو آشیانوں میں ہوتے ہیں اور ان کی ماں دور دراز پرواز کر کے ان کیلئے دانہ دنکا لاتی ہے۔ کبھی کبھی دانہ لینے میں ماں کو دیر ہو جاتی ہے اور نوزاد بچے بھوک اور انتظار سے دوچار ہوتے ہیں۔ پس ماں کے دانہ دنکا دیتے وقت وہ کتنے خوش ہوتے ہیں اور کتنے زور سے "چیں چیں" کرتے ہیں۔ مگر ماں بیچاری کا دل دھڑکتا رہتا ہے کہ مبادا دانہ لینے جاتے اور گرفتار دام ہو جاتے اور اس کے بچے تڑپ تڑپ کر مر جائیں ؎

مارا ہمہ رنج از طمعہ خام افتد　　در فتنہ رنفس و خارش کام افتد
مرغی کہ برای دانہ در دام افتد　　اندر قفس تنگ سر دام افتد

اے نفسِ حریص، تو دانہ کے لئے تگ و دو کرنے والے اور مبتلائے دام ہونے والے پرندے سے کم نہیں ہے۔ پرندے نے سارے دانے چگے اور اس کے معدے نے ہر دانے کو کہاں قبول کیا مگر حرصِ دانہ بیچارے کو پابند دام بنا کے چھوڑتی ہے۔ جب معدے میں تکلیف ہوتی ہے تو پرندہ کہتا ہے کہ تلاشِ دانہ سے

تو دام بہتر ہے۔ پرندے! حرص ترک کر دے اور بقدر ضرورت دانہ وہاں سے لے جہاں مبتلائے دام ہونے کا خطرہ نہ ہو۔ چالاک پرندہ وہ ہے جو ہمیشہ اپنے اردگرد دیکھ رہا ہو مبادہ کوئی مردار خوار پرندہ اس کا دامن گیر نہ ہو جائے۔ چوراسی کے پیچھے لگتا ہے جس کے ہاتھوں گرفتار ہونے کا اسے خدشہ نہ ہو۔ جسے احمق دیکھیں، لوگ اس کی ہنسی اڑاتے ہیں ؎

بر سر دانہ مرغکی صد بار　　بنگر پیش و پس، یمین و یسار

جان او بہر آن بد اندیش است　　کش غم جان ز عشق نان بیش است ؎

کہاں ہے وہ دوست جو اپنے کمائے ہوئے دانے کو بھی احتیاط سے دیکھے کہ نفس کے مردار خوار نے اس میں حرام نہ ملا دیا ہو، ہوسِ شیطانی کی بلی نے اس میں منہ نہ مار دیا ہو یا قہرِ حق کا دام اس میں پوشیدہ نہ ہو؟ دانے کے دورخ اجنبی عورت کے دو گال جانیے۔ خوش بخت وہ ہے جسے اس زنِ زیبا رو کے گال پر توجہ نہ ہو اور اس کے خمارِ چشم کا فریفتہ نہ ہو، بلکہ متنبہ ہو کہ یہ غیبی جاسوس اسے گرفتار نہ کرنے آیا ہو ؎

منگر اندر بتان کہ آخر کار　　نگرستن گرستن آرد بار

اول آن یک نظر نماید خرد　　بعد آن مرغ جست دانہ ببرد ؎

حکایت برصیصا

برصیصا بنی اسرائیل کا ایک عابد تھا۔ مشرق و مغرب میں اس کے زہد اور تقویٰ کا شہرہ تھا۔ دور دراز سے لوگ مریضوں کے لئے اس سے پانی دم کروا کر لے جاتے اور مریض بظاہر یہ پانی پی کر ٹھیک ہو جاتے۔ لوگوں کا خیال تھا کہ مریض اس کے نفس کی تاثیر سے ٹھیک ہوتے ہیں مگر جلد ہی مشہور ہو گیا کہ یہ اس کی دوا کا اثر ہے۔ بہر حال، برصیصا کا علاج و معالجہ ایسا کامیاب تھا کہ معاصر طبیبوں کے پاس کوئی نہ جاتا تھا۔ ابلیس کو برصیصا کی نیک نامی پر بے حد غصہ تھا۔ انسانوں کا یہ ازلی دشمن کسی چال کی فکر میں تھا۔ ایک دن اپنے فرزندوں، شیاطین سے بولا:

تم میں سے کوئی بھی نہیں جو برصیصا کی شہرت کو ٹھکانے لگا کر میرے کلیجے کو ٹھنڈا کرے؟

ایک شیطان نے کچھ سوچ کر کہا کہ وہ اس مہم کو انجام دے گا۔ ابلیس خوش ہوا۔ شیطان بچہ بولا:

"مرد کا بدترین دام خوب صورت عورت ہے۔ برصیصا کو بھی اسی دام میں لائیں گے۔"

بولا:

"مال و دولت اور خورد و نوش کا عشق اور ہے اور شہوت اور حسن کی دلدادگی اور۔ زر و دولت کا عاشق شاید عمر بھر ایک دیوار توڑنے کی جرأت نہ کر سکے، مگر حسن کے عاشق اور شہوت کے حریص کئی دیوانگیاں کر دیتے ہیں۔ زر و لقمے کے عاشق کو رسوائی کا خوف ہوتا ہے مگر فریفتہ حسن رسوائی کو اپنی عزت جانتا ہے۔"

غرض شیطان بچے نے ابلیس اور اپنے ابنائے نوع کو قائل کر لیا کہ برصیصا کے لئے دامِ زن ہی کارگر رہے گا۔ اب وہ کسی حسین و جمیل اور صاحب حسب و نسب عورت کی تلاش میں تھا جو برصیصا کے ایمان کی غارت گر ہو سکے۔ آخر اسے ایسی عورت مل گئی۔ کہتے ہیں کہ:

"جوینده یابنده است"

مگر کاش خلائق ایسی چیزوں کو تلاش کریں جو تلاش و جستجو کی سزاوار ہوں۔ یہ سور کا بیہودہ شکار نہ ہو جس کے لئے اپنے آپ کو، شکاری کتے کو اور گھوڑے کو تھکایا جائے۔ اس بیکار شکار کے لئے وقت کیوں تلف کیا جائے۔ اس کی اون ہے نہ دانت نہ کھال ہے نہ خوردنی گوشت ؎

باری بکردای خر بیرزیدی بار یا خود بغم دلم بیرزیدی بار

عاقل ایسی چیز کی تلاش کرتا ہے جو نہ ملے تو اسے افسوس نہ ہو اور ملے تو خوشی ہو۔

سورہ ا۔ ایسے شکار کی تلاش بے ذوقی اور عبث کام کے درپے ہونے کی دلیل ہے۔ ذرا کسی حسین چیز کی طلب کا سوچیں، البتہ "حسین" ہونا بھی ذوقی مسئلہ ہے۔ حسن لایزال کا تصور کیجئے۔ سوچتے ہی دل وجان نسیم عطرزا سے معمور ہو جاتے ہیں مگر بے ہودہ چیزوں کی تلاش کس قدر وحشت ناک ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

"فما تدری نفس ما اخفی لھم من قرۃ اعین جزاء بما کانوا یعملون" [۵۸]

فرماتا ہے کہ اللہ نے خلوت سینے کے لئے ہدہدوں کی زبانی بلقیس جیسی ملکاؤں کے بارے میں جو خوش آئندہ اور مسرت انگیز خبریں رکھی ہوتی ہیں، ان کا عام لوگوں کو کیا علم ہے۔ ہاں حضرت سلیمانؑ جیسے مقبولانِ بارگاہ سے ایسی اطلاعات چھپائی نہیں جاسکتیں۔ مگر ہمارے اعمال کا ذرہ ذرہ خالق کی نگاہوں میں ہے کہ:

"کراماً کاتبین یعلمون ما تفعلون" [۵۹]

کراماً کاتبین اور دیگر فرشتے انسانی کمال پر محوِ حیرت بھی ہیں وہ تعجب کرتے ہیں کہ ان انسانوں میں کیسے کیسے اشخاص ہیں جو افلاک اور ماورائے افلاک کے حالات سے باخبر ہیں۔ انہیں انسان کے تحمل اور بردباری پر بھی تعجب ہے۔ ان کی استقامت اور استواری اور بھی قابل تعجب ہے۔

انسان اعجوبہ تخلیق ہے۔ وہ بارِ امانت کو اطمینان سے اٹھائے ہوئے ہے اور جس قرآن مجید کی ہیبت سے پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گئے ہوتے، اس کی تعمیل اور تعمیل یہی انسان کر رہا ہے کہ:

"لو انزلنا ھذا القرآن علی جبل لرایتہ خاشعا متصدعاً من خشیۃ اللہ" [۶۰]

خداوندا، سبحانک تو نے انسان کو کیا بنایا کہ قرآن مجید کے نزول سے پتھر تو لرزہ بداماں ہو جاتے، مگر انسانوں میں خاشع و خاضع کم ہی ہیں۔ ابیات ؎

ای درمیان جانی وجان از توبی خبر — از تو جہان پُر است وجہان از توبی خبر
چون پی بر د بتو دل وجانم کہ جملہ تو — در جان و در دلی، دل وجان از توبی خبر
نقش تو در خیال و خیال از توبی نصیب — نام تو در زبان و زبان از توبی خبر

از تو خبر بنام و نشان است خلق را
وانگہ ہمہ بنام و نشان از تو بی خبر
جو نید گمان گوہر دریای کنہ تو
در وادی یقین و گمان از تو بی خبر زز
شرح و بیان تو چہ کنم زانکہ تا ابد
شرح از تو عاجز است و بیان از تو بی خبر
چون بی خبر بود مگس از پر جبرئیلؑ
از تو خبر دہندہ چنان از تو بی خبر ھھ

بقیہ قصہ برصیصا :۔ اب دوبارہ برصیصا اور شیطان بچہ کے قصے کی طرف رجوع کریں۔

شیطان نے بڑی تلاش کے بعد ایک حسین عورت کا انتخاب کیا کہ اس کے ذریعے برصیصا کو گمراہ کرے۔ مگر وہ اس ملک کے بادشاہ کی بیٹی تھی۔ وہ نہایت خوب صورت تھی۔ شیطان نے اپنے عمل دخل سے اسے حواس باختہ اور مریض کر دیا۔ بادشاہ نے اطبا کو بلایا مگر وہ اس کے معالجے میں قاصر رہے۔ پھر شیطان ایک زاہد کے لباس میں آحاضر ہوا، اور بادشاہ کو مشورہ دیا کہ وہ اس لڑکی کو برصیصا کے پاس بھیجے۔ اسے برصیصا کے پاس لے گئے۔ شیطان نے اپنا عمل دخل ہٹا دیا اور وہ ٹھیک ٹھاک ہوگئی۔ اس طرح بادشاہ کو اس زاہد اور برصیصا پر کافی اعتقاد ہوگیا۔ چند دن بعد شیطان نے پھر عمل دخل دکھایا اور شاہزادی پھر حواس باختہ اور مریض ہو گئی۔ بادشاہ اور اس کے اعزہ و اقارب پھر پریشان ہو گئے کہ شیطان ایک زاہد کے روپ میں پھر آ نکلا۔ شاہزادی کا پوچھ کر بولا:

"آپ اسے جلد واپس لے آئے۔ اسے کافی عرصہ برصیصا کے پاس رکھنے کا اہتمام کیا ہوتا تاکہ اس مرض کا قلع و قمع ہو جاتا۔ دوبارہ لے جاؤ اور اب کی بار یہ چند ماہ وہیں رہے۔"

بادشاہ کے حکم سے اس زاہد کی نصیحت پر عمل کیا گیا۔ چند درباری اس حسین شاہزادی کو دوبارہ برصیصا کے پاس لے آتے اور بولے:

"اب یہ آپ کے ہاں رہے گی۔ یہ دوبارہ مریض ہو گئی اور اب کی بار جب خود بتائے گی کہ اب بالکل تندرست ہے تو ہم اسے واپس لے جائیں گے۔"

غرض بادشاہ کے مامورین شاہزادی کے قیام کا اہتمام کر کے اسے برصیصا کی تحویل میں دے گئے۔ وہ برصیصا کے صومعہ کے ایک گوشے میں تھی۔ شیطان نے اپنا عمل دخل چھوڑا تو وہ پھر ٹھیک ہو گئی۔ مگر برصیصا جلد اس کا فریفتہ ہو گیا۔ آخر شیطان بھی اپنے کام میں مصروف تھا۔ برصیصا اگر عالم ہوتا تو تنہائی اور خلوت میں اس حسینہ کے پاس بیٹھنے سے احتراز کرتا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کس قدر سچ فرمایا ہے کہ:

"جب کوئی مرد اور عورت تنہا ہوں تو ان کے درمیان شیطان آحاضر ہوتا ہے۔"

برصیصا اور شاہزادی مدتوں اکیلے تھے آخر ان کی خلوت رنگ لائی۔ شاہزادی حاملہ ہوئی تو برصیصا بے حد پریشان ہوا کہ اب کیا کرے؟ اس وقت شیطان انسانی لباس میں ظاہر ہوا۔ برصیصا نے ہمدرد جان کر اسے ساری بات بتا دی۔ بولا:

"یہ بھی کوئی بات ہے؟ شاہزادی کا پیٹ خاصا بڑا ہو چکا۔ اب اسے قتل کر دو اور چپکے سے دفنا دو۔ بعد میں بادشاہ کو خبر کر دو کہ شاہزادی کا انتقال ہو گیا تھا اور دفنا دی گئی ہے۔"

برصیصا نے اسی نصیحت پر عمل کیا۔

دوسری طرف شیطان نے بادشاہ اور اہلِ دربار کے کان میں یہ بات ڈالی کہ شاہزادی کی فکر کریں۔ شاہزادی کے اعزّہ اور درباری لوگ برصیصا کے ہاں آئے۔ اس نے شیطانی نصیحت کے مطابق سارا من گھڑت ماجرا سنا دیا اور وہ

آہ و فغاں کرتے لوٹ آتے۔ اب کی بار شیطان ایک مختلف روپ میں بادشاہ سے ملا اور برصیصا کے خلاف بولا:

"وہ جھوٹا اور دغا باز شخص ہے۔ اس نے کئی لوگوں کی جان لی ہے شاہزادی کی اس نے پہلے عزت لوٹی اور بعد میں اس کے حمل کی رسوائی سے بچنے کی خاطر اسے قتل کر کے فلاں جگہ دفن کر دیا ہے میں مصدقہ اطلاع لایا ہوں۔ یقین نہ ہو تو میرے ساتھ چلو اور لاش نکال کر دیکھ لو کہ وہ مقتولہ ہے اور حاملہ بھی۔"

اس بات سے بادشاہ کے غصے کی کوئی انتہا نہ رہی۔ آخر وہ ایک گروہ کے ساتھ برصیصا کی طرف چل دیا۔ برصیصا کو اس نے ملامت کی کہ شاہزادی کی بیماری کی اطلاع کیوں نہ دی اور اس کی لاش یہاں کیوں دفن کر دی؟۔ برصیصا بھی اپنا رعب دکھاتا رہا۔

"مجھے اوراد و وظائف سے اتنی فرصت کہاں ہے کہ فضول کاموں میں مشغول ہو سکوں؟۔ جو آئے، آئے اور جو جائے، جاتا رہے۔ کسی کا جینا اور مرنا، خواہ وہ کوئی ہو، میرے لئے بے معنی ہے۔"

لیکن بادشاہ اسے شہزادی کے مدفن تک لے آیا۔ لاش نکال کر ملاحظہ کی گئی۔ شاہزادی کا قتل کیا جانا اور حاملہ ہونا ثابت ہو گیا۔ پس برصیصا کے ہاتھ اور گردن میں رسیاں باندھ دی گئیں۔ اسے ذلیل و خوار کرتے ہوئے دربارِ شاہی کی طرف لے آئے۔

برصیصا دل میں کہتا تھا:

"اے بدبخت نفس، تو نے مجھے کہیں کا نہ چھوڑا۔ میری دعا و دارو کا کتنا وقار تھا۔ چاروں طرف میری شہرت تھی۔ لیکن یہی شہرت میرے لئے سانپ اور بچھو کی نیش زن رہی۔"

برصیصا، اس وقت زار و قطار روتا تھا۔ کہاں اس کا وہ احترام اور کہاں یہ گرفتاری

اور سزا و عقوبت ! ۔ کہتے ہیں کہ شیطان اس وقت برصیصا کے پاس آیا اور اپنی کیفیت بتائی ۔ بولا :

"تیرے سر پر یہ بلائیں لایا ہوں ، لیکن میں اب بھی تجھے بچانے پر قادر ہوں بشرطیکہ تو مجھے سجدہ کرے ۔"

برصیصا بولا :

"بحالتِ گرفتاری میں سجدہ کیسے کروں ؟ ۔"

شیطان بولا :

"تو سر سے سجدے کا اشارہ ہی کر دے کہ عاقل کے لئے اشارہ ہی کافی ہوتا ہے ۔"

برصیصا نے برضا و رغبت اشارہ سجدہ کر دیا ۔ مگر اس کے گلے کا پھندا اور بھی سخت ہو گیا اور شیطان : "انی بری منکم" (۶۱) کہتا ہوا پلٹ گیا ۔

اللہ تعالیٰ مومنوں سے کہتا ہے کہ خیر خواہ کے روپ میں تمہیں برائی کے لئے بلانے والے ، تمہیں مبالغہ آمیز بھلائی کا وعدہ اور قول دینے والے اور دوسروں کی برائی پر اکسانے والے شیطان ہیں ۔ برصیصا کی حکایت اس لئے نقل کی گئی کہ دھوکہ باز زاہدوں کا چہرہ سامنے آئے اور شیطان کے حسد اور مکر و حیلہ کا منظر بھی ۔ شیطان کا کام یہ ہے کہ انسانوں کو عصیان اور معصیت میں بتلا کرے اور اس کے بعد ان سے دور ہو جائے ۔

ہر آں کو در تو دل بندد ہمی بر خویشتن خندد
کہ جز ہم چوں تو نا اہلی چو تو دلدار نپسندد

وگر تو کیسہ عشقی بدست آری تو از شوخی
قباھا کز تو بر درّد ، کمر ہا از تو بر بندد
وگر تو نیستی جز جان چنان بستانم از تو دل
کہ یک چشمت ھمی گرید دگر چشمت ھمی خند

آن کس کہ ترا امید بی غم داداست　　ہان تا نخوری کہ او ترا دم داداست
در روز شادی ہمہ جہان یار تو اند　　یاد شب غم نشان کسی کم داداست　　حہ

ارشاد خداوندی ہے :

۶۲ھ
"انما المؤمنون اخوۃ"

مومنوں کا حال اس حکایت سے برعکس ہے۔ وہ ظاہری اور باطنی طور پر خیر خواہ ہیں۔ وہ خدا کے لئے وفا و اخلاص برتتے ہیں۔ ان میں ریا کاری اور تظاہر نہیں ہے ان کا پیوند خدا کا قائم ہوا ہے:

مردم از عاقلان دژم نشود　　ہرگز عقل بسود، گم نشود　　طہ

کسی غرض اور سود سے وابستہ محبت اور برادری بوسیدہ رسی کی طرح ہے جو ہاتھ لگاتے ہی ٹوٹ جاتی ہے۔ مگر بے غرض محبت اور برادری حبل اللہ ہے جو بوسیدگی اور فرسودگی سے محفوظ و مامون ہے :

۶۳ھ
"فمن یکفر بالطاغوت ویؤمن باللہ فقد استمسک بالعروتہ الوثقیٰ"

توبہ اور ایمان

نبی اکرمؐ نے فرمایا :

"جو غرارہ کرنے سے قبل توبہ کر لے، اللہ تعالیٰ اسے قبول کر لے گا"

لیکن غرارہ کرنے کی حالت میں توبہ ہو بھی سکتی ہے ؟۔ مگر توبہ وہی ہے جو صحت و توانائی میں کی جائے اور نہ ضعف و ناتوانی میں۔ غرارہ باطن کی خرابی باہر پھینکنے کے لئے یا مرضِ گلو کی اصلاح کے لئے مگر جس کسی کا ظاہر اور باطن دونوں خراب ہوں اسے غرارہ کیا دے گا اور توبہ کیا؟ شعر ؎

از برف تو ان کوزہ بر آورد ولیک
کیفر برد آن کس بہ گہ پر کردن　　یی

ایمان تصدیقِ دل ہے اور مقامِ ایمان دل ہی ہے کہ :

۶۴ھ
"کتب فی قلوبھم الایمان"

لیکن دل اور زبان کا گہرا رابطہ ہے۔ دل میں ایمان ہو تو زبان تسبیح و تہلیل کرتی ہے اور ایمان کی حلاوت سے بہرہ مند رہتی ہے۔ مثلاً سوکھے گھاس میں دھیمی سی آگ لگتی ہے مگر ہوا کی مدد سے تیز ہو جاتی ہے۔ اسی طرح دل میں اگر سرمایہ ایمان ہو، تو زبان بھی اس سے ضرور مایہ گیر ہوتی ہے۔ مثلاً کلمہ طیبہ اگر دل میں ہو تو زبان پر بھی آئے گا۔ اور نورِ ہدایت میں اضافے کا موجب بنے گا کہ:

"لیزدادوا ایمانا مع ایمانھم" [۶۵]

لیکن آگ کے تقویت پذیر ہونے کی خاطر گھاس کا وجود ضروری ہے ورنہ خاک و خاکستر میں جتنی بھی آگ جھونکو، غبار و خاکستر ہی اُٹھے گا کہ:

"فویل للمصلین الذین ھم عن صلاتھم ساھون الذین ھم یراؤن" [۶۶]

یہ ان لوگوں کا بیان ہے جو آگ کے انگاروں کو پھونکیں مارتے ہیں مگر گھاس یا خاکستر کو یکساں جانتے ہیں اور:

"ذلک قولھم بافواھھم" [۶۷]

نکتہ یہ ہے کہ حقیقی تسبیح و تہلیل کرنے والے کا دل نورِ ایمان سے خالی نہیں کیونکہ زبان دل کی تابع ہے ؎

بہ نزدِ عقل یکی دانندہ ہست کہ باگردندہ، گرداندہ ہست [۶۸]

اور جذبہ دل کے بغیر تسبیح و تہلیل محض رسم ہے۔ بزرگان تصوف نے کہا ہے کہ "باقیاتِ صالحات" [۶۸] خوف و رجا سے تولید ہوتی ہے۔ پس دل میں اگر حفظ ایمان کا خوف نہ ہو تو زبان رجائے ذکر سے شاد نہیں ہو سکتی۔ خوف ظاہراً تاریکی ہے اور رجا روشنی مگر باطناً معاملہ برعکس ہے۔ خوف میں انسان کے تصرّف کو دخل نہیں مگر رجا اس کے تصرّف سے استوار ہے۔ جملہ خرابیوں کی جڑ انسانی تصرّف ہے اور اصلاح و بہتری من جانب اللہ ہے۔ انسان کو نیک اعمال اور بہتر نتائج کار کی کوشش کرنا چاہیے۔ مگر اسی خوف کو سب کچھ نہ جاننا چاہیے بلکہ ہمیشہ رجائے رحمت کا دامن محکم پکڑنا چاہیے۔

ارشادِ خداوندی ہے ؛

"واذا قری القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون" [۶۱]

یعنی جب نبی اکرم محمد مصطفےٰ ﷺ قرآن مجید کی قرأت فرمائیں تو مومنوں کو چاہیے کہ بغور سنیں کوئی بات نہ کریں، سوال نہ پوچھیں اور خاموشی کے ساتھ آپ کی توضیح کو سنیں تاکہ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے اور انہیں مشکلات سے نجات دے۔ مقصد یہ کہ رحمت حق شامل حال نہ ہو تو قیل وقال سے مشکلات حل نہیں ہوتیں۔ متکلمین نے کتنی کتابیں لکھی ہیں۔ ان کی باریکیوں اور نکتہ آفرینیوں کا کیا کہنا مگر کتنے طالبان حق نے ان کی کتابوں سے راہ حق پائی اور ظلمتِ تذبذب سے نکل کر نورِ ایقان کی طرف آئے ؟۔ راہِ یقین انہیں ہی ملی جنہیں رحمت حق نے نوازا کہ :

"وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمھا الا ھو" [۶۷]

کتنے خوش نصیب ہیں جنہوں نے قیل وقال سے انصراف کیا اور کاملین کی باتوں پر دھیان دیا۔ وہ جلد ہی شکوک وشبہات اور ظن وریب سے محفوظ ہو گئے۔ لیکن جن لوگوں کا مقصد راہ ہدایت حاصل کرنا نہ ہو اور سوال وجواب کی شطرنج بازی سے آگے نہ بڑھیں، انہیں کیا کہا جائے ؟۔ جلد کے مریض گرگ [۶۸] کا کھجانا خارش کے علاج کے لئے نہیں ہوتا۔ یہ اس کی عادت وسرشت ہے۔ اگر طبیب کسی خارش کے مریض کا علاج کرے اور اسے کارگر ہونے والی دوا دے، مگر مریض دوا استعمال کرنے کی بجائے خارش کے مرض پر بحث کرنے اور قیل وقال کرنے کو کافی جانے تو قصور کس کا ہوگا ؟۔ علاج دوا سے ہوگا اور قیل وقال سے نہیں۔ دوائے ایمان سوال وجواب، قیل وقال اور شک وریب کی جملہ خارشوں کا علاج ہے کہ :

"وننزل من القرآن ما ھو شفاء ورحمۃ للمومنین" [۶۹]

بہرحال، منقولہ بالا آیت میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ رضؓ سے کہا کہ نزول وحی کے وقت قصے، کہانیاں بیان کرنے، باتیں کرنے، سوال پوچھنے اور بے توجہی سے

محترز رہیں۔ یہ سکوت اور خاموشی کا حکم ہے اور صحابہ رضؓ نے اسے خوب بنا ہا ہے۔ صحابہؓ سے روایت ہے کہ وہ نزولِ وحی کے وقت اتنے خاموش اور بے حس و حرکت بنے بیٹھے رہتے تھے کہ پرندے ان کے سروں پر آ بیٹھتے تھے۔ پرندہ اسی صورت میں کسی کے سر پر بیٹھے گا کہ جمادیا نبات بنا بیٹھا ہو۔

عزیزو، بچپن میں تم میں سے اکثر نے لہو و لعب کو مقصود جانا۔ سخنِ استاد پر توجہ نہ دی۔ سوال پوچھتے رہے مگر جواب کی خاطر نہیں بلکہ شغل اور تفریح کے طور پر، مگر اب تمہیں جوانی، کہولت یا پیری میں پہنچ کر اپنے گزشتہ اوقات تلف کر دینے کا افسوس ہوگا۔ اب بھی مایوسی کی بات نہیں۔ لیکن اب خام خیالیاں ترک کرو۔ مردانِ حق اور کاملین کی باتیں بغور سنو اور اللہ کی رحمت کے امیدوار رہو اور نورِ ایمان سے دل اور زبان کو آباد رکھو ؎

نور اگر صد ہزار می بینند جز کہ بر اصل نور ننشینند [۱۱]

دعا و مناجات [۱۲]

پادشاہ، ہماری آنکھوں کو راہِ راست دیکھنے کے لئے بینا رکھ، ہمارے سینوں کو آخرت کی فکر سے آباد فرما اور اپنے احسانات کا شکریہ ادا کرنے کی ہمیں توفیق ارزانی دے۔ خداوندا، ہم میں سے ہر ایک کے قلعۂ دل کو کفر اور معصیت نام کے دشمنوں سے محفوظ رکھ، ریاکاری، شرک، تذبذب، منافقت اور حسد کے رذائل سے ہمیں مامون کر، بغض، کینے اور عداوت سے ہمارے دلوں کو پاک رکھ اور دین کے نام پر مکر و فریب کے ان جال پھیلانے والوں سے ہمیں بچا جن کے بارے میں تو نے فرمایا ہے کہ:

"ان کثیراً من الاحبار والرھبان لیاکلون اموال الناس بالباطل ویصدون عن سبیل اللہ" [۱۳]

خدایا، یہ ریاکار دیندار اور بندگانِ شہوت و حرص ہمارے قلاعِ دل کو ناقابلِ تسخیر جانیں۔ خدایا ہمیں انسی اور جنی شیاطین سے اپنی پناہ میں رکھ۔

خدایا، ہم تشنوں کو نبی اکرمؐ سے وعدہ کئے گئے حوضِ کوثر کی حلاوت اور شیرینی سے سرد جگر رکھ اور شیطانی وسوسہ و غرور سے ہمیں دور رکھ۔ الٰہا، عبادت گزاروں کو اپنی حقیقی عبادت نصیب کر۔ پروردگارا، ہمیں یہودیوں اور عیسائیوں وغیرہم کی طرح جادہ توحید سے منحرف نہ کر اور ہمیں طرح طرح کی بت پرستی، غلط عقائد اور خرافات سے محفوظ رکھ۔ الٰہا ہمارے مجاہدین کو کفار کے خلاف جنگوں میں فتح دے:

"واجلب علیھم بخیلک ورجلک"[۷۵]

خدایا، تو جانتا ہے کہ شیطانی لشکر ہر روز مومنوں کے قلوب پر تین سو بار حملہ کرتے ہیں تاکہ انہیں راہِ حق سے منحرف کریں اور جہاد زندگی میں انہیں شکست دیں الٰہی ان لشکروں سے مقابلہ کرنے کی ہمیں ہمت دے اور زبانِ حال سے فرشتوں کے ذریعے ہماری نصرت فرما کہ:

"انی معکم فثبتوا الذین اٰمنوا"[۷۶]

خدایا، اپنے طالبوں کے دل سے خوفِ شکست نکال دے اور انہیں شیاطین سے نبرد آزما رہنے کی توفیق دے۔ الٰہی تیری تائید و نصرت سے تھوڑی تعداد والے اور کمزور لوگ، بڑی تعداد والے اور قوی لوگوں پر غالب آ گئے کہ:

"فھزموھم باذن اللہ"[۷۷]

خداوندا، تو نے نفس امارہ کے جالوت کو عقل کے داؤدؑ کے ہاتھ سے قتل کروا دیا تھا کہ:

"وقتل داؤد جالوت واتٰہ اللہ الملک"[۷۸]

اس جہان اور اس جہان کی سلطنت تیری ہے۔ خدایا، اپنے بے سہارا غلاموں کو دشمنانِ دین کا محتاج نہ بنا۔ الٰہی ہم عاجزانہ التماس کرتے ہیں کہ ہماری معروضات کو شرفِ قبولیت دے اور اپنی بے پایاں نصرت اور بخشش سے ہمیں مالا مال کر۔ الٰہ العالمین تو ہے اور خیر الناصرین بھی تو۔

تفسیر بسم اللہ ؎

مفسّر کہتے ہیں کہ ب یہاں ایک مضمر نکتہ ہے مگر اس مضمر نکتے میں اختلاف ہے کہ کیا ہے مگر ب آغاز کی خاطر نہیں۔ کیونکہ عرب اس طرح بولتے یا لکھتے نہیں ، میں بعض نے مضمریات کو حقیقت امر بات بتایا ہے۔ یعنی خدا فرماتا ہے کہ ہر نیک کام کے آغاز میں شیطان سے میری پناہ مانگا کرو تاکہ میری نصرت سے تم اس کے شرّ اور خلل اندازی سے محفوظ رہو۔ بعض مفسرین اسے بندہ کی اخباء مانتے ہیں یعنی خدایا، میں شیطان سے تیرے حضور فریاد کرتا ہوں اور تو مجھے اپنے سایہ پناہ میں رکھ۔ اس میں یہ اقرار بھی ہے کہ تیرے علاوہ میں کسی دوسرے کی پناہ نہ مانگوں گا۔ قرینہ یہ ہے کہ آغاز سے انجام کار تک میں تیری ہی پناہ کا طالب ہوں۔ جب آغازِ کار اس نام پاک کے ساتھ ہو تو اللہ تعالیٰ کی برکات فعل اور فاعل کے شامل حال ہوتی ہیں۔ نبی اکرمؐ کا ارشاد ہے :

"ہر وہ کام جس کی ابتدا اللہ کے نام سے نہ ہو، وہ شر آمیز ہے۔"

مقصد یہ کہ خدا سے نامزّین اور اس کی پناہ سے محروم کام شرّ اور فتنہ و فساد کا موجب ہوگا، اور یہ کام آج کیسا ہی محمود دکھائی دے، کل اس کا نتیجہ وبال اور تباہی کی صورت میں نکلے گا۔ کسی کو یقین نہ ہو تو نمرود، شدّاد اور فرعون کے واقعات پر غور کرے، انہوں نے ہزار قوت نمائیاں کیں، اپنے لشکروں کا رعب اور دبدبہ جمایا، اور ان پر خزانے خرچ کئے مگر انہیں ہلاکیا ؟۔ کیا وہ دشمنوں پر غالب آسکے یا نیک نامی حاصل کر سکے ؟۔ چوں کہ ان کے کام "بسم اللہ" یعنی اللہ کے نام سے نصرت یاب ہونے سے محروم تھے، اس لئے وہ خاسر، زیاں کار اور نامراد رہے۔ ان کی ذلّت کی یہ حالت ہے کہ مکھی یا مچھر کی ایذا رسانی اور سمندر میں ڈوبنے سے ان کا خاتمہ ہوا۔ اور رہتی دنیا تک ان کا نام بُرے الفاظ میں مذکور ہوتا رہے گا۔ ان کے مقابلے میں انبیائے کرامؑ کا حال دیکھیں۔ ان کے کام للہ تھے۔ انہوں نے لوگوں کی وقتی براتی کی پرواہ نہ کی اور اللہ کا نام لے کر ابلاغ حق کرتے رہے۔ مگر

آج ان کے نام لوگوں کے لئے حرزِ جان ہیں۔ ان پر درود وسلام کی بارش جاری ہے۔ پس جنہوں نے اللہ کے نام سے بے نیاز ہو کر شہرت حاصل کرنے کی کوشش کی، وہ ملعون ہو گئے اور جنہوں نے اللہ کا نام پناہ بنایا اور اسی کے لئے کام کیا وہ ابدالآباد تک مقبول و معروف ہو گئے۔

نبی اکرمؐ نے زمرہ انبیاءؑ میں جو شہرت حاصل کی وہ اسی استعانت باللہ سے ان کے نصیب ہوتی ہے۔ ابراہا نے مکہ مکرمہ کو تباہ کرنے کے لئے ہاتھیوں کی فوج جمع کی مگر اللہ تعالیٰ نے کمزور ابابیلوں کے ذریعے اس کے لشکر کو تہس نہس کر دیا کہ:

"الم ترکیف فعل ربک باصحاب الفیل"[۸۰]

میں یہی ذکر ہے۔ جس کسی نے بھی اس نام کی پناہ نہ لی اور از روئے حماقت کسی اور نام کو پناہ بنا بیٹھا، وہ آخر کار تباہ اور برباد ہوا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اسی نام کو اپنی پناہ بنایا اللہ تعالیٰ نے شرق و غرب اور شمال و جنوب سے اٹھنے والے غیر معمولی طوفان کے ذریعے انہیں اور ان کے گروہ کو بچا لیا اور ان کی مخالفت قوتوں کو نیست و نابود کر دیا۔ حضرت نوحؑ کے عہد میں جہاں آباد تھا اور لوگ کئی علوم و فنون جانتے تھے۔ انہیں عصری صنعت و حرفت پر بجا طور پر ناز تھا لیکن "بسم اللہ" سے انہیں ربط نہ تھا۔ حضرت نوحؑ "بسم اللہ" پیش کرتے تھے مگر اپنی ہٹ دھرمی کی بنا پر وہ لوگ اس نام سے چشم پوشی اور انکار کرتے تھے وہ صورت پرست تھے اور غیب پرستی کی انہیں ہمت نہ تھی۔ صورت پرست کو ستر بار پانی میں ڈالو تو بھی وہ پاک نہ ہو گا پس اسم الٰہی سے وہ ربط کیسے پیدا کرے کہ "لا یمسہ الا المطہرون"[۸۱]

حضرت نوحؑ فرماتے تھے کہ "اگر تمہیں اللہ کے نام اور اس نام کے ساتھ کام کا آغاز کرنے کی حکمت سمجھ میں نہیں آتی" تو اللہ کے سامنے گریہ وزاری کرو اور اس سے استعانت کرو۔ اللہ تعالیٰ کا دریائے رحمت جوش میں آئے گا اور تمہیں

خاص دید اور فہم حاصل ہو جاتیں گے۔ دیکھو، میں مدتوں تمہاری ہدایت کی خاطر گریہ و زاری کرنے اور اللہ تعالیٰ سے عاجزانہ استعانت کرتے رہنے کی بنا پر "نوح" موسوم ہو گیا ہوں۔ "نوح" یعنی بہت زیادہ نوحہ و فریاد کرنے والا۔ میں تمہیں ہلاکت اور تباہی کے نزدیک دیکھ کر نوحہ و فغان کر رہا ہوں کہ مبادا نہ سنبھلو اور اللہ کا فیصلہ صادر ہو جائے۔" غرض قومِ نوح ؑ نے "بسم اللہ" سے لو نہ لگائی اور:

"اغرقوا فادخلوا نارا فلم یجدوا لھم من دون اللہ انصارا" [۸۲]

یعنی انہوں نے اس نام کی بے احترامی کی، اس کی تعظیم بجا نہ لائے اور اس نام کے داعی حضرت نوح ؑ کی بات کی طرف التفات نہ کی۔ نتیجہ کار کے طور پر یہ ضدی اور ناشکرے لوگ صفحہ ہستی سے اٹھا دیے گئے کہ:

"فقطع دابر القوم الذین ظلموا والحمد للہ رب العالمین" [۸۳]

مجلس دوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم ؕ

ہم اللہ سے ہی مدد مانگتے ہیں، سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے عجائب فطرت اور قضا و قدر کے امور کی محیر العقول تکوین کر رکھی ہے۔ اس کی مشیت انسان پر کئی بخششیں لاتی ہے۔ دوسری طرف ہر جبار اور قہار شخص اس کی تقدیر کے سامنے سر خم کر لیتا ہے۔ اس کی حسن تدبیر ہی کائنات کے بقا کا موجب ہے ہم اس کے انعام و اکرام کے شکر گزار ہیں۔

"اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشھد ان محمداً عبدہٗ ورسولہ"

اللہ نے اپنے اس رسول ؐ کو تکمیل اخلاق، حسن عمل اور ہوئی و ہوس کے مقابلے میں استقامت کے اعلیٰ ترین نمونے کے طور پر مبعوث فرمایا ہے:

"صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وازواجہ تسلیماً کثیراً"

دعا و مناجات

خدایا، تیرے یہ صادق العہد اور حسن نیت والے بندے یہاں کچھ مرادات لے کر جمع ہوتے ہیں۔ ان کی مرادات، دین و دنیا کی کامیابی کے بارے میں ہیں انہیں تیری رحمت اور نصرت کی طلب ہے۔ خدایا، ان سب کے ساتھ عدل فرما اور اپنی مدد سے انہیں محروم نہ کر۔ الہیٰ، خواب غفلت میں مست پڑے ہوؤں کو بھی بیدار کر اور انہیں ثمر طاعت و عبادت کی لذت سے بہرہ مند کر۔ خدایا،

حاکم وقت کو جو دور و نزدیک کے لوگوں کی پناہ گاہ ہے، مشکلات سے مامون کر اور اس کی سلطنت کو لوگوں کے جان و مال کی حفاظت کا کامیاب ذریعہ بنا۔ الٰہی، ہر پیشہ کے لوگ اس کی نصرت کے زیر سایہ ہوں اور اس کی سلطنت سالہا سال تک دوسروں کے لئے عدل و انصاف کا نمونہ بنی رہے۔ خداوندا، اِس حاکم کے ارکانِ حکومت بھی نیکی و سعادت کی راہ پر اسی طرح گام زن رہیں اور خلقِ خدا کی مدد کرتے رہیں۔

(آمین)

خدایا، مولانا فلان الملّت والدّین کی مجالس و مواعظ کو اسی طرح دین و دنیا کے امور کی رونق کا سبب بنا۔ مولانا ئے موصوف اسلام اور مسلمانوں کی پناہ ہیں سلاطین کے ناصح ہیں، بدعات کو وہ مٹاتے ہیں اور امور شریعت کی ترویج کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ میرے استاد ہیں اور ان کی توجہات سے یہ خاکسار کبھی محروم نہیں ہوا۔ خدایا، مولانا کی توانائیوں میں اضافہ فرما۔ خدایا، جس والد اور والدہ نے میرے نہال وجود کی پرورش کی انہیں اپنے الطاف اور افضال میں آسودہ حال رکھ تاکہ وہ اس خاکسار پر اپنی تعلیم و تربیت کا سایہ تادیر ڈالتے رہیں اور اپنے مربیانہ احسانات میں اضافہ کرتے رہیں ؎

پدر و مادری کہ ناز آرند انبیاءٔ عقل و روح را دانند [1]

یا الٰہ العالمین، یا خیر الناصرین، اپنی رحمت اور فضل و کرم سے ان تمام بزرگوں، دوستوں اور عزیزوں کو بہرہ دے جو آج اس مجلس نیک کی خاطر یہاں جمع ہوئے ہیں اور انہیں دارالسّلام میں بھی ملاقات نصیب فرما ؎

ہر کہ مارا کند بنیکی یاد یادش اندر جہان بنیکی باد

بزرگو اور دوستو! علماء اور وعّاظ حمد و نعت اور دعا و مناجات کے بعد کسی آیت یا حدیث کی تفسیر بیان کرتے رہے ہیں۔ یہ خاکسار ایک حدیث نقل کرے گا تاکہ ہمارا انفرادی اور اجتماعی صراط مستقیم متعین ہو سکے ؎

گر ترا بخت بار خواہد بود　　عشق را با تو کار خواہد بود
عمر بی عاشقی مدان بحساب　　کآن برون از شمار خواہد بود [۱]

حدیث بروایت حضرت عمر رضؓ ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا تھا،
"جو شخص گناہوں کی ذلت سے نکل گیا اور عزّت و تقویٰ کی طرف آ گیا، اللہ تعالیٰ اسے بے مال کے توانگری دے گا اور بے عشیرہ و گروہ اسے عزّت بخشے گا اور جو اللہ سے آسانی۔ رزق پر راضی ہوگیا، اللہ تعالیٰ اس کے مختصر اور معمولی عمل سے اس پر راضی رہے گا۔"

حدیث کے راوی حضرت عمر بن خطاب ہیں، رضی اللہ عنہ۔ آپ شہر شریعت کے محتسب اور مسند اہل طریقت کے عادل تھے۔ آپ کے دستِ عمل میں جب درّہ عدل ہوتا، تو شیطان لعین کو بھی جرأت نہ ہوتی کہ گلی کوچوں میں وسوسہ اندازی میں مشغول رہ سکتا۔ اسی طرح کوئی چور یا خراب کار اِن کے دور میں پر نہیں مار سکتا تھا۔ آپ عاشقِ عدل صداقت تھے اور نا انصافی، دروغ، منافقت، اور شیطنت ان سے کوسوں دور بھاگتی تھی ؎

زہرہ دارد حوادث طبعی　　کہ بگردد بگرد لشکرِ ما
ما بہ پرمی پریم سوی فلک　　زانکہ عرشی است اصل و جوہرما [۹]

جس حضرت عمر رضؓ کے یہ معمولی فضائل اوپر نقل ہوئے، وہ خواجہ کائناتؐ اور سید کونینؐ کی حدیث قدسی کے راوی ہیں۔ عزیزو، سید کونینؐ کے حضور چاند کمر بستہ۔ خدمت تھا کہ: [۲]

"اقتربت الساعۃ وانشق القمر"

وہ پہلا پرندہ جس نے سحر گاہ محبت کے وقت نغمہ صدق الاپا، آپؐ ہی تھے۔ انہوں نے سب سے قبل [۳] مئے اتحاد نوش فرمائی اور قبائے استعداد کو زیب بخشا ؎

گنجینہ۔ اسرارِ الٰہی مائیم　　در بحر نامتناہی مائیم
بنشستہ بتخت پادشاہی مائیم　　بگرفتہ زماہ تا بماہی مائیم [۷]

ابھی مسافرانِ وجود بازارِ شہود میں تھے۔ فرشتوں کا ولولہ اور افلاک کا نور ابھی کافور تھا۔ زمین کے نیچے ابھی سمک کی جنبش تھی نہ افلاک کے اوپر سماک کی روشنی۔ ابھی نقاشِ شانِ قضاو قدر نے افلاک کے لاجوردی پردوں کو منقش نہ کیا تھا ابھی عناصر بھی بیابانِ ایجاد سے باہر نہ آئے تھے مگر عالم انسانیت بلکہ جملہ کائنات کے فخر، حضرت محمدؐ اس وقت بھی موجود تھے۔ ان کے وجود کے طفیل ہم انسان کہتے ہیں کہ ہم فرشتوں سے اقدم ہیں۔ آپ کی نوبتِ نبوت اس وقت سے آغاز پذیر رہی ہے۔ آپؐ معراج انسانی ہیں ؎

مقصود ز عالم آدم آمد　　مقصود ز آدم آن دم آمد [۱]

یہی وجہ ہے کہ جب انسان وجود میں آیا تو موجوداتِ عالم متحیر و مستفسر بن گئے کہ ؎

ای مسند تو وزای افلاک　　قدر تو وخاک، تودۂ خاشاک [۲]

طغرای جلال تو "لعمرک" [۳]　　منشور ولایت تو، "لولاک" [۴]

نُہ حُقہ وہفت پردہ پیشت　　دست تو و دامن تو زان پاک

نقش صفحات رایت تو　　"لولاک لما خلقت الافلاک"

حضرت محمدؐ کیا تھے؟ شریعتِ پیغامبرانِ کا نقطہ مرکزی تھے۔ آپؐ کے منشور و فرمان میں جملہ انبیاء کی تعلیمات آگئی ہیں۔ آپ "انا الانبیاء" کہہ سکتے تھے۔ آپؐ میں صفائے آدمؑ، شرح صدرِ نوحؑ، دوستی ابراہیمؑ، علم ادریسؑ، لحنِ شیثؑ، نیازمندی اسماعیلؑ، انس موسیٰؑ اور دیگر انبیاءؑ کی انفرادی معروف صفات یکجا تھیں ؎

کشتی وجود مرد دانا عجب است　　افتادہ بچاہ مرد دانا عجب است

کشتی کہ بدریا بود آن نیست عجب　　دریک کشتی ہزار دریا عجب است [۵]

آپؐ اپنا مقصودِ بعثت یہ بتاتے تھے کہ مستانِ کفر کو ادب سکھاؤں اور شرک کے خرابا تیوں کو ہوش میں لاؤں۔ ایک دن سرورِ کائناتؐ اور فخرِ بنی آدمؐ تشریف فرما تھے۔ صحابہ کرامؓ گروہ در گروہ آپ کے گرد جمع تھے۔ اصدقِ صدیقاں اور اعلمِ عالماں

کچھ سوچ رہے تھے۔ عالمِ غیب کے کچھ اور اسرار ان پر منکشف ہو رہے تھے۔
آخر بوستانِ معرفت کی اس بے انتہا شیریں صدا بلبل نے نغمہ حق سنانا شروع کر دیا اور دین و دنیا کی مرادات حل ہونے لگیں۔ آپؒ نے اس دن جو گنجینہ اسرار معانی کھولا، اسے ہم لکھ آئے ہیں۔ فرمایا:

"جو شخص گناہوں کی ذلت سے نکل گیا اور عزتِ تقویٰ کی طرف آ گیا، اللہ تعالیٰ اسے بغیر مال کے بھی توانگری دے گا۔"

یہ غفلت و ریا کاری اور پرہیز گاری و خدا ترسی کا بیان ہے۔ تقویٰ کیمیا ہے اور اس سے نفس کا تانبا، طلا بنایا جا سکتا ہے۔ جو کوئی گناہوں سے متنفر ہو اور نیکی کی حلاوت پائے، تقویٰ کی کیمیا سازی کا اسے احساس ہوگا۔ طاعت و مجاہدہ کی طرف گامزن ہونے والے جلد ہی انوارِ لایزال کا مشاہدہ کرنے لگتے ہیں اور یہ اتنی بڑی دولت ہے کہ اس کے بہرہ مند غیر معمولی توانگر اور ثروت مند ہیں۔ ان کی دولتِ ربوبیت لایزال ہے اور انہیں سفلی مال و منال کی اپنی احتیاج سے ماورا کوئی ضرورت نہیں ؎

بس کہ شنیدی صفت روم و چین — خیز و بیا ملک سیاہی ببین
تا ہمہ دل بینی بی حرص و بخل — تا ہمہ جان بینی بی کبر و کین
پای نہ وعرش بزیر قدم — دست نہ زَملک بزیر نگین
گاہ ولی گوید نیست او چنان — گاہ عدو گوید ہست او چنین
او زہمہ فارغ و آزاد و خوش — چون گل و چون سوسن و چون یاسمین

تقویٰ و پرہیز گاری کا سرمایہ کیا کوئی معمولی مال ہے؟۔ جو لوگ کثرتِ مال کو توانگری کہتے ہیں، وہ غلطی پر ہیں ؎

مرغی کہ خبر ندارد از آبِ زلال — منقار در آبِ شور دارد دہمہ سال

سرورِ کائنات نبی اکرمؐ نے فرمایا:

"دولت مند وہ ہے جس کے دل میں غنا ہو۔ کثرتِ مال توانگری

نہیں ہے۔"

دراہم اور دینارات کیا ہیں؟ دھات کو کاٹ پیٹ کر، کچھ نقش و نگار بنا کر اور لکھ کر پیش کئے جانے والے سکّے ہی تو ہیں۔ یہ متاعِ دل سے اہم تر کیسے ہو گئے؟ یہ درست ہے کہ بندگانِ شکم ان ہی کی بہتات کی خاطر گلی گلی، کوچے کوچے اور ملک ملک مارے مارے پھر رہے ہیں۔ جس طرح سکّوں کو ٹکسال سے نکلنے کے بعد چین نہیں اسی طرح ان کے طالبوں کو بھی ؎

مہ دوش ببالینِ تو آمد بہ سرای　　گفتم کہ زغیرتش بگویم سرو پای
مہ کیست کہ او با تو نشیند یکجای　　شب گرد جہان دیدہ انگشت نمای ؎

لیکن تو انگری بہر حال ان سے وابستہ نہیں۔ عاشقانِ باری ان سکّوں کے طالب ہیں جو ناز کی ٹکسال اور نیاز کی کٹھالی میں کھرے ثابت ہوں ؎

ملک تعالیٰ درحق عالم غدّار　　ندی فاعتبروا "کرد" یا اولی الابصار" ؎
زمانہ بر مثل لعبتی است مردفریب　　چو نیک در نگری، زنگیی است مردم خوار ؎

حکایت :

کہتے ہیں کہ کسی لومڑی نے جنگل میں دیکھا کہ ایک درخت کے ساتھ ڈھول بندھا ہوا ہے۔ ہوا چلتی تو درخت کی شاخ کے خم ہونے پر ڈھول سے صدا آتی کیونکہ شاخِ درخت کی زد ڈھول پر پڑتی تھی، اور لومڑی اس صدا پر مست ہو گئی۔ سوچتی تھی کہ اس میں ضرور کوئی قابلِ توجہ چیز ہو گی۔ ڈھول کے گرد خاردار ٹہنیاں رکھی ہوتی تھیں مگر لومڑی افتاں و خیزاں وہاں پہنچ گئی اور دست و پنجہ کی محنت سے ڈھول کو چاک کر دیا۔ مگر ڈھول کے اندر سے اسے کیا مل سکتا تھا! بلکہ اس آواز سے بھی محروم ہو گئی۔ اسے خبر نہ تھی کہ ڈھول کی آواز ہی اچھی ہوتی ہے، اور وہ بھی دور سے۔ درہم و دینار اور مال و منال کے عاشقوں کا بھی ایسا ہی انجام ہوتا ہے، خصوصاً موت کے وقت وہ اسی لومڑی کی طرح پچھتاتے ہیں ؎

صیدت لبشد و درید دام این بتریست
کی دُرد شد و شکست دام، این بتریست
دل سوختہ گشت و کار خام این بتریست
دین ضائع و دینانہ تمام، این بتریست ؎

طالبانِ معرفتِ خدا کو لومڑی اور طبل کی صدا سے کیا واسطہ؟ وہ شکارِ باقی کے صیّاد ہیں ؎

آن شب روان کہ در شب خلوت سفر کنند
در تاج خسروان بہ حقارت نظر کنند

عقل مندوں نے کہا ہے کہ جس کے کان میں حیّ وقیّوم کی صدا آ رہی ہے، اسے ڈھول باجے کی صدا سے کیا رغبت ہوگی ؎

شوری کہ در و ہزار جان قربان است
چہ جای دھل زنان بی سامان است

با ہمت باز باش و با کبر پلنگ
زیبا بگہ شکار و پیروز بجنگ
کم کن کم عندلیب و طاؤس درنگ
کاینجا ہمہ آوازاست و آنجا ہمہ رنگ ؎

(یہ رباعی مسعود سعد سلمان لاہوری (م ۵۱۵ھ) کی ہے اور اقبالؒ نے (بالِ جبریل) میں اسے اردو کا جامہ عطا کیا ہے):

ہے یاد مجھے نکتۂ مسعود خوش آہنگ
دنیا نہیں مردانِ جفاکش کے لئے تنگ
چیتے کا جگر چاہیئے، شاہین کا تجسّس
جی سکتے ہیں بے روشنیٔ دانش و فرہنگ

کر بلبل و طاؤس کی تقلید سے توبہ
بلبل فقط آواز ہے، طاؤس فقط رنگ

صدقِ مقال والوں کا سرمایہ، دل کانِ حقیقت سے ہے۔ ان کا زر خالص اسی کان سے ہے اور ان کے درہم و دینار اور سکّے شہود کے اس دارالضرب سے ہیں۔ حسین ابن منصور حلاجؒ نے سکّہ انا الحق پر سر قربان کر دیا۔ بایزید بسطامیؒ اس سے قبل سبحانی ما اعظم شانی کے سکّے پر فریفتہ رہے۔ مگر یہ سکّہ عشق ہر کسی کو مل سکتا ہے نہ ہر کوئی اس کا طالب ہو سکتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

"مجھے یمن کی طرف سے نفسِ رحمانی کی خوشبو آ رہی ہے۔"

دوسرے کس نے اس خوشبو کا ذکر کیا ہے؟

ارادوا لیخفوا قبرھا عن مجبّہ ۔۔۔ وطیب تراب القبر دل علی القبر [1]

عزیزو راہِ حق بہت قریب ہے مگر راہرو کاہل واقع ہوتے ہیں۔ ابیات:

ہر زمان زین سبز گلشن رخت بیرون می برم
عالمی از عالم وحدت بکف می آورم
تخت و خاتم نَی و کوسِ "ربّ ھب لی" می زنم
طور و آتش نی و در اوج "انا اللہ" می پرم
ہر چہ حظّ نفس می بینم بدریا می دھم
ہر چہ نقد عقل می یابم در آتش می برم
من چو طوطی و جہان در پیش من چون آئینہ است
لاجرم معذورم و جز خویشتن می ننگرم
ہر چہ از پس آئینہ تلقین می کند ــــ؟
من ھمان معنی بصورت در زبان می آورم
از برون تا بہ خانہ بہ طبع یابی نردھم
وز ورای چار چرخ بینی منظرم

ساختم آئینہ دل، یافتم آبِ حیات
گرچہ باور نایدت، ہم خضرؑ و ہم اسکندرم
بر زبان "ان نعبد[۹] الاصنام" بودم تاکنون
دل بہ "انّی لا احبّ[۱۰] الآفلین" شد رہبرم
در قلادہ سگ نژادان گرچہ کمتر مہرہ ام
در طویلہ شیر مردان قیمتی تر گوہرم [۱۱]

دوستو! راہ و رسم دین و طریقت سے بیگانہ ہو رہے ہو۔ تمہیں خیال نہیں رہا کہ یہ دنیا اچھے کام کرنے کی جگہ ہے۔ اور ایک دن اسے ترک کرنا پڑے گا۔ ابراہیم ادھم بلخیؒ کا حال تمہیں معلوم ہے۔ وہ جب راہِ حق کی تلاش میں نکلے تو سلطنتِ بلخ سے دست کش ہو گئے کیونکہ ظاہری مال و منال اور شان و شکوہ سے اب انہیں واسطہ نہ رہا تھا ؎

از حال گدا نیست عجب گر شود او پست
تیغ غم او از سر صد شاہ سرافگند
روزی پسر ادھم اندر پی آہو
مانند صبا مرکب شبدیز[۱۲] در افگند
دادیش یکی شربت کز لذتِ بویش
مستیش بہ سر برشد و از اسب درافگند
گفتند ہمہ کس بہ سر کوی تحیّر
مسکین پسر ادھم تاج و کمر افگند
از نام تو بود آنکہ سلیمانؑ بریکی مرغ
در ملکت بلقیس شکوہ و ظفر افگند
از یاد تو بود آنکہ محمدؐ باشارت
غوغای دو نیمہ شدن اندر قمر افگند [۱۳]

ابراہیم ادھم بولے،

دنیا کو میں نے ایک زندان پایا مگر اس میں عدلِ ازلی کے مظاہر بھی جاذبِ نظر ہیں۔ میرے دل نے صدا دی کہ حیاتِ جاوداں اور وصالِ جاناں کے حصول کی خاطر سلطنتِ ظاہری ترک کرنا پڑے گی۔ مجھے القا ہوا کہ:

"تو انگبنے کے لئے عاشق بنو اور نعمت جاوداں کے حصول کی خاطر بندگی اختیار کرو۔"

میرے عزیزو، ہدہد بنو تاکہ حضرت سلیمانؑ تمہیں وہ خط دیں جو بلقیس کے نام لکھا گیا ہے۔ یا ہوا بنو کہ حضرت یعقوبؑ تمہارے ذریعے یوسفؑ کی خوشبو حاصل کریں۔ رنگین تذرو نہ بنو، ہدہد بنو۔ ہدہد چند دن غائب رہا، اس نے دور دراز سفر کیا اور آخر حضرت سلیمانؑ کے لئے ملکِ بلقیس کی خبر لایا۔ سلیمانؑ کو عجیب سلطنت ملی ہوتی تھی۔ ان کا لشکر بے حد منظم تھا۔ خورشید جب مشرق سے طلوع ہوتا، تو اپنی زرین شمشیر ان کی قلمرو سے لیتا اور غروب ہوتے وقت سلیمانؑ کی قلمرو میں ہی جاتا اور زرد شمشیر کہیں چھپا دیتا۔ خورشید کا خلعتِ نور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ قلمرو سلیمانؑ سے ہی وابستہ ہے اور یہیں سے وہ دوسروں کے کام آتا ہے۔ ان کی سلطنت میں بھیڑیا اور بھیڑ ایک ہی گھاٹ پر پانی پیتے تھے وہاں باز، مموله کو اور شاہین، چکور کو کوئی اذیت نہ دے سکتا تھا۔ حضرت سلیمانؑ صحرا سے گزرنے والی چیونٹی کی صدا بھی سن لیتے تھے اور اس کے مدعا سے آگاہ ہو جاتے تھے۔ ایک دن ایک بڑھیا نے ہوا کے خلاف شکایت کی۔ حضرت سلیمانؑ ہوا پر بھی مسلط تھے کہ:

"فسخرنا لہ الریح"[۱۲]

بڑھیا، تھیلی میں آٹا ڈال رہی تھی کہ تیز ہوا نے کچھ اُڑا دیا۔ ہواؤں کا چلانا اگرچہ ذاتِ احد کا کام ہے کہ،

ویدسل الریاح"[۱۳]

مگر بڑھیا حضرت سلیمانؑ کو جانتی تھی کہ ہوائیں ان کے آگے مسخر ہیں، اس لئے وہ یہ شکایت لے آئی تاکہ ہوائے تند آئندہ کسی بڑھی کے ساتھ اس قسم کی اٹھکیلیاں نہ کرے۔ حضرت سلیمانؑ نے فرمایا:

"میں ہوا کو ادب سکھاؤں گا، مگر تم جاؤ اپنے آٹے کی کمی پوری کر لو اور ہوا کے اڑائے ہوئے آٹے کی مقدار میرے ہاں سے پوری کر لو۔"

عدل یہ تھا کہ حضرت سلیمانؑ ہوا سے بدلہ لیتے اور انہوں نے یہ کام کر دکھایا۔ بڑھی عورت نے دیکھ لیا کہ اب ہوا زندانی سی اور نرم خیز ہے۔ حضرت سلیمانؑ نے:

"لمن الملک الیوم"

کا زاد راہ بنایا:

"ولا تحسبن اللہ غافلاً عما یعمل الظالمون"[۱۴]

ان ظالموں کی انبیاءؑ سے کوئی نسبت نہیں ہے۔ اشعار ؎

اذا خان الامیر و کاتباہ — وفاض الارض واھن فی القضاء
فویل ثم ویل ثم ویل — تقاضی الارض من قاضی السماء

فلیتک تحلو والحیٰوۃ مریرہ — ولیتک ترضی والانام غضاب
اذا صح منک الود فالمال ھین — وکل الذی فوق التراب تراب

حکایت

گفت یک روز کوفی بہ ہشام — کیَ زما ہمچو شیر خون آشام
روستا پر زبی نوائی تست — ہر کجا مسجدی گدائی تست
خون ما شد ز تو سیاہ چو شب — نان تو گر سفید شد، چہ عجب

پیش ھشام کوفی از فجری — این ھمی گفت وھای ھای گری
گرم شد زان حدیث سرد ہشام — لیک از حلم نوش کرد آن جام
گفت، خواہند کہتران انصاف — لیک از راہ جہل و استخفاف
آن شنیدم من از تو این دیدم — اینت بخشودم، آنت بخشیدم
کانکہ او دانش و خطر دارد — مالش شاہ تاج سر دارد
ستم از مصلحت ندا ندعام — انتقام از ادب ندا ندخام
آفتابی کہ در جہان گردد — بہر خفاّش کیَ نہان گردد
آفتاب اصل چرخ و گنج آمد — گرچہ خفاّش ازو بہ رنج آمد، [۱۴]

ظالم آج ٹس سے مس نہیں ہو رہے اور احساس جواب دہی سے غافل ہیں مگر نبی اکرمؐ نے فرمایا ہے کہ:

"قیامت کے دن ہر کسی کو تین سوالوں کا جواب ضرور دینا پڑے گا ورنہ وہ اپنے مقام معین سے ہل نہیں سکے گا:

۱- اول یہ کہ اس نے عمر عزیز کن کاموں میں گزاری؟

۲- دوم یہ کہ اس کی جوانی کیسے بسر ہوئی؟

۳- اور تیسرے یہ کہ اس نے دولت کہاں سے حاصل کی اور اسے کن کاموں میں خرچ کیا؟

"یوم تبلی السرائر" [۱۴]

کی صدا نامعلوم کب سناٹی دے اور ہر کسی کی مہلت حیات نامعلوم کب ختم ہو؟۔ اس لئے اس دن کی تیاری علی الفور کر لینا چاہیے جس دن بحث و مباحثہ کی اجازت نہ ہو گی کہ:

"ھذا یوم لا ینطقون" [۱۵] ۲

ای حریفان آتش شہوات — وی غریقان ورطہ خطوات
چندازین حرص و چندازین شہوت — چندازین فسق و چندازین زلّات

چند ازین هرزبی وچند ازین هذیان — چند ازین فعل وچند ازین طامات
چند ازین مکر وچند ازین تلبیس — چند ازین رسم وچند ازین عادات
الحذر زین سرای مرد فریب — الهرب زین رباط پر آفات
در بهار حیات بفرستید — نفس را خوش سوی رسیم ورفات
کوس دولت همی زنید امروز — برکشید از نیاز دل رایات
کیسه های امید بردوزید — کین دم لطف ورحمت است وصلات
ای خدایی که لطف تو سازد — سال ومه را وظیفه اوقات
زرگر صنع تو مرصع کرد — گوی زرین حلیه میقات
شبه معذرت زما پذیر — ای کریم از قلاده طاعات سے

عزیزو، طلبِ حق میں ہوا کی طرح تگاپو کرتے رہو اور اپنے روحانی علاج کی خاطر زہر ایسی تلخ دوا کو شیرین جانو۔ جسم کو سلامت رکھو مگر روح کو بھی سلامت رکھنے کی کوشش کرو۔ روح کی بالیدگی تقویٰ سے ہے۔ مگر جس طرح ساحل سمندر پر رہنے والے کو ہر وقت امواجِ بحر نظر آتی ہیں، اسی طرح تقویٰ اور نیک راہ کے سالک کو رنج و تکلیف سے دوچار ہونا پڑتا ہے ؎

تا در نزنی بهرچه داری آتش — هرگز نشود حقیقت وقت تو خوش ؏

عزیزو، قرآن مجید سے استمداد کرو۔ نیت نیک رکھو اور اعمال کا آغاز بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے کرو ؎

بسم الله مسبّب الاسباب — لعباده مفتح الابواب
ورضیت بالرحمٰن ربّی عاطفا — فهو الذی یعطی بغیر حساب
ورجوت مغفرة الرحیم المرتجی — عند الذنوب غافر التواب

ای عمر بباد داده مستی — تا چند ازین هوا پرستی
درهای جفا همه گشادی — درهای وفا همه ببستی
عهدی که خدای با تو بسته است — آن عهد خدای را شکستی

پیوستہ چرا کنی شکایت　　از رنج عنا و تنگ دستی
حسرت چہ خوری ندارد سود　　گر نیست شود برنج ھستی؟ فلے

بسم اللہ میں اس پادشاہ مطلق کا نام ہے جس کی رضا سے ہی انسانوں کی نجات ہے۔ ہر کسی کی حقیقی عزت اس کے فیضِ فضل سے وابستہ ہے۔ لوگوں کی ذلت بھی اس کے کمالِ عدل کی مظہر ہے۔ اہلِ جہاں کی بقا اس کی مشیت سے ہے اور ان کی فنا میں اسی کا ارادہ مضمر ہوتا ہے۔ معزز ہے وہ جو اس کے خلعتِ کرم سے بہرہ مند ہو اور ذلیل وخوار وہ ہے جس پر اس کا قہر و غضب ہو۔ غیر مسلموں (زرتشتیوں) کی کمر پہ بندھے ہوتے زنار بھی:

"وھو العزیز القدید"

کی صدا دیتے ہیں اور عرفا کے کندھے کے طیلسان سے:

"وھو الطیف الخبیر" لے

کی آواز آتی ہے کہ ہر کہیں اسی کی عمل داری ہے، خواہ کوئی اسے تسلیم کرے یا نہ کرے۔

"بسم اللہ" وہ مبارک جملہ ہے جس نے حضرت سلیمانؑ کے عہد میں ملکہ بلقیس کو فریب شیطان سے نجات دی۔ حضرت سلیمانؑ نے جب سنا کہ بلقیس نام کی ایک عورت کی ملکِ سبا پر حکومت ہے اور وہ راہِ حق سے دور اور باطل کی پیرو ہے، تو انہوں نے ایک رقعہ لکھا کہ:

"انہ من سلیمان وانہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" لے

یہ رقعہ آپ نے ہدہد پرندے کے ہاتھ روانہ کیا تاکہ بلقیس اور اس کے گم گشتہ راہ اعیانِ سلطنت سلیمانیؑ شکوہ اور رحمانی پیغام سے آگاہ ہوں۔ ہدہد نے بلقیس کے محل کا وہ خلوت خانہ دیکھا جس میں ملکہ بیٹھا کرتی تھی۔ اس کے روشن دان میں اڑ بیٹھا مگر ملکہ محوِ خواب تھی۔ ہدہد خواب گاہ میں گیا اور بلقیس کو جگانے کی خاطر اسے ٹھونگیں ماریں اور رقعہ اس کے پہلو میں رکھ دیا، بلقیس اٹھی، مگر ہدہد کی منقار زنی کی ہیبت

اس پر طاری تھی کہ اس کے خلوت کدے میں کس کا گزر ہوا ہے۔ اسے غصہ تھا اور حیرت بھی۔ آنکھیں خمار آلود تھیں اور طبیعت مضمحل اور خواب آلود۔ حیران تھی کہ لوہے کی کھڑکیوں اور دروازوں میں سے کون اندر آیا اور اسے اس بے دردی سے جگایا ہے مگر اس کی نظر اس مختصر خط پر پڑی۔ "بسم اللہ" نے اپنا کام کیا اور اس کے دل میں گرمی۔ ایمان کو جاگزین کر دیا۔ وہ ایمان کے صیاد کی شکار ہو گئی، مگر تعجب سے دیکھتی تھی کہ اس خط کو کون لایا ہے؟۔ ادھر ادھر کافی دیر تک دیکھتی رہی۔ اور آخر اس کمزور اور نحیف پرندے (ہدہد) کو دیکھا جو روشن دان کے سامنے والے طاقِ دیوار پر بیٹھا ہوا تھا۔ سمجھ گئی کہ یہ پیغام اسی نے دیا ہے۔ مگر تعجب تھا کہ یہ کمزور پرندہ اور یہ عظیم پیغام۔ بعد کا واقعہ معروف ہے۔

مگر عزیزو، اس قصے میں سلیمان علیہ السلام سے مراد حضرت حق تعالیٰ سے ہے، بلقیس نفسِ امارہ ہے، اور ہدہد عقل۔

بلقیس کے خلوت کدہ۔ دل میں نفس لوامہ کی منقار زنی ایک معمول ہے کہ وہ بیدار ہو جائے اور ہدہد حضرت سلیمانؑ کا عاقلانہ مکتوب اسے پیش کرے، مگر اس مکتوب کو "بسم اللہ" کی تائید ضروری ہے ؎

طرب ای عاشقانِ خوش رفتار — طرب ای نیکوانِ شیرین کار
تاک از خانہ ھبین رہ صحرا — تاک از کعبہ ھبین در خمار
در جہان شاھدی و ما فارغ — در قدح جرعۂ و ما ھشیار
زین سپس دستِ ما و دامن دوست — زین سپس گوشہا و حلقۂ یار
خیز تا آب روی بنشانیم — گرد این خاک تودہ۔ غدّار
ترک تازی کنیم و برشکنیم — نفس زنگی مزاج را بگذار

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت محمدؐ، ان کی آلؓ اور اصحابؓ کی برکات کے طفیل اپنی پسندیدہ راہ پر چلنے کی توفیق دے۔ (آمین)

مجلس سوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

آغاز خطبہ

سب تعریفیں اللہ کو سزاوار ہیں جو اپنی کبریائی میں یکتا ہے۔ وہ جملہ اشیائے موجودات کا خالق ہے۔ تاریکیوں میں روشنی اور روشنیوں میں تاریکی لانا اسی کا کام ہے۔ وہ مردوں کو زندہ کرنے والا اور زندوں کو موت سے ہم آغوش کرنے والا ہے۔ دائمی عزت، جاہ و مرتبہ اور دولت و ثروت اسی کی ہے۔ اس کی ذات زوال و فنا اور زمانی و مکانی حدود سے ماورا ہے۔ عقلاء کی عقل اس کی مخلوقات کا سوچ کر محوِ حیرت ہوتی ہے۔ اس کے ابحارِ سرمدی کی توصیف علما کے بس میں نہیں۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور حضرت محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ نبی اکرمؐ، سرورِ انبیاء، امام اتقیا اور روزِ قیامت اپنی امت کے شفیع ہیں۔ آپؐ کا مرتبہ بلند اور بزرگی افلاک سے بھی بلند تر ہے۔ آپؐ کی آلؓ اور آپؐ کے اصحابؓ پر ہمارا درود و سلام، خصوصاً حضرت ابوبکر صدیقؓ پر سلام ہو جو صدق و وفا کی کان تھے، حضرت عمر فاروقؓ پر جو حق و ناحق کا فرق بتانے والے تھے، حضرت عثمانؓ ذی النورین پر جو حلم و حیا کا پیکر تھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ جو صاحبِ شمشیر و سخاوت تھے اور جملہ مہاجر اور انصار صحابہ رضی اللہ عنہ پر بھی۔

دعا و مناجات

خداوندا، زمین و افلاک کے چراغ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مطہر کو ہمارے درود و سلام کے ارمغان ارسال فرما۔ بادشاہا، ہمارے نیک اعمال کو گناہ اور شہوت و حرص کی آلودگیوں سے پاک رکھ۔ خدایا، ہمارے اعمال کو ریا کاری اور تظاہر سے محفوظ رکھ اور ہمارے دل کو وہ قوت اور وہ استواری دے جس سے ہم شیطانی قوتوں کا مقابلہ کر سکیں۔ الٰہی، ہمارے حرص و آز سے آلودہ دلوں کو طاعت و مجاہدے کی برکات سے پاک کر دے، اور انہیں وساوس سے مصئون فرما۔ خدایا، ہمیں طاعت و عبادت میں دل لگانے کی توفیق دے اور ظالموں کے ظلم برداشت کرنے کا ہمیں تحمل و استقامت نصیب کر۔ خدایا، ہم تیری رضا میں زندگی گزاریں اور موت کے بعد ہماری ارواح کے پرندے خوشی و خرمی میں پر برگ و ثمر کے درختوں کے سایے میں ہوں اور موت کے وقت ہم:

"وَالنّٰشِطٰتِ نَشطاً"

(۷۹:۲ قسم ہے ان فرشتوں کی جو جان آہستگی سے نکال لیتے ہیں۔)

کے مورد بنیں۔ ابیات ؎

ہم تو بعنایت الٰہی — آنجا قدمم رسان کہ خواہی
از ظلمت تن رہایئم دہ — با نور خود آشنایئم دہ
روزی کہ مرا ز من ستانی — ضائع مکن از من آنچہ دانی
وآن دم کہ مرا بمن دہی باز — یک سایہ ز لطف بر من انداز
با تو چو قرینِ نور گردم — چون نور ز سایہ دور گردم
آن سایہ نہ کہ از چراغِ دور است — آن سایہ کہ او چراغِ نور است
من بی کس و رخنہ ہا نہانی — دان ای کس باکسان تو دانی
تا چند کنم ز مرگ فریاد — گر مرگم از دست، مرگ من باد
گر بنگرم آنچنانکہ رایست — این مرگ نہ مرگ نقل جایست

مرغ ملکی برون نشد از کام　　در "مقعد صدق" یافت آرام
خاکی بکنار خاک پیوست　　فرشی بطناب عرش زد دست
از خورد گہی بخوابگہی　　وز خوابگہی ببزم شاہی ؏

ایک حدیثِ رسولؐ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک گفتار پاک سے اس گفتگو کا آغاز کرتا ہوں۔ احادیث کی کتب میں ہے کہ ایک صبح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حارثہؓ سے پوچھا:

"حارثہ صبح کیسے ہوئی؟"

جواب دیا گیا:

"مومن کے طور پر میری صبح ہوئی۔"

نبی اکرمؐ نے فرمایا:

"ہر سچائی کی کوئی نشانی ہوا کرتی ہے۔ تمہارے ایمان کی نشانی اور علامت کیا ہے؟"

حارثہ نے عرض کیا:

"یا رسولؐ اللہ، میں نے دنیا سے دوری اختیار کر لی ہے۔ اب میں دن میں تشنہ اور رات کو بیدار رہتا ہوں۔ میں عرش الہٰی کو واضح طور پر دیکھنے لگا ہوں۔ میں بہشت میں لوگ ایک دوسرے سے ملتے اور دوزخ میں فریاد کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔"

نبی اکرمؐ نے فرمایا:

"تم منزل پر پہنچ گئے مگر اس پر استوار رہو۔"

پھر آپؐ نے دیگر صحابہؓ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا:

"یہ وہ بندہ ہے جس کے دل کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نور جلال سے منور کر دیا ہے۔"

کسی چیز کا جاننا اور ہے اور دیکھنا اور مگر مومن اللہ کے نور کی مدد سے سب کچھ دیکھنے لگتا ہے ؎

آن سرمہ کش بلند بینان　　درباز کن درون نشینان [۲۰]

یہ ابرار اور حقیقی مومنین کا مقام ہے۔ وہ دنیا کے غرور اور دام میں مبتلا نہیں ہوتے اور غیوب کو حضور بنا لیتے ہیں ؎

آن جای کہ احرار نشینند نشستیم　　وآن کار کہ ابرار گزیدند گزیدیم
دیدیم کہ در عہدۂ صد گونہ وبالیم　　خود را بیکی جان زہمہ باز خریدیم
ما را ہمہ مقصود بآمرزش حق بود　　المنۃ للہ کہ بہ مقصود رسیدیم [۲۱]

ایسے ہی اشخاص کے لئے سرور کائنات ؐ نے فرمایا ہے کہ انہوں نے سرمۂ معرفت لگا رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھ اور دل کو منور کر دیا ہے؛

گر پردۂ ہستیت بسوزی بریاضت
بیرون شوی زین ورطہ کہ این خلق در آنست
پنہان شوی از خویش و ز کونین بیک بار
بر دیدۂ تو آن سرّ آن گاہ عیانست
این عالم نفی است و در اثبات تو ان دید
سرگشتہ درین واقعہ ابن خلق از آنست [۲۲]

حضرت عائشہ رضؓ نے اپنی طاعت و عبادت کا بھی ذکر کیا؛

"میں دن کو روزے سے تھا، رات کو بیدار رہا اور محبتِ دنیا سے دوری اختیار کر لی۔ پس خدا نے مجھے وہ دکھایا جو دوسرے نہیں دیکھتے اور مجھے وہ سنایا جو دوسرے نہیں سنتے۔"

مگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اظہارِ مہربانی سے انہیں کہا؛

"اپنی نماز اور نیاز کا ذکر نہ کرو۔ ان امور کو اللہ کی دین اور بخشش جانو۔" ؎

از ما و خدمت ما چیزی نیاید ای جان ہم تو بنا نہادی ہم تو تمام گردان
دارالسّلام مارا دارالملام گردان دارالملام مارا دارالسلام گردان

سفید باز بادشاہ کی اجازت سے اڑا، اور بالائے بام بیٹھ گیا۔ بچے اس کے حسن کو دیکھ کر محوِ حیرت ہو گئے۔ اسے زبان اور ہاتھ سے اشارے کرنے لگے اور اظہار مہربانی سے اسے صید کرنے کی کوشش کرنے لگے۔ انہیں خبر نہ تھی کہ باز بادشاہ کا ہے اور اسی کی اجازت سے یہاں بیٹھا ہے۔ اسی طرح عبادات کی توفیق اللہ کی مہربانی سے ہے۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا کہ :

"اس کے دل کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نورِ جلال سے منور کر دیا ہے۔"

یعنی یہ نہ کہو کہ میں نے دن کو یہ اور رات کو وہ کیا بلکہ اللہ تعالیٰ کی اس نصرت و تائید کو خاطر میں لاؤ جس کی مدد سے اور جس عنایت و بخشش کے تحت، تم ایسے اعمال انجام دینے کے قابل ہو گئے ؎

دل کیست کو حدیثِ خود و درد خود کند
پیدا بود کہ جنبش دل تا کجا رسد

کہا گیا ہے کہ :

"ابنائے عمل نہ بنو اور ابنائے ازل ہو جاؤ۔"

زاہد "عمل" کا سوچتے ہیں کہ یہ کریں اور ایسا کریں مگر عارف "ازل" کا سوچتے ہیں کہ خدا نے کیا اور کس طرح تخلیق کیا اور انہیں ہنگامۂ عمل کی پرواہ نہیں ہے ؎

عارفان چون دم از قدیم زنند ھای و ھو را میان دو نیم زنند

دوسرے الفاظ میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ زاہد اپنے عمل کے انجام پذیر ہونے کا ذکر کرتا ہے مگر عارف تخلیقِ اعمال کا ذاکر ہے۔ ابیات ؎

زاہد از ترس گفتہ من چہ کنم درمیان چنین محن چہ کنم
عارف از عشق گشتہ او چہ کند عجب از بہر من جدا چہ تند
نظرم آن بود بسوی خودی کہ کنم نیک و نگردم ببدی

نظر این بود بسوی خدا　　نگردد الّا بروی خدا

قعدة الزاہد من الاعمال　　نظر العارفین فی اضمحلال
عمل البرّ متکا الزاھد　　مطمح العارف لدی الواحد
زاتری نفسہٗ بفعل البرّ　　ذاک فی الحق شاہد فی السّر
ذاک احسانہٗ مدی معدودٌ　　عارف الحق ھادم المحدود
ذاک فی الارض عمرہ یفنی　　عارف الحق لحارقون ضحی
عارف الحق بالبقاء سما　　زاہد اندرمیان خوف و رجا
مسکن الزاھدین فی الفرش　　ھمتہ العارفین ذی العرش　　حہ

زاہد کہتا ہے کہ فلاں فلاں اعمال انجام دوں مگر عارف کہتا ہے کہ میں اعمالِ خالق کے جلوے دیکھ لوں۔ اشعار ؎

سیر زاہد ھر چہ یک روزہ راہ　　سیر عارف ھر دمی تا تخت شاہ
رخ چو بنمود آن جلال ترا　　پاک بر بود آن کمال ترا

ھر کہ آید بسوی او زحقیقت خبری　　اندرو از بشریت نہ بماند اثری
التفات نبود ھمت ادرا بذل　　گر ھمہ علّت گیرد ز علیٰ تا بثری
ہر کہ از خود متلاشی شود و محو زخویش　　بسوی او کند از عینِ حقیقت نظری
جوھری بیند صافی متجلی بجلل　　متمکّن شدہ در کالبد جانوری
تو بہ صورت چہ قناعت کنی از صحبت او　　رود گر شو تو بتحقیق کہ شد او دگری

زاہدی چیست؟ ترک بد گفتن　　عاشقی چیست؟ ترک خود گفتن　　طہ

حکایت

کہتے ہیں کہ ایک عالم، خدا ترس اور رعیت نواز بادشاہ تھا۔ (خدایا، ہمارے

ہم عصر بادشاہ کو بھی انصاف اور حسنِ سلوک کی راہ پر اسی طرح استوار رکھ)۔ اس کے امرا میں بعض ایسے اہلِ قلم تھے جنہوں نے امور ملک چلانے کی تربیت گویا "مدبرات امر" سے حاصل کر رکھی تھی۔ وہ فرشتوں کی طرح دستِ راست میں قلم پکڑتے اور نیک کاموں کی انجام دہی کا لکھتے۔ ان کے دیوان خانوں میں مکر و فریب اور ظلم و ستم کا گزر نہ تھا۔ البتہ مظلوم کی دادرسی ان کا شعار تھا۔ ان کے دیوان خانے کیا تھے؟ دیوانِ قیامت میں مومنوں کے کھلے چھٹوں کی طرح بارعام کے مقامات تھے۔ بادشاہ کے دیگر امرا میں شمشیر باز اور سپاہی پیشہ بھی تھے ؎

درِ رزم چو آھنیم و در بزم چو موم
بر دوست مبارکیم و بر دشمن شوم ھمہ

لیکن اس بادشاہ کا مقرب اور ندیم اس کا ایک ایسا خادم تھا جسے لکھنے پڑھنے سے کوئی واسطہ نہ تھا۔ وہ بادشاہ کے راز امرا کو بتا دیتا اور امرا کی باتیں بادشاہ سے کہتا۔ اس کے انعام و اکرام امرا سے زیادہ تھے اس لئے وہ اس سے کچھ حسد کرنے لگے۔ کسی ایک خدمت گار پر دوسرے کے مقابلے میں زیادہ انعام کی بارش ہو، تو اس کا محسود ہونا فطری بات ہے۔ حضرت یوسفؑ اور ان کے بھائیوں میں بھی ایسا ہی ہوا تھا۔ سوتیلے بھائیوں کو شکایت تھی کہ حضرت یوسفؑ اور ان کا بھائی ان کے مقابلے میں والد کے زیادہ محبوب ہیں کہ

"لیوسف و اخوہ احبّ الیٰ ابینا منّا"۔

وہ خلوت میں کہتے تھے کہ:

"آخر والد کس خوبی کی بنا پر اسے ہم پر ترجیح دیتے ہیں اور اس کی اس قدر دل داری کرتے ہیں؟"

کوئی جب کسی کی غیبت کرتا ہے، تو اس کے دل اور چہرے پر اس کی دشمنی کا نقش مرتسم ہو جاتا ہے۔ چنانچہ جب اہل نظر غیبت کیا جانے والا اپنے بدگو کو دیکھتا ہے تو حقیقت حال جان اٹھتا ہے۔ مگر دل و جان کے اندھے کو اس بات کا علم

نہ ہوگا ؎

آنھا کہ محققان درہ بینانند　　احوال ترا یکان یکان می دانند
لیکن بکرم پردہ کس را ندرانند　　زان سان کہ زمانہ میرود میرانند [۱]

بادشاہ اور اس کے غلامِ خاص کو امرا کی آنکھ، گفتار اور ان کے قیافہ و پیشانی میں عیوب اور برے ارادے نظر آرہے تھے مگر یہ سب کچھ اسی غلام کی بدگوئی اور غیبت کا نتیجہ تھا۔ آنکھ اور پیشانی میں برائی آنے کا ذکر، منافقوں کے حوالے سے، خود خدا نے نبی اکرمؐ سے کیا ہے کہ:

"فلتعرفنّھم بسیماھم[۲] ولتعرفنّھم فی لحن القول"

آنحضرتؐ منافقوں کے حالات سے باخبر تھے مگر ان سے ایسا سلوک کرتے تھے گویا انہیں کوئی خبر نہیں ہے ؎

می دان و مگو تا نشود رسوائی　　زیبائی مرد ہست در گنجائی [۱]

"یوم تبلی السرائر"

غیبت کرنے والوں کو رسوائی سے دوچار ہونا پڑے گا۔ لیکن اللہ اور اس کے رسولؐ نے بدکاروں کو جلد رسوا نہیں کیا کہ شاید وہ توبہ حقیقی کر کے اپنی اصلاحِ احوال کرلیں۔ بہرحال، امرا کو اس غلام پر بے حد غصہ تھا مگر کیا کرتے۔ بادشاہ، حاکمِ مطلق تھا۔ وہ رات کو دن قرار دیتا، تو انہیں ہاں میں ہاں ملانی پڑتی تھی۔ اشعار ؎

گر قامت سرو راہ دوتا میگوئی　　در ماہِ دو ہفتہ را جفا میگوئی
اندر ہمہ عالم این دل وزہرہ کرامت؟　　تا با تو بگوید کہ چرا میگوئی

ما عاشقیم بر تو، تو عاشق بر آئینہ　　مارا نگاہ بر تو، ترا اندر آئینہ
از دود آہ خویش جہان را سیہ کنم　　تا ہیچ صیقلی نکند دیگر آئینہ

ان امرا میں ایک کچھ گرم دماغ اور بے صبر تھا۔ وہ دوسرے امرا سے کہنے

لگا:

"بھائیو، تمہیں اپنی ذلت پر شاید مزید صبر ہو، مگر میں سیر ہو چکا۔ مجھے اب بادشاہِ معظم کے حضور زانو ہو کر عرضِ حال کرنا ہی پڑے گا۔ میں سر پر خاک ڈال کر راستے میں بیٹھ جاؤں گا اور بادشاہِ گرامی نے جب استفسار کیا، تو عرضِ حال کروں گا۔" رباعیات ؎

گفتی کہ سرشک تو چرا گلگوں شد — چون پرسیدی، راست بگویم چون شد
خونابۂ سودائی تو می ریخت دلم — چون جوش برآورد، ز سر بیرون شد

کارم چو ز دل بجان رسانیدی بس — دو دم بہمہ جہان رسانیدی بس
از پوست برون رفت کمن بی رحمی — چون کار دباستخوان رسانیدی بس [1]

دیگر امرا بولے:

"بھائی تم سچ کہتے ہو مگر براہ کرم ہماری خاطر چند مزید دن صبر کرو۔ حدیث میں ہے کہ "صبر" کامیابی کی کلید ہے۔"

وہ امیر بولا:

"صبر کا فائدہ کیا ہوگا؟"

امرا بولے:

"ہم مناسب فرصت اور موقع کی تلاش میں ہیں کہ بادشاہ سے امرِ واقع کہہ سکیں۔" ؎

مرغ را بینی کہ بی ہنگام آوازی دھد
سر بریدن واجب آمد مرغ بی ہنگام را [2]

امیر بولا:

"کون سا موقع مناسب رہے گا؟"

بولے:

"بادشاہ جس رن خوش طبع، کشادہ دل اور خندہ پیشانی سے ہو، اس رن اس کا دربار رحمت جوش مار رہا ہوگا، اور اس سے استفادہ کریں گے۔"

نبی اکرمؐ نے فرمایا،

"رقتِ قلب کے وقت دعا کرو۔"

رقت کیا ہے؟ سوز و ساز، بے قراری دل اور پُر آب آنکھیں۔ رقت کے وقت، رحمت باری کا دروازہ کھل جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ دعاؤں کو شرفِ قبولیت بخشتا ہے۔ ابیات ؎

ای باد سحر بگوی آن سلسلہ موی — احوال دلم بگوی اگر باشد روی
ورزانکہ ہر باب خود بنا شدہ روی — زنہار دراندیشہ ہیچ مگوی

زبن سن وصبر من ترا چہ شور — گر مرا آتش بسوزد، گو بسوز ؎

خلاصہ، بادشاہ ایک دن بڑا خوش و خرم تھا۔ وہ کامیابی سے شکار کر کے پلٹا تھا اور نہایت ہنستا کھیلتا اور خوشی کے شادیانے بجا رہا تھا۔ عزیزو، یہ بات یاد رکھو کہ ازل اور ابد کے بادشاہ کی خوشی عاشقوں کے دل کے شکار کرنے میں ہے۔

حدیث قدسی ہے؛

"اللہ تعالیٰ مومن کی توبہ سے خوش ہوتا ہے۔"

اس کی غیرت بندوں کو راہِ گریز دکھاتی ہے مگر اس کی رحمت انہیں دوبارہ شکار کرتی اور نزدیک لے آتی ہے۔ رباعی ؎

ای آنکہ زخاک تیرہ نطعی سازی — ہر لحظہ درو صنعتِ دیگر بازی
گر مات کنی نگاہ بداری قائم — احسنت زہی صنعت باخود بازی ؎

بہرطور، امیروں نے جب بادشاہ کو بے عدد و حساب خوش و خرم دیکھا، تو انہوں نے درِ رحمت کو کھلا جانا۔ سب اس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا؛

"شاہِ عالم، آپ کی توجہ ہماری طرف کب مبذول ہوگی؟ آپ کے رویّے

نے ہمارے ریسمانِ دل، کی گرہیں توڑ دی ہیں اور ہم شبِ دود
آلود یا شفقِ خون آلود ہو رہے ہیں"

از زلف بیاموز کندن بندہ خریدن کز چشم بیاموختہ پرہ دریدن
فریاد رس آن را کہ بدام تو درافتاد یا نیست ترا مذہب فریاد رسیدن؟
ما صبر گزیدیم بدام تو کہ دردام بیچارہ شکارے خفہ گردد ز تپیدن
زین رو کہ رضای تو باندوہ توجفت است اندوہ تو ما را چو شکر شد بچشیدن
زین روی نیاریم غمت خورد بیکبار زیرا کہ شکر ہیچ نماند بمزیدن
بشنو سخن بندہ سنائی و مکن جور کار ز سخن بندہ سنائی بشنیدن قے

بادشاہ نے تعجب سے پوچھا کہ وہ کس بات سے رنجیدہ خاطر ہیں؟۔ امرا بولے:
"ہم آپ کے غلام ہیں۔ ہم آپ کی خوشی اور رضامندی کے حصول
کی خاطر کوشاں رہتے ہیں۔ میدانِ کارزار میں آپ نے ہماری جان
فشانی دیکھی ہے اور اسی طرح دوسری خدمات بھی۔ مگر آپ نے
فلاں غلام کو ہمارے سر پر مسلط کر رکھا ہے۔ آخر اس میں ایسی کیا
خوبی ہے کہ وہ ہم پر مقدم ہو گیا اور ہم میں ایسا کون سا نقص اور عیب
ہے کہ ہم اس کے مقابلے میں پیچھے رہ گئے ہیں"؟ ابیات ؎

آن کس کہ بہ بندگیت اقرار دہد با او تو چنین کنی، دلت بار دہد؟

گر سخن بر وفق عقل ہر سخنور گوئی شک بنودی کاین سخن با خلق کمتر گوئی
کو کسی کا سرار چون بشنود دریا بدکہ من پیش او ہر ساعتی اسرار دیگر گوئی
کو کسی کز دھم پای عقل برتر می نہد تا سخن با او بسی از عرش برتر گوئی
کو کسی کز سینہ کرسی ساخت وز دل عرش ساخت تا نشان عالم صغرایش در بر گوئی
کو کسی کز قعر ظلمت پا نہد یک گام پیش تا ز نور فیض دریای منور گوئی
کو کسی جوہر شناس گوہر دریای علم تا کہ ترہفت در و چار گوہر گوئی

کو کسی صاحب مشامی کز زمین بوئی شنید — تا ز مشک طیب و عود معنبر گوئی
کو کسی کو عبرہ خواہد کرد زین دوزخ سرا — تا من از صد نوع بہ او شرح معبر گوئی
گر دل عطار پست نفس خاکی نیستی — از بلندی شعر فوق ہفت اختر گوئی ؎

امرا نے مزید عرض کیا،

"شاہِ عالم، ہمارا امتحان نہ لیں۔ مقصد یہ ہے کہ فلاں غلام کے فضائل ہم پر ظاہر ہو جائیں اور ہم رشک و حسد کے جذبات میں بہتے نہ رہیں۔ پھر ہم اپنے نقائص دور کرنے کی کوشش کریں گے اور شاہِ عالم سے گلہ کرنے کی معذرت چاہیں گے۔" ؎

گر دل دہیم از سر جان برخیزم — جان بازم و از جان و جہان برخیزم
من بندہ بخوی تو نمی دانم زیست — مقصود تو چیست، تا از آن برخیزم ؎

جس کسی کو اپنے گناہ کا اعتراف ہو، وہ مغفرت و معذرت چاہنے کا اہل ہے۔ ارشاد خداوندی ہے،

؎

"قل لمن فی ایدیکم من الاسری ان یعلم اللہ۔ فی قلوبکم خیراً یؤتکم خیر امما اخذ منکم"

یعنی اے محمدؐ، ان اسیرانِ جنگی سے کہہ دو، کہ وہ سب ہمیشہ قید و بند کے لئے نہیں ہیں۔ تم میں سے جن کے دلوں میں خیر و خوبی نظر آئے گی، خدا ان کی رہائی کی جلد کوئی سبیل نکالے گا۔ قصہ کوتاہ، بادشاہ نے کہا کہ اس غلام کی ایک خوبی یہ ہے کہ:

"ہمیشہ مجھ سے ملتا ہے، مگر آنکھ میرے چہرے سے اٹھا کر نہیں دیکھتا وہ ٹکٹکی باندھے مجھے دیکھتا رہتا ہے۔"

امرا بولے:

"شاہِ عالم، یہ کام ہمارے لئے کون سا مشکل ہے۔ اب ہم تمام کام کاج چھوڑ کر آپ کو دیکھتے رہیں گے اور اسی پسندیدہ مشغلے میں مصروف رہیں گے۔" ؎

آن کس کہ ترا بیند و شادی نکند　　سرزیر و سیہ گلیم و سرگردان بار

امرا کو جب بادشاہ کی رضامندی کا راز معلوم ہو گیا، تو انہوں نے انشاد و بیری اور جنگ و حرب ترک کر دیے اور بادشاہ کے نظارے میں مست رہنے کو اپنا شعار بنا لیا۔ ہر کوئی اسی مشغلے میں مست تھا ؎

می از زر بیا لودی و می لافی، چہ سود این جا
کہ رسوا گردی از لافی چو سنگِ امتحان بینی

دعوی عشق کردن آسان است
لیک او را دلیل و برہان است　　ت

بادشاہ نے اس وقت حاجب خاص کے کان میں کہا کہ ڈھول باجے والوں کو بلاؤ اور خوشی کے شادیانے بجاؤ کہ آج امرا کی توجہ صرف شاہ کے رخ کی طرف ہو گئی ہے اور یہ مرتبہ عظیم کہ:

ما زاغ البصر و ما طغیٰ [۴]

نتیجہ حکایت:

میرے عزیزو، یہ بادشاہ اور امرا کا قصہ نہیں۔ ایک تمثیل ہے۔ بادشاہ سے مراد خدائے تعالیٰ ہے اور امرا، سات آسمانوں کے فرشتے جو:

"لا یعصون اللہ ما امرھم" [۵]

کے مورد و مصداق ہیں۔ فرشتوں کو جب حکم ملا کہ زمین سے انہیں معزولِ خدمت کر دیا گیا اور یہاں انسان کی آمد آمد ہے، تو وہ بولے:

"اتجعل فیھا من یفسد فیھا" [۶]

انہوں نے اپنے فضائل گنوائے کہ:

"و نحن نسبح بحمدک و نقدس لک" [۶]

مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں جواب دیا کہ انسان زمین میں نائبِ خدا بننے کا تم سے زیادہ مستحق

ہے کیونکہ وہ:

"علم الاسماء"

سے بہرہ مند ہے۔ پھر جب نبی اکرمؐ شبِ معراج میں افلاک پر تشریف لے گئے، اور انہیں زمین اور جملہ افلاک کی سب نیرنگیاں دکھائی گئیں، جنت اور دوزخ انہیں دکھائے گئے اور عرش و کرسی کے جلووں کو ان پر سے نچھاور کیا گیا، تو فرشتوں نے اس انسان کامل کی سیر چشمی دیکھ لی کہ ذاتِ باری کے علاوہ کسی چیز کو آنحضرتؐ نے اپنی التفات کا مرکز نہ بنایا اور وہاں بھی آپؐ:

"مازاغ البصر وما طغیٰ"

کی تفسیر بنے رہے۔ اس وقت فرشتوں کو انسانی عظمت و شرف کا راز معلوم ہوا۔ اشعار ؎

چون نہان و آشکارا نزد تو یکسان شود
صحبتت پیوستہ گردد، خدمتت آسان شود
آفتابت راست گردد رو نماید بی نقاب
ذرہ سایہ نماید ہر چہ خواہی آن شود
اینت اقبال و سعادت اینت بخت و روزگار
زندہ باجان نبرد زندہ بی جان شود
فاش گویم بر کشائم، راز مردان را ولیک
ہر کسی طاقت ندارد زانکہ سرگردان شود ؎

سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو سب سے پہلا اور سب سے آخر ہے نبی اکرمؐ، آپ کی آلؓ، اصحابؓ اور ازواجؓ پر درود و سلام ہوں۔ والسلام۔

مجلس چہارم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

حمد و سلام

سب تعریفیں خدائے تعالیٰ کے لئے ہیں جو موجودات اور کائنات کی جملہ چیزوں کا خالق ہے۔ اس نے محشر تک اپنی مخلوق کو عبادت و بندگی کا موقع دے رکھا ہے۔ اسی نے یہ نیلگوں اور بے ستون افلاک تخلیق فرمائے۔ زمین کو پانی کی بنیاد و اساس پر رکھا اور اسے استحکام بخشا۔ وہی ہے جو بخارات اٹھاتا اور بارش کے لئے موافق ہوائیں چلاتا ہے۔ رعد و برق کی کڑک اور چمک اسی کے حکم سے ہے۔ مبارک ہے وہ ذاتِ پاک جس سے زمین اور افلاک کی کوئی چھوٹی بڑی چیز پوشیدہ نہیں ہے اور جس کے قلم نے مقدرات کو لکھ رکھا ہے۔ اس کی نظر صدف میں موتیوں کو دیکھ رہی ہے۔ اس کے کان قعرِ تاریکی میں پڑے ہوئے چھوٹے موٹے حشرات کی آواز سن رہے ہیں۔ اشجار پہ بیٹھے ہوئے اور زمین و فضا میں ہر کہیں پھیلے ہوئے پرندے اس کی تسبیح پڑھ رہے ہیں۔ مگر اس کی ذاتِ واحد کے لئے ہم اعضا اور قوائے اعضا کی جو انسانی تشبیہات لاتے ہیں، وہ ہمارے فہم کی حد ہے، وگرنہ وہ اور اس کے بے حد و حساب اور لامحدود قوتیں ان نسبتوں سے پاک ہیں۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور حضرت محمدؐ اس کے بندے اور رسول

ہیں۔ اللہ کے اس رسول پہ درود وسلام ہو اور ان کی آلؓ، اصحابؓ اور ازواج پر بھی۔ جملہ مہاجر اور انصار صحابہ کرام پہ درود سلام ہو، خصوصاً حضرت ابوبکرؓ تقی، حضرت عمرؓ نقی، حضرت عثمانؓ ذکی اور حضرت علیؓ وفی پر۔

دعا و مناجات

اے ہمارے مالکِ حقیقی! جو تیرے دیدار کی اہلیت پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، ان کی کشتی کوشش کو بحرِ ہستی سے کامیابی و کامرانی کے ساتھ گزرنے دے اور انہیں سعادت اور خوش بختی نصیب فرما۔ الٰہی، دردِ فراق کے مارے ہوؤں کو مرہم وصال دے اور انہیں ابدی صحت و سلامتی عطا کر۔ الٰہی، مشتاقانِ دیدار کو بوستانِ غیب کے انوار اور اثمار سے مالا مال کر۔ خدایا، راہ روانِ خلوت کو ہوئ و ہوس اور شہوت کی تاریکی اور گمراہی سے محفوظ رکھ۔ خدایا، تو نے:

"اھبطوا"[1]

کے حکم سے ہمارے طیورِ ارواح کو دام و دانہ کے ذریعے جسم کے پنجروں میں محبوس کر دیا۔ اب اپنے لطفِ خاص کے ذریعے ان طیور کو خاکی کالبدر سے باہر پرواز کرنے اور عالم اسرار اور جہانِ لاہوت سے لو لگانے کی توفیق دے تاکہ وہ قید و بند میں ہی عمر نہ گزار دیں۔

شرح حدیث

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو:

"وما ارسلنک[2] الا رحمتہ للعالمین"

کے مصداق ہیں اور افصحِ عالمین ہیں، ان کی ایک حدیث یوں نقل ہوئی ہے کہ:

"زمین پر اللہ تعالیٰ کے ایسے محترم اور برگزیدہ انسان ہیں جن کی مثال بارانِ رحمت کی سی ہے۔ یہ بارش خشکی پر پڑ کر زمین کی ویرانی دور کرتی ہے اور سمندر میں سے اس (ابر نیساں) کے ذریعے موتی

پیدا ہوتے ہیں۔"

اس گفتارِ پاک میں ہر خرابی کو دور کرنے والے، گناہ گاروں کو راہِ راست دکھانے والے اور ہر چھوٹے بڑے کے راہبر و راہنما پیغامبرؐ نے خدائے بے مثل اور خالق زمین و افلاک کے ان بندوں کے اوصاف بتا دیے ہیں جو جان و دل سے بھی زیادہ محبوب رکھے جانے کے اہل ہیں۔ ابیات ؎

آنہا کہ ربودہ "الستند" — از عہدِ "الست" باز مستند
تا شربت بیخودی چشیدند — از بیم و امید باز رستند
در منزل دردبستہ پایند — در دادن جان کشادہ دستند
رستند زعین و غین ہرگز — دل در ازل و ابد نبستند
چالاک شدند پس بیک گام — از جوی حدوث باز جستند
برخاستہ از سر تعدد — برمسند خواجگی نشستند
فانی ز خود و بدوست باقی — این طرفہ کہ نیستند و ہستند
این طائفہ اند اہل توحید — باقی ہمہ خویشتن پرستند ؎

اللہ تعالیٰ جب کسی بندے پر اپنی خاص مہربانی فرمائے، تو اسے ظاہری و باطنی طور پر طاعت و بندگی کے اہل بناتا ہے اور اسے اپنی محبت کی نعمت بخشتا ہے۔ یہ محبت اسے عجائبِ قدرت دیکھنے کی محرک اور دلیل راہ بنتی ہے۔ وہ عام انسانی ضروریات پوری کرتا ہے اور ان کے پورا کرنے کے وسائل طلب کرتا ہے، مگر ان ادنیٰ کاموں میں ہی محصور ہو کر نہیں رہ جاتا۔ اس مردِ حق کی توجہ ذکرِ حق پر ہے اور دنیا یا عقبیٰ پر ہرگز نہیں۔ جسے ذکر نے رضا کا مقام دے دیا، اس کی دنیا ہے اور عقبیٰ بھی۔ اس قسم کے لوگ مردے نظر آئیں تو بھی اللہ کے ساتھ زندہ ہیں۔ وہ رحمت اللعالمینؐ کے پیرو ہیں اور اپنے بنی نوع کے لئے رحمت و عاطفت ہیں ان کی خصوصیات کو نبی اکرمؐ نے طراوتِ زمین اور موتیوں کی پرورش کی مثال سے سمجھایا ہے۔ وہ ایسی بارش ہیں جو زمین پر برسے تو گندم اور انواع و اقسام کے

غلّے پیدا کرے اور سمندر پر برسے تو موتی اور مونگے پیدا کرے۔

محقق صوفیاء کہتے ہیں کہ ان کلماتِ مبارک میں ان کے جسم و جان کی خصوصیات بیان کی گئی ہیں۔ اولیاء اللہؒ کی صحبت سے ہی زہد، نماز، شفقت، رحمت، خیرات وصدقات، مساجد ومعبد، پل اور کاروانِ سرا وغیرہم کلمات زندہ و پائندہ معانی حاصل کرتے ہیں اور رسومات سے گزر کر عوامِ زندگی کا روپ اختیار کرتے ہیں۔

"بحر پہ بارش سے موتی پیدا ہونا" ان کی صحبت کے اثرات کا اشارہ ہے یعنی وہ دلوں کو زندہ کرتے ہیں اور لآلیِ قلوب کو آب و تاب دیتے ہیں۔ حقیقی علم و معرفت اور ذوق و شوق ان کی صحبت سے ہی ہاتھ لگتے ہیں۔ اشعار ؎

آن عزیزان کہ پردہ عین اند — در خرابات قاب قوسین اند
گاہ در عقبیٰ مجاہدہ اند — گاہ در مجلس مشاہدہ اند
ہمہ ہم بادہ اند و ہم مستند — ہمہ ہم نیستند و ہم ہستند
"نیست" گشتہ ہمہ بعزت "ہست" — علم بی نیازی اندر دست
جسم شان تا ولایت آدم — رسم شان تا نہایت قاسمؐ
خمشانی ز جنت آبسین تر — ترشانی ز شہد شیرین تر
جان فروشان بارگاہ عدم — خرقہ پوشانِ خانقاہِ عدم
ہم از روی افتقار و ذلہ — "لا" شدہ در کمال "الا اللہ"
نور دیدم درو روندہ یکی — ہمچو ماہی روندہ بر فلکی
کہ ہمی کرد از آن ولایت دور — خرقہ ہاشان بتابشی پر نور
خواستم تا در آن طریق شوم — خواستم تا از آن فریق شوم
عاشقی زان صف سقیم صحیح — پیشم آمد خموش نیک فصیح
دست برمن نہاد و گفت بایست — ہم بدینجا کہ جای توئیست
باز پرسوی لایجوز و یجوز — رشتہ در دست صورتست ہنوز ؎

اولیاء اللہؒ، سالکانِ راہ باری کے درِ دل کو باز کرنے والے ہیں۔ وہ ماسوا اللہ سے بے نیاز کر کے اللہ تعالیٰ سے نیازمندی اختیار کرنے کے گُر اور آداب سکھاتے ہیں۔ وہ بہشت و دوزخ یا ثواب و عتاب کی باتیں نہیں کرتے۔ طلبِ حق ان کے نزدیک سب کاموں سے اہم ہے۔ وہ طالب، طلب اور مطلوب کے تین الفاظ پر غور کرتے اور دوسروں سے غور کرواتے ہیں۔ وہ اس مقام پر پہنچے ہوئے ہیں جہاں مسیحوں کے زنّار اور علائم تثلیث میں بھی وحدت نظر آتی ہے اور عرشِ بریں سے:

"ولا تقولوا ثلٰثۃ"[۳]

کی صدا سنائی دیتی ہے جب طالب اور اس کی طلب، مطلوب کے لئے فنا و مفقود ہو جاتے، تو حقیقتِ مطلق کے علاوہ کیا نظر آئے گا؟۔ ابیات ؎

زان می خورد م کہ روح پیمانہ اوست
زان مست شدم کہ عقل دیوانہ اوست
دودی بمن آدم آتشی برمن زد
زان شمع کہ آفتاب پروانہ اوست [۴]

"افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام"[۵]

کا جو مصداق بن جائے، اسے حس، خیال، وہم اور عقل ظاہری سے کیا واسطہ ہے؟۔ وہ ہر کہیں ایزد متعال کے جمال و جلال کے انوار سے فیض یاب رہے ۲۔ ابیات ؎

بتا پای آن رہ نداری چہ پوئی
دلا جای آن بت ندانی چہ جوئی
ازین رہروانِ مخالف چہ چارہ
چو بر لاف گاہ مرچار جوئی
اگر عاشقی کفر و ایمان یکی دان
کہ در عقل را عناست این تنگ خوئی
تو جانی دانگاشتستی کہ شخصی
تو آبی و پنداشتستی سبوئی
ہمہ چیز را تا نجوئی نیابی
جز این دست را تا نیابی نجوئی

یقین دان کہ تو او نباشی ولیکن چو تو درمیانہ نباشی تو اوئی ہے

آدمی پہلے نطفے کی صورت میں ہوتا ہے۔ اس کے بعد وہ خون کا لوتھڑا اور گوشت کی بوٹی بنتا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ ملک الارحام (رحموں کے فرشتہ) کو ماؤں کے پاس بھیجتا ہے۔ وہ لوح محفوظ میں موجود اس شخص کی صورت کے مطابق اس کی نقاشی اور صورت گری کرتا ہے۔ پھر وہ اسے "روح" دیتا ہے "روح" کی حقیقت کسی کو کیا معلوم؟۔ بہر حال پھر فرشتے کو حکم ملتا ہے کہ اس کا رزق اور اس کا عمل لکھ دے۔ وہ لکھتا ہے کہ وہ خوش قسمت ہے یا بدبخت؟

حضرت آدمؑ کو تخلیق فرما کر اللہ تعالیٰ نے جب روح کو ان کے قالب میں داخل ہونے کا کہا تو وہ سر آدم کی طرف متوجہ ہوئی مگر مٹی، گوشت، ہڈی اور پوست کے اس مقام کو دیکھ کر اسے تعجب ہوا آخر فضلِ خداوندی کا روح کے ساتھ ربط دیکھ کر وہ داخل ہوگئی اور آدم کے سارے قالب میں سرایت کر گئی۔

حکایت عازم

بنی اسرائیل کے ایک شخص عازم کا قصہ مشہور ہے۔ وہ ایک دن گھر کے جھگڑوں سے تنگ آکر بیابان کو چل دیا۔ وہاں اس نے کچھ لوگ دیکھے جنہوں نے پڑاؤ ڈالا ہوا تھا اور کچھ زراعت کر رکھی تھی۔ عازم کو دیکھتے دیکھتے انہوں نے فصل کاٹی، خرمن لگائے اور بعد میں انہیں جلا کر خاکستر کر دیا۔ عازم کو بڑا تعجب ہوا کہ یہ کیسے لوگ ہیں جو صحرا میں زراعت کو پروان چڑھاتے ہیں اور بعد میں اسے نابود کر دیتے ہیں۔ وہاں سے گزر کر عازم نے ایک ایسے شخص کو دیکھا جو ایک بھاری پتھر سے نبرد آزما تھا۔ وہ پتھر کو اٹھانے کی کوشش کر رہا تھا مگر پتھر بہت زیادہ بھاری تھا اور اس کا اٹھایا جانا مشکل تھا۔ اس شخص نے پتھر پر دو مزید بھاری پتھر رکھے اور انہیں اٹھانے کی کوشش کرنے لگا۔ عازم کو حیرت تھی کہ جب یہ شخص ایک پتھر نہیں اٹھا سکتا تو اس پر دوسرا اور پھر تیسرا پتھر کیوں رکھ رہا ہے، مگر اصل حیرت یہ تھی کہ اس نے زمین پتھر ایک ساتھ اٹھا بھی لیئے۔

عازم چلتا رہا اور ان دو عجیب واقعات پر غور کرتا رہا۔ راستے میں اس نے ایک بھیڑ دیکھی جسے پانچ اشخاص نے محصور کر رکھا تھا۔ ایک نے بھیڑ کو اٹھا رکھا تھا۔ دوسرا بھیڑ پر سوار تھا۔ تیسرے نے بھیڑ کی دم پکڑ رکھی تھی۔ چوتھا اس کے تھنوں کو دوہ رہا تھا اور پانچواں اس کے سینگوں سے کھیل رہا تھا۔ عازم بے چارہ کیا پوچھتا کہ یہ ماجرا کیا ہے؟۔ آگے جاتے ہوتے اس نے ایک ایسی حاملہ کتیا دیکھی جس کے پیٹ میں بچے بھونک رہے تھے اور ان کی آواز سنائی دے رہی تھی۔

گھوم پھر کر عازم نے گھر جانے کا ارادہ کیا۔ فصیلِ شہر میں داخل ہوتے ہی اس کی ملاقات ایک بوڑھے شخص سے ہوئی جو بڑا روشن ضمیر نظر آتا تھا۔ عازم نے اسے اپنے سفر بیابان کے عجائب بتائے۔ اس نے بتایا کہ یہ عجائب گویا خواب تھے اور ان کی تعبیر کی آرزو ہے۔ پیر دانا سنتا رہا اور جواب دیتا رہا۔ کشت و زراعت کو جلانے والے وہ لوگ ہیں جو طاعت و بندگی کے بعد معصیت اور گناہ کی راہ اختیار کر لیں اور ان کے اعمالِ پسندیدہ بھی ضائع ہو جائیں کہ:

"وقدمنا الی ما عملوا من عمل فجعلناہ ھباء منشوراً"[۵]

تین پتھر اٹھا لینے والے کے بارے میں بوڑھے نے کہا کہ یہ گناہوں کے عادی شخص کی مثال ہے۔ وہ ایک گناہ کر کے گھبرائے گا۔ دوسرے گناہ سے اس میں کسی قدر دلیری آجائے گی مگر اس کے بعد اسے گناہ لذت دینے لگیں گے اور وہ ان کے بوجھ کو ہیچ جانے گا۔

بھیڑ اور پانچ اشخاص کا قصہ آیا۔ بوڑھا بولا،

یہ دنیا کی تمثیل تھی۔ بھیڑ پر سوار ہونے والا بادشاہ ہے، اور اسے اٹھانے والا درویش ہے، جو لوگوں سے دریوزہ گری کرے۔ اس کی دم پکڑنے والا اس آدمی سے شبیہہ ہے جو موت سے قریب ہو چکا مگر ہوئی و ہوس سے اسی طرح محصور و مسحور ہے ؎

چند ت اندوہ پیرھن باشد بوکت آن پیرہن کفن باشد

بھیڑ کے سینگ تھامنے والا وہ ہے جو محنت و مشقت اور تنگ دستی میں زندگی گزارے اور اسے دوہنے والا مرفہ الحال "سوداگر" سرمایہ دار اور خوش حال شخص ہے کتیا کے پیٹ میں بھونکنے والے بچوں کے بارے میں بوڑھے دانا نے بتایا کہ یہ بے وقت بات کرنے اور بے ہنگم بحث چھیڑنے والوں کی مثال تھی ؎

گر در سر عقل و چشم داری و بصر　　بفروش زبان را و سر از تیغ بخر
ماهی طمع از زبانِ گویا ببرید　　زان می نبرند از تنہ ماہی سر و

عازم یہ تعبیرات سن کر خوش ہوا اور پیر دانا کی دور اندیشی کے بارے میں اسے اطمینان ہو گیا۔ بولا:

"یہاں فلاں نام کی ایک حسینہ ہے۔ بڑا کرم ہوگا اگر آپ اس کا اتا پتہ بتا دیں اور اس کے حصول کے ضمن میں میری مدد کریں۔ میں اس کے عشق میں دیوانہ ہو رہا ہوں۔"

بوڑھے نے آہ بھری اور عازم پر لعن طعن دیا۔

"کم بخت، تو نے ان مثالوں سے کیا سیکھا؟۔ مجھے اب اصلی روپ میں دیکھ لو۔ میں فرشتہ موت ہوں۔ کوئی کاتن یا واعظ نہیں۔ اب تمہیں توبہ بھی نصیب نہیں ہو سکتی۔ تمہیں معمولی مہلت بھی نہیں دی جا سکتی اور اللہ رب العالمین کے حکم سے تمہاری روح قبض کی جا رہی ہے۔" ابیات ؎

ای خداوندانِ مال، الاعتبار　　الاعتبار
وی خداوندانِ قال، الاعتذار　　الاعتذار
پند گیرید ای سیاهیستان گرفته جای پند
عذر خواهید ای سپیدیتان دمیده بر عذار
پیش ازان کین جان عذر آور فرو ماند ز نطق
پیش از آن کین چشم عبرت بین فرو ماند ز کار

درجہان شاھان نبی بودند کنز گردون فلک
تیرشان پروین گسل بود وسنان جوزا گذار
بنگرید اکنون نبات النعش وار از دست مرگ
تیر ہاشان شاخ شاخ ونیزہ ہاشان تارتار
در توحیوانی وشیطانی و روحانی دراست
از شمار ھرکہ باشی آن بشو روز شمار
باش تا از صدمت صور سرافیلی شود
صورت خوبت نہان وصورت زشت آشکار

سیرتی کآن بر وجورت غالب است
ہم بدان تصویر حشرت واجب است نے

توبہ

حقیقی توبہ اس کی ہے جو گناہ پر نادم ہو اور پھر کبھی اس گناہ کے قریب نہ جاتے۔ ایسے توبہ گروں کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں میں بدل دیتا ہے کہ

"فاولئک یبدل اللہ سیاٰتھم حسنات"

(پس یہ وہ لوگ ہیں جن کی برائیوں کو اللہ نیکیوں سے بدل دیتا ہے۔)

اس سے بہتر کون سا سودا ہے جس میں نقصان نفع بن جاتے اور گناہ طاعت قرار دے دی جاتے۔ یہ دوری کا نزدیکی میں اور بیگانگی کا آشناتی میں بدلے جانے کا نام ہے۔ گناہ سے ایسی توبہ کرنے کا بڑا مقام ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مثال دے کر مقبول توبہ کی اہمیت بتاتی ہے۔ ایک شخص کا سوچیں جو اونٹ پر سازو سامان لے کر صحرا سے گزر رہا ہو۔ وہ اونٹ کا گھٹنا باندھ کر زمینِ صحرا کو بستر بنا لے اور ستانے لگے کہ اس میں اس کی آنکھ لگ جاتے۔ بیدار ہو کر دیکھے کہ اونٹ کھل کر چل دیا اور اس کا ساز وسامان اور زادِ راہ جاتا رہا۔ اس حال میں وہ پریشان حال ہو کر اونٹ کی تلاش کرے گا اور اگر اس کا

کہیں سراغ نہ ملے تو فرض کریں وہیں آئے جہاں اونٹ گم ہو گیا تھا۔ وہ تنہائی اور کس مپرسی کی حالت میں زندگی سے مایوس ہو چکا ہوگا لیکن خوش قسمتی سے اگر اسے اونٹ صحیح و سالم اور پورے ساز و برگ کے ساتھ مِل جاتے تو اس کی خوشی کا کیا ٹھکانہ ہوگا ۔ پہلے اگر وہ شکر و امتنان کے موقع پر کہتا تھا کہ،

"خدایا تو میرا رب ہے اور میں تیرا بندہ ہوں"

تو اب کی بار خوشی کی بدمستی میں نعوذ باللہ شاید یوں کہہ دے ؛

"خدایا میں تیرا پروردگار ہوں اور تو میرا بندہ ہے"

بعد میں اپنی غلطی کا جب اسے احساس ہو، تو اس کی خوشی کا سارا مزہ زائل ہو جائے اور وہ صدقِ دل سے، سوز و رقت اور گریہ و زاری کے ساتھ، توبہ و استغفار کرنے لگے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کے اشکہائے ندامت کو آبِ مغفرت سے دھو ڈالے اور اس توبہ کے ذریعے اس کے دیگر گناہ بھی معاف فرما دے۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا کہ ؛

"قیامت کے دن ایسے شخص کو جب اپنے نامہ اعمال پر نظر پڑے گی اور وہ اپنا گناہ نامہ دیکھے گا تو اپنے دوزخ میں وارد کیا جانے کا سوچنے لگے گا مگر نامہ اعمال کو پلٹ کر دیکھے گا تو اس کی توبہ کے جوہر نظر آئیں گے اور آبِ مغفرت کے ہاتھوں اس کے گناہ مٹ چکے ہوں گے"

یہ ہے وہ توبہ جسے توبۃ النصوح کہتے ہیں اور جو گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل کروا دیتی ہے۔ اس میں شک و تذبذب کی کوئی بات نہیں۔ جو خدا حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ پر آتشِ فروزاں کو گلزار بنا سکتا ہے، حضرت داؤدؑ کے لئے لوہا، موم کی طرح نرم کر سکتا ہے اور حضرت عیسیٰؑ کے لئے مٹی کو پرندہ بنا سکتا ہے، اس کے لئے گناہوں کو نیکی بنانا کون سا مشکل کام ہے؟۔

قصوں کا نقل کرنا نصیحت کی خاطر ہے، زیبِ داستان کی خاطر نہیں۔ کہتے

ہیں کہ نبی اکرمؐ کے عصر میں کسی نے ایک عورت کو تجاوز کی نظر سے دیکھا مگر جب لوگوں نے اسے ملامت کی، تو وہ بے حد شرمندہ ہوا اور توبۃ النصوح کے لوازمات پورے کرنے لگا۔ یہ آیہ کریمہ کہ؛

"والذین اذا فعلوا فاحشۃ او ظلموا انفسھم ذکروا اللہ فاستغفروا لذنوبھم ومن یغفر الذنوب الا اللہ"

کہتے ہیں اسی سیاق میں نازل ہوئی تھی۔ حضرت جابرؓ کی روایت ہے کہ یہ آیت "بہلول نیاش" کے بارے میں ہے۔ اس کا اصل نام ثعلبہ بن عبدالرحمٰن تھا۔ وہ انصار میں سے تھا۔ یہ جوان نبی اکرمؐ کے خدمت گزاروں میں سے تھا۔ انصار کی کوئی عورت ہاتھ منہ دھوکر لباس بدل رہی تھی کہ ثعلبہ کی نظر اس پر پڑ گئی مگر نظر شہوت ڈالنے کے بعد میں اسے سخت ندامت ہوئی۔ وہ مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کے بیچ کے بڑے پہاڑ میں جا چھپا اور چالیس روز و شب اظہار ندامت کرتا رہا اور گریہ وزاری کے ذریعے اپنی یہ خطا بخشواتا رہا۔ یہ وہ دور ہے جس میں وحی نہیں آتی اور کفار کہتے تھے کہ خدا نے اب (حضرت) محمدؐ کو بھلا دیا ہے اور خدا نے اس کی تردید بھی فرمائی ہے بہرحال، حضرت جبرئیلؑ آئے اور نبی اکرمؐ کو ثعلبہ کی خبر دی کہ وہ دامن کوہ میں بیٹھا آتشِ دوزخ سے پناہ مانگ رہا ہے۔ آپؐ نے اس کی تلاش میں حضرت عمرؓ اور حضرت سلمانؓ فارسی کو بھیجا۔ انہوں نے دقاقہ نام کے چرواہے سے پوچھا۔ اس نے ثعلبہ کی آہ و فغان کا ذکر کیا اور اس کی جگہ بھی بتائی۔ حضرت عمرؓ آئے تو ثعلبہ بولا،

"عمرؓ!" مجھے آگ سے کون بچائے گا؟"

وہ بولے؛

"اللہ کے رسولؐ نے تجھے بلا بھیجا ہے۔"

بولا؛ "مجھے مدینۃ الرسولؐ اس وقت پہنچا جب حضرت بلالؓ اذان دے رہے ہوں یا نبی اکرمؐ نماز کی امامت فرما رہے ہوں۔"

بہرحال، اسے یثرب لے آئے۔ وہ شریک جماعت ہوا مگر نبی اکرمؐ کی قرأت

کے دوران اس پر رقت طاری ہوگئی کہ بے خود ہو بیٹھا۔ رسولِ پاک ؐ نے فرمایا کہ:

"ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاٰخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار"

پڑھا کر تاکہ تجھے سکون ملے۔ ثعلبہ اب بھی اپنے گناہ پر گریہ و زاری کر رہا تھا اور تین شب و روز کے بعد اس نے اسی حالت میں جان، جان آفرین کے سپرد کر دی۔

"انا للہ وانا الیہ راجعون"

آنحضرت ؐ نے فرمایا کہ ثعلبہ نے اپنی مغفرت کا سامان کر دیا۔ آپ ؐ اور صحابہ کرام رضؓ نے اس کی نماز جنازہ ادا کی تھی۔ رباعیات ؎

از روز قیامت جہان سوز بترس — وز ناوک انتقام دلدوز بترس
ای در شب حرص خفتہ در خواب دراز — صبح اجلت دمیدہ از روز بترس

کبت کتابا والفواد معذب — وقلبی علی جمر الرضا یتقلب
وکنت اظن الموت اصعب فرقۃ — ففرقتکم عندی اشد واصعب ؎

وصلی اللہ تعالیٰ علی محمد ؐ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

مجلس پنجم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

حمد و نعت

جملہ تعریفیں خدا کو سزاوار ہیں جو غیر معمولی اور ناقابل تصور کبریائی اور عظمت کا حامل ہے۔ وہ سب سے اول ہے اور اس نے اپنی کبریائی کا حق پورا کر دیا ہے اور وہ آخر بھی ہے جس کی سعی بے اختتام ہے۔ سب مخلوقات اس کے جلال کو دیدہ حیرت سے دیکھتی ہیں۔ عقلا اس کے عجائب قدرت دیکھ کر مبہوت اور ششدر ہیں۔ زمین اور افلاک کا ذرہ ذرہ اس کی وحدانیت کی گواہی دے رہا ہے۔ اس کا عرش افلاک پر ہے مگر کائنات کا کوئی گوشہ بھی اس کے وجود سے خالی نہیں ہے۔ عارفوں کے قلوب میں اس کا خصوصی ٹھکانہ ہے۔ اس کی رحمت اور غضب نے بالترتیب جنت اور دوزخ بنائے ہیں۔ قیامت اور ورائے قیامت تک ہر چیز اس کی تسبیح خوان ہے۔ اسی کی حکمت اور عدل نے جزا و سزا کا نظام قائم کیا ہے کہ:

"فمن یعمل مثقال ذرۃ خیراً یرہ[1] ومن یعمل مثقال ذرۃ شراً یرہ"

اس کے علم، رحمت اور جملہ عالمین کو احاطہ کئے ہوئے ہے۔ گناہ گاروں کو اس کی رحمت نے سہارا دے رکھا ہے۔ اس کے اوصاف بیان کرنے سے انسانی زبان عاجز ہے کیونکہ ہماری ہر توصیف محدود اور نارسا ہوتی ہے۔ اس کی شانِ عمل

"کل یوم ھو فی شأن"[۲]

سے عیان ہے۔ یہ اسی کا کرم ہے کہ اس نے ہمارے پیغامبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور ہمیں ان کے نام لیواؤں سے بنایا۔ نبی اکرمؐ کی شان بیان کرنا بھی ہمارے بس سے باہر ہے۔ آپ کے اشارۂ انگشت[۳] سے چاند دونیم ہوگیا۔ انہیں

"وان یکاد الذین کفروا"[۴]

کا تعویز ملا ہوا تھا اور:

"ماذاغ البصر وماطغیٰ"[۵]

سے اس کی استحکامتِ بصارت عیان ہے اور یہ مقام کسی دوسرے کو ملا ہے نہ ملے گا۔ احترام دنیا آپ کا مقصود رہا، عقبیٰ آپ کے لئے منتظر رہی، پروردگار آپ کا معبود تھا اور مقصود بھی، اللہ آپ کا محافظ رہا، حضرت جبرئیلؑ آپ کے خادم تھے براق آپ کی سواری رہا، معراج آپ کا سفر رہا، اور:

"سدرۃ المنتھیٰ"[۶]

(آخری کا درخت)

آپ کا پڑاؤ تھا مگر آپ کی منزلِ مقصود

"قاب قوسین او ادنیٰ"[۷]

رہی ہے۔ حضرت صدیق رضؓ آپؐ کے عاشق تھے، حضرت فاروق رضؓ آپ کے عدل کے مظہر تھے، حضرت ذی النورین رضؓ آپ کے خدمت گزار رہے اور حضرت مرتضیٰ رضؓ کی شجاعت آپ کے لئے شمشیر بنی رہی۔ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم وعلیٰ جمیع الاصحاب۔

دعاومناجات

اے پادشاہ حقیقی تیری ذات اور تیرا ملک وسلطنت بے زوال ہے تو نے اپنے کرم خاص سے ہمیں خلعتِ انسانی سے نوازا کہ:

"ولقد کرمنا بنی اٰدم"[۸]

اور پھر ہمیں لباس توحید بھی عطا کیا۔ خدایا، ہمارا ازلی دشمن "ابلیس" تاجِ توحید چھین لینے کے لئے ہمارے پیچھے لگا ہوا ہے۔ الہٰی ہمیں اس کا مقابلہ کرنے کی توفیق دے اور اس پر ہمیں غلبہ نصیب فرما۔ خدایا، روز قیامت ہمیں اپنے پیغامبر اکرمؐ کی شفاعت نصیب فرما، پل صراط پر ہمارے قدم محکم کر اور اس رحمت اللعالمینؐ کو ہم پر زیادہ شفیق و مہربان فرما۔ الہٰی، اپنی ستر پوشی سے نبی اکرمؐ کے سامنے ہمیں رسوا نہ کر۔ خدایا، تجھے اطاعت گزاروں کو ثواب دینے سے کوئی نقصان نہیں اور گناہ گاروں کو عذاب دینے سے کوئی فائدہ بھی نہیں۔ الہٰی ہمیں وہاں آتش فراق میں نہ جلانا اور نعمتِ وصال سے جلد مستفید فرمانا۔ خدایا، ہمیں اپنی نیکیوں کا کوئی پندار اور زعم نہیں۔ اپنے اعمال کے اعتبار سے، تیری رحمت اگر شاملِ حال نہ ہو، تو ہم ہر عقوبت کے سزاوار ہیں۔ ہم بے چاروں کا چارہ، علاج تیری رحمت میں مضمر ہے۔

اے بے سہاروں کے دائمی سہارا، اپنی رحمت، ہمارے شاملِ حال کر اور ہمارے صدفِ دل میں توحید کے موتی کو پرورش دے۔ الہٰی، ہمیں اپنے اسلاف اور اخلاف کے سامنے رسوا نہ کر۔ زمین و افلاک کا ذرہ ذرہ خدایا تیرا مطیع و فرماں بردار ہے تو ہم درویشوں کو اپنی اطاعت نصیب کر اور ہمیں صدقہ، طاعت و نیکی سے محروم نہ کر۔ خدایا، طاعت، محبت اور توحید کی مئے باقی کی لذت تو نے ہمیں عطا کی ہے، خدایا یہ سرور و مستی ہمیشہ ہمارا نصیب اور شعار ہو ؎

بادہ، عشق بردہ ای ساقی تا شود لای عقل در باقی

خدایا، ہماری ارواح کو تو نے روز ازل شراب "الست" سے بہرہ مند کیا ہے۔ خدایا، دنیا کے جملہ تفکرات میں بھی ہم اس مئے توحید سے مست اور سرشار رہیں ؎

ای ساقی، از آن بادہ کہ اول دادی
رطلی دو در انداز و بے فزا شادی
یا چاشتی، از آن نبایست نمود
یا مست و خراب کن چو سر بکشادی

فضائل محمدیؐ اور حدیث رسولؐ

سرورِ عالمینؐ کی ایک حدیث کے معانی بیان کرنا ہیں، مگر پہلے آپؐ کے فضائل سے گفتگو کو زیب و زینت دے لیں۔ فخرِ اولادِ آدم اور رحمت اللعالمین کا آفتابِ وجود ابھی طلوع نہیں ہوا تھا مگر اس کی عالمتابی نے اس سے قبل بھی جہان آب و گل کو صبحِ صادق کا سماں دے رکھا تھا۔ کہتے ہیں کہ مکہ مکرمہ والے قحط اور خشک سالی سے دوچار تھے۔ ایک وفد آنحضرتؐ کے دادا عبدالمطلب کے پاس آیا کہ ان کی طرف سے لوگوں کی مدد کی جائے۔ لوگوں نے کہا کہ اگر یہی صورت حال جاری رہی تو عنقریب انسان اور حیوان معدوم ہو جائیں گے اس لیے چارہ اندیشی ضروری ہے کہ بارش ہو، پانی ملے اور غلے اور چارے کا بندوبست ہو سکے۔ آنحضرتؐ اس وقت کمسن بچے تھے۔ عبدالمطلب بولے:

"میرا زمین یا افلاک پر کوئی اثر نہیں کہ بارش کا اہتمام کروں۔ دعائیں آپ کی طرح میں بھی کر چکا۔ البتہ ابھی خدا کو ایک نور کا واسطہ دینا ہے۔ یہ نور میرے آباؤ اجداد سے میری پیشانی میں منتقل ہوا تھا اس کے بعد میرے بیٹے عبداللہ کی پیشانی میں گیا۔ اس نے اسے اپنی زوجہ آمنہ کو ودیعت کیا اور اب وہ ایک خردسال بچے کی ملک ہے۔ اسے لے آؤ کہ اللہ تعالیٰ سے التجا کریں۔"

غرض، آنحضرتؐ کو لے آئے۔ عبدالمطلب تعظیماً اٹھ گئے اور کہنے لگے کہ اب پیشانیوں میں بسنے والا نور پورے طور پر ظاہر ہو چکا ہے۔ آپ نے آنحضرتؐ کو مسندِ صدارت پر بٹھایا۔ لوگوں نے کہا:

"عجیب ہے کہ کم سن بچے کو آپ اپنی مسندِ صدارت پر بٹھا رہے ہیں۔"

عبدالمطلب بولے:

"میں مسندِ صدارت پر بیٹھے ہوئے یہی غلغلہ سنتا رہتا ہوں کہ یہ بچہ یہاں

بیٹھنے کا مجھ سے زیادہ مستحق ہے۔"

مگر تمہیں ان باتوں کی کیا خبر؟۔ عبدالمطلب آنحضرتؐ سے اتنا لاڈ پیار کرتے تھے جیسے کوئی غلام کسی بادشاہ زادے کی تعظیم بجا لاتا ہوں۔ آپ نے آنحضرتؐ کو ساتھ لے کر کعبہ شریف کا رُخ کیا اور وہاں دعا کرنے لگے:

"خدایا، میں نے اس بچے کا نام محمدؐ رکھا اور تو نے اس میں بینظیر خوبیاں ودیعت کر رکھی ہیں۔ خدایا، اس کی برکت سے لوگوں کو قحط سالی سے نجات دے اور بارانِ رحمت ارسال فرما۔"

عبدالمطلب رقت آمیز دعا کرتے کرتے رو پڑے اور رحمتِ خداوندی کو فوراً جوش آگیا۔ آناً فاناً بخارات اُٹھے اور بارانِ رحمت کا نزول شروع ہوا۔ پانی کی فراوانی حیران کن ہوگئی اور اس طرح مردہ زمین نے زندہ ہوکر ذی روح چیزوں کی زندگی کا سامان بہم پہنچایا۔

عزیزو، نبی اکرمؐ رحمت اللعالمین ہیں۔ ان کی برکت سے جب مکہ اور اس کے نواح کے کفار نے یہ برکات پائیں، تو قیامت کے دن ان کی شفاعت کے ذریعے مومنوں اور مسلمانوں کی بخشش اور مغفرت کا کیا سماں ہوگا؟۔ انؐ پر ایمان لانے والے گناہ گار رحمۃ اللعالمینؐ اور شفیع المذنبین کی شفاعت سے انشاءاللہ بخوبی برخوردار اور بہرہ مند ہوں گے۔ عزیزو، یہ فضائل محمدیؐ کا ایک واقعہ تھا جسے ارتجالاً ذکر کر دیا گیا۔

حدیث نبوی (ترجمہ) یہ ہے:

"علم و دانش، دلوں کی زندگی ہے۔ عمل، گناہوں کا کفارہ ہے۔ دو قسم کے لوگ راہ نجات کی طلب کر رہے ہیں، عالم ربانی اور طالبعلم۔ باقی لوگ مبہوت اور گم گشتہ راہ ہیں۔"

پھر فرمایا:

"ریاض جنت میں کھایا پیا کرو۔"

لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسولؐ اللہ! ریاضِ جنت کیا ہیں اور وہاں کھانا پینا کیا ہے۔

فرمایا،

"حلقہ ہائے ذکر ریاضِ جنت ہیں اور وہاں خواستِ دل سے دعا و مناجات کرنا، کھانا پینا ہے۔"

مزید فرمایا،

"جس نے علم اور علماء سے محبت کی، اس کے معمولی گناہ تحریر میں نہ آئیں گے۔"

ہم نے حدیث کے اجزا نقل کیے ہیں۔

حدیث کے پہلے حصے میں یہ سخنِ حکمت دیکھیں کہ علم دل کی زندگی ہے۔ دوسرے الفاظ میں جہالت، مرگِ قلب ہے۔ آپ کا ہاتھ جب بے حس ہو جاتے اور سردی اور گرمی کا اسے احساس نہ ہو، تو اسے مردہ کہیں گے۔ لیکن فرض کریں کہ دل ہاتھ کو کوئی کام کرنے کا اشارہ کرے اور ہاتھ بحالتِ مجبوری اسے انجام نہ دے، تو وہ مردہ نہ ہوگا۔ جب دل کے اشارے کو سمجھ رہا ہے، تو مردہ کہاں ہوا؟ یہ ہاتھ انتظار میں ہوگا کہ رکاوٹ ہٹے اور دل کے کہنے پر عمل کرے۔ لیکن دل کے اشارے پر بے حس و حرکت رہنے والا ہاتھ یقیناً مردہ ہے۔ جو سردی و گرمی، آگ اور ضرب پر بے حس ہو، تو وہ مردہ نہیں تو اور کیا ہے؟۔ یہی حال انسان کی زندگی و موت کا بھی ہے۔ جسے طاعت کی گرمی اور گناہ کی سردی کا احساس نہ ہو، اس کا دل زندہ کہاں ہے؟ اسے عذاب کی ضرب کا احساس تو ہونا چاہیئے تھا۔ ایسا بے حس واثر شخص ایک قسم کا نقلی چوکیدار یا کٹ پتلی ہے کہ اسے کھیت یا باغ میں رکھ دیں تو حیوانات اور پرندے ڈرتے رہیں گے مگر اس کا حقیقی وجود ختم ہو چکا۔

"وتراھم ینظرون الیک وھم لا یبصرون"

میرے عزیز، تو اگر ہوئی و ہوس کی ظلمت سے باہر آئے اور صبح دل کے نور میں

دیکھے تو اکثر مخلوق کی یہی حالت ہے کہ دیکھنے میں زندہ ہیں، مگر ان کے دل مردہ ہیں ؎

میدان فراخ و مرد میدانی نی　　احوال جہان چنانکہ میدانی نی
ظاہر ھاشان ماند بادیا ماندیک　　در باطن شان بوی مسلمانی نی ؎

آگے آپؐ نے فرمایا ہے کہ نیک عمل گناہوں کا کفارہ ہے۔ مقصد یہ کہ نیک اعمال، بُرے اعمال پر چھا جاتے ہیں۔ فرض کریں کہ آپ کو کسی کی دشمنی سے غصہ آرہا ہو۔ آپ اُسے مارنے پیٹنے یا قید کروانے کا سوچ رہے ہوں کہ اسی دوران آپ کو اس کی نیکیاں یاد آنے لگیں اور وہ غصہ جاتا رہے۔ اس مثال میں دشمنی کرنے والے کی نیکیاں، مثلاً آپ کی خدمت اور حمایت، اس کی برائیوں پر غالب آگئیں اور آپ نے اس کی نیکیوں کی پاداش میں اس کی برائیاں بھلادیں۔ یا ان سے صرفِ نظر کرلیا۔ خدائے مہربان کی عفو و بخشش بھی اسی طرح ہے۔ وہ توبہ و معذرت کو قبول کرتا ہے اور وسوسہ شیطان کے ذریعے انجام پذیر گناہوں پر قلم نسخ پھیر دیتا ہے۔ جس طرح اس نے ہر بیماری کی دوا پیدا کی ہے، اسی طرح گناہ کی بھی دوا ہے اور اس دوا کا نام نیکی ہے۔ تیر و شمشیر کے زخموں کا علاج جس طرح مرہم سے کیا جاتا ہے، عزیزانِ من! گناہوں کا علاج اسی طرح نیکیوں کے ذریعے کرو۔ نیکی وہ سپر اور مرہم ہے جس سے شیطان کی شمشیر کا وار بچایا جاتا ہے یا اس کا معالجہ کرلیا جاتا ہے۔ عزیزو، ارتکاب گناہ ہوگیا ہو تو مایوس نہ بنو اور نیکیوں کا خرمن جمع کرنے کی فکر کرو۔

حدیث میں آگے عالم اور طالب علم کی فضیلت کا ذکر ہے۔ عالم، ایک راہبر اور سپہ سالار کی طرح ہے جو دوسروں کی راہنمائی کرتا ہے۔ وہ ایک طبیبِ حاذق ہے جو بیمار کو صحت دلانے اور اسے قدرِ صحت سمجھانے کی کوشش کرتا ہے۔ بیمار وقت اور مال خرچ کرتے ہیں، مگر کتنے ہیں جو صحت و سلامتی کی قدر بھی جانتے ہوں۔ عالم کا کام یہ ہے کہ اپنی نجات کا ہی فکر نہ کرے، دوسروں کی نجات اور بھلائی کا

بھی خیال رکھے ؎

آن شنیدی کہ رفت دانائی　　بعیادت بدرد [illegible]ندانی
گفت باداست ازین جہاش حزین　　گفت آری، ولی نیرزد تو این
برمن این غم چو کوہ پولاد است　　چون تو زین فارغی ترا باد است ؎

راہِ دین پر چلنے کے فوائد وہی جانتا ہے جس نے اس راہ اور دوسری راہوں کا موازنہ کیا ہو۔ عالم دین وہ ہے جو دین کی حقانیت کا نقش دوسروں کے دلوں پر منقش و مرتسم کر سکے تاکہ وہ شیطانی وساوس سے مصئون رہیں۔ شیطان کی وسوسہ اندازی انسانوں کی ابتدائے آفرینش سے جاری رہی ہے۔ اس نے آدمؑ اور حوّا کو گندم کا ممنوعہ دانہ کھلوایا اور انہیں اور ان کی اولاد کو؛

"اھبطوا منھا جمیعا"

کے فرمان کے تحت جنت سے نکلوا دیا۔ حضرت آدمؑ برسوں سرزمین ہند یا چین میں سرگردان رہے اور بعد میں ان کی توبہ و انابت کو شرفِ قبولیت عطا ہوا ؎

گر نبودی سوز سینہ و آب چشم عاشقان
خود نبودی در حقیقت آب و آتش درمیان ؎

جب تک لکڑی کو آگ نہ لگے وہ کیسے جلے گی اور جب تک وہ پوری نہ جلے اس میں سے پانی کیسے گزرے گا؟

ای شمع زرد روی کہ با اشک دیدہ　　سرخیل عاشقانِ مصیبت رسیدہ
فرہاد وقت خویشی، می سوزدی گداز　　تا خود چرا ز صحبت شیرین بریدہ؟ ؎

بعض نے کہا ہے کہ شمع اس لئے روتی ہے کہ آگ کی جلیس اور قرین ہو گئی ہے اور بعض کا خیال ہے کہ شہد شیرین کے رخصت ہو جانے کے افسوس میں اس کے آنسو نکلنے لگتے ہیں ؎

حال شبھای مرا ہمچو منی داند و بس　　تو چہ دانی کہ شب سوختگان چون گذرد

پیر سبدیکی کہ عاشقی چیست؟ گفتم کہ چو من شوی بدانی فے

حکایت

حبیب عجمیؒ کا معمول تھا کہ کئی کئی دن تک گھر سے دور اپنی عبادت گاہ میں ہوتے تھے۔ عموماً تاریک راتوں کو وہ گھر لوٹتے۔ اس دن ان کے بچے منتظر ہوتے کہ حبیب ان کے لئے کچھ لائیں گے مگر وہ مغرب کی نماز کے وقت، پیشانی عرق آلود کئے، خالی ہاتھ آ نکلتے تھے۔ انہیں ندامت ہوتی تھی کہ اب کہ بار بیوی اور اولاد کو کیا دیں گے؟۔ عیال کے جواب میں وہ فرماتے کہ میرے مالک نے جمعے کے دن مزد دینے کا وعدہ کیا ہے۔ بیوی بچے جمعے کے انتظار میں ہوتے۔ مگر جمعے کے دن مزد کہاں سے آتی؟۔ اس دن حبیب علی الصبح سے کنج تنہائی میں بیٹھ جاتے اور زار و قطار رو رو کر خدا سے استمداد کرتے کہ عیال کو منہ دکھانے کی کوئی سبیل نکل آئے۔ ایک دن کسی بزرگ کو خواب میں حبیب کی حالت بتائی گئی۔ یہ من جانب اللہ خواب تھا۔ بزرگ کو معلوم ہوا کہ حبیب نے ہفتہ بھر سے بیوی بچے منتظر رکھے ہوئے ہیں کہ جمعے کے دن ان کے لئے نان و نفقہ ملے گا، مگر اب بے چارہ نادم ہے کہ ایفائے عہد کیسے کرے؟۔ وہ ایک امیر شخص تھا اور اس نے حبیب کو اس قدر مال و منال اور غلہ اور مویشی بھجوا دیے کہ لوگ حیران رہ گئے۔ اس کا بھیجا ہوا سامان حبیب کے ہاں سماتا نہ تھا۔ گھر والے خوب متاثر ہوئے کہ ان کے صاحبِ خانہ کی ملازمت کتنی اچھی ہے اور ان کا آقا کس قدر پابند عہد ہے ؎

لطفت بکدام ذرہ پیوست دمی ۔ کان ذرہ بہ از ہزار خورشید نشد ؎

مگر حبیب عجمی کو ہنوز خبر نہ تھی کہ خدا نے ان کا وعدہ پورا فرما دیا۔ گھر آئے تو سخت نادم تھے کہ اب کیا کہیں گے؟۔ کسی مناسب بہانے کی تلاش میں تھے کہ گھر والے انہیں دیکھ کر آگے بڑھے اور غیر معمولی مسرت اور شادمانی کا اظہار کرنے لگے۔ ہمسائے بھی کہہ رہے تھے کہ سبحان اللہ کیسی ملازمت ملی ہے۔ کچھ ہمارا بندوبست بھی کر دے۔ تمہارا گھر تو بھر گیا اب دوسروں کے لئے بھی کچھ کر۔۔۔ حبیب سوچ رہے

تھے کہ یہ ان کا استہزا اور تمسخر ہو رہا ہے مگر ایک غیبی آواز نے انہیں دل جمعی عطا کر دی۔ آواز آئی :

"حبیب، ہم نے کرامت سے تیرے وعدے کو باحسن وجوہ پورا کر دیا مگر یہ کوئی انجام نہیں۔ یہ چند ہڈیاں ہیں جو تیرے اہل وعیال کی رفع احتیاج کے لئے پھینکی گئی ہیں تاکہ وہ ان ہڈیوں کو چوستے رہیں اور تیرے راستے کی دیوار نہ بنیں کیونکہ تیرا مقصود طاعت وعبادت اور ہماری رضا ہے۔"

ہائے یہ کم بخت نفس گاتے سے بھی گیا گزرا ہے۔

حکایت

کہتے ہیں دنیا میں کسی دور کے ساحلِ بحر پر ایک گائے ہے جس کا قدوقامت غیر معمولی اور خوف ناک ہے۔ وہ ہرے بھرے گھاس والے ساحل کے پاس ہے۔ اور دور دور تک کا گھاس چرتی ہے مگر سیر نہیں ہوتی۔ "جوع البقر" یہی ہے۔ اتنا کچھ کھا کر بھی وہ گائے دبلی پتلی ہے اور موٹی نہیں ہوتی۔ اس کے دبلے پن کی وجہ روزی کا خوف ہے۔ وہ آج سب کچھ کھا لیتی ہے اور اسے دوسرے دن کی فکر لاحق ہوتی ہے۔ پس اس کا کھایا، نہ کھایا بن جاتا ہے حالانکہ دوسرے دن بھی اسے ویسا ہی گھاس مل جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ؐ سے بارہا بار فرمایا ہے کہ روزی کا فکر نہ کریں۔ اللہ کے خزانے بے حدوحساب ہیں اور وہ رفتہ رفتہ سامنے آتے رہیں گے ؎

حجاب دیدۂ نامحرمان زیادت باد

مگر قابل رشک خزائن غیب ہیں۔ غیر مخلوق کلام میں ہے :

"ھدی للمتقین الذین یؤمنون بالغیب" ۱۲

خزائن غیب کے طالب ابدی نعمتوں کے سزاوار بنتے ہیں کہ :

"ان الابرار لفی نعیم"

یہ راہ انتخاب ہے۔ جو چاہے راہ رحمٰن پر چلے اور ابرار بنے اور جو چاہے راہِ اشرار پر چلے جو راہ شیطان ہے کہ:

"وان الفجار لفی جحیم"[۱۳]

مگر راہ ابرار ان کے نصیب ہوتی ہے جو انکساری کے ساتھ شریعت اور طریقت پر عمل پیرا ہوں اور فرعون کی راہ اختیار نہ کریں جو:

"انا ربکم الاعلیٰ"[۱۴]

کہتا تھا۔ سالک حقیقی وہ ہے جو اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رکھے کہ:

"واعتصموا بحبل اللہ"[۱۵]

اور غرور و پندار کے ذریعے:

"فذلک حرمان"[۱۶]

کا مصداق نہ بنے۔ ہوائے نفس کی متابعت کرنے والے:

"فخسفنا بہ وبدارہ الارض"[۱۷]

کا انجام دیکھتے ہیں۔ عزیزو، اہلِ دنیا کی اکثریت نیک و بد، حلال و حرام اور جائز و ناجائز کی تمیز نہیں کرتی۔ انہیں حیوانات کی طرح خورد و نوش اور شہوت و حرص ایسی سفلی خواہشات سے واسطہ ہے کہ:

"اولئک کالانعام بل ھم اضل"[۱۸]

نیز "وسواء علیھم ء انذرتھم ام لم تنذرھم لا یؤمنون"[۱۹]

ان ہی کے حسب حال فرمایا گیا ہے یہ لوگ روزِ قیامت کہیں گے کہ:

یلیتنی کنت ترابا"[۲۰]

مگر اس سے فائدہ کیا ہوگا؟۔ عزیزو ایک گروہ کو تم دیکھو گے کہ برائیوں سے روگرداں اور نیکوں کی سی زندگی گزار رہا ہے۔ مگر ان عابد اور زاہد لوگوں میں بھی کتے کے سے حریص اور جاہ طلب لوگ زیادہ ہیں اور انہیں صدق عمل سے کوئی واسطہ نہیں کہ:

"فمثلہ کمثل الکلب"[۲۱]

یہ دروغ اور نفاق کی سنتِ سیئہ کے بانی ہیں اور ایک حدیث کی رو سے ؛

"جس کسی نے کسی برائی کی بنیاد ڈالی ، اس برائی کے انجام دینے والے جملہ لوگوں کا گناہ ، اس کی گردن پر بھی رہے گا۔"

انہیں شاید ثواب کا زعم ہو مگر ان کی زندگی ؛

"ظلمات بعضھا فوق بعض"[۲۲]

کی تصویر ہے۔ وہ روزِ قیامت نیک لوگوں سے کہیں گے کہ

"انظرونا نقتبس من نورکم"[۲۳]

مگر ان کا جواب بھی تیار ہے کہ ؛

"قیل ارجعوا وراءکم فالتمسوا"[۲۴]

عزیزو ، یہ خود پرستوں کا گروہ ہے جن کا معبود ان کی خواہشاتِ نفس ہیں کہ ؛

"افرایت من اتخذ الھہ ھوٰہ واضلہ اللہ"[۲۵]

عزیزو ، نجات و رستگاری اور جنت ان لوگوں کے لئے ہے جنہوں نے اپنے نفس کو قابو میں رکھا ہوا ہے کہ ؛

"ولکم فیما ما تشتھی الانفس"[۲۶]

یہ سادہ لوح لوگ ہیں کیونکہ ایک حدیث کی رو سے اہلِ جنت کی اکثریت سادہ لوح لوگوں پر مشتمل ہوگی۔ ان کی سادہ لوحی یہ ہوتی ہے کہ جنت کو مقصود بنا لیتے ہیں۔ مگر ایک دوسرے گروہ کو جنت و دوزخ اور دنیا و عقبیٰ سے یکسر بے نیازی ہے۔ انہیں رضائے خداوندی کے حصول اور دیدارِ ذاتِ باری سے واسطہ ہے۔ یہ کامل اولیاء اللہ کا گروہ ہے یا انبیائے کرام[ع] کا۔ اللہ تعالیٰ ان سب پر اپنے درود و سلام کی بارش فرمائے ، الحمد للہ رب العالمین۔[۲۷]

مجلس ششم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد و نعت

سب تعریفیں خدا کو سزاوار ہیں جو ہر قسم کی اضداد اور اشکال سے منزّہ ہے۔ وہ بے نظیر اور لاشریک لہٗ ہے۔ اس کی ذات فنا اور زوال سے پاک ہے۔ وہ قدیم ہے اور ازل و ابد بھی اسی کی تخلیق ہیں۔ حوادث زمانہ، قضا و قدر اور انقلابات اسی کی اجازت سے وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ ہماری عبارات اور بیانات اسی کی ذات و صفات کو متعارف کروانے سے قاصر ہیں۔ اس نے آدمؑ کو کھنکھناتی مٹی سے پیدا کیا[1] اور اس کے بعد آدم اور زوجہ آدم کے ذریعے اولاد آدم کی تخلیق اور نشوونما کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ اس کی تخلیقات بے حد و حساب ہیں۔ جملہ مخلوق اپنے اعمال کی اس کے سامنے مسئول اور جواب دہ ہے کہ:

"لا یسئل عما یفعل وھم یسئلون"[2]

ان کا عمل دخل حیوانات، نباتات اور جمادات سب پر ہے کہ:

"وتری الجبال تحسبھا جامدۃ وھی تمر مر السحاب صنع اللہ الذی اتقن کل شیء انہ خبیر بما تفعلون"[3]

اسی نے کفر و گمراہی کے غلبے کے زمانے میں ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور انہوں نے غیر معمولی جان فشانی اور حکمت و

بصیرت کے ذریعے کو حلال و حرام اور حق و باطل کی تمیز کرنا سکھایا۔ خدایا، ہمارے پیغامبر اکرمؐ پر ابد تک درود و سلام اور رحمت کی بارش جاری رکھ اور ان کے آلؑ، ازواجؓ اور صحابہ پر بھی، خصوصاً حضرت ابوبکر صدیقؓ پر جنہوں نے بالاتفاق نبی اکرمؐ پر اپنی توانائیوں اور مال کو زیادہ نچھاور کیا، حضرت عمرؓ پر جنہوں نے خوفناک حالات میں بھی علمِ حق بلند رکھا، حضرت عثمانؓ ذی النورین جنہوں نے اپنی صبحیں اور شامیں ذکرِ حق میں بسر کیں اور حضرت علیؓ شیرِ خدا پر جنہوں نے اپنی بے نظیر شجاعت کے ذریعے اصنام اور باطل قوتوں کو ملیا میٹ کر دیا تھا۔

دعا و مناجات

خداوندا، ہمیں اپنے مقبل اور خوش نصیب بندوں کے نورِ ہدایت سے بہرہ مند فرما۔ خدایا، ہمیں بامقصد زندگی نصیب کر۔ ہمیں گائے بکری وغیرہ کی طرح چرنے اور کھانے کی خواہش ہی نہ دے کہ فربہ بنیں اور ہمارا گوشت و پوست قابلِ توجہ ہو۔ ہمارے حواس اور قویٰ کو علم و حکمت سے مستفید فرما۔ ہمیں حرص و شہوت پر غلبہ عطا فرما اور ہمیں طائرانِ فلک پرواز سے بھی بالاتر روحانی قوت پرواز عطا کر۔ خدایا ایسا نہ ہو کہ ہنگامہ زندگی ختم ہو جائے اور ہم خاسر اور بے مراد ہی رہیں۔ ہمیں روحانی طیران نصیب فرما تاکہ دوسری دنیا کی صبح میں، ہم نور و سرور سے مالا مال ہوں۔ خدایا، ہمیں جو بھی عمر عطا ہو، اسے آبِ حیات سے مستفیض رکھ تاکہ ہم مردہ اور فراموش شدہ نہ ہوں۔ ہمیں خورد و نوش اور خوش گذرانی کا شائق نہ بنا اور معنوی امور کو ہماری توجہات کا مرکز قرار دے۔

خدایا، تو جانتا ہے کہ بادشاہوں کی عمریں اکثر ان کے غلاموں سے کم ہوتی ہیں، مگر غلاموں کو بادشاہوں کی شہرت کب ملتی ہے؟۔ نیک نام بادشاہوں کے سے آبِ حیات کو ہمارا بھی مقدر بنا۔ خدایا، ہمیں شاخِ درخت کی زود گزر ہریالی اور پھول کی عارضی خوشبو کی ہوس نہیں۔ ہمیں، ابدی اقدار والے اعمال کی آرزو ہے۔ خدایا، ہمیں آبِ حیات طولِ عمر کے لئے عزیز نہیں، آبِ حیات کی سی نیکیوں

کی سعادت کو ہمارا نصیب بنا۔ (آمین)

حدیث قدسی کی توضیح

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تعجب ہوتا ہے اس شخص پر جسے موت آنے کا یقین ہو اور وہ خوش و خرّم رہتا ہو۔ تعجب ہوتا ہے اس شخص پر جسے دوزخ پر ایمان ہے اور ہنسی خوشی کر رہا ہے۔ تعجب ہے اس آدمی پر جسے جزا و سزا پر ایمان ہو اور برائیاں کرتا رہے اور تعجب ہوتا ہے اس انسان پر جسے مالِ دنیا کے زوال پذیر اور فانی ہونے پر ایمان ہو مگر اسے جمع کر رہا ہو اور اہل و عیال کو اس کی موجودگی پر مطمئن کر رہا ہو۔"

حضرت ابوذر غفاری رضؓ نبی اکرم صؐ کے خدمت گزار صحابہ میں سے تھے۔ وہ خود بھی بوستانِ فتوّت و جوانمردی کے باغبانوں میں سے تھے۔ انہوں نے یہ گفتار رسول صؐ روایت فرمائی ہے۔ عزیزو، قولِ رسولؐ بے حد اہم ہوتا ہے۔ نبی اکرم صؐ سرورِ کائنات ہیں۔ وہ دائرہ عالم کا نقطہ مرکزی ہیں اور شجرِ آدم کا لذیذ ترین ثمر۔ وہ اہل دین کی پشت و پناہ ہیں اور رضائے خداوندی سے برخوردار ہیں کہ:

"ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ"[۴]

ان کے سفرِ شب کا کیا کہنا کہ:

"سبحان الذی اسریٰ"[۵]

اس کا شاہد ہے۔ ان کے براق کی افلاکی سیر (معراج) کو قرآن مجید اس طرح بیان کر رہا ہے کہ:

"ثم دنا فتدلیٰ فکان قاب قوسین او ادنیٰ"[۶]

حضرت ابوذر غفاری رضؓ فرماتے ہیں کہ "الفقر فخری" کے ناطق اور سیدِ اولادِ آدم نے یہ کلمات مسجد الحرام[۷] میں نماز ادا فرما کر اور وہاں سے باہر آکر ارشاد فرماتے تھے۔

آپ اپنے حجرہ میں ارشاد میں تشریف لاتے۔ "اوّل ما خلق اللہ نوری" کے قائل کے گرد مہاجرین اور انصار کی بڑی تعداد جمع تھی ان میں؛

"مستغفرین[۸] بالاسحار"، "قائمون[۹] باللیل" اور "صائمون[۱۰] بالنہار"

کی کثرت تھی۔ وہاں صدیق رضؓ، نمونہ صدق بنے ہوئے تھے۔ فاروق رضؓ، حق و باطل میں خط امتیاز کھینچ رہے تھے۔ ذی النورین رضؓ تاریکیِ گور کو منوّر کرنے کا گُر سمجھا رہے[۱۱] تھے۔ مرتضیٰ رضؓ، رضا کا درس دے رہے تھے۔ بلال رضؓ، مسرّتِ روحانی کا سامان فراہم کر رہے[۱۲] تھے۔ صہیب رضؓ رومی، صہبائے وفا پیش کر رہے تھے۔ سلمان فارسی رضؓ، استقامت کی مثال دے رہے تھے۔ غرض اصحاب رضؓ نبی اکرمؐ کی مجلسِ مقدس میں بیٹھے ہوئے تھے اور آداب نبوت کا لحاظ کرتے ہوئے بحث و مباحثہ میں حصہ لے رہے تھے۔ حضرت ابوذر غفاری رضؓ کہتے ہیں کہ انہوں نے عرض کیا؛

"صحفِ حضرت موسیٰؑ میں اطمینانِ خاطر اور مصائب پر دامنِ صبر ہاتھ سے نہ چھوڑنے کی کوئی تلقین تھی؟"۔

مگر سرورِ عالمؐ نے اس وقت یہ کلمات ارشاد فرمائے۔ حدیث قدسی (ترجمہ) اوپر نقل ہو چکی۔ فرمایا کہ تسلی کی باتیں ان میں بھی تھیں مگر موت کے پیش نظر کہ؛

"کل نفس ذائقۃ الموت[۱۳]"

خوشی کیسی اور ترازوئے عمل کے پیش نظر کہ

"فمن یعمل[۱۴] مثقال ذرۃ شرّا یرہ"

عمل سے بے اعتنائی کیسی؟

فرمان رسولؐ یہ ہے کہ موت کو، اپنے اعمال کے نتائج کو اور مالِ دنیا کی ناپائداری کو ہمیشہ خاطر نشین رکھا جائے۔ موت یقینی ہے اور منکر و نکیر کے سوال و جواب اور وحشت قبر بھی یقینی ہے ان سے بے اعتنائی کیوں رکھی جائے اور عمر عزیز کو لہو و لعب اور غفلت میں کیوں بسر کیا جائے؟۔

عزیزو اور بھائیو، ہر کسی کو اپنے اعمال کا جواب دینا ہوگا۔ دنیا کے مال و

دولت سے احتیاج سے زیادہ رغبت نہ رکھو۔ یہ روحانی ترقیوں میں حارج بنتا ہے تمہیں اگر آج آزمائش سے گزرنا نہیں پڑ رہا ہے، تو کل اس کے لئے آمادہ رہو آج نعمت وصال سے بہرہ مند ہو تو کل تلخی فراق کے منتظر رہو۔ اس دنیا میں بھی آدمی نت نئے تجربات اور مصائب سے دوچار ہوتا ہے۔ عقبیٰ کے حالات اور بھی وحشت ناک ہیں۔ لہٰذا نیک اعمال انجام دینے کی اللہ سے استمداد کرو اور "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کے تقاضے سامنے رکھو۔ یعنی خدا اور اس کے رسولؐ کی ہدایات پر عمل کرو۔ یہ دنیا ایک زندان خانہ ہے۔ کوشش کرو کہ جیتے جی اس زندان خانہ سے اپنے آپ کو باہر نکالو اور اس دنیا سے رحلت کے بعد منزلِ آزادی میں جا پہنچو۔ یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ ہم یہاں ایمان کے تقاضے پورے کر سکیں۔ سناؔئی نے کہا ہے ؎

بہرشح از راہ دور افتی چہ کفر آن حرف و چہ ایمان
بہرشح از دوست وامانی چہ زشت آن نقش و چہ زیبا
نیابی خار و خاشاکی درین رہ جز بفراشی
کمر بست و بغرق استاد در راہ شہادت لا
چو لا از مدر انسانی فگندت در رہ حیرت
پس از نور الوھیت بہ اللہ آئی از الا

جو ایمان اور حسن عمل کے تقاضے پورے کرے، اسے جمالِ حق کے جلوے نظر آنے لگتے ہیں اور وہ باری تعالیٰ کے مخصوص بندوں میں شامل ہو جاتا ہے ؎

بایار بہ گلزار شدم رھگذری — بر گل نظرم فتاد از بی خبری
چون دید بتم گفت کہ شرمت بادا — رخسار من اینجا و تو در گل نگری

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد و علیٰ آلہ و اصحابہ اجمعین۔

مجلس ہفتم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کو ہی سزاوار ہیں جس نے عارفوں کے نقوش کو روحانی پروازوں کا مرکز بنایا۔ اس کی مدد سے ہی انسان ترکِ معاصی کر سکتا ہے۔ اس نے عاشقوں کو شرابِ محبت سے بہرہ مند کیا۔ اسی نے مومنوں کے دلوں کو ذکر کی حلاوت سے شیریں کام رکھا ہوا ہے۔ وہ لوگوں کو تکلیف میں دیکھتا ہے اور صابروں کے لئے غیر معمولی ثواب تعین فرماتا ہے۔ اس کے احسانات اور انعامات کا جو شکریہ ادا کرے، وہ اپنی نعمتوں میں مزید اضافہ کر دیتا ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے دلوں کو محبت کا مرکز بنا رکھا ہے۔ وہ عارفوں کو اپنی توحید کے آثار مشاہدہ کرواتا ہے۔ انہیں معرفت کے عجائب دکھاتا ہے اور وہ جنت کی شاخیں دیکھ کر اپنے نفوس کو مسرور رکھتے ہیں:

"اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له"

میں زبان و قلب دونوں کی شہادت ہے۔

"اشهد ان محمدا عبده ورسوله"

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی گزشتہ شریعتوں کے من جانب اللہ ہونے کی تائید فرمائی مگر اپنی شریعت لانے کے بعد انہیں منسوخ قرار دے دیا۔ آپؐ نے سلسلہ نبوت کے ختم ہونے کا اعلان بھی فرمایا۔ خدایا، ان پر، ان کی آل اور ان

Library
Anjuman Taraqqi Urdu (Hind)

کی ازواجؓ پر اور ان کے جملہ مہاجر و انصار صحابہؓ پر اپنے درود و سلام اور رحمتوں کی بارش جاری فرما۔ ان سب پر ہمارا بھی درود و سلام، خصوصاً حضرت ابوبکر صدیقؓ پر جو قول اور عقیدت دونوں میں صدیق رہے، عمر فاروقؓ پر جنہوں نے اپنے فیصلوں کے ذریعے حق و باطل کو ممیّز کئے رکھا، حضرت عثمانؓ ذی النورین پر جن کے دل کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نورِ معرفت سے منوّر کر رکھا تھا، حضرت علی مرتضیٰؓ پر جن کی سیرت اور اخلاق بے نظیر تھے اور حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ پر جنہیں تو نے اپنے قرب اور رحمت کے لئے مخصوص بنایا ہے۔

حدیث رسولؐ اور اس کی توضیح

اس حدیث کو حضرت حسن بصریؒ نے کئی صحابہؓ کے استناد سے نقل کیا ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے جب عقل کو پیدا کیا تو اسے بیٹھنے کو کہا اور وہ بیٹھ گئی پھر اسے اٹھنے کو کہا اور وہ اُٹھ گئی۔ پھر اسے آگے مڑنے کو کہا اور وہ مڑ گئی۔ پھر اسے پیچھے مڑنے کو کہا اور وہ مڑ گئی۔ پھر اسے بولنے کو کہا اور وہ بولی۔ پھر اسے چپ رہنے کو کہا اور وہ چپ ہو گئی۔ پھر اسے دیکھنے کو کہا اور اس نے دیکھا۔ پھر اسے چلنے کو کہا اور وہ چلی۔ پھر اسے سمجھنے کو کہا اور اس نے کہا ہوا سمجھا۔

پھر فرمایا:

مجھے اپنی عزّت، جلال، عظمت، کبریائی، بادشاہی، جبروت، بلند مقامی، علوّ مرتبہ، عرش پر قیام و استوا اور مخلوقات پر تصرف و قدرت کی قسم ہے کہ میں نے تجھ سے زیادہ محترم و مکرّم چیز پیدا نہیں کی اور تجھ سے زیادہ میرا محبوب کوئی نہیں۔ عرفان و معرفت، طاعت و عبادت عصیان و گناہ اور ثواب و عذاب تجھ ہی سے ہے۔"

عزیزو، حضرت محمد مصطفیٰ[۱]

"ثم دنا فتدلی فکان قاب[۱] قوسین او ادنیٰ"

کے تاج دار ہیں۔ آپؐ اولین اور آخرین کے سرور اور خاتم النبیینؐ ہیں۔ آپؐ ہی کے نورِ آفتاب سے لوگوں کو راہِ راست مل سکتا ہے۔ آپ؛

"انا اعطینک[۲] الکوثر"

کے مخاطب ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ۔ آپؐ کا ارشاد مبارک قابلِ غور ہے۔ آپؐ نے اصحابؓ سے تخلیقِ عمل کا واقعہ بیان فرمایا ہے۔ وہ خدا جس نے دشمنوں کو پابند سلاسل کر رکھا ہے کہ؛

"انا جعلنا فی اعناقھم[۳] اغلٰلا"

جس نے غارت گرانِ دین وایمان کو شکستہ دل کر رکھا ہے کہ؛

"لقطعنا منہ[۴] الوتین"

اس نے انسانی عظمت کے لیے کہ؛

"ولقد کرمنا[۵] بنی اٰدم"

عقل کو تخلیق فرمایا۔ عقل کیا ہے؟ ایک قندیلِ عالم "طورِ سینین[۶]" کا نور اور؛

"وھذا البلد[۶] الامین"

وہ ایک عادل سلطان کے مشابہ ہے۔ وہ سایۂ خدا ہے۔ وہ صفا وصفوت کیلئے راہنما ہے۔ وہ "دنیا آخرت کی کھیتی ہے" (حدیث) کیلئے دلیلیں فراہم کرنے والی ہے۔ وہ مشکلاتِ حیات کی گرہ کشا ہے۔ وہ عروسانِ راز کی آرائش گر ہے۔ وہ؛

"فالق الاصباح[۷]"

خدا کی طرف جانے کی راہنمائی دیتی ہے۔ خدا نے اسے تخلیق کیا اور جملہ عجائباتِ موجودات اسے ودیعت کر دیئے۔ وہ خوب وزشت، راست وچپ اور نور و تاریکی میں امتیاز کرنے والی قوت ہے۔ وہ ایک میزان ومحک ہے جس میں اقدار تولی جاتی ہیں اور ان کی پرکھ کی جاتی ہے۔ دوسرا کوئی پیمانہ کہاں ہے جو حسن وقبح کو پرکھے

انسانوں اور فرشتوں کا موازنہ کر سکے یا جن و پری کی اہمیت بتا سکے کہ؛

"وما منا الا لہ مقام معلوم"[۸]

اسی کے ذریعے؛

"انا منا الصالحون ومنا دون ذلک"[۹]

کی حقیقت سمجھی جا سکتی ہے اور فضیلت انبیاءؑ کو بھی کہ؛

"تلک الرسل فضلنا بعضھم علیٰ بعض"[۱۰]

عزیزو، ترازوئے عقل، آفتاب سے بھی روشن تر ہے۔ آفتاب کو ترازو میں کون رکھ سکتا ہے؟ اسے ترازو میں رکھنے کا فائدہ بھی کیا ہے؟۔ اس کا کام دنیا دیکھ رہی ہے۔ عقل کا بھی یہی حال ہے۔ لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ کو ترازو میزان اور عدل عزیز ہے کہ؛

"والسماء رفعھا ووضع المیزان"[۱۱]

اس لیے ہم بھی اسی نہج کی مثال دے رہے ہیں۔ جس طرح آسمان کو بایں ہمہ بلندی میزان و ترازو کی ضرورت ہے، عقل کو بھی اس کی احتیاج ہو سکتی ہے مگر عقل کا ترازو خود عقل ہی تو ہے ؎

گر از ھر باد چون کاھی بلرزی　　اگر کوھی شوی کاھی نیرزی

ترازو سے پوچھا گیا؛

"تیری گرانی اور سنگینی کس سے ہے؟"

بولی؛

"اے جسم و پوست والو! اپنا مغز اور اپنی روح و جان دیکھو اور وزن کے پیچھے نہ پڑو"۔

پوچھا گیا؛

"مغز اور ست کہاں سے حاصل کریں؟"

بولی؛

"یہ معدنیات اور نباتات کیا کم ہیں؟ گندم کے خوشوں، اخروٹ اور لوبیا میں کیا مغز نہیں ہیں؟ ان نباتات سے ہی تو ادویہ بھی بنتی ہیں۔ موافق آب و ہوا ہو تو ان کے مغز اور ست میں اضافہ ہوتا ہے۔ گرمی کا مارا ہوا آدمی آیا درختوں کے پتوں کے سائے میں تسکین نہیں پاتا؟ خدا کی قدرت دیکھو کہ ظلمات اور تاریکیوں میں نباتات رس اور مغز حاصل کرتی ہیں اور چشمے پانی۔ نامعلوم رس اور پانی کا منبع کہاں ہے؟۔ یہ جذب و انجذاب کی بات ہے۔ علم اور عقل بھی جسم میں یوں ہی سرایت کرتے ہیں۔ حدیث قدسی ہے کہ:

"علم دلوں کی زندگی ہے اور عمل گناہوں کا کفارہ ہے"۔

سینہ گرم رکھتے ہو تو جس طرح درخت آب اور ہوا سے عصارہ اور زندگی حاصل کرتے ہیں، تو بھی بادِ نسیم سے علم و حکمت حاصل کر۔ سوز جگر رکھتے ہو اور احساس تشنگی سے سرشار ہو تو آبِ حیات پیو تاکہ:

"وعلمناہ منطق الطیر"

کے مصداق حضرت سلیمانؑ کی طرح تم بھی عدل و انصاف والے پائیدار تخت پر بیٹھ سکو۔ حضرت سلیمانؑ بادِ بہار سے مستفید تھے کہ:

"فسخرنا لہ الریح"[۱۲]

وہ دنیا میں عدل گستری کرتے رہے، اور باغِ دنیا کے ظلم و ویرانی کے آثار مٹا کر اسے انہوں نے دوبارہ بہار عطا کی تھی۔ انہوں نے بدکاروں اور ظالموں کو نیست و نابود کر دیا تھا۔ اے سلیمان وقت! آج بھی میوے، نباتات اور ہوا موجود ہے۔ تو میزان و ترازو کو مضبوطی سے تھام اور دنیا کو بہار لوٹا دے ورنہ دعویٰ سلیمانی کا فائدہ کیا ہے ؎

دعویٰ عشق کردن آسان است
لیک آن را دلیل و برہان است [۱۳]

اے انواع و اقسام کے درختو! تم بھی عالم نباتات میں میزان و ترازو کے ذریعے اپنی افادیت اور اہمیت منواؤ۔ تمہارے ترازو ہوا اور پانی ہیں۔ ان کے ذریعے اپنی بو اور میوے نمایاں کرو۔ ہمیں بھی ہنر نمائی سکھاؤ تاکہ روز امتحان ہم ترشی۔ دہان ہی نہ دکھائیں کہ؛

"وجوہ یومئذ باسرہ"[۱۳]

بلکہ شیرینی دہان بھی دکھا سکیں کہ؛

"وجوہ یومئذ مسفرہ ضاحکۃ مستبشرۃ"[۱۴]

درخت وہی شیریں ثمر ہیں جو تلخ ثمر درختوں سے دور واقع ہوں۔ وہ آب و گل اور ہوا و آفتاب سے بھرپور استفادہ کرتے ہیں کیونکہ اس طرح فضل خداوندی سے ان کا رابطہ قائم رہتا ہے ؎

مارا بدم پیر نگہ نتوان داشت　　در عالمِ دلگیر نگہ نتوان داشت
وان را کہ زلف چو زنجیر بود　　در خانہ بز بخیر نگہ نتوان داشت[۱۵]

حسن و زیباتی اس کے لئے ہے جو خلوت پسند ہو اور آرائش جمال اور حفاظت زیباتی میں مصروف ہو، مگر یہ خال و رخسار کا حسن زود گزر ہے۔ چھوٹی بچیوں کو دیکھیں کہ چادریں اوڑھے اور آئینہ لئے آرائشِ جمال میں محو رہتی ہیں مگر اس حسن کی نمائش اور اس کے زوال میں زیادہ فاصلہ کہاں ہے؟ حسنِ ازلی کی اور بات ہے وہ اٹھارہ ہزار عالم میں نمودار ہو کر بھی کما کان مخفی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیدار ذات تو نہ ہوا مگر انہوں نے لاکھوں عالم دیکھ لئے تھے۔ انہوں نے عرض کیا؛

"خدایا، تو نے اتنے نفیس عالم پیدا کئے اور ان میں موجود نفائس کا کیا کہنا مگر ہم انسانوں کو اس آب و گل کے جہان میں بسا دیا۔"

ارشاد باری ہوا کہ ہر عالم نفائس سے پُر ہے اور میں ہر کہیں ہوں۔

"میں ایک مخفی خزانہ تھا۔ میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں پس میں نے

مخلوقات کو تخلیق کیا۔"

حضرت موسیٰؑ بولے ،

"خدایا، اہل گنج نے واقعی تجھے جان لیا ہے۔"

مچھلی، سمندر کو کیسے نہ جانے گی ؟۔ دیکھنے والی آنکھ آفتاب کو کیسے نہ دیکھے گی ؟ ۔ طوطا، نیشکر کے کھیت سے کیسے ناواقف ہوگا ؟ بلبل کو باغ سے متعارف کرنے کی کیا ضرورت ہے !۔

(نبی اکرمؐ کا ارشاد ہے کہ سرخ گلاب کا پھول میرے پسینے سے بنا ہے)۔

بلبل ہزار داستان گل وگلزار کی تلاش خود کر لیتا ہے۔ عشقِ ابدی کے طالب بلبل کو بھی تیرے بوستان کرم کا علم ہے۔ بلبل کو گانا کس نے سکھایا ؟ اسے اس کا مادر زاد علم حاصل ہے۔ عقل کہتی ہے کہ اسے مادر عشق نے جنم دیا ہے۔ اس کا وجود عالم بشریت کے کسی نر و مادہ کے وصال کا مرہونِ منت نہیں ہے۔ امیؐ نے علم و دانش کہاں سے پائے ؟۔ محقق علما۔ وصوفیا کہتے ہیں کہ امیؐ وہ ہے جو کسی نوشت وخواند کے بغیر پڑھ لکھ لے۔ دوسرے ہاتھ اور قلم کی مدد سے لکھیں، اور وہ ان کے بغیر۔ دوسرے کتب ومطالعے کے ذریعے گزشتہ وحال کا بتائیں اور مستقبل کے لئے راستے زنی کریں، مگر وہ ماضی، حال اور مستقبل کے واقعات اور حوادث سے بذریعہ غیب مطلع ہو اور اس کا بیان ظن وگمان سے بھی پاک ہوتا ہے ؎

بو دہ بیند ھر آنچہ جانوراست آنکہ نا بودہ دیدِ او دگراست ؎

اے محمدؐ امیؐ ! آپؐ امیؐ تھے، یتیم تھے۔ آپؐ کے والدین فوت ہو گئے تھے۔ آپؐ کو کسی مدرسے اور مکتب میں لکھنا پڑھنا نہیں سکھایا گیا تھا۔ آپؐ نے یہ ہزاروں لاکھوں علوم وفنون کہاں سے سیکھے ؟۔ آپؐ نے ماضی، حال اور مستقبل کے واقعات کا صادقانہ علم دے دیا، انسانوں کو سعادت وشقاوت کے راز سمجھائے۔ باغِ بہشت اور آتش جہنم کے مشاہدات سے آپؐ نے لوگوں کو آگاہی

دی ۔ آپؐ نے ہر قابلِ ذکر بات بتا دی ۔ فرمایئے یہ سب کچھ آپؐ نے کیسے سیکھا تھا؟ اس قسم کے سوالات کے جواب میں آنحضرتؐ فرمایا کرتے تھے :

"میں بے کس و یتیم تھا اور بے کسوں کے سہارے نے مجھے سہارا دیا اور تعلیم بھی کہ :

"الرحمٰن علم القرآن"[۱۵]۔

میرا علم کسبی ہوتا تو بے نظیر مال خرچ کرنے اور ہزاروں سال کی مدت میں بھی یہ حاصل نہ ہو سکتا ۔ میں نے اصلی منبع کے توسط سے براہِ راست علم حاصل کیا ۔ کسبی اور تقلیدی علم کی یہ شان کیسے ہو سکتی ہے؟ ۔ دروازہ بند ہو اور چابیاں مانگ کر اسے کھولنے کی کوشش کی جائے ، تو یہ تقلیدی علم ہوا ۔ اصلی علم یہ ہے کہ کھلے گھر میں بے روک ٹوک داخل ہوا جائے ۔ تقلیدی علم ، نقشِ دیوار ہے اور اصلی علم ، اصل نقش ۔ قندیل کا نقش بنا ہو ، تو وہ روشنی کیسے دے گا ؟ درخت کا نقش دیوار پر بنا دو ، تو کیا وہ سایہ اور پھل دے سکے گا ؟ ۔ پھر بھی کسبی اور تقلیدی علم بے فائدہ نہیں ہے ۔ فرض کیجئے کوئی جیل میں پیدا ہو اور وہیں بڑا ہو ۔ قید تنہائی میں اسے دوسروں سے میل جول کی اجازت نہ ہو ، مگر نقشِ دیوار دیکھنے کی اس کے ساتھ رعایت ہو ، تو بھی اسے فائدہ ہو سکتا ہے ۔ وہ نقشِ ہائے دیوار دیکھ کر زشت و نازشت ، بادشاہ تاج ، تخت ، رقاص ، مغنی ، ساز ، پھل اور دولہا دلہن وغیرہ کا کسی قدر اندازہ کر سکے گا ، گو یہ تمام چیزیں اس نے اپنی اصلی حالت میں کبھی نہ دیکھی ہوں ۔ علم و آگاہی کے ذریعے اسے ان چیزوں کی موجودگی کا پتہ چل سکے گا اور اہلِ زندان سے کہہ سکے گا کہ ؎

ای قوم ازین حوادث فانی حذر کنید — خیزید سوی عالم علوی سفر کنید
جان کمال یافتہ در قالب شماست — وآنگہ شما حدیث بدن مختصر کنید
عیسیٰؑ نشستہ پیش و آنکہ شہ — دلتان دھد کہ بندگی سُمِّ خر کنید ؟
دیر است تا کہ دمدمہ حشر می زنند — ای زندہ زادگان سر ازین خاک بر کنید ۔ [۱۶]

وہ کہے گا کہ اے زندانیو! یہاں سے نجات حاصل کر کے ان چیزوں کو دیکھنے کی کوشش کرو جن کے نقوش دیوارِ زندان پر مرتسم ہیں۔ ان نقوش میں کسی قدر مبالغہ ہو سکتا ہے۔ کشش کی خاطر کسی قدر دروغ آمیزی کا امکان ہے، مگر یہ تمام نقوش فرضی اور خیالی نہیں ہو سکتے۔ دوستو! اس دنیا میں کتنے نقوش انسانی آئے۔ نقوش کہاں وہ اصل وجود تھے مگر آج ان کی نیکیوں اور نیک ناموں کی بنا پر ہم بعض کو جانتے ہیں کہ؟

"الباقیات الصالحات خیر"[۱۶]

وہ وجود اور صورتیں کیا ہوئیں؟

"عند ربک"[۱۷]

ان کا ریکارڈ موجود ہے۔ عزیزو! زندگی و موت کی داستان دراز ہے۔ اسے کہاں تک بیان کیا جائے۔ بات عقل کی ہو رہی تھی اور اس حرفِ پاک کی کہ؟

"میں ایک مخفی خزانہ تھا۔ میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں، پس میں نے مخلوق کو پیدا کیا۔"

خدا اب بھی لامکان و لازمان ہے مگر اس نے مکانی اور زمانی مخلوق پیدا کی جو اس کی معرفت کو عام کرنے کی کوشش کرے۔ مگر معرفت خاص ہے۔ علم غیب مخصوص ہے۔ ہاں ایمان بالغیب کو انبیائے کرامؑ کے ذریعے لوگوں میں راسخ کیا جاتا رہا تاکہ لوگ اچھے برے انجام سے باخبر رہیں۔ وہ بہشتِ بریں کی نعمتوں سے آگاہ ہوں اور جہنم کی سوزناکی سے بھی جو۔

"لا یموت فیھا ولا یحییٰ"[۱۸]

سے واضح ہے۔ خدائے تعالیٰ نے جملہ تجربات سے انسانوں کو آگاہ کر دیا۔ وہ ہجر و وصال اور خشکی و بحر اور جملہ اضداد سے آگاہ ہو گئے ہیں ؎

ہر کہ او اندر شبی یک شربت وصل تو خورد
چون نماند آن شراب او داند از رنج خمار ؎

خدا کا بحر رحمت صدا دے رہا ہے کہ؛

"ولا تقتلوا انفسکم انہ کان بکم رحیما"

خدا نے اس حکمت کے تحت مخلوق کو اپنی معرفت اور ایمان بالغیب کا علم دیا کہ وہ اپنی زندگی کو بے مقصد نہ جاننے لگیں اور احتساب و جواب دہی کے احساس سے غافل نہ ہوں کہ؛

"احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا اٰمنا وھم لا یفتنون" [19]

دعویٰ اور ہے اور عمل اور۔ لاکھ سانپ کہیں کہ وہ مچھلی بن گئے" تو کوئی ان کا دعویٰ کیسے مان لے گا کہ سانپ اور ہے اور مچھلی اور ہے

جان پاکان غذای پاک خورد. ماربا خر کہ بادو خاک خورد [20]

مچھلی کی غذا ہوا اور مٹی نہیں۔ دور سے کتا اور ہرن ایک جیسے نظر آ سکتے ہیں مگر ہڈی سامنے پڑی ہو تو معلوم ہو جائے گا۔ ہرن کو ہڈی کی پرواہ نہیں۔ بھیڑیے اور ہرن کی تمیز بھی اسی طرح ہوتی ہے۔ اگر کوئی بھیڑیا کسی ہرنی کے ساتھ مجامعت کرے تو پیدا ہونے والے بچے کو بھیڑیا کہیں گے یا ہرن؟ اس مسئلے پر فقہا کی کتابوں میں بحثیں ہوئی ہیں اور مدارس میں بھی مباحثے ہوتے رہے ہیں۔ لیکن مسئلہ سادہ یہ ہے کہ ایسے بچے کے سامنے ہڈی پھینکو اور گھاس بھی، ہڈی کی طرف مائل ہوا تو بھیڑیا ہوا، اور گھاس کی طرف لپکا تو ہرن۔ سرشت کے حساب سے بھیڑیا، کتا ہی تو ہے۔

اب غور کریں کہ جس طرح سانپ کی غذا خاک و باد ہے، نفس امارہ کے لئے بھی وہی غذا ہے۔ نفس کی خاک، یہ چرب و شیریں دنیا ہے۔ دنیا میں رنگ و لو بے حد و حساب ہیں۔ نان اور گوشت بھی اسی زمرے میں آتے ہیں۔ میرے عزیز، تو اگر سانپ نہیں تو نان و گوشت کا اس قدر دلدادہ نہ بن اور کچھ اور کھا۔ باد، غرور کی علامت ہے اور انسانوں کی یہ بڑی آرزو ہوتی ہے کہ کبر و غرور کا مظاہرہ کریں۔ فرعون کا بڑا وطیرہ یہی رہا ہے جس کی بنا پر وہ ملعون بنا ہے

مخالفان تو موران بُدند و مار شدند
برآر از سر موران مار گشتہ دِمار
موہ زمانش ازین بیش و روزگار مبر
کہ اژدھا شود ار روزگار یابد مار ۔ ۷۵

دوستو! مومن، ماہی کی طرح آب خوار نہیں۔ وہ سانپ کی طرح گل خوار اور بادلپسند بھی نہیں۔ وہ ان دونوں کی مرغوبات میں سے بقدر احتیاج لے لیتے ہیں مگر کوشش کرتے ہیں کہ میانہ رو رہیں ؎

ما میخواہیم و دیگران میخواہند — تا بخت کرا بود کرا دارد دوست
آدمی ہست طرفہ معجونی — از عزیز عزیز، واز دُونی دُونی ۷۶ ؟

اوپر عقل کے بارے میں حدیث نقل ہوئی ہے کہ:

"خدا نے عقل پیدا کی اور اسے کہا کہ آگے مڑ اور وہ مڑی۔ پھر اسے کہا کہ پیچھے مڑ اور وہ مڑی۔"

= وہ امتثالِ حکم کے لیے روگردان ہوئی اور مڑی ورنہ یہ کوئی روگردانی نہ تھی فرشتوں سے اللہ نے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو انہوں نے اطاعت میں سجدہ کر دیا دگرنہ وہ غیر اللہ کے سجدے کو ننگ کہہ سکتے تھے۔

ابلیس نے یہی حجت کی تھی مگر اس کا یہ عمل انکارِ خالق قرار پایا اور وہ راندہ درگاہ ہو گیا۔ حکم عدولی کرنا روگردانی ہے خواہ رُخ کسی طرف کر رکھا ہو۔ مومنو! تم بھی آج کل ایسا ہی کرتے ہو:

"ایاک نعبد[۲۰] و ایاک نستعین"

پڑھتے ہو مگر اطاعت غیر اللہ کی کرتے ہو اور مدد بھی غیر اللہ سے چاہتے ہو۔ تم ماہی اور مار بننے سے احتراز کرو۔ میرا اشارہ ان کی دو صفات سے ہے۔ ایک شہوت و جنس دوستی ہے اور خاک سے وابستگی۔ پہلی ماہی کی صفت ہے اور دوسری مار کی۔ کہتے ہیں کہ خدا نے روز ازل ایک گوہر کی تخلیق کی اور اسے دیکھا وہ گوہر شرم

کے مارے آب ہوگیا۔ یہ سارے سمندر اس طرح وجود میں آ گئے۔ ان سمندروں پر ہی خدا نے زمین کو پیدا کیا۔ خاک بحر سے پیدا ہوئی اور دونوں میں ربط ہے۔ اے قطرے! تو خاک پیوندی سے کیوں مغرور ہے اور بحر سے متصل کیوں نہیں ہو رہا! یہ خاک دوستی اور جنسیت کیسی! آب و خاک میں یہ بُعد تو نہیں ہے۔ مبارک ہے وہ قطرہ جو اپنی اصل پہچانے اور جملہ سلاسل اور موانع توڑ کر بحر کی طرف بھاگے۔ مومن وہ ہے جو سیل وار دریائے وحدت کی طرف روانہ رہے اور:

"انی ذاھب الی ربی سیھدین"[۲۱]

کہتا رہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

مجالس سبعہ (فہرست آیات قرآن مجید)

سورتوں کی ترتیب سے

شمار سورہ	شمار یہ آیہ	آیہ مبارکہ یا متعلقہ حصہ	حوالہ خطبہ شمارہ
۱	۱	الحمد للہ رب العالمین	۵
۲	۴،۵	ایاک نعبد و ایاک نستعین ۔ اھدنا الصراط المستقیم	۷
	۱،۲	الٓمٓ ۔ ذلک الکتاب لا ریب فیہ ھدی للمتقین	۵
	۳۰	واذ قال ربک للملئکۃ انی جاعل فی الارض خلیفۃ	۱،۵
	۳۱	وعلم آدم الاسماء کلھا ثم عرضھم	۳
	۳۷	انہ ھو التواب الرحیم	۱
	۳۸	ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون	۵
	۳۹	والذین کفروا وکذبوا بآیتنا اولئک اصحاب النار	۴
	۴۹	وفی ذلکم بلاء من ربکم عظیم	۱
	۱۰۲	ولبئس ما شروا بہ انفسھم	۱
	۱۶۴	ان فی خلق السموٰت والارض واختلاف الیل والنہار ۔	۷
	۱۵۶	انا للہ وانا الیہ راجعون	۱،۴
	۲۰۴	ومن الناس من یعجبک قولہ فی الحیوٰۃ الدنیا	۴

شمار سورہ	شمار آیہ	آیۂ مبارکہ یا متعلقہ حصہ	حوالہ خطبہ شمارہ
	۲۵۰	ربنا افرغ علینا صبرا و ثبت اقدامنا و انصرنا	۱
	۲۵۳	ولکن اللہ یفعل ما یرید	۷
۳	۶	ھو الذی یصورکم فی الارحام کیف یشاء	۱
	۱۶	الذین یقولون ربنا انا امنا فاغفر لنا ذنوبنا	۱، ۷
	۳۶	و انی اعیذھا بک و ذریتھا من الشیطٰن الرجیم	۱
	۳۸	انک سمیع الدعا	۱
	۱۰۳	واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا و اذکروا	۱
	۱۰۴	ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر	۱
	۱۲۵	بلیٰ ان تصبروا و تتقوا و یاتوکم من فورھم	۱
	۱۵۳	واللہ خبیر بما تعملون	۱
	۱۶۹	بل احیاء عند ربھم یرزقون	۱
	۱۷۰	فرحین بما اتھم اللہ من فضلہ ویستبشرون	۱
	۱۷۱	وان اللہ لا یضیع اجر المؤمنین	۶
	۱۸۵	کل نفس ذائقۃ الموت و انما توفون	۶
۴	۱۳	تلک حدود اللہ ط ومن یطع اللہ ورسولہ	۱
	۴۸	ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ	۱
	۶۹	ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم	۱
	۱۱۶	---ومن یشرک باللہ فقد ضل ضلٰلاً م بعیدا	۱
	۱۷۱	وکفیٰ باللہ وکیلا	۳
۵	۶	ما یرید اللہ لیجعل علیکم من حرج	۲
۶	۳	یعلم سرکم وجھرکم	۳
	۱۲	کتب علیٰ نفسہ الرحمۃ	۱

شمار سورہ	شمار آیہ	آیۂ مبارکہ یا متعلقہ حصہ	حوالہ خطبہ شمارہ
	۴۵	فقطع دابر القوم الذین ظلموا والحمد للہ رب العالمین	۱
	۴۹	والذین کذبوا بآیاتنا یمسّھم العذاب	۱
	۷۵	وکذلک نری ابراھیم ملکوت السموٰت والارض	۳
۷	۲۲	ان الشیطن لکما عدو مبین	۱
	۲۳	قالا ربنا ظلمنا انفسنا وان لم	۱
	۵۷	وھو الذی یرسل الریح بشرا ، بین یدی رحمتہ ۔۔۔	۳
	۱۷۲	الست بربکمؕ قالوا بلیٰ	۵
	۱۷۶	ولو شئنا لرفعنہ بھا ولکنہ اخلد الی الارض	۵
	۱۹۷	والذین تدعون من دونہ لا تستطیعون نصرکم	۵
	۲۰۴	واذا قرِی القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا	۱
۸	۱۲	سألقی فی قلوب الذین کفروا الرعب فاضربوا	۱۱
	۳۸	قل للذین کفروا ان ینتھوا یغفر لھم	۷
	۳۹	وقاتلوھم حتی لا تکون فتنۃ	۷
	۴۸	واذ زین لھم الشیطن اعمالھم	۲
	۷۰	یایھا النبی قل لمن فی ایدکم من الاسریٰ ۔۔۔	۲
۹	۳۴	انھم ساء ما کانوا یعلمون	۲
	۵۳	قل انفقوا طوعاً او کرھا لن یتقبل منکم	۵
	۱۱۱	ان اللہ اشتری من المومنین انفسھم واموالھم	۵
	۱۲۵	واما الذین فی قلوبھم مرض فزادتھم	۵
۱۰	۵	ھو الذی جعل الشمس ضیاءً والقمر نوراً	۵
	۴۹	اذا جاء اجلھم فلا یستاخرون ساعۃ	۵
	۵۷	یایھا الناس قد جاءتکم موعظۃ من ربکم	۵

شمار سورہ	شمار آیہ	آیہ مبارکہ یا متعلقہ حصہ	حوالہ خطبہ شمارہ
	۶۱	ومایعزب عن ربك من مثقال ذرة	۵
۱۲	۸	اذقالوا لیوسف واخوه احب الی ابینا	۲
	۳۶	نبئنا بتاویله	۲
۱۴	۳۵	واذقال ابراهیم رب اجعل هذا البلد اٰمنا	۲
	۴۲	ولا تحسبن الله غافلا عما یعمل الظالمون	۲
۱۵	۷۲	لعمرك انهم لفی سکرتهم یعمهون	۱
۱۷	۱	سبحن الذی اسریٰ بعبده لیلا من المسجد الحرام	۶
	۶۴	ومایعدهم الشیطن الا غرورا	۶
	۷۰	ولقد کرمنا بنی اٰدم وحملنهم فی البر والبحر	۵
	۸۲	وننزل من القراٰن ماهو شفآء ورحمته للمومنین	۵
۱۸	۴۶	المال والبنون زینة الحیوة الدنیا	۱،۷
۲۰	۱۴	انّنی انا الله لا اله الا انا فاعبدنی	۲
۲۱	۲۳	لا یسئل عما یفعل وهم یسئلون	۶
	۵۹	قالوا من فعل هذا بالهتنا انه لمن الظلمین	۶
	۱۰۷	وما ارسلنك الا رحمته للعالمین	۴
۲۴	۴	واولئك هم الفسقون	۵
۲۵	۲۳	وقدمنا الی ما عملوا من عمل فجعلنه هبآء منثور	۳
	۷۰	فاولئك یبدل الله سیاتهم حسنٰت	۱،۷
۲۶	۷	اولم یروا الی الارض کم انبتنا فیها	۱،۷
	۲۰	قال فعلتها اذا وانا من الظالمین	۱،۷
	۸۳	رب هب لی حکما والحقنی بالصلحین	۱،۷
۲۷	۱۶	وقال یایها الناس علمنا منطق الطیر	۲

شمار سورہ	شمار سورہ	آیۃ مبارکہ یا متعلقہ حصہ	حوالہ خطبہ شمارہ
	۳۰	انہ من سلیمان وانہ بسم اللہ الرحمن الرحیم	۱
	۸۸	وتری الجبال تحسبہا جامدۃ وہی تمر مر السحاب	۶
۲۸	۴۲	واتبعنہم فی ہذہ الدنیا لعنۃ	۶
	۸۱	فخسفنا بہ وبدارہ الارض فما کان لہ	۵
۲۹	۳	ولقد فتنا الذین من قبلہم	۷
۳۰	۹	اولم یسیروا فی الارض فینظروا کیف کان عاقبۃ الذین من قبلہم	۷
۳۲	۱۷	فلا تعلم نفس ما اخفی من قرۃ اعین	۷
۳۳	۷۲	انا عرضنا الامانہ علی السموٰت والارض والجبال	۷
۳۴	۱۲	ولسلیمٰن الریح غدوہا شہر ورواحہا شہر	۷
۳۵	۱	جاعل الملئکۃ رسلا اولی اجنحۃ مثنیٰ وثلث ورلٰع ط	۷
	۳۰	لیوفیہم اجورہم ویزیدہم من فضلہ	۷
۳۶	۸	انا جعلنا فی اعناقہم اغلالا	۷
	۱۰	وسواءٌ علیہم ءانذرتہم ام لم تنذرہم لا یومنون	۵
۳۸	۳۶	فسخرنا لہ الریح تجری بامرہ رخآءً	۱،۷
۳۹	۲۲	افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فہو علیٰ نور من ربہ	
	۲۳	اللہ نزل احسن الحدیث کتاباً متشابہاً مثانی	۳
۴۳	۳۲	نحن قسمنا بینہم معیشتہم	۱۱
۴۵	۳۳	وسخر لکم ما فی السموٰت وما فی الارض جمیعاً منہ ط	۵
۴۷	۳	ذلک بان الذین کفروا اتبعوا الباطل	۲
۵۱	۳	فالجریٰت یسراً	۵
۵۳	۸	وہو بالافق الاعلیٰ	۶
	۹	فکان قاب قوسین او ادنیٰ	۷

شمار سورہ	شمار آیہ	آیہ مبارکہ یا متعلقہ حصہ	حوالہ خطبہ شمارہ
	۱۴	عند سدرۃ المنتہیٰ	۳
	۱۷	مازاغ البصر وماطغیٰ	۵
	۲۹	فاعرض عن من تولیٰ عن ذکرنا	۵
۵۴	۱	اقترببت السّاعۃ و انشق القمر	۵
	۲	وان یروا اٰیۃ یعرضوا ویقولوا سحر مستمر	۵
	۵۵	فی مقعد صدق عند ملیکٍ مقتدر	۵
۵۵	۳	خلق الانسان	۷
	۷	والسمآء رفعھا ووضع المیزان	۷
	۲۹	کل یوم ھو فی شانٍ	۵
	۵۴	متکئین علیٰ فرشٍ، بطائنھا من استبرق	۵
۵۶	۷۹	لا یمسّہ الا المطھرون	۵
۵۷	۱۲	یوم تری المومنین والمومنٰت یسعیٰ نورھم	۵
۵۸	۲۲	الا ان حزب اللہ ھم المفلحون	۵
۵۹	۲	فاعتبروا یاولیٰ الابصار	۳
۶۴	۱۴	یاایھا الذین اٰمنوا ان من ازواجکم واولادکم عدوا لکم فاحذروھم	۳
۶۸	۵	فستبصر ویبصرون	۵
۶۹	۴۶	ثم لقطعنا منہ الوتین	۷
۷۰	۱۷	تدعوا من ادبر وتولیٰ	۷
۷۱	۲۵	مما خطیٰٓتھم اغرقوا فادخلوا نارا	۷
۷۲	۱۱	وانا منا الصلحون ومنا دون ذلک ط	۷
۷۵	۱	لا اقسم بیوم القیامۃ	۷
	۲	ولا اقسم بالنفس اللوامۃ	۶

شمار سورہ	شمار آیہ	آیہ مبارکہ یا متعلقہ حصہ	حوالہ خطبہ شمارہ
	۲۲	وجوہ یومئذ ناضرۃ	۱
	۲۳	الی ربہا ناضرۃ	۱
	۲۴	ووجوہ یومئذ باسرۃ	۷
	۲۵	الم نجعل الارض کفاتاً	۴
۷۷	۲۵	انا انذرنکم عذاباً قریبا	۴
۷۸	۴۰	فقال انا ربکم الاعلیٰ	۵
۷۹	۲۴	وان الفجار لفی جحیم	۵
۸۲	۱۴	یوم تبلی السرائر	۲
۸۶	۹	سبح اسم ربک الاعلیٰ	۲
۸۷	۱	ثم لا یموت فیہا ولا یحیی	۷
	۱۳	ما ودعک ربک وما قلیٰ ---	۶
۹۳	۳	ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ	۶
	۵	وطور سینین	۷
۹۵	۲	وہذا البلد الامین	۷
	۳	کلا ان الانسان لیطغیٰ	۷
۹۶	۶	فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہٗ	۵
۹۹	۷	فمن یعمل مثقال ذرۃ شیرا یرہٗ	۵
	۸	فہو فی عیشۃ راضیۃ	۵
۱۰۱	۷	الم تر کیف فعل ربک باصحب الفیل	۵
۱۰۵	۱	ویل للمصلین ۵ الذین ہم عن صلوتہم ساہون ۵	۵
۱۰۷	۴،۵	الذین ہم یراؤن	۵
	۶	انا اعطینک الکوثر	۷
۱۰۸	۱		

حواشی :۔ تعارف

۱۔ دیکھیں "ارمغان رومی" (مقالات رومی کانگرس فروری ۱۹۷۸ء) مطبوعہ پشاور یونیورسٹی (۱۹۷۹ء) میں میرا مقالہ :۔ "رومی کا تصورِ فقر" صفحہ ۱۵۱ تا ۱۶۶

حواشی :۔ مکتوبات

مکتوب ۱

۱۔ سلطان رکن الدین قلیج ارسلان (۵۵ء ۔ ۶۶۴ھ) کا ایک وزیر

۲۔ قرآن مجید ۸۳ : ۲۱ ۔

۳۔ یعنی شیخ حسام الدین چلپی ۔

۴۔ ترجمہ: لوگوں کی قلبی کیفیت ان کے عشق سے ہویدا ہے۔ جس قدر محبوب دلآویز ہوں گے، اسی قدر عاشق بھی مکرم و معزز ہوں گے ۔

۵ ۔ قرآن مجید ۶ : ۱۶۰

۶ ۔ ایضاً ۳ : ۶۵

مکتوب ۲

۱۔ قرآن مجید ۱۳ : ۱۷

۲۔ صدر الدین، شیخ حسام الدین چلپی کے فرزند۔

۳۔ ترجمہ: تیرا استاد عشق ہے جب تو وہاں پہنچے گا، وہ زبانِ حال سے تجھے خود بتا دے گا کہ ایسے کر۔

۴۔ قرآن مجید ۴۷ : ۳۶

۵ ایضاً ۷ : ۶۳

۶۔ ترجمہ: سیپی سے موتی، ہرن سے ناف، مردوں سے دل (اور) بے وقوف سے لاف زنی کے طالب بنو۔

۷۔ ترجمہ: شیر کی گردن اس وقت تک موٹی نہ ہوتی جب تک وہ تکلیف دینے والی چیز سے دست کش نہ ہوا۔

مکتوب ۳

۸۔ ترجمہ: جس خدا نے ہمیں راہ ہجر دکھائی، امید ہے کہ وہ راہ وصال کو آسان کر دے گا۔

ب۔ قرآن مجید ۷۰ : ۴

ج۔ ایضاً ۴۰ : ۲۷

د۔ ایضاً ۴۰ : ۱۶

ھ۔ ایضاً ۳۹ : ۴۱

و۔ ترجمہ: مستی کی جگہ سے پاؤں نہ اٹھا۔ جہاں مئے پی وہیں سر رکھ۔

ز۔ قرآن مجید ۷۰ : ۴

ح۔ ایضاً ۸ : ۳۶

ط۔ ترجمہ:۔ میں شدید اشتیاق سے آپ کی طرف آتا مگر بازو کٹا پرندہ اڑے کیسے؟

ی۔ ترجمہ:۔ اصل میں میری تیری روح وجان ظاہر اور پوشیدہ ایک رہی ہے۔ اسے "میری اور تیری" کہنا خامی ہے کیوں کہ اس ـــ سے مغائرت اٹھی ہوئی ہے۔

ک۔ قرآن مجید ۲ : ۲۱۲

ل۔ ایضاً ۲ : ۲۴۰

م۔ ایضاً ۳ : ۶۵

ن۔ ترجمہ:۔ وہ عشق جو روح سے اٹھے اور ری سے اپنے

ساتھ باندھے رکھے، ان دونوں میں فرق ہے۔

س۔ ترجمہ: تمہیں زندگی سے بہرہ اس وقت ملے گا جب تو کچھ دیر کے لئے راز دار دوست کے پاس ہو۔ ایسے لمحے کم ملیں گے اور جب ملیں تو انہیں ضائع نہ کرو۔

ع۔ ترجمہ: پہلے دوست پھر طریقت، پہلے ہمسایہ پھر گھر۔

ف۔ قرآن مجید ۴: ۶۱

ص۔ ایضاً ۲۹: ۴۸

ق۔ ایضاً ۱۰۹: ۱۸

⊙: رومی کا ارادت مند ایک خوش الحان مثنوی خوان تھا۔

مکتوب ۴

۱۔ قرآن مجید ۲۶: ۳۴

۲۔ سیبویہ ثانی، صلاح الدین ملطی، رومی کے پوتے جلال الدین عارف (۶۷۰-۷۱۹ھ) کا استاد۔

۳۔ ترجمہ: گدھے بیچنے والوں کی طرح ایک دوسرے سے لڑتا نظر آتا ہے، لیکن جب تو غور سے دیکھے تو وہ ایک کام پر متفق ہیں۔

۴۔ قرآن مجید ۴۲: ۵۳

مکتوب ۵

الف: ۔ ترجمہ: میں موسیٰؑ کی ماں ہوں جو اپنے بادشاہ سے اپنے ہی بیٹے کو دودھ پلانے کی اجرت مانگتی ہوں (شعر میں حضرت موسیٰؑ کے فرعون کے ہاں پلنے اور ان کی ماں کے اجرت پر دودھ پلانے کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے)۔

مکتوب ۶

۱۔ بہو اور بیٹے کے درمیان صلح کروانے کی خاطر۔

۲۔ قرآن مجید ۲۶ : ۳۶

۳۔ ایضاً ۳۷ : ۳

۴۔ ترجمہ :۔ بطخ کا بچہ گزشتہ کل کا بھی ہو تو دریا و سمندر کا پانی اس کے سینے تک ہوتا ہے۔ دینہ = دی + ینہ یعنی گزشتہ کل کا۔

۵۔ قرآن مجید ۲۱ : ۵۲

۶۔ ایضاً ۷ : ۳۰

۷۔ اس صورۃ میں تین (انجیر) اور زیتون کے بعد، طورِ سینا اور مکہ مکرمہ کی قسم آئی ہے۔

۸۔ رومی کی بہو، شیخ صلاح الدین زرکوب کی بیٹی تھیں۔

۹۔ ترجمہ :۔ اپنی جان اور دنیا سے اُٹھ جانا مشکل نہیں، تیری گلی سے اٹھ جانا البتہ مشکل ہے۔ مجھے خبر ہے کہ تجھ سے غلطی نہیں ہوئی مگر عاشقوں کے دل بداندیش ہوتے ہیں، یہ ہوس اور ظاہر داری کی جدائی نہیں یہ روح اور جسم کی جدائی ہے۔

۱۰۔ قرآن مجید ۵۴ : ۵

۱۱۔ پدرِ رومیؒ، بہاؤ الدین (وفات ۶۲۸ھ)

مکتوب ۷

الف۔ قرآن مجید ۴ : ۱۳۴

ب۔ ترجمہ :۔ اگرچہ تیرے نئے دوست شان و شوکت والے ہیں مگر پرانے دوستوں کو بھی نہ بھول۔

ج۔ ترجمہ :۔ ہمارا بچپن اور محبت آپ کی سُورخ کئے ہوئے ہے۔ اپنی بیٹیوں پر رحم کرو وہ کم سن ہیں۔

د۔ قرآن مجید ۲ : ۲۱۶

ھ ۔ اشارہ بہ عمر خیام نیشاپوری (وتقریباً ۵۱۷ھ) ۔ رومی نے شعر نہیں لکھا جو بہت معروف ہے۔

و ۔ قرآن مجید ۵ ؛ ۳۲

ز ۔ ترجمہ : تو کسی آزاد شخص کو اپنی مہربانی سے غلام (فرمانبردار) بنالے تو یہ بات اس سے بہتر ہے کہ تو ہزار غلام آزاد کرے۔

ح ۔ ترجمہ :۔ اگر ہوا مجھے اُٹھاتی تو میں ہوا کے دامنوں سے چمٹ گیا ہوتا۔ میں محبت سے تمہاری طرف اڑنے کا عازم ہوں لیکن بال بریدہ (بازو کٹا) پرندہ کیسے اڑے گا؟

مکتوب ۸

۱ ۔ امیر مجد الدین محمد، وزیر سلاجقہ

۲ ۔ قرآن مجید ۲۷ ؛ ۱۶ ۔ عطار کی ایک مثنوی اسی نام سے ہے۔

۳ ۔ اللہ کے فضل کا سپاس ہے کہ حق حقدار کو مل گیا۔ معشوق مطمئن ہوا اس کا تمام کفر ایمان بن گیا۔ خدایا ہمیشہ ایسے ہی ہو۔ شیطان کی نحوست سے ملک پریشان ہوا تھا لیکن پھر وہ سلیمان ؑ کے قبضے میں آگیا۔ خدایا ہمیشہ ایسے ہی ہو۔

۴ ۔ قرآن مجید ۲۸ ؛ ۳۱

۵ ۔ ایضاً ۴۴ ؛ ۱۷

۶ ۔ ایضاً ۴۴ ؛ ۲۱

۷ ۔ غالباً شیخ حسام الدین چلپی

۸ ۔ قرآن مجید ۱۲ ؛ ۲۶ ⊙ حضرت یوسف ؑ ابن حضرت یعقوب ؑ

۹ ۔ ترجمہ :۔ یا پیاسے عرب کی طرح جس نے کنوئیں میں ڈول ڈالا اور وہاں سے ایک شیریں حسین (حضرت یوسف ؑ) نکلا۔ یا حضرت موسیٰ ؑ والی آگ۔ آپ نے درخت کا رُخ کیا کہ وہاں سے آگ لیں اور وہاں آپ نے صدہا صبحیں (درخشاں) حاصل کیں۔

یا حضرت سلیمانؑ کی مانند کہ مچھلی کو چیرتے ہیں اور شکم ماہی سے انہیں سونے کی وہ (خاص) انگوٹھی ملتی ہے۔

۱۰۔ قرآن مجید ۸۲ : ۴۲

۱۱۔ ایضاً ۶ : ۵۹

مکتوب ۹

۱۔ آیات ۱۹ تا ۲۱ سورہ ۹۲

۲۔ ایضاً ۴۸ : ۲۹

۳۔ ترجمہ:۔ ان کے چہرے پر سجدہ کے اثرات نیز معبود کی تعظیم اور کوشش کرنے کے آثار ہیں۔

۴۔ آیہ ۴۷ سورہ ۱۵

۵ ترجمہ: بیشک وہ جو چاہے اس پر قادر ہے اور اجابتِ دعا اور مہربانی کرنے کا بھی وہی سزاوار ہے۔

مکتوب ۱۰

۱۔ قرآن مجید ۲۳ : ۷

مکتوب ۱۲

۱۔ القرآن ۳۸-۳۹ : ۸۰

۲۔ ایضاً ۴۰ : ۴

۳۔ عاشقوں پر افسوس ہے کہ انہوں نے محبت و حرص کا بوجھ رسوائی کے لئے اٹھا رکھا ہے۔ عشق اور باطنِ دل کی حالت کیا چھپی رہے کیونکہ آنکھ سے چہرے تک کئی نظر والے موجود ہیں۔

مکتوب ۱۳

الف ۔ اتنے القاب اور اوصاف اور مدّعا صرف سلام ۔

مکتوب ۱۵

۱۔ قرآن حکیم ۲:۱۹۷

۲۔ ایضاً ۹ : ۷۶

مکتوب ۱۶

۱۔ اگر تو میرے ساتھ نہیں تو تیری یاد میرے ساتھ ہے۔ تو اگر نظر سے اوجھل بھی ہو تو میرا دل تجھے دیکھ رہا ہے۔ آنکھ جسے چاہتی ہے اسے تلاش کرتی اور دیکھتی ہے اور دل کا دیکھنے والا نظر سے خالی نہیں ہوتا۔

۲۔ (دونوں حصے) قرآن مجید ۲۶۰ : ۲

۳۔ ایضاً ۹، ۱۰ : ۹۳

۴۔ ایضاً ۶۴ : ۱۲

مکتوب ۱۷

الف ۔ قرآن مجید ۵۶ : ۵۱

ب ۔ ایضاً ۲۹ : ۴۸

ج ۔ ایضاً ۴۷ : ۱۵

مکتوب ۱۸

۱۔ قرآن مجید ۷ : ۹۳

۲۔ ایضاً ۱۷، ۱۸ : ۵۱

۳۔ ایضاً ۴۷ : ۱۵

مکتوب ۱۹

الف ۔ قرآن مجید ۱۵ ؛ ۴۷

ب ۔ ایضاً ۷۰ ؛ ۴۲۳

د ۔ ترجمہ ؛ ۔ یہاں تک کہ تو خود سے منزّہ ایک جماعت دیکھے گا جو تیرے ساتھ زمین پر ہو گی مگر آسمانوں سے بلند واقع ہو گی ۔ اس کی ظاہری صورت زمین پر ہے مگر اس کی حقیقت ساتویں آسمان پر ہے ۔

ھ ۔ اگر تو بادشاہوں کی طرح تخت پر نہیں بیٹھ سکتا ، تو فراشوں کی طرح شاہی خیمے کی طناب کو تھامے رہ ۔

و ۔ قرآن مجید ۲۱ ؛ ۵۲

ز ۔ ترجمہ ؛ ۔ جس کسی کی طبیعت ناساز ہو ، وہ کسی کی بھی صحبت نہ چاہے گا ۔ پیشتر اس کے موت دیئے ہوئے کو چھین لے ، جو کچھ دینے کو ہے ، دے دینا چاہیے ۔

مکتوب ۲۰

۱ ۔ قرآن حکیم ۲ ؛ ۲۶۱

۲ ۔ ایضاً ۵۰ ؛ ۳۴

۳ ۔ ایضاً آیہ یکم سورہ ۵

۴ ۔ ترجمہ پہلے نقل ہو چکا ۔

مکتوب ۲۱

و ۔ قرآن مجید ۲۹ ؛ ۴۸

ب ۔ ترجمہ ؛ ۔ (پہلے شعر کے سوا ، جس کا ترجمہ پہلے نقل ہو چکا) ۔ جو کوئی بھنگ اور افیم کھائے اسے انس و محبت کی کیا فکر ہے ۔ وہ مٹی جس سے ملعون ابلیس کو

نفرت تھی اسے تو نے اپنے دین کی طرح تھام رکھا ہے۔ محنت کے مطابق بلندیاں ملتی ہیں۔ جسے بلندی کی طلب ہوئی وہ راتوں کو جاگتا رہا۔ عزت کے لئے فرصت غنیمت جان پھر رات کو سویا رہ۔ جسے موتیوں کی طلب ہو وہ سمندر میں غوطے لگاتا ہے۔

ج۔ جو دو تین دن تو یہاں دنیا میں زندہ ہے، اے دل اگر تو واقعی زندہ نہ ہو تو افسوس کی بات ہے۔ عشق کے بغیر نہ ہو، تاکہ تو مردہ تصور نہ ہو۔ عشق کی راہ میں جان دے دے تاکہ تو زندہ رہے۔

د۔ قرآن مجید ۱۹:۷۶

ھ۔ ایضاً ۶۶:۸

و۔ ترجمہ:۔ دنیا کی بادشاہت اور تخت سے جز سرد روی کچھ نہیں ملتا۔ تو اگر سورج اور چاند کا تاج سر پہ رکھے، زندگی ختم ہونے پہ تیرا سرانیٹ پر ہی ہوگا۔

مکتوب ۲۲

۱۔ قرآن مجید ۳:۱۳۴

۲۔ ایضاً ۸:۸۷

۳۔ ایضاً ۱۱:۱۳

۴۔ القرآن ۴۰:۴

۵۔ ترجمہ:۔ میرے دوست ہو کر مجھے حقیر نہ جانو۔ مجھے میری جنس کا ہی سمجھے گا۔ پرندے کی پرواز اپنی جنس کی طرف ہے۔ کبوتر کبوتر کے ساتھ اور باز دوسرے باز کے ساتھ۔

۶۔ قرآن مجید ۲۷:۴۷

۷۔ ایضاً ۱۰:۶۱

۸۔ شیخ حسام الدین چلپی۔

۹۔ ترجمہ:۔ وہ آنکھ کہاں ہے جو گوہر اور خس و خاشاک یا سفید باز یا مکھی کا حقیقی فرق جانے اور انہیں ایک دوسرے سے ممیز کرے۔

۱۰۔ قرآن مجید ۵۰:۲۲

۱۱۔ یعنی عزازیل (ابلیس)

۱۲۔ اس کے واقعہ کے لئے ملاحظہ ہو رومی کی مثنوی۔

مکتوب ۲۳

و۔ قرآن مجید ۸۷:۸

ب۔ ایضاً ۳۴:۵۰

ج۔ ایضاً ۵:۳۲

د۔ ترجمہ:۔ اہل ہوس کی بخشش کے ساتھ ضیافت کرو۔ عشق والے کمزور گروہوں میں سے ہیں۔

مکتوب ۲۴

۱ تا ۴۔ ترجمہ (بالترتیب):۔ اے دوست تو تو دوسروں کی تکلیف سے بے نیاز ہے جب ہماری تکلیف کی باری آئے گی تو عاجز رہے گا۔ مانا کہ تیرے پاس درد و تکلیف کی مرہم نہیں مگر تو حرفِ آرزو بھی نہیں رکھتا؟۔ چھوٹا پرندہ دانے کی خاطر آگے پیچھے دائیں بائیں سو بار دیکھتا ہے۔ اس کا دل اس لئے ڈرتا ہے کہ اسے دانے سے زیادہ جان کی فکر ہے۔ گناہ اور برائی نے ان لوگوں کو بے حس بنا دیا۔ تو ایسے شخص کو کبھی "جان" کہتا ہے اور کبھی دوست۔

۵۔ ترجمہ:۔ (پہلے شعر کا ترجمہ نقل ہو چکا) عنقریب غبار مٹی تو دیکھ لے گا کہ سواری کی گھوڑی گدھے کی ماں ہے۔

مکتوب ۲۵

و - قرآن مجید ۱۲۸ : ۱۶

ب - ایضاً دیکھیں مکتوب ۹ ، ۲۹ : ۴۸

ج - " " " ۱۲ ، ۴۰ : ۴

د - " " " ۸ ، ۲۶۱ : ۲

ھ - ایضاً ۲۹ : ۱۳

مکتوب ۲۷

ا - قرآن مجید ۸۴ : ۲۶

۲ - ایضاً ۵۴ : ۵

۳ - ایضاً ۲۶۱ : ۲

مکتوب ۲۸

ا - قرآن مجید ۱۷ : ۳

۲ - ایضاً ۳۰ : ۲

۳ - ایضاً ۱ : ۷۷

مکتوب ۲۹

و - قرآن مجید ۵۰ : ۳۴

مکتوب ۳۰

ا - قرآن مجید ۳۵ : ۲۴

۲ - ایضاً ۳۴ : ۹

۳ - ترجمہ : اس راستے میں لاکھوں انسانوں کے سے ابلیس ہیں ۔ خبردار ، ہر انسان صورت کو انسان شمار نہ کر ۔ اس پُر مکر گھر میں ابلیس بھی " لاحول " سے روٹی

کھاتا ہے۔

مکتوب ۳۱

و۔ قرآن مجید ۲:۲۵۶

ب۔ ایضاً ۴۲:۲۰

مکتوب ۳۳

ا۔ قرآن مجید ۳۴:۵۰

مکتوب ۳۵

ا۔ قرآن مجید ۳۵:۱

۲۔ ایضاً ۵:۳۲

۳۔ ایضاً ۲۴:۳۸

مکتوب ۳۶

ا۔ الفاتحہ ۱:۲

۲۔ قرآن مجید (دونوں اجزائے آیت) ۲:۲۶۱

مکتوب ۳۷

و۔ قرآن مجید ۲:۱۵۲

ب۔ ایضاً ۱۰:۲۶

ج۔ ایضاً ۱:۱

مکتوب ۳۸

ا۔ قرآن مجید ۶۶:۳

۲۔ ایضاً ۱۲:۱۰۰

۳۔ ایضاً ۲:۲۰

۴۔ قرآن مجید ۷۰ : ۴

۵۔ ایضاً ۶۷ : ۳۴

۶۔ رومیؒ نے مثنوی میں فرمایا ہے :

ہمچنانکہ مردہ ام من قبل موت — زاں طرف آوردہ ام ایں صیت وصوت
پس قیامت شد قیامت را ببیں — دیدنِ ہر چیز را شرط است ایں
تا نگردی ایں ندا نیش تمام — خواہ کان انوار باشد یا ظلام
عقل گردی عقل را دانی کمال — عشق گردی، عشق را بینی جمال

(دفتر ششم)

۷۔ ایضاً ۴۷ : ۱۴

۸۔ ترجمہ :۔ اے میرے دل تو اس زنداں میں کب تک اس اور اُس کے ہاتھوں ——— دھوکہ کھاتا رہیگا۔ اس تاریک کنوئیں سے کسی وقت باہر آ، تاکہ تو دنیا کو دیکھ سکے۔

مکتوب ۳۹

۱۔ دیکھیں مکتوب ۳۰ ۔ ترجمہ :۔ نہ شرقی اور نہ غربی

ب۔ القرآن ۱۳ : ۷۶ ترجمہ :۔ نہ وہاں (تیز) دھوپ ہوگی اور نہ سردی کی شدت۔

مکتوب ۴۱

۱۔ قرآن مجید ۳۳ : ۱۹

مکتوب ۴۲

۱۔ قرآن مجید ۶۴ : ۱۹ ترجمہ :۔ تیرا پروردگار بھولتا نہیں۔

۲۔ ایضاً ۷۶ : ۹ ترجمہ :۔ ہم تمہیں صرف رضائے الٰہی کے لئے کھلاتے

ہیں نہ تم سے بدلے کے طالب ہیں نہ شکریے کے۔

و۔ ترجمہ:۔ فقراء کے لئے عمارت باعث عار ہے اور ان کے دل کا بوجھ۔

ب۔ ترجمہ پہلے نقل ہو چکا۔

ج۔ سب چھ سمتیں بند ہوں تو بھی نہ ڈر کیونکہ تیرے دل کی گہرائی سے محبوب کی طرف راہ موجود ہے۔

د۔ ہمیشہ رات ہو، چاندنی رات، تو میں تم سے ہر طرح کی باتیں کر سکوں

۳۔ قرآن مجید ۱۷: ۳۶

مکتوب ۴۳

و۔ القرآن ۳۹: ۲۲ ترجمہ:۔ تو جس شخص کا سینہ خدا نے اسلام کے لئے کھول دیا ہو اور وہ اپنے پروردگار کی طرف سے نور (ہدایت) پر ہو۔

۱۔ دعائیہ ہے۔

۲۔ القرآن ۷۷: ۴

۳۔ ایضاً ۲۹: ۵۶ اے ایمان والو میری زمین وسیع ہے۔

۴۔ ملاحظہ ہو مکتوب ۴

۵۔ القرآن ۵: ۵۴

مکتوب ۴۴

۱۔ قرآن مجید ۲: ۳۴

۲۔ ایضاً ۳۰: ۴۱

۳۔ ایضاً ۱۹: ۲۵

۴۔ ایضاً ۶۶: ۸

مکتوب ۴۵

۱۔ القرآن ۱۲۸ : ۷ اور آخرت متقیوں کے لئے ہے۔

۲۔ ایضاً ۱۰۴ : ۱۰ اور مومنوں کو رستگاری دینا ایسے ہی ہمارا حق ہے۔

مکتوب ۴۷

۱۔ قرآن مجید ۷ : ۱۴

۲۔ ایضاً ۶ : ۱۶۰

۳۔ دیکھئے خط ۸ میں بحث

۴۔ القرآن ۱۷ : ۵۳

مکتوب ۴۸

(۱ تا ۳) آیات ۱ تا ۳ سورہ ۱۰۰

ترجمہ:۔ قسم ہے ان (گھوڑوں) کی جو پھنکارتے ہوئے دوڑتے ہیں پھر شرارے جھاڑتے ہیں، پھر علی الصبح چھاپہ مارتے ہیں۔

۴۔ دیکھئے پہلے خطوط میں ترجمہ

۵۔ القرآن ۳۰ : ۳۳

مکتوب ۴۹

۱۔ قرآن مجید ۱۶ : ۳

۲۔ ایضاً ۵۸ : ۳۶ ترجمہ:۔ رب رحیم کی طرف سے انہیں سلام کہا جائے گا۔

۳۔ ایضاً ۱۷ : ۱۳ ترجمہ:۔ جو چیز مفید ہے زمین میں رہ جاتی ہے۔

۴۔ ایضاً ۹۳ : ۹۔۱۰ ترجمہ:۔ پس جو یتیم ہوا اسے غصہ مت کرو اور جو سائل ہوا سے مت ڈانٹو۔

ا ۔ ترجمہ پہلے نقل ہوچکا ۔

ب ۔ اب جبکہ دنیا سے روح کا رابطہ ختم ہوچکا، تیری شرمندگی اور ندامت کا کیا فائدہ ہوگا ۔ اقتدار کے وقت تو نے نہ سوچا کہ تجھ پر ملامت بھی ہوگی ۔

مکتوب ۵۰

۱ ۔ ملاحظہ ہو مکتوب ۴۷

۲ ۔ ایضاً مکتوب ۳۹

۳ ۔ ایضاً مکتوب ۴۲

۴ ۔ القرآن ۲ : ۲۵۵ ترجمہ :۔ نہ اسے اونگھ آتی ہے نہ نیند ۔

مکتوب ۵۱

۱ ۔ دیکھیں مکتوب ۷

۲ ۔ ایضاً مکتوب ۴۱

۳ ۔ قرآن مجید ۶ : ۵۵

۴ و ۵ ۔ ترجمہ بالترتیب :۔ پیشتر اس کے موت دیے ہوئے مال کو لے لے، جو دینے کے قابل ہے دے دینا چاہیے ۔

ایک جوں کی خاطر گدڑی نہیں جلائی جا سکتی ۔ دوست کی خاطر ظلم کو ناگوار نہیں کہا جا سکتا ۔

مکتوب ۵۲

۱ ۔ قرآن مجید ۵۵ : ۲۰ ترجمہ :۔ اسی سے تمہیں پیدا کیا اور اسی میں لوٹائے جاؤ گے ۔

۲ ۔ ایضاً ۲۸ ۔ ۲۹ : ۸۹ ترجمہ :۔ رضا و خوشنودی کی خاطر اپنے رب کی طرف مڑ ۔

۳- ایضاً ۲۷ : ۴۸ ترجمہ :- سر کے بالوں کو ترشواتے اور چھوٹا کرتے ہوئے۔

۴- ایضاً ۵۴ : ۵

۵- ایضاً ۶ : ۷۶ ترجمہ :- اس میں سے چھوٹی چھوٹی نہریں نکالیں گے۔

مکتوب ۵۳

۱- دیکھیں مکتوب ۶

۲- قرآن مجید ۶۴ : ۱۲

۳- دیکھیں مکتوب ۹

مکتوب ۵۴

۱- ترجمہ :- میری روح تیری روح کے ساتھ ملی ہوئی ہے ہر وہ واقعہ جس سے تجھے تکلیف پہنچے اس سے مجھے بھی اذیت ہوتی ہے۔

مکتوب ۵۵

۱- ملاحظہ ہو مکتوب ۹

۲- ترجمہ :- دن میں آپ کے زیادہ خیال کرنے کی بناء پر ہر رات میں نے آپ کو خواب میں دیکھا ہے۔

مکتوب ۵۶

۱- دیکھیں مکتوب ۹

مکتوب ۵۷

۲- قرآن مجید ۲۲۵ : ۲

۱۔ دیکھیں مکتوب ۳۰

مکتوب ۵۸

۱۔ دیکھیں مکتوب ۵۸

۲۔ ایضاً مکتوب ۸

۳۔ ایضاً مکتوب ۹

۴۔ قرآن مجید ۱۳ : ۳۴

۵۔ ایضاً ۹۱ : ۶

۶۔ مکتوب ۴۲ ملاحظہ ہو۔

ا۔ میں نے جب دیکھا تو اس کے بڑھتے رہنے کی دعا کی کیونکہ مجھے یقین ہے کہ وہ بدر کامل بنے گا۔

ب۔ میں نے حالت تنگ دستی میں لوگوں سے طلب مال کیا۔ بولے ہم سے یہ ممکن نہیں۔ زندہ رہوں تو میں مرد حر کے دامن سے وابستہ رہوں گا مگر دنیا میں مردانِ حر تھوڑے ہیں۔

ج۔ دنیا کا مقصود آدم ہے آدم کا مقصود اس کا نفس ہے۔

مکتوب ۵۹

ج۔ جو بات عقل کی نہ ہو اسے نہ لکھنا چاہیے نہ کہنا۔

د۔ جس پرندے کو میٹھے پانی کی خبر نہ ہو وہ ہر سال چونچ کو کھارے پانی میں ڈالتا ہے۔

ھ۔ جب تو نہ حبّ برتے اور ہوس ترک نہ کر سکے تو جا خوش رہ اور چرتا رہ کیونکہ تو گدھا ہے۔

مکتوب ۶۰

۱۔ دیکھیں مکتوب ۷

۲۔ قرآن مجید ۲۸ : ۱۹

مکتوب ۶۱

۱۔ قرآن مجید ۴۰ : ۴

۲۔ ایضاً ۲۷۳ : ۲

۳۔ ایضاً ۵۲ : ۶

۴۔ ملاحظہ ہو مکتوب ۷

۵۔ ایضاً مکتوب ۱۵

مکتوب ۶۳

و۔ اس خدا کی قسم جس کا فیض رحمت آسمان پر نہیں سماتا کہ ہجر و طلب ملاقات کے مارے میرے منہ سے بات نہیں نکلتی۔

ب۔ شوق اور جدائیوں کے میرے پاس ایسے جملے ہیں جن کی تشریح خطوط کے ذریعے ہو سکتی ہے اور نہ قاصد سے۔

میں اس وقت ضبط کر رہا ہوں اور انتظار میں ہوں کہ خدا ہمیں ملائے تو میں نصیحت کروں اور بات بھی کہوں۔

مکتوب ۶۴

۱۔ مکتوب ۳

۲۔ بظاہر یہ خط مولانائے روم نے کسی مرید کو املا کروایا تھا۔

۳۔ قرآن مجید ۸۸ : ۲۶ ترجمہ:۔ جب سوائے قلب سلیم کے نہ مال فائدہ دے گا نہ بیٹے۔

مکتوب ۶۵

۱۔ القرآن ۸ : ۵

۲۔ مکتوب ۷

۳۔ اگر ساری دنیا بدل جائے، تیرا راستہ اگر درست ہے تو تو اس پر چل

مکتوب ۶۶

۱۔ ملاحظہ ہو مکتوب ۴۹

۲۔ قرآن مجید ۳ : ۱۴۴ ترجمہ : اور اللہ شکرگزاروں کو بدلہ دے گا۔

مکتوب ۶۷

۱۔ قرآن مجید ۱۴ : ۳۱ ترجمہ :۔ یہ کہ تو میرا شکر کر اور اپنے والدین کا۔

۲۔ القرآن ۱۰۹ : ۱۸

۳۔ مکتوب ۵۲

مکتوب ۶۸

۱۔ القرآن ۱۶ : ۹۶

۲۔ ایضاً ۲۱۴ : ۲۶

۳۔ ایضاً ۴۱۔۴۲ : ۱۱

۴۔ ایضاً ۲۳ : ۷ ترجمہ :۔ اے ہمارے پروردگار ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے۔

۵۔ یہ بات جب دشمن سنے تو خوش ہوگا۔ چونکہ اس میں دشمن کی خوشی ہے، براہ کرم ایسا نہ کر۔ عقل مند کے لئے یہی بہتر ہے کہ دنیا کو تلخ جانے کیونکہ شیریں زندگی کا انجام تلخ موت ہوتی ہے۔

مکتوب ۶۹

۱۔ دیکھیں مکتوب ۹ ۔

۲۔ تیرا خیال میری آنکھ میں ہے اور تیرا نام میرے منہ میں۔ تیرا ذکر میرے دل میں ہے جس وقت کہ میں یہ لکھ رہا ہوں۔ خدا نے اپنے نفس کے لئے رحمت لکھ دی۔ بے شک وہ ہمیں ملائے گا۔ اللہ ہمیں ملائے گا اور ہمارے درمیان کی دوری کو اٹھا دے گا۔

میں اور تو نے انسان کو دو (جدا) کر دیا۔ میں اور تو کے بغیر تو میں تھا اور میں تو۔ "ہم" سے جدا ہم کیسے رہے گا۔ میں اور تو جا چکا اور خدا ہی رہا ہے۔

(دوسرا شعر قرآن مجید سے مستفاد ہے۔ ۱۲ : ۶)

مکتوب ۷۰

۱۔ میرا باغ روح مجھے حوروں کے باغ میں لے جاتا ہے۔ میرا حمامِ جسم مجھے احمقوں کی خدمت کے لئے کھینچتا ہے۔ روح پاک عیسیٰ علیہ السلام کی طرح ہے اور جسم ناپاک گدھے کی مانند ہے۔ میں عیسیٰؑ کے ساتھ غر کے پیکار کو مٹاؤں گا۔ جب تک زمانے کی طشتری جرم کی لاف گزاف چلاتی ہے، میں اس پر نئے کے سینے کے سے زخم لگاتا رہوں گا۔

مکتوب ۷۱

۱۔ اے مٹی کے تودوں میں پاک روحوں، کب تک اس راہ میں خس کی طرح لڑھکتے رہو گے؟ مدت سے قیامت کا بگل بجا رہے ہیں۔ زندہ پیدا ہونے والو زمین سے باہر سر نکالو۔ میرے پاس شوق اور جدائیوں کے جملے ہیں۔ اس کی شرح خطوں اور قاصد کے ذریعے نہیں ہوتی۔

۲۔ حوالہ گزر چکا۔

۳۔ قرآن مجید ۵۵ : ۵۴

۴۔ ایضاً ۶ : ۳۳

۵۔ دیکھیں مکتوب ۷

۶۔ القرآن ۱۱ : ۲

۷۔ ایضاً ۹ : ۸۶

۹۔ ترجمہ پہلے نقل ہو چکا۔

۱۔ انہ مجیب قریب۔ ملاحظہ ہو مکتوب ۲۰

۲۔ قرآن مجید ۲ : ۲۷۳

۳۔ ایضاً ۳ : ۳۷

۴۔ ایضاً ۷ : ۴۷ ترجمہ:۔ اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدموں کو ثبات دے گا۔

مکتوب ۷۲

۱۔ مکتوب ۵۱

۲۔ قرآن مجید ۵۸ : ۷

۳۔ مثنوی رومی میں ہے:

ہر ہلاک امتِ پیشین کہ بود زانکہ ہر جندل گمان بردند عود

۴۔ قرآن مجید ۵۴ : ۹

۵۔ ایضاً ۲۶ : ۲۴

مکتوب ۷۳

۱۔ قرآن مجید ۲ : ۲۸۲

۲۔ ایضاً ۱۰ : ۹۴

۳۔ قرآن مجید ۱۱ ؛ ۳۵

مکتوب ۷۴

۱۔ قرآن مجید ۳ ؛ ۵۲

۲۔ دیکھیں مکتوب ۷۱ ۔

۳۔ قرآن مجید ۲۶ ؛ ۱۰۱

۴۔ دیکھیں مکتوب ۳۸

ب۔ قرآن مجید ۸ ؛ ۶۴

مکتوب ۷۵

و۔ باغ عدل کرم کی بیری ہے۔ شرف کا مقام اونچی بزرگی ہے۔

مکتوب ۷۶

۱۔ کذا۔ ترجمہ:۔ میں نے کہا جب دلوں کی قربت میسر نہیں تو اس کے دیار سے نزدیک ہونے میں کیا فائدہ ہے۔ اس نے کہا غائب اور حاضر سب پر سلام۔

۲۔ قرآن مجید ۵۶ ؛ ۷ اور تم کیا یاد کرو گے جب تک پروردگار عالمین خدا نہ چاہے۔ اہل تقویٰ اور اہل مغفرت وہی ہے۔

مکتوب ۷۷

و۔ ہنستا ہوا پھول نہ ہنسے تو کیا کرے۔ علم خوشبو نہ دے تو کیا کرے۔

ب۔ قرآن مجید ۴۴ ؛ ۳۲ ہم نے بے شک انہیں اہل عالمین میں سے برگزیدہ کر دیا۔

ج:۔ ترجمہ۔ دونوں جہان نے گوشۂ خلوت کا انتخاب کئے ہوئے ہیں۔ کفر و دین سے باہر ایک دوسری راہ اختیار کئے ہوئے ہیں۔ دوست کی گلی میں جو آبِ حیات ہے، اسے انہوں نے قیامت تک سکندر کی ملکیت بنا رکھا ہے میں

شکر بنوں تو بھی تیرا شکر ادا نہیں کر سکتا۔ سراپا معذرت بنوں تو بھی تیری معذرت ادا نہیں کر سکتا۔

مکتوب ۷۹

ب ۔ دیکھیں مکتوب ۱۲

۱ ۔ ایضاً مکتوب ۹، ۸۰

مکتوب ۸۰

۱ ۔ دیکھیں مکتوب ۹ "سیماھم" الخ

۲ ۔ قرآن مجید ۴۸ : ۲۹

۳ ۔ ایضاً ۴۷ : ۲۴

مکتوب ۸۲

۱ ۔ قرآن مجید ۲۰۷ : ۲ وہ خدا اپنے بندوں کے ساتھ مہربان ہے۔

۲ ۔ دیکھیں مکتوب ۹

۳ ۔ ایضاً مکتوب ۸

۴ ۔ ایضاً مکتوب ۴۳

مکتوب ۸۵

۱ ۔ دیکھیں مکتوب ۴۷

۲ ۔ ایضاً

مکتوب ۸۷

۱ ۔ ملاحظہ ہو مکتوب

۲ ۔ ایضاً ۲۲

۳ ۔ قرآن مجید ۳۵ : ۲۴

۴۔ جس نے تجھے ابر کی طرح نوازا، اسی نے عقل کے مطابق تیری گوشمالی کی ہے۔ وہ روتا ہے اور بخشتا ہے۔ تم بخشش کرتے ہو اور ہنستے ہو۔ اہل معنی کی تعریف کرو تاکہ تمہاری بھی ستائش ہو۔ ان لوگوں کو نوازا کرو تاکہ تیرے ساتھ بھی نوازش ہوا کرے۔

۵۔ قرآن مجید ۲۵ : ۱۹ ترجمہ:۔ اور کھجور کے تنے کو پکڑ کر اپنی طرف ہلاؤ تم پر تازہ بتازہ کھجوریں جھڑ پڑیں گی۔

مکتوب ۸۹

۱۔ دیکھیں مکتوب ۲۲

۲۔ ایضاً ۳۸

ب۔ القرآن ۲ : ۱۱

مکتوب ۹۰

۱۔ دیکھیں مکتوب ۵۱

۲۔ القرآن ۳۹ : ۶۳

۳۔ ایضاً ۳۰ : ۱۸

۴۔ دیکھیں مکتوب ۸

۵۔ القرآن ۲۱ : ۱۲

و۔ ترجمہ پہلے نقل ہو چکا۔

ب۔ آج اگر تیرے مال کی زبان ہو، تو کل تجھے سرمایہ اور فائدہ دونوں میسّر ہوں۔ اس افلاکی مہمان کا احترام کر کہ جس دن تو اس گنبد سے باہر آئے تو اسے اپنا میزبان دیکھے۔ تو کسی آزاد شخص کو مہربانی سے غلام بنائے تو اس سے بہتر ہے کہ ہزار غلام آزاد کرتا پھرے۔

ج ۔ ترجمہ گزر چکا۔

د۔ میں تیری نعمتوں سے تین بار استفادہ کر چکا۔ میرے ہاتھ، زبان اور دل سب اس کا اقرار کرنے والے ہیں۔

ھ۔ غلطی تیری ہے میرا احوال نہ پوچھ۔ جا اپنا ناقد چہرہ دیکھ کہ مشکل اُٹھ گئی ہے۔

۶ ۔ القرآن ۴۰ : ۳

۷۔ ترجمہ:۔ جس کسی کو عشق کے راز سکھائے گئے اس کے منہ کو انہیں بیان کرنے سے بند کر دیا گیا۔

مکتوب ۹۱

۱۔ قرآن مجید ۲ : ۱۲۲

۲۔ ایضاً ۳ : ۱۱

۳۔ ایضاً ۳۱ : ۱۶

۴۔ مکتوب ۸۹

مکتوب ۹۲

۱۔ مکتوب ۹۱

۲۔ ایضاً ۲۰

۳۔ ایضاً ۴۲

۴۔ ایضاً ۶۹

مکتوب ۹۳

۱۔ مکتوب ۲۰

۲۔ مکتوب ۹۰

۲۔ مکتوب یکم

مکتوب ۹۴

۱۔ مکتوب ۷

۲۔ ایضاً ۸۷

مکتوب ۹۵

۲۔ قرآن مجید ۷۲ : ۳۸

۳۔ مکتوب ۲۰

۴۔ ایضاً شمارہ ۹۰

۵۔ ایضاً مکتوب ۸۹

۶۔ مکتوب ۸

مکتوب ۹۶

۱۔ قرآن مجید ۱۸ : ۵۱

۲۔ ایضاً ۷ : ۱۷

۳۔ ایضاً ۱۲۵ : ۶

۷ : ۔ ترجمہ :۔ تو پانی دے تو تیرا پودا کاشت ہو گا اور پروان چڑھے گا ۔ اس کی مقدار کم کرو تو جڑ سے ختم ہو جائے گا ۔

مکتوب ۹۷

۱۔ قرآن مجید ۱۸ : ۵۱

۲۔ ایضاً ۱۹۱ : ۳

۳۔ ایضاً ۵۴ : ۵

۴۔ مکتوب ۴۱

۵۔ مکتوب ۴۹

۶۔ ایضاً ۸

۷۔ ایضاً شمارہ ۶۹

۸۔ ایضاً ۹

۹۔ مکتوب ۱۵

۱۰۔ بادشاہ مجھ پر مہربانی کرتا کہ خرمن دیکھنے کی لاف زنی کروں۔ تیری مہربانی سے اگر کوئی خوشہ ہو تو تیرا کیا جائے گا۔

مکتوب ۹۸

۱۔ مکتوب ۶

۲۔ قرآن مجید ۲۲ : ۵۸

۱۔ مکتوب ۶۸

۲-۳ مکتوب ۷

۳۔ اس روز میں جو اس زمانے سے نہیں، ہمیں اپنے لباسوں کا سایہ میسر تھا۔

۴۔ اے ساقی اس شراب سے جو تو نے پہلے دی، ایک دو بڑے جام مزید دے اور خوشی میں اضافہ کر۔ یا تو اس شراب کی چاشنی ظاہر نہ کرنا تھی مگر اب کہ (مٹکے کو) کھول دیا، مجھے بدمست بنا دے۔

۵۔ ترجمہ پہلے نقل ہو چکا۔

مکتوب ۹۹

۱۔ قرآن مجید ۱۶ : ۳۲

۲۔ ایضاً ۴-۹۱

۳۔ مکتوب ۲۰

۴۔ ترجمہ:۔ صبر، عشق سے مڈبھیڑ نہیں کرسکتا۔ عقل بھی فریادرسی نہیں کرتی۔

۵۔ ترجمہ کیلئے مکتوب ۶

مکتوب ۱۰۰

۱۔ مکتوب ۳

مکتوب ۱۰۱

۱۔ ترجمہ:۔ ہم بات کے ذریعے تیرے وصال پر راضی ہوتے اور ہمارے لئے سلام کا اشارہ کافی ہے۔ پس جس دن میں تجھے نہ دیکھوں وہ ہزار مہینوں کی طرح ہے اور جس ماہ میں نہ دیکھوں وہ ہزار سال کی طرح ہے۔ (دوسرے اشعار کا ترجمہ نقل ہو چکا ہے)۔

۲۔ قرآن مجید ۸۰:۱۱

۳۔ اس کا ترجمہ پچھلے خطوں میں گزر چکا ہے۔

۴۔ مکتوب ۴

ب۔ ایضاً ۹

۵۔ ایضاً ۱۹

۶۔ قرآن مجید ۳۳:۳۳

۷۔ ایضاً ۳۲:۳۶

۸۔ ایضاً ۹۳:۱۲

۹۔ ایضاً ۵۶:۱۵

۱۰۔ مکتوب ۶۷

ج۔ زندہ رہے تو فراق سے چاک دامن کو سئیں گے۔ زندہ نہ رہے تو معذرت قبول کرلیں کیونکہ کتنی آرزوؤں کا خون ہو جاتا ہے۔

د۔ ترجمہ پہلے خطوط میں نقل ہو چکا۔

ھ۔ اے دل، عشق سے تیرا نقصان نہ ہوگا۔ اس سے تو بے جان کیسے ہوگا؟ تو تو جان و روح کا حامل بنے گا۔ پہلے تو آسمان سے زمین پر آیا تھا، آخر تو زمین سے آسمان پر پہنچے گا۔

و۔ اے دل، نا امید نہ ہو، امید رکھ۔ غیب میں عجائب و غرائب ہوتے ہیں۔ اے روح، غم نہ کر کہ یار تجھ سے جدا ہو گیا۔ رسی لمبی ہو تو بھی خیمے پر لپٹ جاتی ہے (آخری شعر کا ترجمہ پہلے گزر چکا ہے)۔

۱۱۔ القرآن ۱۲:۹۴

مکتوب ۱۰۲

۱۔ مکتوب ۳

۲۔ ایضاً ۴۲

۳۔ ایضاً ۹۱

۴۔ القرآن ۹۳:۵

۵۔ ایضاً ۹۳:۴

۶۔ ایضاً ۱۰۸:۱

۷۔ ایضاً ۱۵:۹

۸۔ مکتوب ۶۷

مکتوب ۱۰۳

۱۔ دیکھیں مکتوب ۹

۲۔ قرآن مجید ۴۲:۲۸ ترجمہ:۔ بعد اس کے کہ لوگ مایوس ہوں، وہ خدا پانی اتارتا ہے۔

۱۔ جہاں تو دوستوں کے ساتھ باغ در باغ تھا وہ اب بھیڑیے اور لومڑی اور اُلّو اور گدھ کا مقام بنا ہوا ہے۔

مکتوب ۱۰۴

۱۔ مکتوب ۲۲

۲۔ قرآن مجید ۲۰۱ : ۷

۳۔ ایضاً ۱۱ : ۹۳

۱ و ب ج۔ ترجمہ :۔ بڑی شرارت سے قبل چھوٹی سے ڈرو، بڑی برائیوں کا آغاز چھوٹیوں سے ہوتا ہے۔ مینارے کا آغاز اینٹ سے ہوتا ہے۔ اینٹ کو یونہی جانا میرے لئے سہل ہے۔ میرے ہر بنِ مو میں زبان ہوتی تو وہ بھی تیرے شکریے کے لئے ناکافی ہوتیں۔ جس سے لوگوں ۔۔۔۔۔ اُٹھتے ہیں۔

مکتوب ۱۰۵

۱۔ مکتوب ۴۲

۲۔ قرآن مجید ۲۴۵ : ۲ ۔ ۳۔ ترجمہ پہلے خطوط میں کئی بار آیا ہے۔

مکتوب ۱۰۷ ۔

۱۔ مکتوب ۴۲ ملاحظہ ہو۔

مکتوب ۱۰۹

۱۔ ترجمہ :۔ خیال نہ کرو کہ وہ زمانے پر بوجھ ہے۔ زمانہ غفلت کے بعد بیدار ہوتا رہتا ہے۔ دنیا کا کاروبار ہمیشہ سے ایسے ہی ہے کہ غم کے بعد رنج ہے اور رنج کے بعد غم۔

مکتوب ۱۱۰

۱۔ تو نے ساری عمر کی بنیاد ہوا پر رکھی ہے۔ ہوا پر بنیاد کب مستحکم ہوتی ہے؟

۲۔ مکتوب ۹

۳۔ ایضاً ۱۱

۴۔ ایضاً ۱۷

۵۔ قرآن مجید ۲۱ ؛ ۱۲

مکتوب ۱۱۱

۱۔ قرآن مجید ۳۵ ؛ ۴۱

۲۔ مکتوب ۴۲

۳۔ مکتوب ۲۵

مکتوب ۱۱۲

۱۔ مکتوب ۱۰۲

۲۔ مکتوب ۴۲

مکتوب ۱۱۳

۱۔ قرآن مجید ۷ ؛ ۹۹

۲۔ ایضاً ۳۷ ؛ ۲۱

۳۔ ایضاً ۹ ؛ ۱۲

مکتوب ۱۱۴

۱۔ مکتوب ۴

۲۔ قرآن مجید ۱۸۸ ؛ ۷

۳۔ ایضاً ۳۴ ؛ ۳

۴۔ مکتوب ۷

۵ مکتوب ۱۹

۶۔ قرآن مجید ۹۸ : ۹

۷۔ ایضاً ۱۳ : ۳۴

مکتوب ۱۱۵

۱۔ مکتوب ۱۲

مکتوب ۱۱۶

۱۔ قرآن مجید ۷ : ۱۱۴

۲۔ ترجمہ:۔ خدا کرے تو ہمیشہ سرسبز اور خندہ لب رہے اور دنیا والوں کا دل ہمیشہ تجھ سے خوش رہے۔

۲۔ قرآن مجید ۱۲ : ۴۹

۳۔ ایضاً ۳ : ۶۵

۴۔ مکتوب ۲-۱

مکتوب ۱۱۷

۱۔ مکتوب ۲۵

۲۔ قرآن مجید ۶ : ۱۹

۳۔ ایضاً ۲۵ : ۱۷

۴۔ مکتوب ۹۱

۵۔ مکتوب ۱۲

۶۔ ترجمہ:۔ جو کچھ اللہ نے میری قسمت کی، میں اس پر راضی ہوں۔ میں نے اپنا معاملہ خدا کے حوالے کر دیا ہے۔ ماضی میں اللہ نے میرے ساتھ مہربانی فرمائی۔ جو عمر باقی ہے اس میں بھی حسن سلوک کی توقع ہے۔

مکتوب ۱۱۸

۱۔ مکتوب ۳۸

۲۔ مکتوب ۹

ب۔ ترجمہ: دنیا میں صبح سعادت کا طلوع ہو گیا۔ سلطنت سلیمان حضرت سلیمانؑ کو مل گئی۔ تو امیر ہے اور حکم و منشور تیرا چلے گا۔ جس بات کو تیری تائید نہ ہو تو وہ نامقبول قرار پائے گی۔

مکتوب ۱۱۹

۱۔ مکتوب ۸

۲۔ مکتوب ۴۲

۳۔ قرآن مجید ۲۶۹ : ۲

مکتوب ۱۲۰

۱۔ قرآن مجید ۱۰۷ : ۱

۱۔ ایضاً ۶ : ۱

۲۔ ایضاً ۲۵ : ۱۹

۳۔ ایضاً ۵۵ : ۷

۴ ایضاً ۴۳ : ۶

مکتوب ۱۲۱

۱۔ مکتوب ۹

۲۔ مکتوب ۱۱۳

۳۔ قرآن مجید ۸۷ : ۱۲

مکتوب ۱۲۲

۱۔ قرآن مجید ۳ : ۱۴۳

۲۔ مکتوب ۲۲

مکتوب ۱۲۳

۱۔ قرآن مجید سورہ دھر آیہ ۹

۲۔ ایضاً ۸۴ : ۲۸

مکتوب ۱۲۴

ب۔ قرآن مجید ۲۲ : ۵۸

۱۔ مکتوب ۴۲

مکتوب ۱۲۵

۱۔ مکتوب ۴۱

مکتوب ۱۲۶

۱۔ قرآن مجید ۸۰ : ۲۶

۲۔ مثنوی رومی میں بھی ہے کہ؛

من نکردم خلق تا سودی کنم بلکہ تا بر بندگان جودی کنم

مکتوب ۱۲۷

۱۔ قرآن مجید ۴ : ۸۳

۹۔ اگر خدا لوگوں کے حالات کو بدلنے والا نہیں تو لوگوں کی خواہش اعمال کیوں سرزد ہوتے ہیں۔ ہاں، لوگوں کی نیک و بد عنان کو روکنے والا خدا ہی ہے۔ اسی لئے لوگوں کی جملہ تدبیریں غلط ثابت ہوتی ہیں۔

۲۔ قرآن مجید ۴۲ : ۵۳

۳۔ مکتوب ۱۷

۴۔ ایضاً ۴

ب۔ آغاز سورۃ رحمٰن

۵۔ قرآن مجید ۱۲ ؛ ۲۱

۶۔ ایضاً ۳ ؛ ۶۵

مکتوب ۱۲۸

و۔ بدرِ روشن کی طرح آشکار سلام، دلِ تازہ کا سا پرطراوت سلام، اجرامِ فلکی کی طرح کا براق سلام اور پاکیزہ کھجور کا شیریں سلام (پیش کرتا ہوں)۔

ب۔ اس خدا کی قسم جس کی عظمت آسمان کے پیچ وخم میں نہیں سما سکتی کہ آرزو و محبت کے اشارے بنیادِ بیان میں نہیں آسکتے۔

ج۔ ترجمہ پہلے نقل ہو چکا۔

۱۔ دیکھیں مکتوب شمارہ ۲۱

۲۔ میں اس کا غلام ہوں جو ہمارے بغیر خوش ہے۔ میں اس کے غم میں شریک ہوں کہ ہم سے تنہا خوش ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ اس کی وفاؤں کا فائدہ کیا ہے؟ مجھے بھی فائدہ معلوم نہیں مگر ایسے شخص کی جفائیں خوب ہیں۔

۳۔ جدائی بھی دوست کے وصال کی طرح مبارک ہے۔ جسم کے مرنے سے دل کا چراغ زندہ شدہ جانیئے۔

مکتوب ۱۲۹

۱۔ قرآن مجید ۵۶ ؛ ۱۱

مکتوب ۱۳۰

۱۔ القرآن ۴ ؛ ۵۷

۲۔ القرآن ۱۰۲ ؛ ۸

۳۔ ایضاً ۱-۲ ؛ ۷۴

۴۔ ایضاً ۱۷ ؛ ۵۳

مکتوب ۱۳۱

۱۔ قرآن مجید ۳۳ ؛ ۵۶

۲۔ سورہ الناس ۱۱۴

مکتوب ۱۳۲

۱۔ مکتوب ۸۲ ملاحظہ ہو۔

مکتوب ۱۳۳

۱۔ مکتوب ۱

مکتوب ۱۳۴

۱۔ قرآن مجید ۷ ؛ ۱۴

۲۔ ترجمہ :۔ اے رحمان، میں واقعی طور پر تیرے حضور توبہ کرتا ہوں۔ میں نے گناہ کئے بہت زیادہ گناہ کئے۔ یہ پرہوس گناہ تعداد میں رات دن سے زیادہ ہیں مگر میں تیرے حضور رجوع کرتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں۔

۱۔ میری توبہ صحیح نہیں۔ چپ رہ۔ مجھ شکستہ دل کو چھوڑ دے۔ وہ شوخ چشم کیوں نا آمیز ہے۔ بہادا میرا دل تیری محبت سے دست کش ہو جائے۔ عزت خداوند کی قسم، میرا دل اس کی مصیبت سے نہ بھاگے گا۔ کیونکہ کوئی بھی پیاسا آبِ حیات سے نہ بھاگے گا۔

۲۔ سورہ صف

۳۔ دیکھیں مکتوب ۱۲

مکتوب ۱۳۵

۱۔ سورۂ آخر (الناس)

۲۔ مکتوب ۶۷

مکتوب ۱۳۶

۱۔ قرآن مجید ۲۸ : ۲۵

مکتوب ۱۳۸

۱۔ قرآن مجید ۱۴۰ : ۳

۲۔ ایضاً ۲۶ : ۳

۳۔ ایضاً ۲۲ : ۹

۴۔ ایضاً ۳ : ۷۵

۵۔ ایضاً ۱۲ : ۳۶

۶۔ ایضاً ۲۶ : ۷۵

مکتوب ۱۳۹

۱۔ قرآن مجید ۱۰ : ۷۵

۲۔ ایضاً ۸ : ۶۶

مکتوب ۱۴۱

۱۔ مکتوب ۹۰

مکتوب ۱۴۳

۱۔ مکتوب ۹۱

۲۔ مکتوب ۱۲

۳۔ مکتوب ۱۰۵

۴۔ مکتوب ۲۲

۵۔ قرآن مجید ۳۰ : ۴۱

پوری آیت کا ترجمہ یوں ہے :۔ جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے، پھر وہ اس پر قائم رہے، ان پر فرشتے اتریں گے کہ نہ خوف کرو اور غمناک بنو اور جس بہشت کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا، اس کی خوشی مناؤ۔

مکتوب ۱۴۴

۱۔ قرآن مجید ۳۷ : ۳

۲۔ یعنی گزشتہ کل کا

۳۔ مکتوب ۱۹

۴۔ یہاں تاکید کی خاطر ۹ بار لفظ اللہ کی تکرار ہے۔

۵۔ عبارت اسی طرح ہے کہ واحد حاضر کی بجائے واحد غائب کا صیغہ رکھا جائے۔

۶۔ مکتوب ۶

۷۔ یہ خط، مکتوب نمبر ۶ کا جزو ہے۔

مکتوب ۱۴۵

۱۔ ماخوذ از مناقب العارفین افلاکی۔

۲۔ ترجمہ :۔ اے سیدھے سرو، خدا کرے بادِ خزاں تجھ تک نہ آئے۔ اے دنیا کی آنکھ، بُروں کی آنکھ تجھ تک نہ پہنچے (تو چشمِ بد سے محفوظ رہے)۔ اے کہ تو آسمان اور زمین کی روح ہے۔ روح کی راحت اور رحمت کے سوا تجھ تک کچھ نہ آئے۔

اس کے مریض ہونے کی اطلاع ملی۔ خدا کرے اس کا مرض بدل جائے۔ خدایا، میری دعا ہے کہ اس کا یہ مرض "خنکی اور سلامتی" (قرآن مجید ؛) اور نعمتوں اور

خوشی سے بدل جاتے۔

اے ہماری جانوں کی راحت، تیرا رنجِ تن دور ہو۔ اے ہمارے دیدہ بینا چشمِ بد تجھ سے دور ہو۔ اے چاند، اے ہمارے قمر پیشانی، تیری صحت ہو کہ تیری صحت روح کی اور عالمین کی صحت ہے۔ اے کہ تیرا جسم روح صفت ہے، تو خیریت سے ہو۔ تیری مہربانی کا سایہ ہم سے دور نہ ہو۔ تیرے رخسار کا گلشن ابد تک سرسبز رہے کیونکہ وہ ہمارا سبزہ و صحرا ہے اور دل کی چراگاہ۔ تیری تکلیف ہماری روح کو ہو بادا تیرے جسم کو ہو۔ یہ دعا اس خاطر ہے کہ تیرا غم عقل کی طرح ہماری روح کو آراستہ و پیراستہ رکھے۔

شیخ صلاح الدین زرکوب (وفات ۶۵۷ھ) ابتدا میں سنار تھے۔ ۶۴۵ھ میں کہتے ہیں کہ ان کے ہاتھ سے زرکوبی کی صدا سن کر رومی کو حال آیا تھا۔ بعد میں وہ اور رومی دم ساز بنے اور سمدھی بھی۔ یہ اوپر منقولہ اشعار رومی کی نظر میں ان کے احترام کو واضح کرتے ہیں۔ ان کا اور شیخ حسام الدین چلپی (و ۶۸۳ھ) کا ذکر رومی کی ساری تصانیف میں ادب و احترام کے ساتھ ملتا ہے۔

(حواشی) مجلس یکم

۱۔ آیت ۵۷ سورہ ۱۰

۲۔ اشارہ بہ قرآن مجید ۲۰ : ۲۶

۳۔ قرآن مجید ۳۰ : ۳۵

۴۔ ایضاً ۷۲ : ۱۵

للعمرک یعنی قسم ہے اے نبیؐ تیری عمر کی۔

۵۔ قرآن مجید ۲۶ : ۷

۶۔ ایضاً ۱۱۱ : ۹

۷۔ ایضاً ۶۹ : ۴

۸۔ ایضاً ۳۹ : ۵۳

ل ۔ ترجمہ:۔ اس دھوکے کے گھر (دنیا) میں تیرے لئے نشاپور کے ایک برف فروش کا قصہ نقل کر دوں۔ آدمی فقیر تھا۔ گرمی کے موسم میں اس نے تھوڑی سی برف رکھی ہوئی تھی اور کوئی خریدار نہ تھا۔ گرمی میں برف پگھل گئی اور وہ برف فروش درد ناک دل سے سرد آہیں نکالتا اور کہتا تھا جب کہ آنکھوں سے آنسو بھی جاری تھے:

"پیسے بھی نہ رہے اور برف بھی کسی نے نہ خریدی۔"

ب ۔ جو معاملات میں لڑتا رہتا ہے ۔ د، رات جگیوں کے زمانے (زمانہ افلاک) کو خرد کر رہا ہے ۔

۹ ۔ قرآن مجید ۶ ۔ ۷ ؛ ۱۰۱

۱۰ ۔ ایضاً ۲۰ ؛ ۳۰

۱۱ ۔ ایضاً ۱۰ ؛ ۶۱

۱۲ ۔ ایضاً ۵۴ ؛ ۵۵

۱۳ ۔ ایضاً ۳۶ ؛ ۱۲

۱۴ ۔ ایضاً ۸۹ ؛ ۲۸

د ۔ ترجمہ : ۔ ہم مسافرانِ شب خلوتِ شب میں بسر کر رہے ہیں ۔ بادشاہوں کے تاجوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں ۔

ھ ۔ مردانِ حقیقت کا اس دنیا میں نشان ہو تو وہ سب دل و جان سے رمز خداوندی کے ترجمان ہوں گے ۔ اگر صحرا کے پرندوں کا اس دنیا میں گزر ہوتا، تو ہر پرندے کے پر و بال سے اس کی مشکلات ظاہر ہوتیں ۔ ہر کس کو میسّر نہیں کہ بازارِ عشق میں آئے ۔ ورنہ ہر سنگِ دنیا کے نیچے سینکڑوں کارواں موجود ہیں ۔

۱۵، ۱۶ ۔ قرآن مجید ۲ ؛ ۳۳

۱۷ ۔ ایضاً ۷۰ ؛ ۱۷

۱۸ ۔ ایضاً ۲۲-۲۳ ؛ ۷۵

و ۔ ترجمہ : ۔ تو مجھے دل دے اور میری دلبری دیکھ ۔ اپنی لومڑی پکار اور شیر کی (بہادری) دیکھ ۔

ز ۔ میں جب تیرے تیر سے ترکش پر کر لوں ۔ کوہ قاف اور (ہندو) کش کے

سلسلے تک جا پہنچاؤں گا۔

ح ۔ جب میرا محبوب آ نکلے تو چاند کہاں اور میں کہاں؟ میں تو خود سے بے خود ہونے تک ہوں ۔ اگر میرا وجود ہو تو وہ وجود وہی ہوگا ۔ اس کا سایہ بھی ہو، تو وہ سایہ میں ہوں گا ۔ وہ جب مجھ سے بات کرے تو میں یوسفِ زمانہ کی طرح "لا" (نیست) ہوں گا ۔ میں جب اس سے بات کروں تو موسیٰ عصر کی طرح طلبِ نور کرنے والا ہوں گا ۔ وہ دوست میرے لئے پوشیدہ اور ظاہر بات کرتا ہے ۔ وہ جب مجھ سے بات کرتا ہے، تو میں خود بات کا حکم رکھتا ہوں۔

ط ۔ تو منفرد ہو تو تیرے لئے دل کو منفرد کروں ۔ میں دل کو ہوس اور دوسروں کی مدد سے منصرف کر دوں گا ۔

۱۹ ۔ قرآن مجید ۳۶ : ۳۸

۲۰ ۔ ایضاً ۱۲ : ۳۴

۲۱ ۔ ایضاً ۲۳ : ۷

۲۲ ۔ ایضاً ۲ : ۴۹

۲۳ ۔ ایضاً ۱۱ : ۱۳

۲۴ ۔ ایضاً ۱۰۹ : ۱۸

ک[1] : ترجمہ :۔ محبوب اتنا پریشان حال ہوا کہ مت پوچھ ۔ جدائی نے اسے ایسا بیتاب کر رکھا ہے کہ مت پوچھ ۔ میں نے کہا گا (فکر) نہ کر ۔ بولا (پریشان) نہ کر کہ (فکر) نہ کروں ۔ یہ بات مجھے اتنی پسند آئی کہ مت پوچھ ۔

ک[2] ۔ جو ذوق مخلوق سے ظاہر ہوتا ہے اس سے جسم کا وجود ہے ۔ اے پیارے! ذوق الٰہی سے روح اور جسم دونوں کو وجود ملتا ہے ۔

ل ۔ دیو اور پریوں کے لشکر نے تیرے چہرے کے گرد صف باندھ رکھی ہیں سلطنت

سلیمانیؑ تیری ہے (مگر) انگشتری گم نہ کر۔ صلح اور جنگ میں امتیاز کر کیونکہ شیشہ سازی کا کارخانہ دھوبی گھاٹ سے بہتر نہیں ہے۔

۲۵۔ قرآن مجید ۱۰ : ۵۶

۲۶۔ ایضاً ۱۲ : ۱۶

۲۷۔ ایضاً ۴۲ : ۲۸

م۔ ترجمہ:۔ عقل مند انسان کے وجود کی کشتی عجیب ہے۔ اس کا کنوئیں میں گرا ہونا عجیب ہے۔ کشتی (جہاز) کا سمندر میں ہونا عجیب نہیں۔ ایک کشتی میں ہزار سمندر ہونا باعثِ تعجب ہے۔

اگر میرے یوسفؑ کی نسیم ظاہر ہو۔ جو نابینا ہو وہ بینا ہو جائے۔ اے دل، سمندر سے تو کیوں جدا ہو گیا۔ ایسے دریا و سمندر سے کبھی کوئی جدا ہوتا ہے؟ جو مچھلی سمندر سے خشکی پر گر پڑی، وہ کوشش کرتی ہے کہ جلدی پانی میں جا پہنچے۔ کوئی لگے کہے کہ عشق کے دریا کے سامنے دل عاشق اور شیدا کیوں ہوتا ہے؟ اسے تم جواب دو کہ بحرِ عشق میں قطرہ بے آثار اور غائب ہو جاتا ہے یہ بھی اسے جواب دو کہ دھوپ میں بھی ذرہ پریشان اور حواس باختہ نظر آتا ہے۔

۲۸۔ قرآن مجید ۱-۲ : ۷۵

۲۹۔ ایضاً ۱۴ : ۶۴

۳۰۔ ایضاً ۸۱ : ۲

۳۱-۳۳۔ ایضاً ۱۰۶ : ۳

۳۲۔ ایضاً ۶ : ۵

ن۔ ترجمہ:۔ ایک حبشی کو راستے میں آئینہ ملا جس میں اس نے اپنی صورت

دیکھی۔ اپنی بیٹھی ہوتی ناک اور بدزیب چہرہ دیکھا۔ آنکھ آگ کی سی اور گال انگیٹھی تھے۔ آئینے نے چونکہ اس کے عیب نہ چھپائے، اس نے اسے زمین پر دے مارا اور بولا:

"اس بدصورتی کا خالق یہی ہے۔ اس نے نیکی اور حسن خود میں رکھی ہی نہیں اگر یہ مجھ سا حسین و زیبا ہوتا تو اس طرح خوار و ذلیل نہ ہوتا۔"

س۔ ایضاً:۔ دن کی رونق خوب ہے لیکن روزن بند رکھنے کی بنا پر لوگ اشعۂ آفتاب کے باوجود تاریکی میں ہیں۔ دشمن کی بدخوتی کی بنا پر تاریکی ہے اور دردِ چشم کی بنا پر وہ خود بھی سورج کے دشمن بنے ہوتے ہیں۔

۳۴۔ قرآن مجید ۲۹ : ۸۳

۳۵۔ استاد بدیع الزمان فروزانفر نے لکھا ہے کہ یہاں سے ایک دوسری مجلس آغاز پذیر ہے (رسالہ در تحقیق احوال و۔۔۔۔ طبع دوم صفحہ ۲۱۷)۔ بسم اللہ کی بحث مجلس دوم میں بھی ملتی ہے جو زمانی اعتبار سے اس پہلی مجلس پر بظاہر مقدم ہے۔

۳۶۔ قرآن مجید ۲۲ : ۳۹

۳۷۔ نماز (تشہّد) کا ایک جملہ جو قعدے کا ایک جزو ہے۔

۳۸۔ قرآن مجید ۱ : ۵۴ ترجمہ:۔ قیامت قریب آگئی اور چاند پھٹ گیا۔

۳۹۔ ایضاً ۱ : ۳۵ (الفاطر)۔

۴۰۔ ایضاً ۵ : ۱۰

۴۱۔ ایضاً ۱۲۵ : ۹

۴۲۔ استاد فروزانفر (حوالہ ۳۵) اسے ایک جداگانہ مجلس قرار دے رہے ہیں اور واقعی طور پر ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔

۴۳ - قرآن مجید ۸۷ : ۱۱

۴۴ - ایضاً ۳۹ : ۵۳ (آیت کا ایک حصہ آگے بھی آیا ہے)۔

ع - ترجمہ :- چاند نور بکھیرتا ہے اور کتا بھونکتا ہے۔ چاند کا کیا قصور، کتے کی سرشت ایسی ہی ہے۔ چاند پر آسمان والے بھی فخر کرتے ہیں جبکہ کتے کا کیا مقام ہے؟ وہ تو خارِ زمین ہے۔

ف۔ حکیموں کا خدا کے باجلال دسترخوان پر کھانا تقریر اور سحر (بیان) حلال ہوتا ہے۔

۴۵ - قرآن مجید ۲۳ : ۷

۴۶ - فارسی میں قنارہ (کنارہ)

ص - ترجمہ :- تو نے جان کو زر سے نہ خریدا، اس لئے اس کی قدر نہیں جانتا۔ غلام کو مفت مال کی قدر معلوم نہیں ہوتی۔

ث - جو ظالم درویش کے دل کا کباب کھاتے، اگر تو غور سے دیکھے تو وہ اپنے ہی دل کو کھاتا ہے۔

۴۷ - قرآن مجید ۱۴۹ - ۱۷۰ : ۳

۴۸ - ایضاً ۵۰ : ۳ ترجمہ :- کیا جب ہم مر کر خاک ہو جائیں گے؟ واپسی (تخلیق نو) تو دور کی بات ہے۔

۴۹ - رومی کا ایک دوسرا شعر بہت معروف ہے؛

آدمی دید است و باقی پوست است دید آن باشد کہ دید دوست است

۵۰ - زوجہ - ابوسفیان

۵۱ - قرآن مجید ۱۰۲ : ۲

۵۲ ایضاً ۵۵ : ۵۴

۵۳ - قرآن مجید ۳: ۱۵۳

خ - ترجمہ:- وہ طاق، جس کا "جفت" پورے آفاق میں نہیں، اتحاد و اتفاق سے وہ طاق اور دونوں ہاتھ لگ جاتے ہیں۔ محبوب نے کہا تم طاق چاہتے ہو یا جفت؟ میں نے کہا:

"دنیا سے طاق اور تیرے ساتھ جفت"

۵۴ - قرآن حکیم ۴۳: ۳۲

۵۵ - ایضاً ۲: ۱۵۶

۵۶ - ایضاً ۴: ۱۱۶

۵۷ - ایضاً ۲۵: ۷۰

ذ - ترجمہ:- اپنی ہستی کے ساتھ تو کرۂ اثیر سے کیسے گزرے گا۔ تو ایندھن ہے دوزخ سے کیسے گزر کرے گا؟

ض - ترجمہ:- محبوب کامیاب ہوا۔ ہمیشہ کامیاب ہی رہے۔ اس کا کفر مکمل طور پر ایمان بن گیا۔ ہمیشہ ایسے ہی ہو۔ وہ ہونٹ جو غرور سے زہر افشانی کرتے تھے، وہ اب شکر افشاں بنے ہوتے ہیں۔ خدا کرے ایسے ہی رہیں۔

ظ - تیری حکومت میں کالی گوڈری کو اگر فائدہ ہو، تو نقصان کیا ہے؟۔

و و - ترجمہ:- جب تو میری لو مڑی بنا، تو شیر سے نہ ڈر، تیری دولت و قسمت میں ہوں لہٰذا ادبار سے نہ ڈر۔ آسمان کا وہ چاند جب تمہارے ساتھ ہے، تو زمانہ جلد موافق بنے یا دیر سے، اس کی فکر نہ کرو۔

ب ب - ترجمہ:- کچی ہوس سے ہمیں سب تکلیف پہنچتی ہے۔ نفس کے نقتنے حلق میں کانٹے بنتے ہیں۔ وہ پرندہ جو دانے کے لئے جال میں گرتا ہے، وہ وہاں قید قفس کی ذلت برداشت کرتا ہے۔

ج ج ۔ ترجمہ خطوط میں نقل ہو چکا۔

دد ۔ ترجمہ:۔ محبوبوں کو نہ دیکھ کہ آخر دیکھنے سے رونا پڑتا ہے۔ پہلے کی نظر چھوٹی معلوم ہوتی ہے لیکن بعد میں یہ مرغ جست لگا کر دانہ لے اُڑتا ہے۔

۵۸ ۔ القرآن ۱۷ : ۳۲ ۵۹ ۔ ایضاً ۱۱ : ۸۲

۶۰ ۔ ایضاً ۲۱ : ۵۹

زز ۔ اگر روح کے بیچ میں اور روح سے بے خبر جہاں تجھ سے پر ہے اور تجھ سے بے خبر بھی۔ دل و جان مجھے کیسے پہچانیں کیونکہ تو دل و جان میں ہے اور۔۔۔۔ سب تجھ سے ناآگاہ ہیں۔

وو ۔ تو فرزندِ خر کی اہمیت رکھتا ہے یا غمِ دل میں مبتلا رہنے کی۔

ھھ ۔ میں تیری شرح و بیان کیا کروں کہ ابد تک شرح و بیان تجھ سے عاجز اور بے خبر رہیں گے۔ جس طرح مکھی پر جبرئیلؑ سے بے خبر ہوتی ہے، تیری خبر دینے والا بھی تجھ سے ایسے ہی بے خبر رہتا ہے۔

۶۱ ۔ القرآن ۴۸ : ۸

۶۲ ۔ القرآن ۱۰ : ۴۹

۶۳ ۔ القرآن ۲۵۶ : ۲

ح ح ۔ ترجمہ:۔ جو تجھ سے دل لگائے اپنے آپ پر ہنستا ہے کہ تجھ ایسے نااہل کو وہ محبوب کے طور پر نہیں مانتا۔ اگر تو کتبہ عشق کو ہاتھ میں لے آئے، ازراہِ شوخی تیری قبائیں پارہ ہوں گی اور تیری قبر میں بند پڑی رہیں گی۔ اگر تو روح کے سوا کچھ نہیں تو تجھ سے دل کیسے چھین لوں کیونکہ تیری ایک آنکھ رو رہی ہو گی اور دوسری ہنستی۔

جس نے تجھے بے غم امید دی ہے، مبادا اس نے تجھے دھوکہ دیا ہو۔ خوشی کے دن سب تیرے دوست ہوتے ہیں۔ شبِ غم کی دوستی کسی نے کم ہی کی ہو گی۔

ط ط - ترجمہ :- آنکھ کی پتلی عقل مندوں سے نہیں پھرتی۔ جس مہر کو عقل نے گھسا ہو تو گم نہیں ہوتی۔

۶۴- القرآن ۵۸ : ۳۲

۶۵ - ایضاً ۴۸ : ۴

۶۶ - ایضاً ۴ تا ۶ : ۱۰۷

۶۷- ایضاً ۹ : ۳۰

۶۸ - ایضاً ۱۸ : ۴۶

۶۹ - ایضاً ۷ : ۲۰۴۰

۷۰ - ایضاً ۶ : ۴۹

۷۱ - گرگ (گ کی زیر) یا گرگین

ی ی - ترجمہ :- برف سے کوزے بھرے جا سکتے ہیں مگر معاوضہ (پہلے) بھرنے والے کو ہی ملے گا۔

ک ک - عقل کے نزدیک ایک دانا کا وجود ناگزیر ہے۔ کیونکہ ہر گھومنے والی چیز کا کوئی گھمانے والا ہوتا ہے۔

۷۲ - القرآن ۱۷ : ۸۳

۷۳ - اس حصے کو بھی استاد فروزانفر (حاشیہ ۳۵) ایک جداگانہ مجلس لکھتے ہیں۔

۷۴ - القرآن ۹ : ۳۴

۷۵ - ایضاً ۱۷ : ۶۴

۷۶ - ایضاً ۸ : ۱۲

ل ل - ترجمہ :- نور لاکھوں بھی دیکھے، نور کی اصلی پر ہی بیٹھے گا۔

۷۷، ۷۸ - القران ۲ : ۲۵۰

۷۹ - اس موضوع کو مجلس دوم میں بھی دیکھئے۔ مجلس دوم اس مجلس پر تقدّم زمانی رکھتی ہے۔

۸۰ - قرآن مجید ۱۰۵ : ۱

۸۱ - قرآن مجید ۷۹ : ۵۶ ترجمہ:- اسے بجز پاک وجود کے نہیں چھوتے۔

۸۲ - ایضاً ۲۵ : ۷۱ ترجمہ:- اس میں غرق ہوتے، آگ میں داخل ہوتے پس انہیں اللہ کے سوا کوئی مددگار نہ ملا۔

۸۳ - ایضاً ۴۵ : ۶ ترجمہ:- پس کافروں کی جڑ کاٹی گئی سب تعریف اللہ پروردگارِ عالمین کے لئے ہے۔

مجلس دوم (حواشی)

۱۔ کذا۔ ترجمہ:۔ باپ اور ماں جو (اولاد کا) ناز کرتے ہیں، انبیاؑ اسے عقل اور روح سے جانتے ہیں۔

۱و۔ ترجمہ:۔ اگر تیرا نصیبا یاور ہو تو عشق کو تجھ سے واسطہ پڑے گا۔ عشق کے بغیر عمر کو حساب میں نہ لاؤ کیونکہ ایسی عمر حساب اور شمار سے باہر ہے۔

۲-۱- آیت ۷۲ سورت ۵۴

۳- یہ لفظی ترجمہ ہے:

۴- قرآن مجید ۱۵ ؛ ۷۲ لعمرک: تیری عمر کی قسم۔

۵- دیکھئے چوتھا شعر۔ ترجمہ حدیث:(اے محمدؐ) اگر تو نہ ہوتا تو میں نے افلاک پیدا نہ کئے ہوتے۔

وتاد:۔ ساتوں اشعار کا بالترتیب ترجمہ:۔ طبعی حادثوں کو یہ ہمت ہے کہ ہمارے لشکر کے گرد گھومیں۔ ہم پر سے آسمان کی طرف اڑتے ہیں کیونکہ ہماری اصل اور جوہر افلاکی ہے۔ ہم خدائی رازوں کا خزانہ ہیں۔ ہم اختتام ناپذیر سمندر کے موتی ہیں۔ تختِ شاہی پر ہم ہی بیٹھے ہیں۔ چاند سے مچھلی تک ہم ہی ہیں۔ عالم سے مقصد آدمی ہے اور آدمی سے وہ سانس (اس کی روح)

ہے۔ اے کہ تیری مسند افلاک سے ماورا ہے (گو) تیری اور تیری خاک کی قدر خس و خاشاک کا تودہ ہے۔ "لعمرک" تیرے جلال کا امتیاز ہے اور تیری دوستی، خدا کا حکم نامہ" لولاک" ہے۔ (آخری شعر نعتیہ ہے۔ یعنی نبی اکرمؐ کا وجود انسانی عظمت کا مظہر کامل ہے)۔

ھ۔ اس دوبیتی کا ترجمہ مکتوبات والے حصے میں موجود ہے۔

۶۔ قرآن مجید ۲: ۵۹

د، ز، ح اور ط۔ ترجمہ بالترتیب ۴۔ تو نے روم اور چین والوں کی صفت بہت سن لی۔ اُٹھ، آکر ایک سیاہ سلطنت (دل) کو دیکھ تاکہ دل تجھے مکمل طور پر حرص اور بخل سے خالی نظر آئے (اور) روح اسی طرح غرور اور کینے سے پاک ہو جائے۔ پاؤں رکھ اور عرش کو زیر قدم لا۔ فرشتے پر ہاتھ رکھ کر اسے زیر نگیں کر لے۔ دشمن کبھی ایسی بات کرتا ہے کبھی ویسی۔ وہ گلاب کے پھول سوسن اور یاسمن کی طرح آزاد اور خوش جی رہا ہے۔

رات گھر میں تیرے تکیے کے نزدیک چاند آیا۔ میں نے سوچا کہ اس کے رشک و غیرت کے بارے میں کچھ کہوں۔ چاند کون ہوتا ہے جو تیرے ساتھ آ بیٹھے؟

وہ مسافر شب، جہاں دیدہ اور نکتہ چین ہے۔

اللہ نے بے وفا عالم کے لئے کہا ہے کہ" عبرت والو" اس سے عبرت و نصیحت حاصل کرو۔ زمانہ گڑیا کی طرح مرد (انسان) کو دھوکہ دینے والا ہے۔ تو غور کرے تو یہ آدم خور حبشی نظر آئے گا۔

۷۔ قرآن مجید ۸۳: ۲۶

۸۔ ایضاً ۱۴: ۲۰

۹۔ ایضاً ۱۴: ۳۵

۱۰۔ قرآن مجید ۶۷ : ۶۶

ی ۔ ترجمہ:۔ یہ برا ہوا کہ وہ تیرا شکار ہوا ۔ اور جال پھاڑ ڈالا ۔ شراب تلچھٹ بن گئی اور پیالہ ٹوٹ گیا ۔ یہ برا ہوا ۔ دل جل گیا اور کام کچا ہو گیا، یہ برا ہوا ۔ دین ضائع ہوا اور دنیا بھی پوری نہ ہوئی ، یہ برا ہوا ۔

ک ۔ ترجمہ:۔ وہ شور و ہنگامہ جس پر ہزار روحیں قربان ہوں ، وہاں معمولی ڈھول بجانے والوں کی کیا اہمیت ہے ۔ ہمت سے شکار میں خوب صورت باز اور جنگ میں کامیاب مغرور چیتا بن ۔ بلبل اور مور پر زیادہ توجہ نہ کرو کیونکہ وہ (بلبل) سراپا نغمہ ہے اور یہ (مور) سراپا رنگ ہے ۔

ل ۔ ترجمہ:۔ لوگوں نے ارادہ کیا کہ اس عورت کی قبر اس کے عاشق سے پوشیدہ رکھیں ۔ مگر قبر کی خوشبو دار مٹی نے اس کا پتہ بتا دیا ۔

م ۔ ترجمہ:۔ اس سبز باغ سے تیرا چہرہ ہر روز باہر لے جاتا ہوں ۔ عالمِ وحدت کے ذریعے ایک عالم پر ہاتھ ڈال رہا ہوں ۔ تخت اور انگشتری کیانی پر " رب ھب لی " کا کوس بجاتا ہوں ۔ طور اور آگ میسّر نہیں مگر " انی انا اللہ " کی قربت میں اڑ رہا ہوں ۔ لذت نفس کو سمندر کی نذر کر رہا ہوں اور عقل کی نقد متاع کو آگ کے حوالے کر رہا ہوں ۔ میں طوطے کی طرح ہوں اور دنیا میرے سامنے آئینے کی طرح ہے ۔ میں مجبور ہوں کہ اپنے آپ کو ہی دیکھتا ہوں ۔ مجھے آئینے کے پیچھے سے جو کچھ پڑھاتے ہیں ، میں ان معانی کو اپنی زبان پر لاتا ہوں ۔ میری سیر گاہ باہر سے طبیعت کے گھر تک ہے ۔ میرا نظارہ تو چار آسمانوں سے ماورا دیکھے گا ۔ میں نے دل کا آئینہ بنایا (اور) آب حیات کو پایا ۔

تجھے یقین نہ آئے گا مگر میں خضرؑ اور اسکندر دونوں ہوں ۔ زبان پر ابھی تک

"میں بتوں کی پوجا کرتا ہوں" ہے مگر دل اس بات کا رہبر بنا ہوا ہے کہ، بے شک میں چھپ جانے والی چیزوں کو پسند نہیں کرتا مگر سنگ سرشت لوگوں کے زمرے میں میں معمول سہی مگر شیر مردوں کی جماعت کی نظر میں میں نہایت قیمتی گوہر ہوں۔

۱۱۔ شبدیز، ایران کے ساسانی سلسلے کے بادشاہ خسرو پرویز کا شاندار گھوڑا۔

۱۲۔ قرآن مجید ۳۶ : ۳۸

۱۳۔ ایضاً ۵۷ : ۷

۱۴۔ ایضاً ۴۲ : ۱۴

ن۔ ترجمہ:۔ سائل کی حالت اگر پست دکھائی جائے تو تعجب کی بات نہیں۔ اس کی تیغِ غم کئی صاحبانِ تاج کا صفایا کر سکتی ہے ایک دن ابراہیمؒ بن ادھم ہرن کے پیچھے صبا رفتار گھوڑا لے کر دوڑے۔ کسی نے انہیں ایسا خوشبودار شربت پلایا کہ اس کی مستی ان کے سر پر چھا گئی اور وہ گھوڑے سے گر پڑے لوگوں نے کوچہ حیرت میں کہا، ابن ادھم نے تاج اور (زرین) کمر اتار دیے؟۔ تیرے نام سے ہی ایک پرندے (ہدہد) کی مدد سے حضرت سلیمانؑ سلطنت بلقیس کو شان و شکوہ سے فتح کر گئے۔ یہ تیری یاد تھی کہ حضرت محمد مصطفیٰؐ نے (ہاتھ کے) ایک اشارے سے چاند کے وجود میں دو لخت ہو جانے کا ہنگامہ پیدا کر دیا۔

ب۔ سورہ الطارق (شمارہ ۸۶) کی آیۂ مبارک نمبر۔ ۹

۱۵۔ قرآن مجید ۲۵ : ۷۷

س۔ ترجمہ:۔ جب امیر (قاضی) خیانت کرے اور اسے رشتہ تحریر میں لے آئے

اور اسے زمین میں نافذ کر دے اور فیصلے کی توہین کرے۔ بس افسوس ہے پھر افسوس ہے پھر فریاد ہے جو قاضی رفلک اس قاضی رزمین کے لئے کرتا ہے۔ (ایسا قاضی) تیرے پاس زندگی کو سرمایہ رغرور کی طرح اٹھائے آئے گا۔ لوگ غصے میں ہوں گے مگر وہ تیرے پاس خوش وخرم ہوگا۔ میں جب تمہیں دوستی برتنے کی نصیحت کر رہا ہوں گا وہ مال کا واسطہ دے گا حالانکہ جو مٹی کے اوپر ہے وہ بھی مٹی ہی ہے۔

حکایت

ایک دن کسی کوفہ والے نے ہشام سے کہا،

"ہم میں سے تو کب تک خون پینے والے شیر کی طرح رہے گا؟ تیری کمزور سازپالیسی کا اثر سارے گاؤں پر ہے۔ ہر مسجد میں تو نے گداگر بٹھا دیے۔ تیری وجہ سے ہمارا خون رات کی طرح سیاہ ہوگیا۔ تیری روٹی اگر (گندم) سفید کی ہے تو تعجب کی کیا بات ہے؟"

وہ کوفی ہشام سے ایسی دل تنگی کی باتیں کرتا اور شور وغوغا برپا کرتا رہا۔ ایسی ناہربان باتوں سے ہشام کو غصہ آیا لیکن بردباری سے یہ جام (خشم) وہ پی گیا۔ بولا،

"چھوٹے جہالت اور طنز و ذلت کر کے انصاف کے طالب بنتے ہیں۔ میں ایسی ویسی تیری باتیں سنتا رہا اور اب کی بار کی طرح معاف کرتا رہا۔ جس کسی کو عقل اور وقار کی پرواہ ہو، اس نے گویا تاجِ شاہی سر پر رکھا ہوتا ہے۔ وہ از روئے مصلحت ظلمِ عام کو مناسب نہیں جانتا۔ ادب کی رو سے وہ انتقام کی طرف مائل نہیں ہوتا۔ یہ سورج جو دنیا میں گھوم رہا ہے، یہ چمگادڑ کے لئے کہاں مستور رہتا ہے؟ چمگادڑ کو

اس سے رنج و تکلیف سہی، مگر سورج فلک کی اصل ہے اور اس کا خزانہ بھی۔"

۱۶ - قرآن مجید ۳۰ : ۲۷

ب - ایضاً ۳ : ۶

س - ترجمہ: - اے شہوتوں کی آگ کے دستو، اے شیطانی وسوسوں کے بھنور میں ڈوبنے والو! یہ حرص اور شہوت کب تک؟ یہ گناہ اور لغزشیں کب تک؟ یہ بے ہودہ باتیں تا بکے، یہ کام اور جھوٹے دعوے کب تک؟ یہ مکر اور شیطانیاں، یہ رسوم اور عادات کب تک؟ اس انسان فریب منزل (دنیا) سے بچو۔ اس مصیبتوں بھرے کارواں سرا سے دور بھاگو۔ بہار زندگی کے زمانے میں نفس کو گلنے سڑنے سے بچا کے بھیج دو۔ آج اقتدار کا ڈنکا بجاؤ مگر دل سے عاجزی کے جھنڈے بلند کرو۔ لطف و مہربانی اور جزا کی گھڑی میں امید کی تجوریاں سیلتے رہو۔ خدایا، تیری مہربانی سال اور مہینوں کے نظامِ کار بناتی ہے۔ اے کریم، طاعتوں کی اس زنجیر میں بندہ ہماری ادنیٰ توبہ کو قبول فرما۔

ع - ترجمہ:- جب تک تو اپنی آگ کو کام میں نہ لائے گا، تیرا وقت حقیقت عمدہ طور پہ نہ کٹے گا۔

ف - ترجمہ:- اس اللہ کے نام سے آغاز کرتا ہوں جو اپنے بندوں کے لئے اسباب مہیا کرنے والا اور ان کے لئے دروازے کھولنے والا ہے۔ میں اپنے مہربان پروردگار کے کرم سے خوش ہوں جو بے حد و حساب بخشش فرماتا ہے۔ میں اسی کریم سے مغفرت کی امید کرتا ہوں جو گناہوں کے لئے بخشش قبول کرنے والا اور توبہ کو مقبول بنانے والا ہے۔

اے میری عمر! تو بخشش کی ہوا سے مست ہے۔ یہ ہوس پرستی کب تک؟

تو نے جفا کے دروازے سب کھول دیئے مگر ابوابِ وفا کو بند کر رکھا ہے۔
جو وعدہ خدا نے تجھ سے کیا تھا، اس وعدہ بخدا کو تو نے توڑ دیا۔ ہر وقت
تکلیف اور غربت کی شکایت کیوں کرتا ہے؟، افسوس کا فائدہ نہیں۔ مگر
تکلیف سے زندگی کو فائدہ نہیں ہوتا؟

۱۷۔ حضرت سلیمانؑ کی قوت و شکوہ اور ان کے معجزات (جیسے منطق الطیر = پرندوں
کی بولی ۱۶ تا ۲۷) کے بارے میں اس قسم کی تاویلات صوفیا کے ادب
میں فراوانی سے ملتی ہیں۔ مثلاً شیخ بوعلی سینا (م ۴۲۸ھ) کا رسالۃ الطیر،
حکیم سناؔئی غزنوی (م ۵۴۵ھ) کی مثنوی "سیر دالعباد الی المعاد" اور عطار نیشا
پوری (م ۶۱۸ھ) کی مثنوی "منطق الطیر" وغیرھم۔

ق۔ ترجمہ:۔ اے خوش عمل عاشقو، اے شیریں عمل نیک لوگو، خوشی مناؤ۔
کب تک گھر سے صحرا تک کا راستہ ہے؟ کب تک کعبہ سے خمار و مستی کے راستے
ہیں؟ تو دنیا میں ایک شاہد و محبوب ہے اور ہم صاحبانِ فراغت۔ تو پیالے
کا ایک گھونٹ ہے اور ہم ہوشیار ہیں۔ اس کے بعد ہمارا ہاتھ ہے اور دوست
کا دامن۔ میرے کان ہیں اور دوست کا حلقہ (سخن)۔ اٹھ کر اس دھوکہ باز
مٹی کے انبار کی گرد (وجود) کو چہرے کے پانی (وقار) سے بٹھا دیں۔ ہم حملہ کریں
اور اس حبشی مزاج وجود کا زور توڑ ڈالیں۔

مجلس سوم (حواشی)

و۔ ترجمہ:۔ خداتی مدد سے تو بھی میرا قدم اس جگہ پہنچا دے جہاں تو چاہتا ہے۔ جسم کی تاریکی سے مجھے نجات دے۔ اپنی روشنی سے مجھے آگاہی دے جس دن تو مجھے اپنے سے لے لے، میرے بارے میں جو جانتا ہے اسے تو ضائع نہ کر اور جب تو مجھے اپنے آپ کو لوٹا دے، تو مجھ پر مہربانی کا ایک سایہ ڈال۔ جب میں تیرے نور کا دم ساز بنوں، تو نور کی طرح سایہ سے دور ہو جاؤں گا۔ وہ سایہ نہیں چاہیے جو چراغ سے دور ہے۔ وہ سایہ دے جو چراغِ نور ہے۔ میں بے سہارا اور پوشیدہ رخنے۔ تو خود بے کسوں کی حالت جانتا ہے۔ مَیں موت سے کب تک فریاد کروں۔ اگر میری موت اس (فریاد) سے ہے تو جلد آجائے۔ اگر عقل و رائے کے مطابق دیکھوں، تو یہ موت نقل مکانی والی نہیں۔ پرندہ ملکوتی حلق سے نکلا اور "سچائی کے مقام" میں براجمان ہو گیا۔ مٹی، مٹی کے ساتھ مِل گئی۔ فرش، عرش کی طناب سے جا ملا۔ کھانے کے کمرے سے خواب گاہ اور خواب گاہ سے شاہی مقام تک تبدیلی مراد ہے۔

ترجمہ۔ اشعار، ب، ج، د اور ھ بالترتیب:۔ وہ بلند نظروں کا سرمہ لگانے والا (اور) اندر بیٹھنے والوں کا دروازہ کھولنے والا ہے ـــــ جہاں احرار بیٹھتے ہیں، ہم بھی بیٹھے اور جو کام ابرار نے انتخاب کیا ہم نے بھی کیا۔ ہم نے دیکھا کہ

سینکڑوں ذمہ داریوں کی مصیبت میں ہیں۔ ایک "روح" لے کر ہم نے سب دوسروں کے حوالے کر دیں۔ ہمارا ہدف خدا کی بخشش تھا اور الحمد للہ کہ ہم اپنے ہدف میں کامیاب ہوتے ہیں۔

اگر تو ریاضت سے اپنے پردہ وجود کو جلا دے تو تو اس بھنور سے باہر نکلے گا کہ مخلوق اس میں پھنسی ہوتی ہے۔ تو خود اور دو جہان سے پنہاں ہوگا تو تیری آنکھ پر یہ راز اس وقت ظاہر ہوگا۔ یہ عالم نفی ہے اور اسی وجہ سے مخلوق اس میں حیران و واماندہ ہے مگر اثبات سے اس کی حقیقت ظاہر ہوتی ہے۔

اے محبوب ہم کیا اور ہماری خدمت کیا۔ تو نے اس کی بنیاد رکھی، تو ہی اسے مکمل فرما۔ ہمارے "سلامتی کے گھر" کو "ظلمت کا گھر بنا اور ہمارے دارالملام کو دارالسلام میں تبدیل کر دے۔

ترجمہ بالترتیب از ا۔ و، ز، ح اور ط ا۔ دل کون ہوتا ہے جو اپنی اور اپنے درد کی حالت بیان کر سکے (مگر) اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حرکتِ دل کہاں تک جا پہنچتی ہے۔

عارف جب خدائے قدیم کا ذکر کرتے ہیں تو شور و ہنگامے کو دو نیم کر دیتے ہیں۔ زاہد نے خوف سے کہا:

"میں کیا کروں، ان مصیبتوں میں کیا کر سکوں گا؟"

عارف صاحبِ عشق نے سمجھ لیا تھا کہ وہ کیا کر لے گا اور اس سے جدا ہو کر معرکے مارے گا۔ خود شناس نظریہ ہوتی ہے کہ نیک کام انجام دے اور برائی کی طرف ملتفت نہ ہو۔ خدا کی طرف لگی ہوتی آنکھ کا خاصا یہ ہوتا ہے کہ وہ بجز خدا کچھ دیکھتی ہی نہیں ــــ زاہد کا طریق اعمال سے ہے۔ عارفوں کی نظر ضعف پر ہے۔ زاہد کا تکیہ عملِ نیک ہے۔ عارف کا مطمح نظر خدائے واحد

ہے۔ وہ (زاہد) اپنے نفس سے نیک اعمال سرزد کرواتا ہے۔ یہ (عارف) حق میں ہے راز کا شاہد اور گواہ ہے۔ اس کی نیکیاں چند ہی ہوں گی مگر یہ عارف حق حدود کو مٹانے والا ہے۔ وہ زمین میں اپنی عمر پر قانع ہے مگر عارفِ حق روشنی سے بالاتر پرواز کرتا ہے۔ عارفِ حق کا وجود بقائے افلاک تک موجود ہے مگر زاہد خوف و رجا کے بیچ میں رہتا ہے۔ زاہدوں کا گھر فرش (زمین) ہے مگر عارفوں کی ہمت عرش پر ہے ـــــ زاہد کی سیر ہر مہینے میں ایک دن کے راستے کی ہے مگر عارف کی ایک لمحے کی سیر تختِ خداوندی تک ہے۔ وہ جلال عارف جب تجھے نظر آئے تو وہ کمال تجھے مدہوش کر دے گا۔ جسے حقیقت کی کچھ خبر مل جائے تو اس میں بشریت کا اثر باقی نہ رہے گا۔ اس کی ہمت پستی کی طرف مائل نہ ہو گی گو بالائے افلاک سے زیرِ زمین تک خرابی ہی خرابی ہو۔ جو کوئی اپنی ہستی مٹا دے وہی عینِ حقیقت سے اسے (خدا کو) دیکھ سکے گا۔ اس کا وہ جوہر مختلف اسباب سے صاف و شفاف بنے گا جو ایک جانوری قالب میں متمکن ہے۔ ایسے عارف کی ہم نشینی میں تو اس کی صورت کی طرف نہ دیکھ۔ وہ بدل گیا ہے، تو بھی حقیقت سے دیگر گون ہو جا۔

زہد کیا ہے؟ برائی کا ترک کرنا۔ عاشقی کیا ہے؟ اپنے وجود کا ترک کر دینا۔

۱۔ قرآن مجید ۸ : ۱۲

۲۔ ایضاً ۳۰ : ۴۷

ی۔ ترجمہ:۔ جنگ میں لوہے کی طرح ہیں اور بزم میں موم۔ دوست کے لئے مبارک ہیں اور دشمن کے لئے نامبارک۔

ک ۔ ترجمہ :۔ وہ جو محقق اور راہ دان ہیں ، تیری ایک ایک حالت جانتے ہیں لیکن وہ مہربانی سے کسی کا پردہ چاک نہیں کرتے اور جس طرح سے زمانہ ہے وہ بھی ساتھ چلتے ہیں ۔

ل ۔ ترجمہ :۔ جانتا رہ مگر کہہ نہیں تاکہ رسوائی نہ ہو ۔ مرد کا حسن اس کے ظرف میں ہے ۔

م ۔ ترجمہ :۔ تو اگر سرو کے قد کو خم بتائے یا بدر کی رات کو ظلم کہے ، پوری دنیا میں ایسا دل اور ہمت کسے حاصل ہے جو یہ کہے تو کہ ایسا کیوں کہتا ہے ؟ ہم تیرے عاشق ہیں اور تو آئینے کا ۔ ہماری نگاہ تجھ پر ہے اور تیری آئینے پر ۔ میں اپنی آہ کے دھویں سے دنیا کو سیاہ کر دیتا ہوں تاکہ پھر کوئی آئینے کو صاف کر ہی نہ سکے ۔

س ۔ ترجمہ :۔ تو نے پوچھا کہ تیرے آنسو گل رنگ کیوں ہو گئے ؟ تو نے پوچھ لیا تو دوست بتا دوں کہ کیسے ؟ تیرے خیال کا خونِ خالص میرے دل میں ڈالا گیا ۔ وہی اُبل کر سر سے اس طرح باہر ہوا ہے میرے کام کو تو نے جب دل سے جان تک پہنچایا تو کافی ہے ۔ کافی ہے کہ میرا دھواں تو نے سب جہان تک پھیلا دیا ۔ جلد سے باہر ہو گیا ۔ بے رحمی نہ کر ، جب چھری تو نے ہڈی تک پہنچا دی تو کافی ہے ۔

ع ۔ ترجمہ :۔ تو نے مرغا دیکھا ہے جو بے وقت بانگ دیتا ہے ۔ ایسے بے وقت مرغے کا سر کاٹنا ضروری ہے ۔

ف ۔ ترجمہ :۔ اے صبح کی ہوا تو اگر اس کی زلفوں کے سلسلے تک پہنچے ، تو میرا حال بتانا ۔ اور اگر محبوب اپنے مقام میں موجود نہ ہو تو اسے دیکھے بغیر کچھ نہ کہنا میرے وجود اور صبر سے تجھے کیا ؟ اگر مجھے آگ جلاتے ، تو جلاتی رہے ۔

ص ، ترجمہ ، ۔ اے کہ تو تاریک مٹی سے بستر استراحت بناتا ہے ، ہر گھڑی تو اس میں ایک دوسرا ھنز دیکھتا ہے۔ آفرین ، کیا بارک کارستانی تو کر رہا ہے کہ کبھی ھنز کو مات کر رہا ہے اور کبھی اس کو قائم کر رہا ہے ۔

۳ ۔ قرآن مجید ۷۰ ، ۸

ق ۔ ترجمہ ، ۔ اب زلف سے غلام خریدنا سیکھ جس نے آنکھ سے پردہ کھولنا سیکھا ہوا ہے ۔ جو تیرے دام میں آگرا اس کی دار رسی کر یا تیرا مذہب فریاد رسی ہے ہی نہیں ؟ ہم نے تیرے دام میں صبر سیکھا کیونکہ وہاں شکار بے چارہ تڑپنے سے ماند پڑ جاتا ہے ۔ کیونکہ تیری رضا غم کے ساتھ ملی ہوتی ہے ، تیرا غم چکھنا ہمارے لئے شکر کا سا ہے ۔ سناتی بندے کی بات سن اور ظلم نہ کر کیونکہ نہ سُننے سے ثنا گر بندے کو تکلیف ہوتی ہے (اشعار از حکیم سنائی) ۔

ر ۔ ترجمہ ، ۔ جو شخص بندگی کا اقرار کرے ، تیرا دل اجازت دیتا ہے کہ اس کے ساتھ یہ سلوک کرے ؟ ۔ اگر میں تجھ سے ہر سخن کی بات تیری عقل کے مطابق کہوں ، مجھے شک نہیں تو اسے لوگوں سے بیان نہ کرے گا ۔ ایسا شخص کہاں جو اسرار سنے اور انہیں سمجھ لے ؟ ہو تو ہر گھڑی مَیں اسے نئے اسرار بتاؤں گا ۔ کون ہے جو عقل کو وہم سے بالاتر رکھے تاکہ میں اس سے عرش سے بالاتر باتیں کروں ؟ کون ہے جس نے سینے کو کرسی اور دل کو عرش بنا دیا ؟ ہو تو مَیں اس سے عالمِ اصغر (جہاں) کی باتیں کروں ۔ کون ہے جو تاریکی کی گہرائی سے قدم آگے رکھے تاکہ میں اس سے دریائے پُرنور کے نورِ فیض کی باتیں کروں ؟ ۔ کون ہے جو دریائے علم کے جواہر کا شناسا ہو تاکہ اس سے میں چار جواہر کے سات راز بیان کروں ؟ ۔ ایسا صاحبِ مشام کون ہے جو مین سے خوشبو سونگھے تاکہ میں اس سے پاکیزہ کستوری اور خوشبودار عود کی بات کرتا ۔ کون ہے جو اس

دوزخ سرا کو مقامِ عبرت جانے تاکہ میں اس سے کئی عبرت ناک گفتگوئیں کروں؛
اگر تو عطار کے پشت نقوش والے خاکی دل کی طرح نہیں، تو آ میں تجھ سے
سات ستاروں سے بلند شاعری کی بات کروں (شعر شیخ عطار کے ہیں)۔

ش۔ ترجمہ:۔ میں اگر دل دوں تو جان سے دست بردار ہو جاؤں۔ میں جان باز
ہوں، جان اور جہان دونوں سے منصرف ہو سکتا ہوں۔ میں بندہ تیری عادت
کے مطابق نہیں جی سکتا۔ آپ کا ہدف کیا ہے کہ مَیں اس سے بھی منصرف
ہو جاؤں۔

۴۔ قرآن مجید ۱۷، ۵۳

۵۔ ایضاً

۶۔ ایضاً۔ دونوں جزو ۲، ۳۰

۷۔ ایضاً ۲، ۳۱

ت۔ ترجمہ:۔ تو نے دولت سے شراب حاصل کی اور اترا رہا ہے۔ اس کا کیا فائدہ؛
جب کسوٹی ہو گی تو اس اترانے سے تو رسوا ہو گا۔ عشق کا دعویٰ کرنا آسان ہے
لیکن اس کی دلیل و برہان بھی ہوتا ہے۔

ث۔ ترجمہ:۔ جب تیرے لئے پوشیدہ اور آشکارا یکساں ہو تو اس وقت تیری
صحبت کو دوام ہو گا اور تیری خدمت آسان ہو گی۔ تیرا آفتاب درست ہو گا
اور بے حجاب ظاہر ہو گا۔ درہ سایہ کرے گا اور تو جو چاہے گا، ہو گا، اقبال
اور نصیبا، قسمت اور خوش بختی یہی ہے جس سے بنر روح والا زندہ اور بے
جان بھی زندہ ہو جاتا ہے۔ میں آشکار کہوں اور مردوں کے راز اٹھاؤں مگر چونکہ
ہر کسی میں تاب شنوائی نہیں، وہ ان رازوں کو سن کر سرگردان اور پریشان خاطر
ہو گا۔

مجلس چہارم (حواشی)

۱۔ قرآن مجید آیہ ۳۹ سورہ ۲

۲۔ ایضاً ۲۱ : ۱۰۷

و۔ ترجمہ :۔ جو "الست" سے دلدادہ حق ہیں، اپنے اس عہد سے مست ہیں۔ انہوں نے جب سے بے خودی کا شربت چکھا، امید و بیم سے نجات پا گئے ہیں۔ وہ مقام تکلیف میں اپنے پاؤں باندھ رکھتے ہیں۔ جان دینے میں وہ فیاض ہیں۔ وہ سب چیزوں سے آزاد ہیں۔ ازل اور ابد سے بھی انہوں نے دل نہیں لگایا۔ ایک قدم سے وہ چالاک و سست ہیں اور حوادث کی ندی سے وہ باہر اچھل گئے ہیں۔ مقام خیال سے اٹھ کر وہ سروری کی مسند پر جا بیٹھے ہیں۔ خود سے وہ فانی اور دوست کے ساتھ باقی ہیں۔ عجب یہ کہ وہ نہ ہوتے ہوئے بھی موجود ہیں۔ یہ اہلِ توحید کا گروہ رہے جبکہ باقی خود پرست ہیں۔

۳۔ قرآن حکیم ۴ : ۱۷۱

۴۔ ایضاً ۳۹ : ۲۳

ب۔ ترجمہ :۔ وہ عزیز جو "عین" کا پردہ ہیں، وہ قابِ قوسین کے خرابات میں ہیں۔ کبھی وہ عقبیٰ کی کوشش میں ہوتے ہیں اور کبھی مجلس مشاہدہ میں۔ سب

شراب ہیں اور مست بھی۔ وہ سب "نیست" ہیں اور "ہست" بھی ہیں۔ "ہست" کی عزت سے وہ "نیست" ہو گئے ہیں، بے نیازی کا عَلَم ان کے ہاتھ میں ہے۔ ان کی جسم کی اصل حضرت آدمؑ کی ولایت تک اور ان کے نقش وجود کی شان حضرت محمدؐ کی اصل سے منسلک ہے۔ ایسا چمنستان ہیں جو جنت سے زیادہ خنک ہو۔ ان کی حلاوت شہد سے بشیتر ہے۔ وہ بارگاہِ عدم کے جان فروش ہیں۔ خانقاہِ قدیمی کے وہ خرقہ پوش ہیں۔ فقر و محبت سے وہ سب "الا اللہ" کے مقابلے میں لا (نیست) بنے ہوئے ہیں۔ سالک میں مَیں نے ایسا نور دیکھا جیسے آسمان پر مچھلی چل رہی ہو۔ اس نور سے وہ دراویش کے خرقوں کو منوّر کر رہا تھا۔ میں نے چاہا کہ اس طریق پر جاؤں اور ان کے زمرے میں شامل ہو جاؤں۔ اس درست ضعیف صف سے ایک عاشق میرے پاس خاموشی سے آیا لیکن مجھ پر ہاتھ رکھ کر نہایت فصیح انداز میں کہنے لگا؛

"رُک جا!

یہ تیرا مقام نہیں ہے تیرا رشتہ ابھی دست صورت میں ہے۔ واپس جواز و عدم جواز کی طرف چلے جا۔"

ج۔ ترجمہ:۔ میں اس لئے پیتا تھا کہ روح اس کا پیمانہ ہے۔ مَیں اس لئے مست ہو گیا کہ عقل اس کی دیوانہ ہے۔ میرے پاس دھواں آیا۔ مجھے آگ لگا دی۔ یہ اس شمع کی آگ تھی جس کا پروانہ آفتاب ہے۔

د۔ ترجمہ:۔ جب تک اس راستہ کی ہمت نہیں، کوشش کیسی؟ اے دِل تجھے اس محبوب کے مقام کا علم نہیں تو کیا ڈھونڈ رہا ہے؟۔ جب تو محض لاف زنی پر اکتفا کر رہا ہے تو ان مخالف مسافروں کا کیا چارہ ہے؟۔ اگر تو عاشق ہے تو کفر اور ایمان کو ایک جان کیونکہ عقل کی روح سے تنگ نظری حماقت ہے۔

ہے تو روح مگر خود کو "وجود" سمجھ رہا ہے۔ ہے تو پانی مگر خود کو گھڑا سمجھ رہا ہے ہر چیز کو تلاش نہ کرے تو نہ ملے گی۔ اس دوست کو بھی تلاش نہ کرے تو نہ ملے گا۔ جان لے کہ تو وہ نہیں بن سکتا لیکن جب "تو" درمیان نہ ہو، تو "تو" وہ بن جاتے گا۔

۵ ۔ قرآن مجید ۲۵: ۲۳

ھ ۔ ترجمہ:۔ تجھے قمیص کا غم کب تک ہوگا؟ ممکن ہے کہ وہ قمیص تیرا کفن ہو۔

و ۔ ترجمہ:۔ اگر تیرے سر میں عقل، آنکھ اور بصارت ہے تو زبان کو بیچ ڈال اور سر سے تیغ خرید۔ زبانِ گویا سے طمع کی مچھلی کاٹ لو اسی لیے ماہی کے تنے سے سر جدا نہیں کرتے۔

۶ ۔ قرآن حکیم ۲۵: ۷۰

ز ۔ ترجمہ:۔ اے مال والو، عبرت پکڑو عبرت۔ اے باتوں والو (واعظو)، معذرت مانگو معافی چاہو۔ اے کہ تمہاری جاتے نصیحت پر سیاہی ہے، نصیحت پکڑو، اے کہ تمہارے رخساروں پر سفیدی آچکی، توبہ کرلو۔ پیش اس کے کہ یہ معافی مانگنے والی زبان بولنے سے عاجز رہے اور پیش اس کے کہ یہ عبرت پذیر آنکھ دیکھنے کے قابل نہ رہے، توبہ کر۔ دنیا میں بہت سے بادشاہ ہوئے ہیں جن کے تیر آسمان دوار سے بھی زیادہ کہکشاں شکن تھے اور ان کی سنانیں فلکِ جوزا کو چھید کرنے والی تھیں۔ اب دیکھے کہ نبات النعش کی طرح ان کے تیر اور نیزے بکھر پڑے ہیں۔ تجھ میں حیوانی، شیطانی اور روحانی صفات یکجا ہیں۔ انہیں روزِ قیامت کی جزا کے حوالے سے خوب گن لے۔ انتظار کر کہ صور اسرافیلؑ پھونکے جانے کے بعد نیکی اور برائی آشکار ہوتی جاتے گی۔

جو سیرت تیرے وجود پر غالب ہے، جان لے کہ یوم قیامت تیری وہی صورت نمودار ہو گی۔

۷۔ قرآن مجید ۳۴،۱۳۵

۸۔ یہاں بیان کے واضح تسامحات قابلِ غور ہیں (مترجم)

۹۔ دیکھئے سورہ "الضحیٰ"

۱۰۔ قرآن مجید ۲۴،۲۰۴

۱۱۔ ایضاً ۲۴،۱۵۶

ح۔ ترجمہ اشعار:۔ دنیا کو جلا دینے والے روزِ قیامت سے ڈر۔ اور دل کو بیدنے والے بدلے کے تیر سے ڈر۔ اے کہ تو حرص کی رات میں طویل خواب میں سویا ہوا ہے۔ اجل کی صبح پھوٹ گئی، دن کا خوف کر۔

میں نے ایک کتاب لکھی اور میرا دل مبتلائے عذاب ہے۔ اور میرا دل سنگِ رضا پر بے تاب ہے۔ مَیں سوچتا تھا کہ موت بہت شاق جدائی ہے۔ میں تم سے جدا ہوا جو میرے نزدیک موت سے زیادہ سخت اور اذیت ناک کام تھا۔

مجلس پنجم (حواشی)

۱۔ قرآن مجید آیات ۷، ۸ سورہ ۹۹

۲۔ ایضاً ۲۹ : ۵۵

۳۔ ایضاً ۱، ۲ : ۵۴

۴۔ ایضاً ۵۱ : ۶۸

۵۔ ایضاً ۱۷ : ۵۳

۶۔ ایضاً ۱۴ : ۵۳

۷۔ ایضاً ۹ : ۵۳

۸۔ ایضاً ۷۰ : ۱۷

۹۔ ایضاً ۱۷۲ : ۷

و۔ ترجمہ:۔ ساقی تو نے بادہ، عقل پی ہے تاکہ تیری عقل کی تلچھٹ باقی رہے۔

ب۔ ترجمہ:۔ ساقی، وہ شراب جو تو نے پہلے دی تھی، اس کے دو جام اور پلا اور مسرت میں اضافہ کر۔ یا اس کی چاشنی نہ دکھاتے، لیکن جب (مٹکے کا) سر کھول دیا تو مجھے مست اور خراب بنا دے۔

۱۰۔ القرآن ۱۹۸ : ۷

ج۔ ترجمہ:۔ میدان کھلا اور مردِ میدان نہیں۔ جیسے کہ تو جانتا ہے، ویسا احوالِ دنیا

نہیں ہے۔ لوگوں کا ظاہری حال اولیاء اللہ کا سا ہے، لیکن ان کے باطن میں مسلمانوں کی خو و بو نہیں ہے۔

۱۱۔ قرآن مجید ۲۸ : ۲

د۔ ترجمہ:۔ تو نے سنا ہو گا کہ ایک عقل مند شخص ایک دفعہ دانتوں کے درد میں مبتلا شخص کی عیادت کرنے گیا۔ بولا:

"یہ ہوا ہے اس سے غمگین نہ ہونا۔"

مریض بولا:

"درست، آپ کے لئے ہوا ہے لیکن میرے لئے یہ غم فولادی پہاڑ کا سا ہے۔ تو چونکہ اس سے فارغ ہے، لہٰذا تیرے لئے یہ ہوا ہی ہے۔"

ھ۔ ترجمہ:۔ اگر عاشقوں کے سینے کا سوز اور آنسو نہ ہوتے، تو پانی اور آگ نابود ہو جاتے۔

د۔ ترجمہ:۔ اے شمع، کبھی تو آنسوؤں سے زرد چہرہ ہوتی ہے کہ تو مصیبت والے عاشقوں کے گروہ میں آ پہنچتی ہے۔ تو اپنے وقت کی فریاد ہے۔ جلتی اور پگھلتی رہ۔ تو کب تک شیریں کی ہم نشینی سے محروم رہے گی؟

ز۔ ترجمہ:۔ میری راتوں کا حال کوئی مجھ سا ہی جانتا ہے اور بس۔ تجھے کیا خبر کہ عاشقوں کی رات کیسے گزرتی ہے؟ کسی نے پوچھا کہ عاشقی کیا ہے؟ میں نے کہا: "مجھ سا ہو گا تو جان لے گا۔"

ح۔ ترجمہ:۔ کون سے ذرّے کے ساتھ تیرا لطف ملا اور اسے ہزار سورج کے برابر تابناک نہ بنایا؟"

۱۲۔ قرآن مجید ۱، ۲ : ۲

۱۳- قرآن مجید ۱۴ : ۸۲

۱۴- ایضاً ۲۴ : ۷۹

۱۵- ایضاً ۱۰۳ : ۳

۱۶- ایضاً یہ محرومی ہے۔

۱۷- ایضاً ۸۱ : ۲۸

۱۸- ایضاً ۲۷۹ : ۷

۱۹- ایضاً ۱۰ : ۳۶

۲۰- ایضاً ۴۰ : ۷۸

۲۱- ایضاً ۱۷۶ : ۷

۲۲- ایضاً ۴۰ : ۲۴

۲۳- ایضاً ۱۳ : ۵۷

۲۴- ایضاً وہی

۲۵- ایضاً ۲۳ : ۴۵

۲۶- ایضاً ۳۱ : ۵۱

۲۷- ایضاً ۱ : ۱

مجلس ششم (حواشی)

۱- قرآن مجید ۱۴:۵۵

۲- ایضاً ۲۳:۲۱

۳- ایضاً ۸۸:۲۷

۴- ایضاً ۵:۹۳

۵- ایضاً ۱:۱۷

۶- ایضاً ۸:۵۳

۷- یہاں مسجد النبیؐ ہونا چاہیے تھا۔

۸- قرآن مجید ۱۷:۳

۹- رات کو قیام (بیداری) کرنے والے۔

۱۰- دن کو روزہ رکھنے والے۔

۱۱- حضرت عثمان رضؓ کی سخاوت مراد ہے۔

۱۲- اذان بلال رضؓ کی طرف اشارہ ہے۔

۱۳- قرآن مجید ۳:۱۸۵ (دوسری آیات بھی ہیں)

۱۴- ایضاً ۸:۹۹

۹- ترجمہ:- جس بات سے تو راہ سے دور پڑے، وہ کفر کیا اور ایمان کیا؟- جس

چیز سے تو دوست سے دور رہے، وہ نقش زیبا ہو یا زشت، ایک جیسے ہیں؛ اس راستے میں فراشی کئے بغیر تجھے خس و خاشاک نہ ملے گا۔ شہادت لا کی راہ میں تو نے کمر باندھی اور سر کے بل کھڑا ہوا۔ جب لا نے صدر انسانی سے تجھے راہِ حیرت میں پھینکا، پس نور الٰہ کی مدد سے تو لا سے الا اللہ (اثبات) کی طرف پلٹ آ۔

ب۔ ترجمہ:۔ میں دوست کے ساتھ سرِ راہ باغ میں گیا۔ اتفاق سے میری نظر پھول پر پڑی۔ میرے بت (محبوب) نے جو دیکھ لیا تو کہا:

"تجھے شرم چاہیے۔ میرے رخسار یہاں اور تو پھول کو دیکھ رہا ہے؟"

مجلس ہفتم (حواشی)

۱- قرآن مجید ۸، ۹ ؛ ۵۳

۲- ایضاً ۱ ؛ ۱۰۸

۳- ایضاً ۸ ؛ ۳۶

۴- ایضاً ۴۶ ؛ ۶۹

۵- ایضاً ۷۰ ؛ ۱۷

۶- ایضاً ۲، ۳ ؛ ۹۵

۷- ایضاً ۹۶ ؛ ۶

۸- ایضاً ۱۶۴ ؛ ۳۷

۹- ایضاً ۱۱ ؛ ۷۲

۱۰- ایضاً ۲۵۲ ؛ ۲

۱۱- ایضاً ۷ ؛ ۵۵

۱۲- ایضاً ۳۶ ؛ ۳۸

۹- ترجمہ:- ہر ہوا سے تو اگر تنکے کی طرح کانپنے لگے، تو تُو پہاڑ ہو تو تیری قیمت اور اہمیت تنکے سے بھی کم ہوگی۔

۱۳- القرآن ۲۴ ؛ ۷۵

۱۴ - القرآن ۳۸، ۳۹ : ۸۰

ب۔ ترجمہ :۔ عشق کا دعویٰ کرنا آسان ہے لیکن اس (دعوے) کو دلیل چاہیے۔

ج۔ ترجمہ :۔ ہمارا پیر نگاہ ہمیں برا نہ کر سوچنے دے گا اور ہم عالمِ دیگر میں نہ دیکھ سکیں گے۔ جس کسی کے لئے زلف، زنجیر کی طرح ہو، اسے گھر میں زنجیر سے بند نہیں رکھا جا سکتا۔

۱۵ - قرآن مجید ۲ : ۵۵

۱۶ - ایضاً ۴۶ : ۱۸

۱۷ - ایضاً

د۔ ترجمہ :۔ وجود کو دیکھ کر جو جاندار چیز کو سمجھتا ہے، اس وقت ناگاہ اس کی بصیرت بدل جاتی ہے۔

ہ۔ ترجمہ :۔ لوگو، ان فانی حادثات سے بچو۔ اُٹھو، عالمِ بالا کا سفر اختیار کرو۔ تمہارے جسم میں روح نے کمال پایا۔ تم جسم کی بات اب مختصر کر دو۔ عیسیٰؑ تمہارے سامنے بیٹھا ہے جو کہ بادشاہ ہے۔ پھر تمہارا دل لگنا ہے کہ گدھے کے سُم کی غلامی اختیار کرو۔ عرصے سے دولت کا ڈنکا بجا رہے ہیں۔ زندہ انسانو، اس مٹی سے توجہ ہٹا دو۔

۱۸ - قرآن مجید ۱۳ : ۸۷

۱۹ - ایضاً ۲ : ۲۹

و۔ ترجمہ :۔ جو کوئی ایک رات میں تیرے وصال کا شربت پی لے۔ جب وہ شراب (شربت) نہیں رہتا، اس وقت وہ نشے کی تکلیف جانتا ہے۔

ز۔ ترجمہ :۔ پاکوں کی روح پاک غذا کھاتی ہے۔ ہوا اور مٹی کو سانپ کھاتا ہے۔

ح۔ ترجمہ :۔ تیرے مخالف چیونٹیاں تھے اور سانپ بن گئے۔ ان سانپ بن

جانے والی چیونٹیوں کو تباہ کر ڈال۔ اس سے زیادہ انہیں فرصت نہ دے کہ مرورِ زمانہ سے سانپ، اژدھا بن جاتا ہے۔

۲۰۔ قرآن مجید ۴، ۵، ۱ ؛

۲۱۔ ایضاً ۹۹ ؛ ۳۷

ط۔ ترجمہ:۔ ہم چاہتے ہیں اور دوسرے چاہتے ہیں کہ بخت کس کا ہے اور (خدا) کسے چاہتا ہے۔ آدمی عجیب معجون (مرکّب) ہے ؛ قریب سے قریب تر اور غیر سے غیر تر۔

اشاریہ

شخصیات

آپؐ دیکھئے محمدؐ
آدمؑ (حضرت) ۵۴، ۶۵، ۸۰، ۸۸، ۱۱۶، ۱۳۱، ۱۵۵، ۱۵۶، ۲۲۷،
۲۳۱، ۲۴۷، ۲۸۱، ۳۲۴، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۶۵، ۳۶۹، ۳۷۴،
۳۷۶، ۳۸۹۔
آمنہؓ (حضرت) ۳۶۵
آنحضرتؐ دیکھئے محمدؐ
آنسہ ۲۳۰
ابراھا ۳۱۹
ابراھیمؑ خلیل اللہ (حضرت) ۴۱، ۱۴۱، ۲۸۵، ۳۰۴، ۳۲۴، ۳۵۹
ابراھیمؒ ادھم ۳۲۹، ۳۳۰
ابراھیم چشتی ۶
ابلیس، شیطان ملعون ۔ ۱۶، ۳۰، ۴۷، ۴۹، ۶۵، ۱۰۲، ۱۳۰، ۱۳۱،
۱۸۹، ۱۹۰، ۲۰۳، ۲۴۰، ۲۹۴، ۳۰۲، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۸،
۳۲۳، ۳۳۴، ۳۶۴، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۲، ۳۸۹۔

ابن بی بی ۲۶۴، ۲۶۶، ۲۶۷
ابوبکر صدیق رض (حضرت) 119، ۱۲۰، ۲۷۴، ۲۹۰، ۳۳۴، ۳۳۶، ۳۵۱، ۳۶۳، ۳۶۹، ۳۷۵، ۳۷۷، ۳۸۰، ۳۸۹۔
ابوبکر خواجہ 119، ۱۲۰، ۲۶۷
ابوجہل ملعون ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳
ابوذر غفاری رض (حضرت) ۳۷۶، ۳۷۷
ابوسفیان ۳۰۰
اختیار الدین امام ۱۲۱، ۲۶۴
اخی گہرتاش ۱۹۳، ۲۶۴
اخی محمد ۱۷۴، ۱۷۸، ۲۶۲
ادریس ع (حضرت) ۱۷، ۳۲۴
امیر رکن الدین قلج ۱۵۸، ۲۶۵، ۲۷۰
(امیر رکن الدین) ارسلان ۱۵۸، ۲۷۰، ۳۲۹
اسکندر 119، ۳۲۹
اسماعیل ع (حضرت) ۳۲۴
افصح الدین ۱۶۵، ۱۶۶
افلاطون ۲۱۳
اقبال رح (علامہ) ۱، ۵، ۸، ۳۲۷
(امیر) اکدشان سیواس ۱۶۷، ۲۶۵
اکمل الدین طبیب ۲۶۴
الغ قتلغ پروانہ بک (امیر) ۴۳، ۵۹، ۶۵، ۶۶، ۷۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۱۲۰، ۱۲۶، ۱۴۵، ۱۴۹، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۶۹، ۱۷۹، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۲۱۳، ۲۱۷، ۲۳۸، ۲۴۱۔

امیر عالم مظفر الدین ۴۱، ۱۰۵، ۱۷۳، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۱۳، ۲۶۴، ۲۶۵-
امین ؒ دیکھئے محمدؒ
امین الدین میکائیل ۱۱۴، ۲۶۵
اینانج (شجاع الدین امیر) ۴۸، ۲۶۵
اے جے آربری ۱
اے آر نکلسن ۱
ایوبؑ (حضرت) ۱۰، ۳۰۲، ۳۲۴

ب

بایزیدؒ بسطامی ۴۰، ۴۶، ۵۹، ۶۳، ۶۴، ۶۸، ۱۴۲، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۵۱، ۱۶۹، ۱۸۲، ۲۱۸، ۳۲۸-
بدر الدین کہرتاش ۲۶۴
بدیع الزماں فروزانفر ۱، ۲، ۶، ۲۶۴، ۲۶۹، ۲۷۱-
برہان الدین ۶۴
برصیصیعا ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲-
بلالؓ (حضرت) ۳۶۰، ۳۷۷
بلخی (حسین بلخی) ۱۲۶
بلقیس ۱۷، ۳۰۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۴، ۳۳۵
بہاؤ الدین (ولد) ۶
بہاؤ الدین محمد (سلطان ولد) ۲۴، ۳۹، ۸۲، ۱۰۷، ۱۲۲، ۱۲۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۱-
بہاؤ الدین ملک السواحل ۲۶۵
بہلول نیاش (ثعلبہ بن عبدالرحمان) ۳۶۰، ۳۶۱

پ

پروانہ بک ۔ دیکھئے امیر الغ قتلغ پروانہ بک
پیغامبرؐ ۔ دیکھئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ت

تاج الدین ۲۰۳، ۲۱۵، ۲۴۷، ۲۴۸
تاج الدین خسرو = (تاج الدین خراسانی) ۲۶۷
تاج الدین قاضی ۲۶۶
تاج الدین مقتز ۲۶۶

ث

ثعلبہ بن عبدالرحمان = (بہلول تیاش) ۳۶۰، ۳۶۱

ج

جابرؓ (حضرت) ۳۶۰
جالوت ۳۱۷
جالینوس ۲۱۳
جبرئیلؑ (حضرت) ۱۵۱، ۱۸۸، ۱۸۹، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۳۰۹، ۳۵۹، ۳۶۳۔
جمال الدین ۱۶، ۴۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۹۳، ۱۹۴
جلال الدین امام ۲۶۶
جلال الدین قراطاتی ۲۶۷
جلال الدین عارف چلپی فریدون ۲۶۶، ۲۶۹
جلال الدین محمد رومی۔ مولانا ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۱۰۷، ۱۴۶، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱۔
جنیدؒ (حضرت) ۴۰، ۵۳، ۵۹، ۶۴، ۶۸، ۷۹، ۱۱۲، ۱۲۸، ۱۴۲، ۱۴۶،

۱۴۷، ۱۴۹، ۱۵۱، ۱۵۴، ۱۶۹، ۱۷۱، ۱۸۲، ۲۱۸، ۲۳۱، ۲۳۴، ۲۴۴

چ

چلیپی ۱۴۶

ح

حاتم طائی ۸۲

حارثہ رض (حضرت) ۳۳۸، ۳۳۹

حبیب عجمی ۳۷۰، ۳۷۱

حسام الدین ۴۰، ۵۳، ۶۸، ۷۹، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۲، ۱۳۱، ۱۴۲، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۹، ۱۵۴، ۱۶۶، ۱۶۹، ۱۷۱، ۱۷۶، ۱۸۲، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۱۲، ۲۱۹، ۲۲۵، ۲۳۳، ۲۳۵، ۲۴۴۔

حسام الدین چلیپی ۳، ۱۲، ۵۹، ۱۴۶، ۲۴۴، ۲۶۴، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۷۰، ۲۷۱۔

حسام الدین امام ۲۶۷

حسن رض (حضرت) ۳۸۰

حسن رح بصری ۳۸۰

حسین رض (حضرت) ۳۸۰

حسین بن منصور حلاج ۳۲۸

حما ۴۰

حمید اللہ مستوفی ۲۶۵

حمزہ رض (حضرت) ۲۶۸، ۲۹۶، ۲۹۸، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲

حمید الدین ۱۲۷

حوا (حضرت) ۳۶۹

خ

خاتم الانبیاءؐ - دیکھئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
خاقانی شروانی ۷
خالد بن ولید رضؓ ۳۰۰
خدیجہ رضؓ ۲۴۱
خرم چاوش (خرم نجم الدین چاوش) ۳۵، ۲۶۷
خضرؑ ۳۲۹
خطاب ۳۲۳
خواجہ تاج الدین - دیکھئے تاج الدین خراسانی
خواجہ جہاں ۲۶۷
خواجہ عالم ،، ۱۳۸
خواجہ ذکی ۱۶۰
خواجہ علی ۱۰۶
خواجۂ کائنات دیکھئے محمدؐ
خیرؐ البشر دیکھئے محمدؐ

د

داؤدؑ (حضرت) ۷۴، ۷۸، ۱۰۹، ۱۳۳، ۱۶۲، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۸۰-، ۱۸۳،
۲۰۵، ۲۶۹، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۱۷، ۳۵۹
دقاقہ ۳۶۰

ذ

ذکی خواجہ - دیکھئے ذکی خواجہ ذکی
ذو النورین رضؓ دیکھئے حضرت عثمانؓ غنی

ر

رسول - ۲۰، ۴، ۶، ۷، ۱۱، ۱۵، ۱۸، ۲۶، ۲۹، ۳۳، ۳۸، ۴۲، ۴۴، ۴۷، ۵۴، ۶۸، ۷۴، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۵، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۸، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۵، ۱۱۹، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۳۰، ۱۳۴، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۴۳، ۱۴۸، ۱۵۰، ۱۴۰، ۱۴۲، ۱۴۴، ۱۷۱، ۱۷۳، ۱۷۶، ۱۸۲، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۹۱، ۱۹۴، ۱۹۷، ۲۰۴، ۲۰۸، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۳، ۲۲۹، ۲۳۲، ۲۳۴، ۲۳۷، ۲۴۰، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۹، ۲۶۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۹، ۲۸۱، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۵، ۳۱۳، ۳۱۵، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۸، ۳۳۷، ۳۳۶، ۳۳۵، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۳، ۳۴۱، ۳۴۰، ۳۵۹، ۳۵۸، ۳۵۲، ۳۵۱، ۳۵۰، ۳۴۹، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۷۱، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۵، ۳۸۶۔

رابعہ بصری (حضرت) ۱۰، ۲۹۹

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم - دیکھئے محمدؐ

رکن الدین ارسلان (امیر) دیکھئے ارسلان

روح اللہ - دیکھئے عیسٰی

روح القدس - ۶۲، ۱۰۰، ۱۶۵، ۲۳۹

رومی دیکھئے جلال الدین محمد رومی

ز

زکریاؑ (حضرت) ۲۵

س

سراج الدین امام ۲۶۷

سراج الدین ۶۷، ۲۰۵، ۲۰۶
سراج الدین مجاهد ۲۰
سرور مولوی صاحب ۹۵
سکندر ۳۲۹
سکندر زمان ۱۴۸
سعد الدین ۲۰۲
سلطان ۱۰، ۱۲، ۱۳، ۱۴
سلطان احمد ۲۴۸
سلطان الفقراء ۲۸
سلطان المشائخ ۱۰۷، ۱۰۸
سلطان عقل دیکھیے محمدؐ
سلطان محمد " ۱۷۸
سلطان ولد دیکھیے بہاءالدین محمد۔
سلیمانؑ (حضرت) ۳۰، ۳۲، ۷۴، ۸۲، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۸۲، ۲۸۳، ۳۰۵، ۳۰۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۸۳۔
سلمانؓ فارسی (حضرت) ۳۶۰، ۳۷۷۔
سیبویہ ۲۶۹
سیدؐ کونین ۔ دیکھیے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
سیف الدین (امیر) ۴۰، ۴۱، ۵۷، ۹۲، ۲۶۸
سنائی غزنوی ۷، ۳۷۸

ش

شبلی نعمانی (علامہ) ۱
شداد ۳۱۸

شرف الدین سید ۲۶۸
شرف الدین سید حمزہ ۲۶۸
شرف الدین لالائق سمرقندی ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۲۲، ۲۶۸
شفیعؐ المذنبین دیکھئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
شمس تبریزی ۱، ۲، ۵، ۶
شمس الدین ۱۶۷، ۱۸۰، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۴، ۲۶۸
شمس الدین خجندی ۱۵۸، ۲۶۸
شمس الدین یوتاش ۲۳۰، ۲۶۸
شمس الدین ماردینی ۱۶۵، ۱۶۶، ۲۶۸
شمس الدین محمد ۴۴، ۷۸، ۱۸۰
شہاب الدین ۶۰، ۲۶۸
شیر خدا دیکھئے علیؓ
شیریں ۳۶۹
شیثؑ (حضرت) ۳۲۴

ص

صادقؑ دیکھئے محمدؐ
صدرالدین ۱۵، ۱۳۵، ۱۴۳، ۱۴۹، ۱۵۲، ۱۵۸، ۱۹۹، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۳۴، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۶۸
صدر کبیر ۱۹۲
صدیقؓ دیکھئے ابوبکرؓ
صلاح الدین ۲۲، ۶۳، ۶۴، ۸۸
صلاح الدین زرکوب قونوی ۳، ۴، ۲۵۰، ۲۶۴، ۲۶۹، ۲۷۱
صلاح الدین ملطی ۲۲، ۲۶۹

صہیب رضؓ رومی (حضرت) ۳۷۷

ض

ضیاء الدین ۱۴۱، ۲۱۸، ۲۲۰
ضیاء الدین امیر ۱۴۱، ۲۶۹

ظ

ظہیر الدین امیر ۲۳، ۲۶۹

ع

عازم ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷
عالم خواجہ ۱۳۸
عبد الحکیم (خلیفہ) ۱
عبد الرشید تبسم ۱
عبد المطلب ۲۹۸، ۳۶۵، ۳۶۶
عبد اللہ ۳۶۵
عثمان رضؓ غنی ذوالنورین (حضرت) ۲۷۴
۳۳۶، ۳۵۱، ۳۶۳، ۳۷۵، ۳۷۷، ۳۸۰
عز الدین قاضی ۲۶۹
عزیٰ ۲۹۱
عزیز امیر ۷۴
عزیز (مصر) ۷۵
عطا نیشاپوری شیخ ۷

علاؤالدین ۴، ۶۷، ۱۲۲، ۲۶۵، ۲۶۸
علم الدین قیصر ۲۱۶، ۲۶۹
عمادالدین ۸۱، ۱۲۱
عمر رضؓ فاروق (حضرت) ۳۵، ۱۵۷، ۳۰۰، ۳۲۳، ۳۳۶، ۳۵۱، ۳۶۰، ۳۶۳، ۳۷۵، ۳۷۷، ۳۸۰۔
عمران ۲۹۰
علی رضؓ مرتضےٰ (حضرت) ۲۶، ۹۰، ۲۴۹، ۲۷۴، ۲۹۸، ۳۳۶، ۳۷۷، ۳۸۰۔
علی خواجہ دیکھئے خواجہ علی
عیلےٰؑ (حضرت) ۶۱، ۶۴، ۱۰۲
مسیح ۱۰۳، ۱۳۳، ۱۴۳، ۲۷۵، ۲۹۰، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۵۹، ۳۷۵، ۳۸۶۔

غ

غلام حسین امین ۲۰

ف

فاروق رضؓ ۔ دیکھئے عمر رضؓ
فاطمہ رضؓ (حضرت) ۲۶، ۱۰۷، ۲۴۱، ۲۴۹
فاطمہ خاتون ۴، ۱۰۷، ۱۶۵
فخرالدین ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۶۵، ۱۹۵، ۲۷۰
فخرالدین آقا علی ۲۷۰
فخرالدین ارسلان (ارسلاند) غمش ۱۶۵، ۲۷۰
فخرالدین بہرام شاہ ۲۶۹

فخر الدین یوسف ۱۹۵
فرعون ۷۳، ۲۷۰، ۲۹۰، ۳۱۸، ۳۷۲، ۳۸۸
فرهاد ۳۶۹
فریدوں سپہ سالار ۲۶۴، ۲۷۰
فریدوں ناخدیک ۲، ۵
فضیل ابن عیاض ۱۱۳
فروز الفر دیکھئے بدیع الزماں

ق

قاسمؑ ۳۵۳ دیکھئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
قوام الدین ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۷۰
قیس ۱۲۳

ک۔گ

کرّا خاتون قونوی ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۸
کرد الدین امیر محمد ۲۷۰
کریم الدین بکھرّ = (کریم الدین محمود ۱۰۰، ۲۷۰
کمال الدین ۴۳
کمال الدین امیر ۲۶۷
گہرتاش اخی دیکھئے اخی گہرتاش

گہر خاتون ۲۶۵

ل

لات ۲۸۱

لیث الدین ۱۶۱

لیلیٰ ۱۲۳، ۲۳۷

م

ماروت ۱۳۷، ۱۸۹

مبارک فریدوں ۲۱۴

مجاھد اللہ ۲۴۱

مجد الدین ۸۱، ۹۱، ۱۲۶

مجنوں ۲۳۷

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تسلیماً کثیراً کثیراً

محمد ۱۰۶، ۱۷۴، ۱۷۸

محمد باقر ڈاکٹر ۸

محمد بن حسین بلخی ۱۴۸

محمد رمضانی ۵

محمد ریاض ۸

محمود غزنوی ۴۸

مرتضیٰ ۔ دیکھئے علی رض

مریمؑ (حضرت) ۱۲۰، ۱۶۰، ۲۴۱

مستوفی الممالک جلال الدین رومی امیر قونیہ ۔ دیکھئے جلال الدین رومی

مسعود سعد سلمان ۷

مسیحؑ دیکھئے عیسیٰؑ
مصعبؓ (حضرت) ۳۰۰
مظفر الدین ۱۰۴، ۲۰۶
معین الدین پروانہ بک ۲۷۰
ملک خاتون ۲۶۴، ۲۶۸
موسیٰؑ (حضرت) ۲۴، ۳۲، ۴۴، ۴۵، ۵۴، ۷۳، ۱۳۰، ۲۷۵، ۲۸۱، ۲۹۰، ۳۲۴، ۳۷۷، ۳۸۴، ۳۸۵
مہدی آخر الزماں ۱۴۰
میکائیل ۲۸۹

ن

نبی آخر الزماں دیکھئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
نجم الدین (امیر) خرم چاوش ۱۰، ۱۲، ۱۳، ۳۵، ۲۶۷
نجم الدین سپہ سالار ۲۷۱
نور الدین ۷۸، ۲۷۱
نور الدین امیر جبریل = امیر کبیر
نظام الدین ۳۳، ۴۶، ۵۲، ۵۳، ۵۵، ۵۹، ۶۴، ۸۵، ۸۸، ۱۰۳، ۱۱۲، ۱۷۰، ۱۹۶، ۱۹۷، ۲۰۴، ۲۷۱، ۳۰۲، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۴
نظامی گنجوی ۷
نمرود ۳۱۸
نوحؑ (حضرت) ۵، ۵۲، ۱۳۱، ۱۳۸، ۱۵۸، ۲۲۲، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۴۔

و

وحشی ۲۹۶، ۲۹۸، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵۔

ھ

ھاروت ۱۳۷، ۱۸۹
ھارون ۱۲۰
ھشام ۳۳۱، ۳۳۲

ی

یاسین ۱۱۱
یوسفؑ (حضرت) ۳۴، ۳۵، ۷۵، ۸۲، ۱۳۹، ۱۹۹، ۲۳۹، ۲۸۱، ۲۸۵، ۳۳۰، ۳۴۲۔
یوسف جمشید پوری ۲
یعقوبؑ (حضرت) ۳۳۰

کتابیات

ارمغان حجاز ۵

بالِ جبریل ۸ ، ۳۲۷

تاریخ ابن بی بی ۲۶۴ ، ۲۶۵ ، ۲۶۶ ، ۲۶۷ ، ۲۶۹

تاریخ گزیدہ از حمد اللہ ۲۶۵

دلوان ۲ ، ۳

دیوانِ غزلیات ۲۶۵

دیوان کبیر (دیوان شمس تبریزی) ۱ ، ۳

خطبات رومی ۲ ، ۳ ، ۵ ، ۷ ، ۸

رباب نامہ ۲۶۵

رسالہ (کتاب فروشی زوار۔ تہران) ۶

رسالہ سپہ سالار ۲۶۴ ، ۲۶۸ ، ۲۷۰

رسالہ در تحقیق احوال و زندگانی مولانائے جلال الدین محمد

سوانح مولانا روم ۱

عرفان رومی ۱

فیہ مافیہ ۱ ، ۲ ، ۳ ، ۷ ، ۲۶۴ ، ۲۶۵ ، ۲۶۶ ، ۲۶۷ ، ۲۶۹

قرآن ۲ ، ۴ ، ۷ ، ۱۰ ، ۱۵ ، ۲۱ ، ۲۸ ، ۷۶ ، ۸۲ ، ۱۰۲ ، ۱۶۰ ، ۲۳۶ ، ۲۵۱ ، ۲۰۸ ، ۳۱۵ ، ۳۳۳ ، ۳۷۶۔

مثنوی شریف، رومی ۱، ۲، ۳، ۵
مثنوی مسافر ۸
مجالس سبعه ۵، ۶، ۷
سلسلة الاخبار ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۷۱
معارف ۲۶۵
مکتوبات وخطبات ۲، ۳، ۷، ۸
مکتوبات رومی ۲، ۳، ۷، ۸، ۹
ملفوظات رومی ۱
مناقب العارفین ۵، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰
ولدنامه ۲۶۵
(ابتدانامه)

اماکن

آبلستان ۱۱۶
احد ۳۰۰، ۳۰۲
ادارۂ ثقافت اسلامیہ لاہور ۱
اسلام آباد ۸
استنبول ۲، ۵، ۶
آفتاب ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۲۱، ۴۲
خورشید، سورج، الشمس ۵۱، ۶۵، ۶۶، ۷۹، ۸۱، ۸۴، ۹۴، ۱۰۶
۱۲۹، ۱۴۶، ۱۵۰، ۱۶۹، ۱۷۱، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۷، ۲۰۴، ۲۳۱، ۲۴۱، ۲۴۴، ۲۸۰
۲۸۵، ۲۸۸، ۲۸۹، ۳۳۰، ۳۳۲، ۳۴۹، ۳۵۴، ۳۶۵، ۳۷۰، ۳۸۱، ۳۸۲
۳۸۴، ۳۸۵۔
اقبال اکیڈمی ۸
اقبال اوپن یونیورسٹی ۸
انگورہ ۲۳۰
ایران ۱
بابل (چاہ بابل) ۱۸۹
باغ جناح۔ (کتب خانہ) ۷
بدر ۔ دیکھئے قمر

برصغیر ۱
بلخ ۳۲۰، ۳۲۹
بہشت دیکھئے جنت
بیت الحرام دیکھئے کعبہ
پاکستان ۱، ۸
پردیس ۳۸۵
پشاور یونیورسٹی ۶
پل صراط ۳۶۴
تہران ۲، ۵، ۶
ثبات پریس ۲
جنت ۲۸، ۶۶، ۶۹، ۱۰۵، ۱۵۲، ۲۳۹، ۳۳۸، ۳۴۹، ۳۵۳،
۳۵۴، ۳۶۲، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۹، ۳۷۳، ۳۷۹، ۳۸۵، ۳۸۷۔
جہنم دیکھئے دوزخ
چاند دیکھئے قمر
چین ۳۲۵، ۳۶۹
حنین ۲۰
حوض کوثر ۳۱۷
خراسان ۵۱، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۷۴، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۹۱
خورشید دیکھئے آفتاب
دارالسلام ۳۲۲، ۳۴۰
دوزخ ۲۸، ۱۲۹، ۲۳۹، ۳۳۸، ۳۴۷، ۳۴۹، ۳۵۴، ۳۶۰،
۳۶۲، ۳۷۳، ۳۷۶، ۳۸۵، ۳۸۷
روم ۲۰، ۲۶۷، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۳۲۵

رنگباز ۲۸۶
زهره ۳۲۳، ۳۴۳
سبا ۳۳۴
سدِّ سکندر ۱۱۹
سعید نو پریس (تہران) ۵
سورج دیکھئے آفتاب
سیواس ۱۶۷، ۲۶۵
شمس دیکھئے آفتاب
طور ۳۲۸
عراق ۵۱، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۷۴، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۹۱۔
عرب ۲۷۵، ۲۷۹، ۲۹۶
عجم ۲۷۵، ۲۷۹
قاف (کوہ) ۱۱۹، ۲۴۲، ۲۸۱
قمر۔ بدر۔ ماہ، ہلال، چاند۔ ۱۷، ۱۸، ۴۶، ۵۱، ۶۰، ۶۷، ۷۲، ۷۹، ۸۴، ۱۱۵، ۱۳۲، ۱۳۷، ۱۴۵، ۱۴۹، ۱۸۷، ۲۲۶، ۲۴۴، ۲۵۰، ۲۸۱، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۳۰۵، ۳۲۳، ۳۲۶، ۳۳۰، ۳۴۳، ۳۶۳۔
قوینہ ۱۱۷، ۲۶۷، ۲۷۰
قبلہ دیکھئے کعبہ
کرمان ۱۰۵
کعبہ۔ قبلہ۔ بیت الحرام۔ مسجد الحرام ۴۷، ۶۶، ۸۲، ۱۳۱، ۱۴۸، ۱۵۱، ۱۵۳، ۱۵۸، ۱۶۹، ۱۸۸، ۲۰۰، ۲۰۸، ۲۱۱، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۴۷، ۲۹۰، ۲۹۸، ۳۳۵، ۳۶۶، ۳۷۶
کنعان ۷۵

لاهور ۱، ۶، ۷
ماہ دیکھئے قمر
مدرسہ شمس الدین ماردینی ۱۶۶
مدرسہ قراارسلان ۱۵۸
مدرسہ قراحصار ۲۶۶
مدرسہ قراطائی ۱۶۵، ۱۶۶
مدینۃ الرسولؐ ۳۶۰
مسجد السلام دیکھئے کعبہ
مسجد النبیؐ ۳۰۲
مصر ۷۵، ۱۹۹
مکہ معظمہ ۲۹۰، ۳۰۲، ۳۱۹، ۳۶۰، ۳۶۵، ۳۶۶
ھلال دیکھئے قمر
ہند/ہندوستان ۱، ۴۸، ۳۶۹
یثرب ۳۶۰
یمن ۳۲۸

اصطلاحات

اسلام، ایمان، دین ۔ ۱۰، ۱۱، ۱۳، ۱۵، ۱۸، ۲۴، ۲۹، ۳۲، ۳۴، ۳۶، ۳۷، ۴۱، ۴۷، ۴۹، ۵۳، ۶۱، ۶۵، ۶۸، ۶۹، ۷۱، ۷۴، ۷۶، ۸۰، ۹۰، ۱۰۲، ۱۰۶، ۱۱۱، ۱۱۵، ۱۱۹، ۱۲۶، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۶، ۱۴۰، ۱۴۲، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۵۱، ۱۵۴، ۱۵۷، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۴، ۱۷۷، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۴، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۷، ۲۰۹، ۲۱۱، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۴، ۲۳۸، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۵، ۲۷۳، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۸۲، ۲۸۴، ۲۸۹، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۴، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۵، ۳۲۷، ۳۳۵، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۵۴، ۳۶۶، ۳۶۹، ۳۷۶، ۳۷۸، ۳۸۱، ۳۸۷، ۳۸۸۔

انسانیت ۳۱۴

بدعت ۱۱۹

بے خوری ۳۵۲

پرھیزگاری ۳۲۵

تقویٰ ۱۱، ۵۸، ۱۳۵، ۱۳۶

زھد ۱۴۸، ۲۳۱، ۲۷۵، ۳۰۶

زاھدی ۱۴۲، ۳۲۳، ۳۲۵، ۳۴۳، ۳۴۱

توحید ۷۲، ۳۱۷، ۳۵۲، ۳۶۴، ۳۷۹

توکل، قناعت ۲۰، ۲۱، ۷۰، ۷۳، ۷۴، ۸۷، ۱۳۵، ۱۹۳، ۲۲۶، ۳۴۱ -
خودی ۵، ۱۹۸، ۳۰۴، ۳۴۰
رندی ۱۰۱
زهد دیکھئے تقویٰ
رهبانیت ۱۲۸
شرک ۳۲۴
شریعت ۱۱۹، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۷۲، ۳۷۹ -
طریقت ۶۶، ۳۲۳، ۳۷۲
عبودیت ۱۰۴
عرفان/معرفت ۱، ۱۳۵، ۳۳۹، ۳۷۹، ۳۸۰،
فقر/درویشی ۵، ۸۲، ۱۲۴، ۱۲۶، ۱۲۸
کفر/گمراهی ۳۰، ۸۳، ۱۳۹
کفرش ۱۴۷، ۲۴۲، ۲۴۹، ۲۹۵، ۳۰۴، ۳۱۶، ۳۲۴، ۳۵۴، ۳۷۴، ۳۷۸، ۳۸۱، ۳۸۲ -
للّٰہیت ۷۶
مسلمان ۳۶۸
نفاق ۲۴۲، ۳۷۳
وحدانیت ۳۶۲ -

قبانی